اکسٹھ اولیائے کاملین کی عرفانی تعلیمات

جدید

تذکرۂ اولیاء

عرفانِ الٰہی

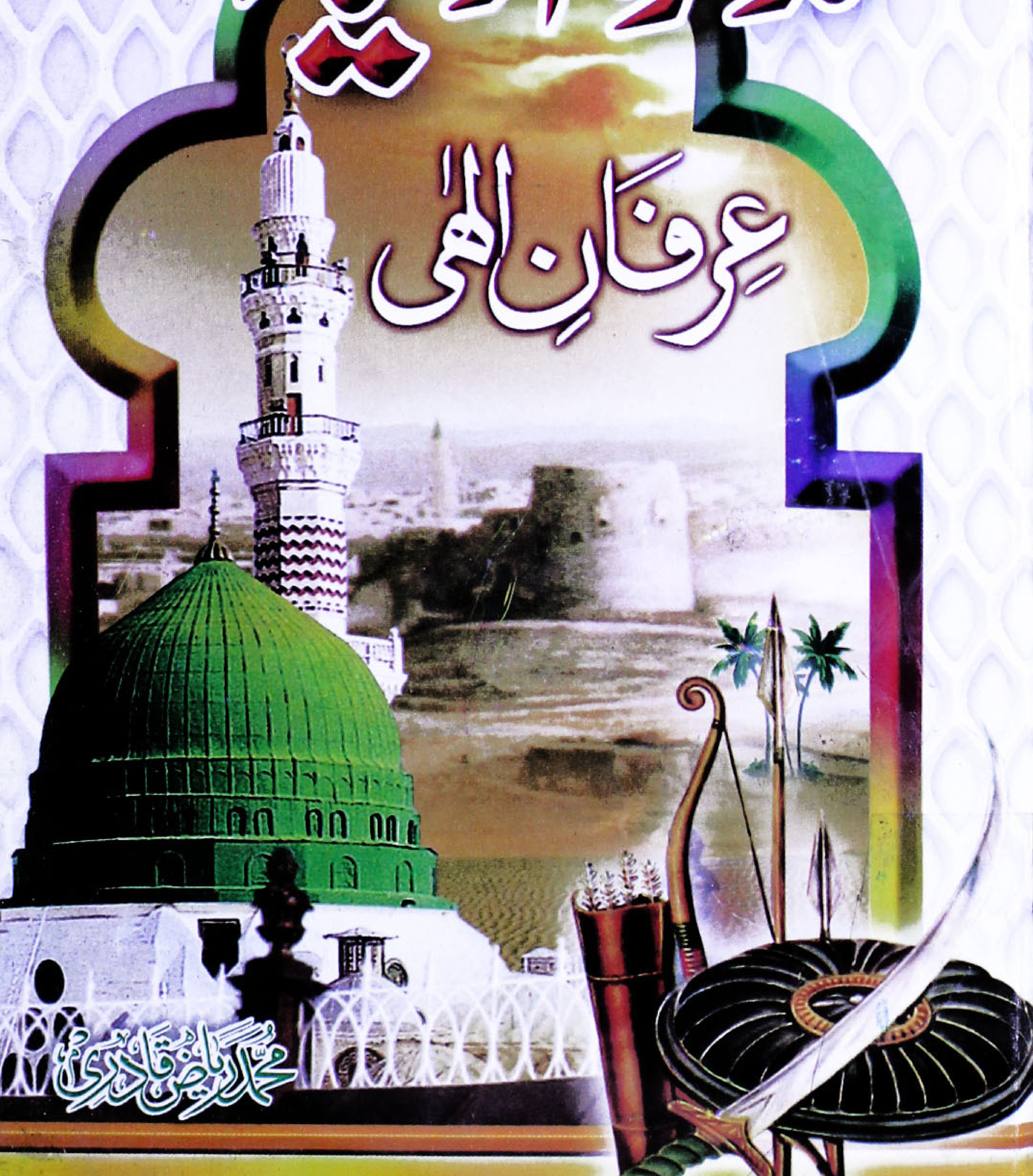

محمد ریاض قادری

عباسی پبلیکیشنز گوجرانوالہ

Marfat.com

اکسٹھ اولیائے کاملین کی عرفانی تعلیمات

1240

تذکرۂ اولیاء
جدید

عرفانِ الٰہی

مؤلف: محمد ریاض قادری

عباسی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۵۹، گوجرانوالہ پاکستان

Marfat.com

"جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں"

83796

نام کتاب:.......... جدید تذکرہ اولیاء (عرفان الٰہی)

مولف:........ محمد ریاض قادری

اشاعت اول:.......... مارچ 2004ء

تعداد:.............. 1100

پرنٹرز:.......... زاہد بشیر پرنٹرز

ناشر:......... عباسی پبلیکیشنز درگاہ معلیٰ غوث العصر

بازار خراداں گوجرانوالہ

ISBN 969-8510-25-7

قیمت:..............

ملنے کا پتہ

☆ پرگریسو بکس 6 یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

فون نمبر: 7352795

☆ ملت پبلی کیشنز۔ فیصل مسجد اسلام آباد۔ فون نمبر 2254111

☆ اسلام بک ڈپو 12۔ گنج بخش روڈ لاہور

☆ احمد بک کارپوریشن کمیٹی چوک راولپنڈی

Marfat.com

بنام

امیر العصر

حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادری

رحمتہ اللہ علیہ

(درگاہ معلیٰ غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ)

گوجرانوالہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم ہ

لائق حمد وثنا رب الرحمٰن وحدہ لاشریک مطلق و بسیط واجب الوجود استحقاقِ درود وسلام دنیائے تخلیق کی اصل الاصول جناب مقام المحمود حضرت ام لکتاب عقل کُل ختم الرُسل سیّد کونین نور مجسم ﷺ اور آپ کی اولاد اور آل اطہار اور اہل بیت کرام کے لئے۔ بعد حمد وصلواتہ کتاب عرفانِ الٰہی چنداں کسی تعارف کی محتاج تو نہ تھی مگر قارئین کے لئے کتاب ہذا کی افادیت و جحیتِ تالیفات کے پیش نظر چند تعارفی سطور ہدیہ ناظرین ہیں۔ کتاب ہذا وارفتگانِ سلوک کے لئے مینار نور وہدایت اور راہیان منزلِ شوق کے لئے خضر راہ کا کام دے گی انشاالله۔ بلکہ انّ اللہ شاءَ کذالکـ۔ زیرِنظر کتاب عرفان الٰہی میں اکسٹھ اولیائے کرام کی سیّر دعبر مندرج ہیں۔ایسے رجال اللہ سراپا عرفان ہوا کرتے ہیں جو انفس و آفاق سے بالاتر اور لامتناہی غیرفانی روحانی قوت سے حرمِ بقا میں ہمہ وقت مصروف برضائے الٰہی رہتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں اہل اللہ کے مقام کی پہچان ہی دراصل عرفانِ الٰہی سے عبارت ہے۔ بقول مولانا روم ؎

نیک بیں باشی اگر اہل دلی
نور حق ظاہر بود اندر ولی

(اگر آپ اہل دل ہیں تو ذوق اور اخلاص کی نگاہ سے اولیاء اللہ کی زیارت کرو کیونکہ حقیقتِ ولایت میں اللہ کا نور ظاہر ہوتا ہے)

اولیاءِ کرام عبادالرحمٰن کا وجود بقائے کائنات کے ئے بنیاد ہے۔ جس دن عارفانِ حق شناس اس دنیا سے مکمل طور پر اٹھ جائیں گے تو اگلے روز ہی یقیناً قیامت کا دن ہو گا۔ ارشادِ مصطفیٰ ﷺ کے تناظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے۔ لاتقُومُ الساعۃُ حَتّٰی یُقالَ الله الله۔ جب اللہ کے نمائندے چل بسیں گے تو دنیا اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گی۔ اور کتاب ہذا اکسٹھ اولیائے

Marfat.com

کاملین کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ ۱+۶=۷ اکسٹھ کا تکسیری عدد بنتا ہے۔ گویا زیر نظر کتاب کا مطالعہ زمین و آسمان کی سیر و سیاحت کے علاوہ داخلی و خارجی حقائق معلوم کرنے کا سرچشمہ ہو گا۔ کتاب میں مذکور اجزا یقیناً صالح اور صحت مند ہیں۔ میں نے کتاب پر غور سے اعادہ نظر کیا۔ الحمدللہ من کلی الوجود اغلاط سے پاک پایا کیونکہ مولف کتاب ایک زیرک بالغ نظر ماہر کتابیات اور جدید علوم میں مسلّمہ حیثیت رکھتے ہیں اور پھر ارزانی نظر شیخ نے صبغۃ اللہ کی پکی تہیں لگا کر ایک روحانی اور دلچسپ شخصیت بنا دیا ہے۔ میری مراد جناب محمد ریاض قادری صاحب ہیں۔ اللہ کرے ذوق جنوں اور بھی غالب ہو۔

سیّد امیر محمد شاہ قادری نقوی البخاری

۱۸ اپریل ۲۰۰۳ء

Marfat.com

پیش لفظ

آقائے دو جہاں سید المرسلین خاتم النبیین' صاحب لولاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو دین لے کر آئے اس کی بنیاد سراسر روحانیت پر ہے۔ اسی کا نام تصوف ہے۔ یہ روحِ دین، جان عشق الٰہی کا قبلہ و کعبہ اور حقیقت میں احسان ہے اور حدیث قدسی تخلقو باخلاق اللہ کی عملی تفسیر و تعبیر ہے۔ سرورِ کائنات ﷺ کے دست قدسی پر جو بھی ایمان لاتا تھا آپ کی ایک نگاہ اس کو مرتبہ احسان پر پہنچا دیتی تھی۔ اسی لئے تو بزرگ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی ولی اللہ صحابہ کرامؓ کی شان کے ادنیٰ مقام کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ بلا شک و شبہ تصوف کی ابتداء تو سرورِ کونین کی ذات اقدس سے ہو چکی تھی۔ اگرچہ لفظ ''تصوف'' ابھی وجود میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ ہی اسلام کے اس روحانی اور باطنی نظام کے منبع و سرچشمہ ہیں اور تمام اولیاء اللہ آپ ہی کی مشکوٰۃ الانوار سے نور و حضور حاصل کرتے ہیں۔ جو بھی ولی مرتبہ ولایت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا دربارِ رسالت ﷺ ہی سے ہوا اور یہ سلسلہ لا متناہی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ تصوف کا ضابطہ اور قانون تو دیرینہ ہے یہ کوئی نئی چیز اسلام میں داخل نہیں ہوئی۔ تمام انبیاء و مرسلین و صدیقین کا اس پر عمل رہا ہے۔ اس ضمن میں نورِ مجسم ﷺ کا ارشاد ہے: ''تاریخ انسانی میں کبھی بھی زمانہ سات اہل حق سے خالی نہیں رہا۔'' شیخ اکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ دنیا ہفت اقلیم میں منقسم ہے اور ہر ایک اقلیم پر ایک ابدال اس کی نگرانی کے لئے مقرر ہے شاید یہ اشارہ حضور نبی اکرم ﷺ کی اسی حدیث کی ترجمانی کر رہا ہے۔ یہ بات بھی اہل مغرب اور اغیار پر واضح ہونی چاہئے کہ تصوف اسلام کسی اور مذہب' نظریہ یا فلسفہ کا مرہون منت نہیں ہے۔ اس میں قطعاً کوئی ملاوٹی عنصر نہیں۔ بلکہ دیگر ادیان کی تمام اخلاقی قدروں کا سرچشمہ بھی دینِ اسلام ہی ہے۔

یاد رہے تصوف اسلام سب سے پہلے مادہ پرستی کی تنقیص کرتا ہے اور پوری انسانیت کو درس توحید اور محبت کا پیغام دیتا ہے۔ ابن عربی فرماتے ہیں چونکہ پیغمبر اسلام ﷺ محبوب ذات کبریا ہیں اس لئے اسلام نے درس ہی محبت اور بھائی چارے کا دیا ہے۔ جب جبرائیلؑ نے تمام روئے زمین کے خزانوں کی چابیاں حضور نبی اکرم ﷺ کو پیش کیں اور عرض کیا کہ رب ذوالجلال فرماتے ہیں کہ ان خزانوں کو اپنے استعمال میں

Marfat.com

لائیے اس سے آپ کے مقام نبوت و رسالت کی سطوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں چاہتا ہوں ایک دن سیر ہو کر کھاؤں اور دوسرے دن بھوکا رہوں۔

حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی جو جماعت تیار فرمائی وہ ہر اعتبار سے تربیت یافتہ تھی انہوں نے اپنے قول و فعل اور بلند اخلاقیات سے اسلام کی روشنی دور دور تک پھیلائی۔ یہی کارنامے بعد میں صوفیائے کرام نے انجام دیئے اور دے رہے ہیں۔ داتا گنج بخشؒ کشف المحجوب میں ولایت اور ولی کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے برہان نبوی کو اولیائے کرام کے ذریعہ باقی رکھا ہے یہی نفوس قدسیہ اس کے اظہار کا سبب ہیں تاکہ خداوند تعالیٰ کی نشانیاں اور سید المرسلین ﷺ کی سچی محبت ظاہر ہوتی رہے اور ان کو خدا کی کائنات کا والی بنا دیا اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ اہل مغرب اسلام میں اگر کسی مخصوص طبقہ سے خائف ہیں تو وہ اولیاء کی مقدس جماعت ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ عالم اسلام پر جب بھی سخت سے سخت وقت آیا تو صوفیائے کرام چٹان بن کر طاغوتی طوفانوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور تاریخ کا رُخ موڑ دیا۔ تاریخ گواہ ہے کہ بڑی بڑی طاغوتی طاقتوں اور وسیع سلطنتوں نے جب ظلم و استبداد کا راستہ اختیار کیا۔ بالآخر ہمیشہ کے لئے حرفِ غلط کی طرح مٹ گئیں اور تاریخ میں عبرت کا نشان چھوڑ کر معدوم ہو گئیں۔ مغرب کے ایک پروفیسر ایچ۔ اے۔ آر گب اپنے ایک لیکچر میں کہتے ہیں: ''تاریخ اسلام میں بارہا ایسے مواقع نظر آئے جس میں اسلام کے کلچر کو مٹانے کی بہت کوششیں کی گئیں لیکن وہ مغلوب نہ ہو سکا کیونکہ ٹھیک اسی دم صوفیا کا گروہ اس کی مدد کو آ جاتا اور اپنے انداز فکر سے اس تن بیمار میں اتنی قوت اور توانائی بخش دیتا تھا کہ ساری طاقتیں اس کے سامنے عاجز آ جاتی تھیں۔'' ہالینڈ کے ایک سکالر لو۔ کے گارڈ نے کہا: ''گو اسلام کا سیاسی زوال تو کئی بار ہوا لیکن روحانی اسلام میں ترقی کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری رہا۔'' کبھی کبھی اہل مغرب یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دے دیتے ہیں کہ تصوف اسلام تو پرانی باتیں ہیں یا زیادہ سے زیادہ قرون وسطیٰ تک صوفیاء کرام نظر آتے رہے۔ اب ان کا کوئی وجود نہیں۔ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اسلام کا یہ روحانی نظام ازلی اور ابدی ہے جس کو زوال نہیں۔ مادیت جب مادیت سے ٹکرائے گی۔ نتیجہ تباہی و بربادی کی صورت میں سامنے آئے گا' روحانیت کی نگاہ میں جو آئے گا فلاح پائے گا۔

Marfat.com

عبادت ریاضت کرتے ہوئے واصل باللہ ہوگا یہاں مادہ پرستی یا دہشت گردی کا کیا کام!

تصوف اور صوفی کی تعریف میں بڑے بڑے اولو العزم بزرگوں نے وضاحت فرمائی ہے۔ ان کے ارشادات کتابوں میں موجود ہیں جن کے مطالعہ سے یہ بات قطعی طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ صوفیاء کا اصل مطلوب و مقصود رضائے الٰہی ہے۔ ان کا مرنا' جینا' ان کی فکر' عبادت و ریاضت صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ فنا و بقاء' تفرید و تجرید کی منازل طے کر کے ماسوائے حق سے بالکل جدا اور بیگانہ ہو جاتے ہیں اور بالآخر واصل باللہ۔ اسی لئے بزرگ فرماتے ہیں کہ درویش بحر توحید میں تنے واحد ہے۔ ان کے وجود نور کی قندیلیں ہیں۔ وہ خود بھید کے اندر چھپے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ان کی پہچان بھی کوئی آسان کام نہیں۔ یہی گروہ ہے جس نے حجت نبوی قائم کر رکھی ہے۔

یہ کائنات ربِ جلیل کا گلشن ہے یہاں ہر قسم ہر نوع کی نباتات موجود ہے۔ ہر قسم کا رنگ و بو وضع قطع ان میں موجود ہے۔ ابتداء ہی میں جہاں صوفیاء کرام اپنے فرائض انجام دیتے رہے وہاں ان کے متوازی پیشہ ور نام نہاد صوفیاء بھی اپنا وجود منواتے رہے۔ فی زمانہ تو ان خود ساختہ پیروں نے ہر گلی ہر کوچہ ہر موڑ پر اپنی دوکانیں کھول رکھی ہیں۔ یہ شعبدہ باز شریعتِ محمدی ﷺ سے بالکل آزاد ہیں اور اپنے مریدوں کو نماز' روزہ' تلاوتِ قرآن پاک اور دیگر شرعی امور سے یکسر فارغ کر دیتے ہیں۔ تعویذ فوراً دیتے ہیں اور خوابوں کے ذریعہ سادہ لوح عوام کو گمراہ کرتے رہتے ہیں اور ان کو روحانیت کے بلند مقامات عطا کرنے کا لالچ دے کر لوٹ کھسوٹ کا نشانہ بناتے ہیں۔ تاثر یہ دیتے ہیں کہ پیر کی موجودگی میں آپ کو عبادت و بندگی کی کیا ضرورت' بندگانِ خدا کو خدا کے ساتھ ملانے کی بجائے اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ یہ لوگ شریعتِ مطاہرہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور اولیائے کاملین کے نام کو بدنام کرتے ہیں۔ تصوفِ اسلام کی عظمت کو داغ دار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بزرگ فرماتے ہیں ایسے پیر جب دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو چکے ہوتے ہیں جس کی انہیں خبر تک نہیں ہوتی۔ بزرگانِ دین نے ان کے لئے بڑے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ لوگ ملتِ اسلامیہ کے راہزن اور دجال ہیں اور شیطان کے پیروکار' لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض اوقات اچھا تعلیم یافتہ طبقہ بھی ان عاملوں اور خود ساختہ پیشہ ور پیروں کے جال میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اغیار ان لوگوں کے طریق کار ہی کو تصوفِ اسلام سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کی

Marfat.com

تالیف کا بڑا سبب یہی تھا کہ عوام الناس کو روح تصوفِ اسلام سے آگاہی اور آشنائی حاصل ہو۔

اولیائے کرام کی تخلیقات کا مطالعہ عین سعادت ہے۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی اپنے مکتوبات میں اپنے ایک مرید کو ہدایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کتب سلوک کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ہر روز کتب سلوک کا مطالعہ اپنے اوپر لازمی سمجھو اور انہیں اپنا سلوکِ راہ سمجھو کیونکہ کتابیں چراغ کا کام دیتی ہیں اور چراغ کے بغیر نور نہیں اور نور کے بغیر حضور ناممکن ہے۔ کیونکہ جو جہل ہے وہ حجاب ہے پس علم کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے اذکار کے فوائد بھی بے شمار ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی کا ذکر دلیل محبت ہے اور محبت محبّ کو محبوب تک پہنچا دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ محبوبان بارگاہ قدوس کا ذکر بھی باعث تقرب الی اللہ ہے۔ ان کا ذکر موجب نزول رحمت باری تعالیٰ ہے۔ حضرت بوعلی دقاق علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ مقبولانِ بارگاہ کا محض ذکر سننا بھی اگرچہ اس پر عمل نہ ہو سکے فائدے سے خالی نہیں۔ اگر مرد طالب حق ہوگا تو اس ذکر سے اس کی ہمت بلند ہوگی اور طلب مزید بڑھے گی اور اگر اس میں تکبر ہوگا تو ٹوٹ جائے گا۔ بزرگ فرماتے ہیں افضل ترین عبادت اور موثر ترین اطاعت محبت اہل کمال و مجالست مقربان بارگاہ ذوالجلال ہی ہے۔ مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حضور میں ایک گھڑی بیٹھنا سو سالہ عبادت بے ریا سے بہتر ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے جس کو بزرگوں کی صحبت و مجالست میسر نہ ہو وہ ان کے ملفوظات و تعلیمات کا مطالعہ کرتا رہے۔ یہ فعل اس کا نعم البدل ہوگا۔

حقائق و معارف سے لبریز پیش نظر کتاب میں اکسٹھ اولیائے کاملین کو شامل کیا گیا ہے جن میں سے کچھ متقدمین ہیں جن کے اسماء گرامی سے عوام الناس واقف ہیں۔ باقی اکثریت ان مشائخ کی ہے جن کا تعلق اس خطہ پاک و ہند سے رہا ہے اس میں کسی ایک سلسلہ طریقت کی تخصیص نہیں رکھی گئی خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ' قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ' شاذلیہ اور فردوسیہ کے مشائخ کرام شامل ہیں۔ مگر قارئین کرام یہ نہ سمجھیں کہ جن کے اسماء اس کتاب میں شامل نہیں ہو سکے وہ کامل نہیں تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پر مواد دست یاب نہیں ہو سکا۔ کتب خانوں کی طرف رجوع کریں تو معلوم ہوگا ان کی کیا حالت ہے۔ لوگوں کے ذاتی کتب خانوں تک ہماری رسائی نہیں۔ علاوہ ازیں تصوف کی بعض

Marfat.com

ضخیم کتابوں میں بزرگان دین کے سوانحی خاکے' تذکرے' کرامات اور دیگر معلومات مل جاتی ہیں مگر ان کی تعلیمات اور ملفوظات بہت کم ملتی ہیں۔ بعض تذکروں میں تو اس روشن ترین پہلو کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ان کی مجالس سے بھی نکات اٹھانا کوئی آسان کام نہیں۔

ان اولیائے کاملین میں سے کسی ایک ہستی کو لے لیجئے۔ اس پر چند صفحات یا چند سطریں لکھنا تو کیا انسائیکلو پیڈیا بھی لکھا جا سکتا ہے تب بھی اس کی باتیں ختم نہ ہوں گی کیونکہ روشن ضمیر ولی کا قلبی تعلق تو ایک بحر بے کنار سے ہے۔ ان کی گفتگو یا تعلیمات قالی نہیں حالی ہوتی ہیں اور حال کی کوئی گہرائی ہے نہ کنارہ اور یہ کہ ہر ولی کی ایک منفرد شان ہے۔ اس لئے اس کے ملفوظات و تعلیمات کا ایک الگ اور جداگانہ رنگ ہوتا ہے۔

اس کائنات میں جتنے ذی روح موجود ہیں حق تعالیٰ تک رسائی کے اتنے ہی راستے ہیں اور حق تعالیٰ کی ہر آن ایک نئی شان ہے۔ لہٰذا کتاب مرتب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ ان بزرگانِ دین کی تعلیمات کے صرف چیدہ چیدہ نکات اٹھائے جائیں اور ان کو عام فہم انداز میں عوام الناس کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ خاص و عام قلیل وقت میں تصوف اسلام کی روح سے آگاہی حاصل کریں۔ اس میں بعض مشائخ کا فلسفہ تصوف یا انتہائی ناقابل فہم ملفوظات جن کا تعلق علم الحقائق سے ہے شامل نہیں کئے گئے۔ برخلاف اس کے ان کی عملی زندگی زمانہ تعلیم و تربیت اور بعد میں تلقین و ارشاد کے ضمن میں جو کچھ تصنیف و تالیف میں آیا اسی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں ان کے ملفوظات' مکتوبات' نظم اور نثری تخلیقات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ چونکہ بزرگوں کی زبان سے نکلے الفاظ اپنی ایک معنوی اہمیت رکھتے ہیں اس لئے کوشش کی گئی ہے وہی الفاظ استعمال ہوں ان میں اپنی طرف سے کوئی ادبی رنگ نہ بھرا جائے جس سے ان کی افادیت متاثر ہوتی ہے اور پھر یہ کہ تصوف کوئی افسانہ' ڈرامہ یا سفر نامہ نہیں کہ چار پائی پر لیٹے لیٹے وقت گزاری کے لئے پڑھتے چلے جائیں۔ اس موضوع کا تعلق تو باطنی سربلندیوں سے ہے۔ اسلئے بزرگوں نے ان کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے لئے کچھ ضابطے مقرر کئے ہیں۔ فرماتے ہیں ان کو پڑھتے وقت باوضو ہونا چاہئے۔ بے ادبی سے لیٹا ہوا نہ ہو۔ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملفوظات پڑھتے وقت صاحب ملفوظات کی روح کی جانب متوجہ رہنا چاہئے اور طبیعت کو قبولیت فیضان کے لئے چوکس رہنا چاہئے۔

Marfat.com

ان کا قال حال ہوتا ہے جب قاری ان کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوگا تو وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔

کتاب میں بزرگوں کی تعلیمات کے نکات کو کسی مخصوص ترتیب سے نہیں لکھا گیا۔ کیونکہ پوری کتاب میں ایک ہی ترتیب کی قید سے قارئین کرام میں بوریت واقع ہو سکتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایک ہی اصطلاح یا نقطہ نظر کی تکرار سے بھی کسی حد تک گریز کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کسی بھی بزرگ ہستی کی تعلیمات کے منفرد اور بنیادی نکات سے چند منٹوں میں آگاہی حاصل کر لیں۔ کتاب میں کہیں کہیں واقعاتی انداز میں تصوف کے رموز و اسرار ضرور ملیں گے جن سے بزرگوں کی روحانی اور باطنی سربلندیوں کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

کتاب کی ترتیب قطعی طور پر زمانی نہیں ہے بلکہ زمانی ترتیب کے ساتھ ساتھ سلاسل طریقت کو یک جا کیا گیا ہے اور پھر ہر سلسلے کے بزرگوں کو سالہائے حیات کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ مختلف سلسلوں سے وابستہ پیروکار اپنے اپنے سلسلے کے صوفیاء کو باآسانی منتخب کر کے پڑھ سکیں۔ بزرگوں میں متقدمین، متوسطین اور متاخرین اور زمانہ حال کی برگزیدہ ہستیاں شامل ہیں۔

کتاب کی تیاری میں جو بھی مصدقہ اور معتبر ماخذ دستیاب تھے ان کو پوری دیانت داری اور ذمہ داری سے استعمال کیا گیا ہے۔ اگر پھر بھی کہیں لغزش یا غلطی نظر آئے تو تمام اغلاط من مؤلف کی طرف کھلے دل سے منسوب کیجئے۔ اگر قارئین کرام اور علماء ان کی نشان دہی کر دیں تو اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکتی ہے۔ استعمال کئے گئے تمام ماخذ کی مکمل فہرست کتاب ہذا کے آخر میں منسلک ہے۔ ان میں انگریزی اور اردو کے تمام ماخذ ہر بزرگ کے نام کے ساتھ منفرد انداز میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

سب سے پہلے میں اپنے سلسلہ عباسی قادری کے مشائخ کا شکر گزار ہوں جن کی نگاہ کرم اور قوتِ تصرف سے یہ پر تقصیر مولف کتاب ہذا کی تالیف میں کامیاب ہوا۔ ورنہ من انم کہ من دانم۔ اپنی کم علمی، بے سرو سامانی، عربی و فارسی سے ناشناسی اور راہِ طریقت کا ایک نو وارد اور نو آموز طالب علم مسافر اپنے ان اوصاف کے پیش نظر تصوف پر کیا لکھ سکتا ہے۔ سب سے زیادہ میں جناب صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی سجادہ نشین درگاہ معلیٰ غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری کا مشکور ہوں جو میرے تصنیف و

Marfat.com

تالیف کے کام میں فیضان کا ذریعہ ہیں اور قدم بقدم میری رہنمائی کر رہے ہیں اور اس باطنی علم کے وہ نکات جو میری فہم و ادراک سے بہت دور ہیں بڑی شفقت سے وضاحت فرماتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد میں سید امیر محمد قادری نقوی کا مشکور ہوں جنہوں نے مسودہ پر نظر ثانی فرمائی۔ اس کے علاوہ میں خصوصاً ان مصنفین و مولفین کا شکرگزار ہوں جن کی تخلیقات سے میں نے استفادہ کیا۔ یقینِ کامل ہے کہ کتاب ہذا عاشقانِ اولیاء، وابستگان سلاسل، صوفیائے کرام، عوام الناس اور خصوصاً معاندین تصوف کے لئے کارآمد ثابت ہو گی۔

۳۱ جنوری ۲۰۰۳ء

سگ درگاہ مُعلیٰ غوث العصر
حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادری (گوجرانوالہ)
محمد ریاض قادری

Marfat.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
3	پیشِ لفظ	
15	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	1
23	حضرت امام حسنؓ	2
29	حضرت امام جعفر صادقؒ	3
34	خواجہ اویس قرنیؒ	4
36	خواجہ حسن بصریؒ	5
42	حضرت ابراہیم بن ادہمؒ	6
47	حضرت رابعہ بصریہؒ	7
52	یحیٰی بن معاذ رازیؒ	8
60	حضرت بایزید بسطامیؒ	9
66	حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ	10
78	حسین بن منصور حلاجؒ	11
88	حضرت داتا گنج بخشؒ	12
95	حجۃ الاسلام امام غزالیؒ	13
102	مولانا جلال الدین رومیؒ	14
116	شہاب الدین سہروردیؒ	15
126	بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ	16
128	مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ	17
134	ابن عطاء اللہ سکندریؒ	18

Marfat.com

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
152	شرف الدین یحییٰ منیریؒ	19
158	غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ	20
167	شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ	21
189	امام عبدالوہاب شعرانیؒ	22
196	شاہ کمال قادری کیتھلیؒ	23
204	شاہ سکندر قادری کیتھلیؒ	24
208	حضرت میاں میر صاحب لاہوریؒ	25
210	حضرت محمد نوشہ گنج بخشؒ	26
215	سلطان باھوؒ	27
227	شاہ محمد غوث لاہوریؒ	28
233	سیّد محمد فاضل الدین گیلانی بٹالویؒ	29
238	سائیں بلھے شاہ	30
242	امام احمد رضا خان بریلویؒ	31
247	علامہ محمد اقبالؒ	32
254	خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ	33
266	خواجہ باقی باللہؒ	34
283	امام ربانی مجدد الف ثانیؒ	35
295	شیخ ابوالرضا محمدؒ	36
304	شاہ عبدالرحیمؒ	37
314	شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	38

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
39	میاں شیر محمد شرقپوریؒ	322
40	سیّد جماعت علی شاہؒ	325
41	خواجہ معین الدین چشتیؒ	331
42	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ	333
43	خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	336
44	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ	341
45	شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ	346
46	سیّد محمد بندہ نواز گیسو درازؒ	351
47	شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ	354
48	شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ	360
49	خواجہ نور محمد مہارویؒ	369
50	خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ	375
51	خواجہ شمس الدین سیالویؒ	381
52	غوث علی شاہ قلندرؒ	385
53	خواجہ غلام فریدؒ	392
54	سیّد پیر مہر علی شاہ صاحبؒ	399
55	سیّد محمد ذوقیؒ	405
56	فخر اسخیاء سخی احمد یار عباسی قادریؒ	413
57	غوث العصر خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ	414
58	سلطان العصر خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ	416

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
59	مخدوم العصر خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ	418
60	امیر العصر خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ	
61	صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی	
	کتابیات	

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

1

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (وصال 661ء)

1- کارخانہ قدرت میں فکر بھی عبادت ہے۔

2- شکر نعمت حصول نعمت کا باعث ہے اور ناشکری حصول زحمت کا باعث ہے۔

3- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات سے ہے۔

4- عقلمند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔

5- گناہوں پر نادم ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔

6- عقل مند ہمیشہ غم و فکر میں مبتلا رہتا ہے۔

7- فاسق کی برائی بیان کرنا غیبت نہیں۔

8- علم بے عمل ایک آزار ہے اور عمل بغیر اخلاص بے کار ہے۔

9- تنگدستی جسے لوگ معیوب سمجھتے ہیں اس مال داری سے اچھی ہے جس سے انسان گناہوں اور خرابی میں مبتلا ہو کر ذلیل و رسوا ہو۔

10- عقلمند اگر خاموش رہے تو قدرت الٰہی میں فکر کرتا ہے اور جب نگاہ اٹھا کر دیکھتا ہے تو عبرت حاصل کرتا ہے۔

11- بے قراری کچھ تقدیر الٰہی کو نہیں مٹاتی مگر اجر و ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

12- دنیا ایک مردار ہے، جو لوگ آپس میں اس کی بدولت بھائی بند بنتے ہیں ان کی بھائی بندی بھی اس کے لالچ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے مانع نہیں ہوتی۔

13- اگر تو کسی پر احسان کرے تو اسے مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی اور احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔

14- غیبت کا سننے والا غیبت کرنے والوں میں داخل اور برے کام پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔

15- احمق کی عقل اس کی زبان کے پیچھے ہوتی ہے اور عقل مند کی زبان اس کی عقل

Marfat.com

کے پیچھے ہوتی ہے۔

16- خدا تعالیٰ کی اطاعت اپنی جان پر جبر کرنے کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

17- آدمی کی عقل اس کے کام کی خوبی سے اور شرافت اس کے افعال کی عمدگی سے ظاہر ہوتی ہے۔

18- دولت مندی کی مستی سے خدا کی پناہ مانگو۔ یہ ایک لمبی مستی ہے کہ اس سے بہت دیر سے ہوش آتی ہے۔

19- جب تک کہ نحوست کا مزہ نہ چکھے سعادت کی لذت محسوس نہیں ہوسکتی۔

20- اپنی جان پر حد سے زیادہ سختی بھی نہ کر ایسا نہ ہو کہ تو ہمت ہار کر بیٹھ جائے۔

21- خدا تعالیٰ سے راضی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بندہ اس کی تقدیر پر راضی رہے۔

22- فسق و فجور کے مقامات سے دور رہ کہ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے مقام اور اس کے عذاب کے محل ہیں۔

23- ایک دفعہ کسی نے حضرت علیؓ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے مگر جواب جداگانہ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں بتاؤ کون سا سوال ہے؟ اس نے پوچھا علم بہتر ہے یا مال؟ آپؓ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا:

(1) علم ...... اس لیے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

(2) علم ...... اس لیے کہ مال فرعون و ہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاء کی میراث ہے۔

(3) علم ...... اس لیے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

(4) علم ...... اس لیے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے اور علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

(5) علم ...... اس لیے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ لاحق ہوتا ہے علم کو نہیں۔

(6) علم ...... اس لیے کہ صاحب مال بخیل بھی کہلاتا ہے لیکن صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

(7) علم ...... اس لیے کہ اس سے دل کو روشنی مل جاتی ہے جب کہ مال سے دل

Marfat.com

تاریک ہو جاتا ہے۔

(8) علم ...... اس لیے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا مگر علم سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ما عبدناک حق عبادتک۔

(9) علم ...... اس لیے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہردلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

(10) علم ...... اس لیے کہ قیامت کے دن مال کا حساب ہوگا مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

24- مسلمان کا نور شب بیداری ہے۔ قبر کا نور اندھیروں میں نماز پڑھنا ہے۔

25- جس کا دین نہیں اس کو مروت نہیں۔

26- ہر زخم کے لئے دوا ہے صرف بداخلاقی کے لئے دوا نہیں۔

27- کسی نے آپؓ سے پوچھا معرفت کیا ہے؟ فرمایا ''میں خدا سے خدا ہی کو جانتا اور نور خدا ہی سے جانتا ہوں جو خدا نہیں ہے۔''

28- انسانوں میں بہترین وہ ہے جو اس دنیا میں سخی ہے اور آخرت میں بہترین وہ ہے جو خدا سے ڈرنے والا یعنی متقی ہے۔

29- صبر ایک ایسی سواری ہے جو کبھی نہیں گرتی۔ دین کے ساتھ صبر کا تعلق ایسا ہے جس طرح سر کا جسم کے ساتھ۔

30- ایک مرتبہ حضرت علیؓ کو روتے دیکھ کر کسی نے پوچھا آپؓ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: سات دن ہوئے میرے گھر کوئی مہمان نہیں آیا مجھے ڈر ہے خدا مجھ سے ناراض نہ ہو گیا ہو۔

31- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں' علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔

32- حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کوئی ایسی راز والی بات نہیں کہی جو کہ عام لوگوں سے چھپائی گئی ہو۔

33- انسان حالتِ سفر میں ہے اور یہ دنیا گزرگاہ ہے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ رحمِ مادر اس کی ابتداء ہے اور آخرت اس کی منزل۔

34- کلام الٰہی روحانی ارتقاء کا یقینی ذریعہ ہے۔ یہ خشیت الٰہی اور انبساط پیدا کرتا ہے

Marfat.com

اور بندے کو رب کے ساتھ مخفی کلام کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

35- اسلامی تصوف کا منبع و سرچشمہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔ صوفیاء کی روحانی معراج اور بارگاہ ربوبیت میں قرب کا نمونہ آپؐ ہی کی ذات ہے۔

36- عقل سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں' جہالت سے بڑھ کر کوئی غربت نہیں اخلاق سے بڑھ کر کوئی ورثہ نہیں اور مشاورت سے بڑھ کر کوئی دوست نہیں۔

37- گناہ جس سے ندامت ہو اور توبہ کی جائے خدا کے نزدیک اس نیک عمل سے بہتر ہے جس سے غرور اور تکبر پیدا ہو جائے۔

38- نفلی عبادات رب کی رضا حاصل نہیں کر سکتیں جبکہ تیری فرض نمازیں ادا نہیں کی جا رہیں۔

39- یہ دنیا جو تمہیں بُرے مزے دیتی ہے ایک سانپ کی طرح ہے جو چھونے میں نرم ہے مگر مہلک زہر سے پور ہے۔ احمق اس میں کشش محسوس کرتے ہیں۔ عقل مند اس سے بچتے ہیں۔

40- جب تجھے خالق کا خوف آئے تو بھاگ کر اس کی بارگاہ میں پناہ لے اور جب مخلوق کا ڈر ہو تو ان سے دور بھاگ جا۔

41- اللہ تعالیٰ نے دنیا میں فقر میں ثواب بھی رکھا ہے اور فقر میں عذاب بھی رکھا ہے۔ وہ فقر جس میں ثواب موجود ہے اس کی علامت یہ ہے کہ صاحب فقر کے اخلاق نیک ہوں اپنے رب کا اطاعت گزار بندہ ہو اور اپنے مال کی شکایت لب پر نہ لائے اور اپنے فقر پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے اور وہ فقر جس میں عذاب ہے اس کی علامت یہ ہے کہ صاحب فقر کے اخلاق بُرے ہوں اور اپنے رب کا نافرمان ہو اور اپنے فقر پر بہت شکوہ شکایت کرے اور حکمِ الٰہی یا تقدیر پر غصہ کرے۔ (عوارف المعارف)

42- جو کوئی تسلیم و رضا کے فرش پر فروکش ہوا وہ پھر کبھی کوئی تکلیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں دیکھتا اور جو سوالی بن کر بیٹھتا ہے وہ کسی حالت میں بھی اللہ سے راضی نہیں رہتا۔

43- حضرات حسنین علیہما السلام کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! تیرا فکر

Marfat.com

تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ اپنی شناخت اور اپنے اندر فکر کر کہ کوئی شے تجھ سے خارج نہیں۔ تیرا درد تیرے اندر ہے اس کو دیکھ اور تیری دوا تجھ میں پوشیدہ ہے اس کو جان اور تجھ کو گمان ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر ایک بہت بڑا جہان مستور ہے اور تو وہ ام الکتاب ہے جس کو اپنے حرفوں سے سب کچھ جان لینا کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کے لئے ہی فرمایا ہے وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی جو کچھ تم حاصل کرنا چاہتے ہو وہ تمہاری ہی ذات میں موجود ہے کیا پس تم نہیں دیکھتے؟

-44 ریا کی تین علامتیں ہیں۔ اول جب اکیلا ہو تو سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر ادا کرے۔ دوم جب لوگوں میں ہو تو خوش ہو۔ سوم جب لوگ اس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہو اور جب مذمت کریں تو اس میں کمی کر دے۔

-45 احسان کرو خواہ ناشکرے پر' کیوں کہ وہ میزان میں شکر گزار کے احسان سے بھاری ہوگا۔

-46 عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قتل و جبر کے بغیر بادشاہت قائم نہ ہوگی اور ناسپاسی وبخل کے بغیر غنا نہ ہوگا اور اتباعِ خواہش کے بغیر لوگوں کی صحبت نہ ہو سکے گی۔ پس جس شخص پر یہ زمانہ آئے اور وہ صبر و حفاظتِ نفس کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقوں کا ثواب دے گا۔ نیز آپؐ نے فرمایا ہمیں خبر ملی ہے کہ آخر زمانہ میں مومن کو لوگوں میں گمنام رہنے کے بغیر راحت نہ مل سکے گی۔

-47 سب سے بڑھ کر عارفِ الٰہی وہ ہے جو اہلِ کلمہ کی زیادہ تعظیم کرے۔

-48 صالحین کی علامت یہ ہے کہ ان کی رنگت زرد ہو' آنکھیں چندھی ہوگئی ہوں اور ان کے ہونٹ پژمردہ ہوں یعنی بکثرت جاگنے' گریہ کرنے اور بھوکا رہنے کی وجہ سے۔

-49 لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ اس میں برائی کو برا کہنے والے تمام لوگوں کے دسویں حصے سے بھی کم ہوں گے۔ اس کے بعد یہ دسواں حصہ بھی چلا جائے گا تو پھر کوئی بھی برائی کو برا کہنے والا نہ ہوگا۔

-50 آپ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی حالت بدل جاتی اور چہرہ زرد ہو جاتا اور فرماتے کہ یہ ایک امانت ہے جو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کی

Marfat.com

گئی تھی مگر انہوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے انکار کر دیا' لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ پس معلوم نہیں کہ میں اس کے آداب پورے کر سکتا ہوں یا نہیں۔

51- کسی نے آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ایمان کے چار ستون ہیں' صبر۔ یقین۔ عدل اور جہاد۔ پھر آپ نے ان چاروں احوال کے دس دس درجے بیان فرمائے۔

52- کسی نے آپؑ سے سوال کیا سب سے بڑھ کر بے عیب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے عقل کو اپنا امیر بنایا اور اسے کسی وزیر سے بچائے رکھا۔ جس نے موعظت کو اپنی زمام' صبر کو اپنا قائد' تقویٰ کو اپنا نگہبان' خوف خدا کو اپنا جلیس اور موت و مصیبت کو اپنا دوست بنایا۔

53- ایک روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اس میں ایک علم ہے کاش کہ کوئی اس امانت کا اٹھانے والا مل جاتا۔

54- فرمایا اپنے دوست سے محبت میں میانہ روی برتو کہ کل کہیں وہی تیرا دشمن نہ بن جائے اور اپنے دشمن سے بحد اعتدال دشمنی کرو کہ کل وہی تیرا دوست نہ بن جائے۔

55- آپ کا قول ہے کہ بھلائی چارؔ چیزوں میں ہے: خاموشی' قوتِ گویائی' بینائی اور حرکت۔ ہر ایسی گفتگو جو ذکر اللہ سے خالی ہو لغو ہے۔ ہر وہ خاموشی جو فکر کے لئے اختیار نہ کی گئی ہو سہو ہے۔ ہر وہ نگاہ جس میں عبرت نہ ہو وہ غفلت ہے اور ہر وہ حرکت جو اللہ کی عبادت کے لیے نہ ہو سستی و کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جس نے اپنی قوت گویائی کو ذکرِ خداوندی' خاموشی کو فکر' نظر کو عبرت اور حرکت کو اللہ کی بندگی کے لیے وقف کر دیا ہو اور لوگ اس کی زبان اور ہاتھوں سے محفوظ ہوں۔

56- فرمایا: جو جنت کا مشتاق ہو وہ نیکی کی طرف جلدی کرتا ہے اور جو دوزخ سے ڈرتا ہو' وہ اپنے آپ کو شہوات سے بچاتا ہے۔ جس کو موت کا یقین ہو اس پر لذتیں بے مزہ ہو جاتی ہیں۔

57- فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ کم عمر اور کم عقل'

Marfat.com

باتیں کریں گے تو سب سے بہترین مگر خود ان کے حلق سے (نیک) بات نہیں اترے گی' وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

58- حضرت علیؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: مخلوق پیدا ہونے سے چار ہزار سال قبل عرش کے گرد لکھا ہوا تھا میں اس کو بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت پر چلے۔

59- فرماتے ہیں جس میں چھ خصلتیں پائی جائیں اس کو نہ جنت سے کوئی سروکار ہے اور نہ دوزخ سے فرار کی کوشش ہے۔

60- ایک آدمی نے حضرت علیؓ سے عرض کیا: اے امیر المومنینؓ! دنیا کی تعریف کیجئے کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا: دنیا کی تعریف کیا کروں۔ بس ایک گھر ہے جو اس میں تندرست ہے وہ بیمار ہوا۔ جو محفوظ ہے وہ شرمندہ ہوا' جو غریب ہے وہ غمگین ہوا اور جو غنی ہوا وہ فتنہ میں پڑا' اس کے حلال پر بھی محاسبہ ہے۔ اس کے حرام پر عذاب ہے۔

61- حضرت علیؓ نے حضرت مالک بن دینار کے قول ''جس قدر دنیا جمع ہوگی اس قدر تیرے دل سے آخرت کا فکر نکل جائے گا'' کی تائید کی اور فرمایا: دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں' جس قدر ایک پر خوش ہوں گے' دوسرے سے اس قدر محرومی ہوگی۔

62- آپؓ نے فرمایا: دنیا چھ چیزیں ہیں: غذا' پینا' لباس' سواری' نکاح' خوشبو۔

63- حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب لوگ فقرا سے نفرت کریں گے اور دنیاوی آرائش ظاہر کریں گے اور مال و دولت جمع کرنے کیلئے جان جوکھوں میں ڈالیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر چار قسم کا عذاب مسلط کرے گا: وہ زمانہ قحط کا ہوگا' بادشاہ ظلم کرے گا' سرکاری ملازمین خیانت کریں گے' دشمنوں کو غلبہ اور شوکت حاصل ہوگی۔

64- حضرت علیؓ جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتے تھے: اگر تم شہید نہ ہوئے تو مر جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے میرے نزدیک بستر پر مرنے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ تلوار کی ہزار چوٹ لگے۔

65- فرمایا: عافیت ہی نعمت ہے۔ آپ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جس نے گندم کی روٹی

Marfat.com

کھائی اور فرات کا ٹھنڈا پانی پیا' اس کا رہنے کے لئے ایک مکان ہے تو یہ نعمتیں ہیں جن کی پرسش ہوگی۔

66- حضرت علیؓ سے ایک مرفوع روایت ہے: جب تم میں سے کسی کو کوئی ضرورت ہو تو وہ جمعرات کے دن سویرے سویرے ادھر جائے اور گھر سے نکلے تو یہ پڑھے: سورۂ آل عمران کی آخری آیات' آیت الکرسی' سورۂ القدر اور سورۂ الفاتحہ۔ اس لئے کہ ان سے دنیا و آخرت کی تمام حاجات پوری ہو جاتی ہیں۔

67- فرمایا: اس ذات کی قسم جو تمام آوازوں کو سنتا ہے جس نے بھی کسی کے دل پر مسرت کا سامان کیا تو اللہ تعالیٰ اس مسرت سے لطف (مہربانی) پیدا کرے گا۔ اگر اس پر کوئی آفت آئی تو وہ لطف تیزی سے اس کی جانب دوڑے گا' آخرکار اسے اس طرح دور کرے گا جس طرح ایک اجنبی اونٹ کو گلّہ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا: ایک حاجت کا نا اہل کے پاس تلاش کرنا' اس سے بہتر ہے کہ وہ حاجت ہی ختم کر دی جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ اپنے بھائی کے پاس بار بار حاجات کے لیے نہ جاؤ' اس لیے کہ بچھڑا ماں کے تھنوں کا حد سے زیادہ دودھ پیتا ہے تو وہ اُسے سینگ مارتی ہے۔

68- فرمایا: ایک رات حضرت یحییٰ بن زکریاؑ نے جو کی روٹی سیر ہو کر کھائی اور رات کے ورد کے بغیر سو گئے۔ آخر صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے یحییٰ! کیا تو نے میرے گھر سے بہتر گھر نکال لیا ہے یا تو نے میرے پڑوس سے بہتر پڑوسی پا لیا ہے۔ اے یحییٰ! مجھے میری عزت و جلال کی قسم! اگر تو فردوس بریں پر ایک نظر کر لے تو اشتیاق کے باعث تیری چربی پگھل جائے اور تیری جان نکل جائے اور اگر تو دوزخ پر ایک نظر ڈال لے تو (خوف کے مارے) تیری چربی پگھل جائے اور آنسوؤں کے بعد تو پیپ روئے اور نرم کپڑے کے بعد تو چمڑا پہنے۔

69- فرمایا: انا نقطہ باء بسم اللہ یعنی میں بسم اللہ شریف کی بے کا نقطہ ہوں۔

70- فرمایا: التوحید اسقاط الاضافات یعنی نسبتوں اور اضافتوں کا مٹا دینا توحید ہے۔

71- فرماتے ہیں کہ اے انسان تو ایک روشن کتاب ہے۔ یعنی حضرت انسان کامل ہی در حقیقت ہدایت کنندہ ہے۔ فرمایا کہ هٰذَا قُرانٌ صَامِتٌ وَّاَنَا قُرانٌ نَاطِقٌ یعنی میں

83796

Marfat.com

قرآن ناطق ہوں اگر کوئی عقدہ پڑ جائے تو میرے پاس آؤ تاکہ حل کر دوں۔

72- ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے پوچھا وہ کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے آپ ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کی وجہ سے مجھے آپ پرُ سبقت ہے۔ اول یہ کہ کئی لوگ دنیا کے مرید ہیں اور کئی آخرت کے مرید ہیں مگر میں اللہ تعالیٰ کا مرید ہوں۔ دوسرے جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے پیٹ بھر کر روٹی نہیں کھائی کیونکہ ایمان اور معرفت کی لذت نے مجھے دنیا کی لذت سے مستغنی کر دیا ہے۔ تیسرے میں نے دنیا کی تمام خواہشات ترک کر دی ہیں۔ چوتھے جب میرے سامنے دو عمل پیش ہوں جن میں سے ایک دنیا کا عمل ہو اور ایک آخرت کا تو میں دنیا کے عمل کو ترک کر کے آخرت کے عمل کو کرتا ہوں۔ پانچویں میں نے حضور ﷺ کی بہت صحبت کی ہے حتیٰ کہ غارِ ثور میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

2

حضرت امام حسنؓ (وصال 669ء)

1۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا) حضرت امام حسنؓ سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے جناب رسول کریمؐ کے زمانہ مبارک میں کہا: اے محمدؐ! ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں۔ اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

2۔ حضرت آسیہ نے حضرت موسیٰ ؑ کو آواز دی اور کہا: مجھے بتایئے کہ میرا رب تعالیٰ مجھ سے راضی ہے یا ناراض؟ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا، اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیری انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تجھ پر فخر کر رہا ہے۔ اب اپنی حاجت مانگو۔ انہوں نے یہ دعا مانگی ''اے میرے رب میرے لیے جنت میں اپنے ہاں ایک گھر بنا دے اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات عطا فرما''۔ امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

انہیں خوب نجات دی اور جنت میں ان کا رتبہ بلند کیا۔ وہ جہاں چاہے کھاتی پیتی ہیں۔ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ حق تعالیٰ کی پناہ مانگنا اور حق تعالیٰ کی امان چاہنا، مصائب و آفات سے نجات کی دعا کرنا ہی صالحین کا طریقہ ہے اور ایمانداری ہے

3۔ امام صاحبؒ کا ارشاد ہے: جب آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر امانت پیش کی گئی (یعنی خلافت کی امانت) تو وہ اور ان میں موجود ہر چیز کانپ اٹھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اگر تو نے اچھا کیا، تو تجھے ثواب دوں گا اور اگر تو نے برا کیا تو سزا دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا: ہم میں امانت اٹھانے کی تاب نہیں۔

4۔ امام صاحبؒ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایسے ہے جیسا کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو جس میں وافر پانی ہو اس میں وہ ہر روز پانچ بار نہائے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی۔

5۔ امام صاحبؒ روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور کائناتؐ نے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں کہ سب لوگوں سے برا چور کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ کون ہے؟ فرمایا جو نماز کا چور ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ نماز سے کیسے چوری کرے گا؟ فرمایا: وہ رکوع و سجود مکمل نہیں کرتا۔

6۔ امام صاحبؒ کا قول ہے کہ ہمیں یہ روایت پہنچی کہ ابلیس نے کہا: میں نے امتِ محمدیہؐ کو گناہوں میں پھنسا دیا مگر استغفار سے انہوں نے میری کمر توڑ دی۔ پھر میں نے ان کو ایسے گناہوں میں پھنسایا کہ وہ استغفار نہیں کرتے یعنی خواہشات میں، اور ملعون شیطان نے سچ کہا، بے چارے بندے تو جانتے نہیں کہ خواہشات و ہواء ایسی باتیں ہیں جو بالآخر گناہوں میں دھکیل دیتی ہیں۔

7۔ حضرت امام حسنؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی تو فرشتوں نے انہیں مبارک باد دی۔ حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام بھی تشریف لائے۔ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمائی، آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ حضرت آدمؑ نے فرمایا: اے جبرائیل! اگر اس توبہ کے بعد

Marfat.com

سوال پیدا ہو تو میرا مقام کہاں ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی: اے آدم ! میں نے تیری اولاد میں مشقت ڈال دی اور انہیں توبہ کا ورثہ عطا فرمایا۔ ان میں سے جو بھی مجھ سے دعا کرے گا میں قبول کروں گا۔ اس لئے کہ میں قریب، مجیب ہوں۔ اے آدم ! میں توبہ کرنے والوں کو قبروں سے اس طرح میدان حشر میں لاؤں گا کہ وہ خوش اور ہنستے ہوئے ہوں گے۔ ان کی دعا قبول ہو گی۔

8۔ امام صاحبؒ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میری امت کے ابدال کثرت نماز اور کثرت روزوں کی وجہ سے جنت میں نہیں جائیں گے، بلکہ وہ اس لئے جنت میں جائیں گے کہ ان کے دل (مسلمانوں کے بغض) سے پاک، ان کے نفوس سخی اور تمام مسلمانوں پر رحمت کرنے والے ہوں گے۔

9۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں: جو نماز کے وقت سے غافل رہے تا آنکہ وقت ہی چلا جائے، اس آیت: ''اَلَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ ''(جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں) میں 'ساھون' سے یہ مراد ہے۔

10۔ فرمایا حضرت امام حسنؒ نے: اللہ کی قسم! مومن بندے کے دین میں غیبت کرنا، بدن کے گوشت خورے سے بھی تیز خرابی ڈالتی ہے۔

11۔ امام صاحب سے بخل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: بخل سے مراد یہ ہے کہ انسان یہ دیکھے کہ جو خرچ کیا وہ ضائع ہوا اور جو روک لیا وہ بڑا کام ہوا۔

12۔ فرمایا میں نے کوئی عقل مند ایسا نہیں دیکھا کہ اسے موت آئے اور وہ اس سے بھاگے یا غمگین ہو۔

13۔ امام صاحب سے مروی ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اس کا اندھا پن جاتا رہے اور وہ بینا ہو جائے؟ یاد رکھو جس نے دنیا میں رغبت رکھی اور طویل امید باندھی اللہ تعالیٰ اس کے مطابق اس کا دل اندھا کر دے گا اور جو شخص دنیا سے بے رغبت رہا اور امید مختصر رکھی، اللہ تعالیٰ اسے بغیر سیکھے علم عطا کرے گا اور بغیر بتائے سیدھی راہ عطا کرے گا۔

14۔ فرمایا: ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ جن کے پاس دنیا امانت تھی اور

Marfat.com

انہوں نے آگے امانت داروں کو دے دی پھر ہلکے ہو کر چلے گئے۔

15۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے ایسے لوگوں (صحابہ کرام) کو دیکھا ہے کہ ان کے نزدیک دنیا کی قدر مٹی سے زیادہ بے وقعت تھی جس پر لوگ چلتے ہیں۔ انہیں پرواہ نہ تھی کہ دنیا پر سورج طلوع ہوا یا غروب ہوا۔ اِدھر گئی یا اُدھر گئی۔

16۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم بنی اسرائیل نے صرف دنیا سے محبت کرنے کی وجہ سے رحمٰن تعالیٰ کی عبادت کے بعد بتوں کی عبادت کی۔

17۔ امام صاحبؒ کا فرمان ہے: دنیا سے ابن آدم کی جان تین حسرتوں سے نکلتی ہے:
ا۔ جو جمع کیا وہ سیر ہو کر نہیں کھایا ۲۔ جو امید رکھی وہ پوری نہیں ہوئی ۳۔ آئندہ کی زندگی کا بہتر زاد راہ نہیں لیا۔

18۔ فرمایا: دنیا کو بے وقعت رکھو، اللہ کی قسم! جو اسے بے حقیقت رکھے اس سے بڑھ کر یہ کسی کے لئے بے وقعت نہیں۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسے دنیا میں سے عطیہ کرتا ہے پھر اسے روک لیتا ہے۔ جب وہ اسے نافذ کرے تو دوبارہ عطا کرتا ہے اور اگر بندہ اسے بے وقعت سمجھے تو دنیا اس پر فراخ ہو جاتی ہے۔

19۔ فرمایا: واللہ جس نے درہم (دنیاوی دولت) کی تعظیم کی، اللہ نے اسے ذلیل و خوار کر دیا۔

20۔ امام حسنؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں تھا۔ انہیں آخرت یاد آئی تو رو پڑیں اور ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے رخسار مبارک پر گر پڑے۔ آپؐ بیدار ہوئے اور پوچھا اے عائشہ! کیوں روتی ہو؟ عرض کیا مجھے آخرت یاد آئی۔ کیا قیامت کے دن آپ اپنے اہل و عیال کو یاد کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تین مقامات میں کوئی بھی اپنی جان کے سوا کسی کو یاد نہیں کرے گا:
ا۔ جب میزان لگے گا اور اعمال تولے جائیں گے ۲۔ اعمال نامے ملتے وقت تا آنکہ یہ دیکھ نہ لے کہ دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں ۳۔ پل صراط کے پاس۔

Marfat.com

21۔ فرمایا دوزخ سے ایک آدمی ہزار سال کے بعد نکلے گا۔ فرمایا کاش میں ہی وہ آدمی ہوتا (یعنی آپ کے خوف کا یہ حال تھا)۔

22۔ ایک مرتبہ دیکھا گیا، امام حسنؒ ایک کونے میں بیٹھے رو رہے تھے۔ پوچھا گیا! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دوزخ میں ڈال دیا جاؤں اور پھر میری پرواہ نہ ہو۔

23۔ تعجب ہے کہ ابن آدم روزانہ ایک یا دو بار اپنے ہاتھ (اپنے پیشاب) سے صاف کرتا ہے پھر جبار تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔

24۔ امام صاحب کے پاس سے ایک نوجوان گزرا جس پر خوبصورت ریشم کا لباس تھا۔ انہوں نے اس کو بلا کر فرمایا: اے ابن آدم! تیرے شباب پر تعجب ہے، تیری عادات ناپسندیدہ ہیں گویا قبر نے تیرے بدن کو چھپا لیا اور گویا تو نے اپنے عمل سے ملاقات کی، تیرے دل کی بیماری نے تیرا ناس مار دیا اور اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ بندوں کے دل اصلاح پذیر ہوں۔

25۔ فرمایا: ایک گھڑی کا غور وفکر رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔

26۔ فرمایا: جس کا کلام حکمت کا نہ ہو تو وہ لغو کلام ہے اور جس کا سکوت تفکر نہ ہو وہ غفلت ہے اور جس کی نظر عبرت نہ ہو تو وہ تماشہ ہے۔

27۔ امام حسنؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت اور اس کی تلخی کا ذکر کیا۔ فرمایا یہ اس قدر ہے کہ تلوار کے ساتھ تین سو ضربیں لگائی جائیں۔ آپؐ سے موت اور اس کی سختی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: آسان ترین موت یہ ہے کہ روئی میں ایک کانٹے دار جھاڑی ہو تو جب اس کانٹے دار جھاڑی کو روئی سے نکالا جائے تو کچھ روئی ساتھ رہ جاتی ہے۔

28۔ امام صاحبؒ نے ارشاد فرمایا: ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان۔ یہ کیا خوب ہے اور کیا ہی اس کا ثواب ہے مگر اس سے افضل یہ ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا اس کام کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (یعنی اسے یاد رکھنا اور حرام کاری نہ کرنا)۔

29۔ فرمایا: بخدا ایسی اقوام تم سے پہلے گزر چکی ہیں (یعنی صحابہ کرام) اگر وہ کنکروں

Marfat.com

نکے برابر کثیر سونے خیرات کرتے تو بھی گناہ کی شدتِ خوف کے باعث ڈرتے کہ کہیں نجات نہ ملے۔ یعنی خوفِ خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ کثیر نیکی کرتے مگر پھر بھی ڈرتے تھے۔

30۔ فرمایا: نفس سے بڑھ کر کوئی سرکش جانور ایسا نہیں جو لگام دینے کے زیادہ لائق ہو۔

31۔ حضرت امام حسنؓ سے کہا گیا! ایک قوم کا خیال ہے کہ ہمیں نفاق کا کچھ خطرہ نہیں۔ فرمایا! اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے اگر یہ علم ہو جائے کہ میں نفاق سے پاک ہوں تو یہ بات مجھے دنیا بھر کے سونے سے زیادہ پسند ہے۔

32۔ فرمایا: دو خوف ہیں جو دل میں چلتے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا خوف اور ایک دشمن کا خوف۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو خوف کے وقت کھڑا ہوا۔ جو اللہ تعالیٰ کا خوف تھا اسے جاری رکھا اور جو دشمن کا خوف تھا اس سے جہاد اور مقابلہ کیا۔

33۔ مومن اپنے نفس پر خوب دھیان رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا محاسبہ کرتا ہے۔ جس قوم نے دنیا میں اپنا محاسبہ کیا، اس کا حساب آسان ہو گیا۔ پھر محاسبہ کی وضاحت کی۔ فرمایا اگر مومن کے سامنے کوئی چیز اچانک آئے جو تعجب خیز ہو تو وہ کہتا ہے اللہ کی قسم! تو مجھے تعجب میں ڈالتی ہے۔ حالانکہ تو میری ضرورت کی چیز ہے (یعنی تجھے آنا ہی تھا) مگر خوب، میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ ہو گئی، یہ عمل سے پہلے محاسبہ ہے۔

34۔ قرآن پاک کی آیت ''اور میں قسم کھاتا ہوں، ملامت کرنے والی جان کی'' کے بارے میں امام حسنؓ نے فرمایا! مومن آدمی تو ہر کام میں اپنے آپ پر عتاب کرتا ہے کہ تیرا اس بات سے کیا مطلب تھا؟ اس کھانے سے کیا مطلب تھا؟ تیرا اس پینے سے کیا مطلب تھا؟ اور بدمعاش آدمی ہر کام کرتا چلا جا رہا ہے اور وہ اپنے آپ پر عتاب نہیں کرتا۔

35۔ فرمایا ان میں سے نہ بنو کہ جو علماء کا علم اکٹھا کرے اور حکماء کی دانائی کی باتیں جمع کرے، مگر عمل کے معاملے میں بے وقوفوں کی راہ پر چلے۔

36۔ اس فرمان الٰہی: ''پس انہیں چاہیئے کہ کم ہنسیں اور زیادہ روئیں، اس کی جزاء جو وہ

Marfat.com

کرتے تھے'' کے بارے میں فرمایا: دنیا کے بارے میں کم ہنسیں اور آخرت کے بارے میں زیادہ روئیں۔ نیز فرمایا تعجب ہے اس ہنسنے والے پر کہ جس کے پیچھے آگ ہے اور مسرور ہونے والے پر کہ جس کے پیچھے موت ہے۔

37۔ فرمایا اللہ کی قسم! جو آدمی بھی بیوی کی (غلط) خواہشات کی پیروی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں پھینکے گا۔

38۔ فرمایا اہل عقل ہمیشہ ذکر کے ساتھ فکر کرتے ہیں اور فکر کے ساتھ ذکر کرتے ہیں بالآخر ان کے دل بولنے لگتے ہیں تو کلام حکمت کرتے ہیں۔

39- حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے دریافت کیا کہ ایمان اور یقین میں کتنا فرق ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چار انگلیوں کا۔ آپؓ نے پوچھا یہ کیسے؟ حضرت حسنؓ نے کہا کہ ایمان اس چیز کا نام ہے جو کچھ تیرے کان سنیں اور جس چیز کا اقرار تیرا دل کرے اور یقین نام ہے اس چیز کا کہ جو کچھ تیری آنکھیں دیکھیں اور تیرے دل کو یقین ہو جائے اور کانوں اور آنکھوں میں چار انگلیوں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

40- کسی نے جناب امام حسنؓ سے عرض کیا آپ ابن علیؓ ہیں مگر لوگ آپ کو ابن رسول اللہ ﷺ کیوں کہتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ابن رسول ﷺ فرمایا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ کہاں؟ فرمایا کہ قرآن مجید میں۔ عرض کیا کس جگہ؟ فرمایا آیت مباہلہ میں دیکھ لو۔

3

حضرت امام جعفر صادقؒ (وصال 765ء)

1- چار چیزیں ہیں جن سے شریف آدمی کو عار نہ چاہیے۔ اپنے والد کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جانا۔ اپنے مہمان کی خدمت کرنا۔ اپنے چوپایہ کی خبر لینا خواہ اس کے سو غلام ہوں۔ اپنے استاد کی خدمت کرنا۔

2- جب دنیا کسی انسان کے پاس آتی ہے اسے غیروں کی خوبیاں دے دیتی ہے اور جب منہ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

Marfat.com

3- نیکی سوائے تین خصلتوں کے مکمل نہیں ہوتی۔ اسے جلدی کرنا۔ اسے چھوٹا سمجھنا' اسے چھپانا۔

4- جب تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اسے اچھے سے اچھے معنی پر محمول کرو۔ یہاں تک کہ اگر تمہیں کوئی محمل نہ ملے تو اپنے تئیں ملامت کر۔

5- تم ایسے ہاتھ کا کھانا نہ کھاؤ جو بھوکا تھا پھر سیر ہو گیا۔

6- آپ نے کسی قبیلے کے ایک شخص سے پوچھا کہ اس قبیلے کا سردار کون ہے۔؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں۔ آپ نے فرمایا اگر تو ان کا سردار ہوتا تو جواب میں میں نہ کہتا۔

7- جب تو گناہ کرے تو معافی مانگ۔ کیونکہ گناہ مردوں کے گلوں میں ان کی پیدائش سے پہلے ڈالے گئے ہیں اور ان پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

8- جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہئے۔

9- جو شخص اپنے مالوں میں سے کسی مال پر ناز کرے اور اسکا بقاء چاہے تو اسے یوں کہنا چاہئے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔

10- اللہ تعالیٰ نے دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا کہ جو شخص میری خدمت کرے تو اس کی خدمت کر اور جو تیرا خادم بنے تو اسے تکلیف دے۔

11- علمائے شریعت پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

12- اے اللہ! تو مجھے اس شخص کے ساتھ غم خواری عطا فرما جس پر تو نے اپنا رزق تنگ کر دیا ہے۔ اور جس حالت میں میں ہوں وہ تیرے فضل سے ہے۔

13- آپ کو جب کسی چیز کی حاجت ہوتی تو یوں دعا کرتے۔ اے پروردگار! مجھے فلاں چیز کی حاجت ہے۔ آپ کی دعا تمام نہ ہوتی کہ وہ چیز آپ کے پہلو میں موجود ہوتی۔

14- جس نے اللہ کو پہچان لیا اس نے ماسوا سے منہ پھیر لیا۔

15- عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا۔ چنانچہ فرمایا التائبون العابدون۔

Marfat.com

16- علماء کا فقر اختیاری ہوتا ہے اور جہلا کا اضطراری۔

17- توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑ مشکل ہے۔

18- دروغ گو کو مروت نہیں حاسد کو راحت نہیں' بد خلق کو سرداری اور ملوک کو اخوت نہیں۔

19- جو کوئی خالق سے انس رکھتا ہے اس کو خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔

20- فاسق سے صحبت نہ رکھ کہ تجھ پر فسق و فجور غالب آئے گا۔ مشاورت ایسے لوگوں سے کر جو طاعت خدا خوب کرتے ہیں۔ جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے وہ سلامت نہیں رہتا۔ اور جو کوئی بُرے راستے جاتا ہے اس کو تہمت لگتی ہے اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔

21- بہت سی ایسی نیکیاں ہیں کہ جس سے بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ مطیع مغرور' گناہ گار نادم مطیع ہوتا ہے۔

22- کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ درویش صابر فاضل تر ہے یا تو نگر شاکر؟ فرمایا درویش صابر کیونکہ امیر کا دل جیب میں اٹکا رہتا ہے اور درویش کا اللہ تعالیٰ میں۔

23- ابتلا ایک شرف ہے اسی لئے خاصان حق اس میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

24- ہمارا دین سراپا ادب ہے جو اس کو ملحوظ نہیں رکھے گا وہ بد نصیب ہے۔

25- بڑا زہد دنیا میں یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے۔

26- نزول بلا ہلاکت کے لئے نہیں بلکہ امتحان کے لیے ہوتا ہے۔

27- قدرت انتقام رکھتے ہوئے غصے کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

28- گناہ ایک ناسور ہے اگر ترک نہ کرو گے تو متواتر بڑھتا چلا جائے گا۔

29- کسی نے امام صاحب سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ہم دعا کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا تم جس کی بارگاہ میں دعا کرتے ہو اس کو جانتے نہیں۔

30- مدینہ منورہ میں ایک مسافر کی تھیلی گم ہو گئی۔ اس نے امام صاحب کو دیکھا اور کہا آپ نے میری تھیلی چوری کی ہے۔ امام صاحب نے پوچھا اس تھیلی میں کیا تھا؟ مسافر نے جواب دیا ایک ہزار دینار۔ امام صاحب اس کو گھر لے گئے اور ایک ہزار دینار اس کو دے دیئے۔ مسافر جب اپنی جگہ لوٹا تو اس کو اپنی تھیلی گھر سے مل

Marfat.com

گئی۔ وہ معافی مانگنے اور امام صاحب کو رقم واپس کرنے آپ کے پاس آیا۔ امام صاحب نے دینار واپس لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا جب ہم کسی کو کچھ دے دیتے ہیں تو واپس نہیں لیتے۔ مسافر نے لوگوں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے بتایا امام جعفر صادقؓ۔

31- فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اپنے کلام میں متجلی ہوا لیکن وہ مشاہدہ نہیں کر پاتے۔آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ ایک بار نماز میں غش کھا کر گر پڑے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تلاوت میں ایک آیت کو دہراتا رہا دہراتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر میں نے اس کو اس کے متکلم سے سنا۔

32- جو چیز تجھے حق تعالیٰ سے باز رکھے وہ تیرا شیطان ہے (مکتوبات قدسیہ)

33- فرمایا کہ قرآن مجید میں چار چیزیں ہیں: ایک عبادت جو کہ عوام کے لئے ہے۔ انہیں تلاوت کا ثواب ملتا ہے گو ایسے لوگ قرآن پاک کے معانی اور حقیقت سے بے خبر ہیں مگر تلاوت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔دوسرے قرآن پاک میں اشارات ہیں جو عالم لوگ سمجھتے ہیں۔ تیسرے لطائف جو اولیاء کرام کا حصہ ہےء اور چوتھے حقائق ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں۔ اور چونکہ حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کا بنیاء بنی اسرائیل لہذا علمائے ربانی قرآن کریم کے حقائق بھی جانتے ہیں۔

34- جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے اندر ہے یا کسی چیز میں ہے یا کسی چیز کے اوپر ہے تو پھر وہ چیز اللہ کی حامل ہوئی اور اللہ محمول ٹھہرا۔ اگر کسی چیز کے اندر ہے تو خدا محصور ہوا اور اگر کسی چیز میں سے تو محدث ٹھہرا یعنی پہلے موجود نہ تھا اور اب وجود میں آیا (یہ سب مشرک کے مستوجب ہیں)

35- امام صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثم دنا فتدلی (پھر قریب ہوئے اور بہت زیادہ قریب) کے متعلق فرمایا۔ جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود قریب آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے مسافت قرار دے دی (قرب خداوندی یہی ہے کہ آنحضرتﷺ اللہ کے قریب آئے۔ کیونکہ درحقیقت اللہ کے ہاں قرب و بعد نہیں

Marfat.com

ہے)

36- حضرت شقیق بلخی نے امام صاحب سے فتوت کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا بتایئے آپ کیا کہتے ہیں۔ شقیق نے کہا اگر ہمیں کچھ مل جائے تو ہم شکر کرتے ہیں اور اگر نہ ملے تو صبر کرتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا مدینہ میں ہمارے ہاں کتوں کا یہی شیوہ ہے۔ یہ سن کر شقیق نے کہا۔ اے رسول اللہ کے نواسے ! آپ کے نزدیک فتوت کیا ہے؟ فرمایا اگر ہمیں کچھ مل جائے تو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور اگر نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

37- حضرت امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسئلہ قضا و قدر کے ضمن میں حضرت امام جعفر بن محمد صادقؒ سے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے! کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی امر اپنے بندوں کے سپرد کیا ہے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے برتر ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کرے۔ پھر امام ابو حنیفہ نے عرض کیا کہ کیا حق تعالیٰ ان کو اس پر مجبور کرتا ہے؟۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ بات بھی حق تعالیٰ کی شان عدالت سے بعید ہے کہ پہلے بندوں کو کسی بات پر مجبور کرے پھر ان کو اس پر عذاب دے، پھر عرض کیا کہ یہ بات کس طرح پر ہے؟ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس کے بین بین ہے۔ نہ بالکلیہ جبر ہے نہ تفویض (سپرد کرنا) اور نہ اکراہ ہے نہ تسلیط (مسلط کرنا)

38- امام صاحب ہمیشہ لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا یا حضرت آپ میں ہر فضیلت موجود ہے مگر آپ متکبر ہیں۔ فرمایا نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ میں متکبر نہیں ہوں لیکن جب میں نے تکبر کو چھوڑ دیا تو خدا نے مجھے اپنی کبریائی بخشی۔ پس میں خدا کی کبریائی سے فخر کرتا ہوں نہ کہ اپنے تکبر سے۔

39- فرمایا میں قرآن پاک کو دوہرا دوہرا کر پڑھتا ہوں حتیٰ کہ متکلم کی زبان سے سن لیتا ہوں۔

40- ایک مرتبہ امام جعفر صادق صاحب نے اپنے شاگرد امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ عقلمند کون ہے؟ عرض کیا کہ عاقل وہ ہے جو نیک اور بد کی تمیز کر سکے۔ آپ نے فرمایا یہ تمیز تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے۔ یعنی جو انہیں مارتا ہے اُسے برا سمجھتے ہیں

Marfat.com

اور جو ان کے آگے چارہ ڈالتا ہے اچھا سمجھتے ہیں۔ اس پر ابو حنیفہ نے عرض کیا کہ پھر آپ ہی ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ عقلمند وہ ہے جو دو نیکیوں سے اعلیٰ نیکی چن لے اور دو بدیوں سے بدتر کو ترک کر دے۔

4

خواجہ اویس قرنیؒ (وصال 37ھ)

1- سلامتی تنہائی میں ہے۔ یعنی آدمی تنہا رہے اور اس کے ذہن میں سوائے خدا کے کسی غیر کا خیال نہ آئے۔ اگر ایسا نہیں تو وہ اکیلا نہیں بلکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔

2- میں نے رب سے آخرت کی بزرگی طلب کی تو وہ مجھے قناعت میں ملی۔

3- میں نے فخر چاہا تو فقر (فقر محمدیؐ) میں پایا۔

4- میں نے بلندی چاہی تو وہ مجھے تواضع میں ملی۔

5- میں نے نسب چاہا تو تقویٰ و پرہیزی میں پایا۔

6- میں نے آخرت کی سرداری چاہی تو مجھے خلق خدا کو نصیحت کرنے میں ملی۔

7- میں نے مروت طلب کی تو وہ مجھے صدق میں ملی۔

8- میں نے آخرت کی راحت چاہی تو زہد میں پائی۔

9- جو شخص ان تین باتوں کو محبوب جانتا ہے وہ ہلاکت کے نزدیک پہنچ جاتا ہے (1) اچھا کھانا (2) اچھا پہننا (3) امیروں کی صحبت میں بیٹھنا باعث فخر سمجھتا ہو۔

10- لوگوں کے لئے غائبانہ دعا کرنا ان سے ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔

11- یادِ الٰہی میں اس طرح مشغول رہو کہ گویا تم نے ساری دنیا کو قتل کر دیا ہے۔ دنیا کو خیر باد کئے بغیر تقویٰ میں کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

12- اپنے آپ کو عبادتِ الٰہی میں وقف کر دو۔ لیکن جب تک عبادت پہ یقین نہ آئے عبادت قبول نہ ہوگی۔

13- جو دلوں میں شک رکھتے ہیں نظر رحمت و شفقت سے محروم رہتے ہیں۔

14- جو اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھتا۔

Marfat.com

15- نماز میں خشوع یہ ہے کہ اگر نمازی کے پہلو میں تیر لگ جائے تو نمازی کو خبر نہ ہو۔

16- جب حضرت عمرؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ کا پیراہن آپ کو پیش کیا اور دعا کے لئے کہا تو آپ وہ پیراہن کچھ فاصلہ پر لے گئے اور بارگاہ ربوبیت میں التجا کی کہ جب تک تو میری سفارش پر امت محمدیؐ کی مغفرت نہ کر دے گا میں سرکار دو عالم کا لباس ہرگز نہیں پہنوں گا۔ کیونکہ تیرے نبیؐ نے اپنی امت کو میرے حوالے کیا ہے۔ ندا غیبی آئی کہ ہم نے تیری سفارش پر کچھ افراد کی مغفرت کر دی۔ لیکن آپ نے پھر عرض کیا کہ پوری امت کی مغفرت فرمائی جائے۔ جواب ملا کہ ہم نے ایک ہزار افراد کی بخشش کر دی۔ لیکن آپ دعا میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی سفارش پر بنو ربیعہ اور بنو مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے مساوی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی مغفرت فرما دی۔

17- جب حضرت عمرؓ نے دعا کی درخواست کی تو آپ نے کہا کہ نماز میں تشہد کے بعد میں یہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اے اللہ تمام مومنین و مومنات کی مغفرت فرما اور اگر تم ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے تو تمہیں سرخروی حاصل ہوگی ورنہ میری دعا بے سود ہو کر رہ جائے گی۔

18- حضرت عمرؓ نے جب وصیت کرنے کے لئے فرمایا تو آپ نے کہا کہ اے عمر! اگر تم خدا شناس ہو تو اس سے زیادہ افضل اور کوئی وصیت نہیں کہ تم خدا کے سوا کسی دوسرے کو نہ پہچانو۔ پھر پوچھا اے عمر کیا اللہ تعالیٰ تم کو پہچانتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت اویس نے کہا کہ بس خدا کے علاوہ تمہیں کوئی نہ پہچانے یہی تمہارے لئے افضل ہے۔

19- اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ اپنے رزق کے اہتمام میں لگا ہو کیونکہ رزق کا اہتمام کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بدگمانی کرنے والے کا عمل مقبول نہیں ہوتا۔

20- مومن کا حق پر ہونا اس کے لیے دنیا میں کوئی دوست نہیں چھوڑتا اور جب بھی کوئی شخص لوگوں کو نیک بات کی ہدایت کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے تو اس پر بڑی

Marfat.com

بڑی تہمتیں لگاتے ہیں اور اس کی عزت خراب کرتے ہیں۔

5

خواجہ حسن بصریؒ (وصال 728ء)

1۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ نافع علم، اکمل علم، اخلاص وقناعت اور صبر جمیل حاصل کرتا رہے اور جب یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو اس کے اُخروی مراتب کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

2۔ فرمایا بھیڑ بکریاں انسانوں سے زیادہ باخبر ہوتی ہیں۔ کیونکہ چرواہے کی ایک آواز پر چرنا چھوڑ دیتی ہیں اور انسان اپنی خواہشات کی خاطر احکام الٰہی کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور صحبت بد انسان کو نیک لوگوں سے دور کر دیتی ہے۔

3۔ اگر مجھے کوئی شراب نوشی کے لئے طلب کرے تو میں طلب دنیا سے وہاں جانے کو بہتر تصور کرتا ہوں۔

4۔ معرفت یہ ہے کہ خصومت و معاندت کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ جنت محض عمل سے نہیں بلکہ خلوص نیت سے حاصل ہوتی ہے اور جب اہل جنت، جنت کا مشاہدہ کریں گے تو سات سو سال تک محویت کا عالم طاری رہے گا کیونکہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کر کے وحدت میں غرق ہو جائیں گے اور جلال الٰہی سے ہیبت طاری ہو جائے گی۔

5۔ فرمایا فکر ایک ایسا آئینہ ہے جس میں نیک و بد کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

6۔ جو قول مصلحت آمیز نہ ہو اس میں شر پنہاں ہوتا ہے اور جو خاموشی خالی از فکر ہو اس کو لہب ولعب اور غفلت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

7۔ فرمایا توارت میں ہے کہ قانع شخص مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور جس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی وہ سلامت رہا اور جس نے نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا، وہ آزاد ہو گیا۔ جس نے حسد سے اجتناب کیا اس نے محبت حاصل کر لی۔ جس نے صبر وسکون کے ساتھ زندگی گزاری وہ سربلند ہو گیا۔

8۔ فرمایا تقویٰ کے تین مدارج ہیں، اول غیظ وغضب کے عالم میں سچی بات کہنا۔

Marfat.com

دوم ان اشیاء سے پرہیز کرنا جن سے حق تعالیٰ نے اجتناب کا حکم دیا ہے۔ سوم احکام الٰہی پر راضی برضا ہونا۔ اور قلیل تقویٰ بھی ایک ہزار برس کے روزے اور نمازوں سے افضل ہے۔

9۔ میرے اندر اگر نفاق نہ ہوتا تو میں دنیا کی ہر شے سے اجتناب کرتا۔ اور نفاق نام ہے ظاہر و باطن میں خلوص نیت کے فقدان کا، کیونکہ جس قدر مومن گذر چکے ہیں ان میں سے ہر فرد کو اپنے اندر نفاق کا خطرہ رہتا تھا۔ اور مومن کی تعریف یہ ہے کہ حلیم ہو اور تنہائی میں عبادت کرتا رہے۔

10۔ فرمایا تین افراد کی غیبت درست ہے۔ اول لالچی آدمی کی، دوم فاسق کی، سوم ظالم بادشاہ کی۔ اور غیبت کا کفارہ اگرچہ صرف استغفار ہی ہے لیکن جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی بھی طلب کرے۔

11۔ فرمایا کہ ہر فرد دنیا سے تین تمنائیں لئے ہوئے چلا جاتا ہے۔ اول جمع کرنے کی حرص، دوم جو کچھ حاصل کرنا چاہا وہ حاصل نہ کر سکا، سوم توشہ آخرت جمع نہ کر سکا۔

12۔ جو لوگ دنیا کو محبوب تصور نہیں کرتے نجات انہی کا حصہ ہے اور اسیر دنیا خود کو ہلاکت میں ڈال لیتے ہیں۔ دانشمندی یہی ہے کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر آخرت کی فکر کی جائے۔

13۔ نفس سے زیادہ دنیا میں کوئی شے سرکش نہیں۔ اور اگر تم یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ تمہارے بعد دنیا کی کیا کیفیت ہو گی تو یہ دیکھ لو کہ دوسرے لوگوں کے جانے کے بعد کیا نوعیت رہی۔

14۔ تم سے قبل آسمانی کتابوں کی ایسی وقعت تھی کہ لوگ اپنی راتیں ان کے معانی پر غور و فکر کرنے میں گزار دیتے تھے اور دن میں اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ لیکن تم نے اپنی کتاب پر زیر و زبر تو لگائے مگر عمل ترک کر کے آسائش دنیا میں مشغول ہو گئے۔

15۔ فرمایا جس نماز میں دل جمعی نہ ہو وہ وجہ عذاب بن جاتی ہے۔

16۔ کسی نے پوچھا خشوع کیا ہے؟ فرمایا کہ انسان کے قلبی خوف کا نام خشوع ہے۔

17۔ کوئی شخص قبرستان میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ منافق ہے

Marfat.com

کیونکہ جس کی نفسانی خواہش مُردوں کے سامنے بھی حرکت کرتی ہے اسکو موت و آخرت پر یقین نہیں ہوتا۔ اور جو ان دونوں پر یقین نہ کرے اس کو منافق کہتے ہیں۔

18۔ کسی شخص نے آپ سے گریہ و زاری کا سبب دریافت کیا۔ فرمایا میں نے سنا ہے ایک صاحبِ ایمان شخص کو گناہوں کی وجہ سے برسوں جہنم میں رہنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا کہ کاش اس کے بدلے میں مجھے جہنم میں پھینک دیا جائے اور وہ محفوظ رہے کیونکہ مجھے اپنے متعلق یہ توقع نہیں ہے کہ ایک ہزار سال تک بھی چھٹکارا حاصل کر سکوں گا۔

19۔ ایک مرتبہ پھر کسی نے آپ سے گریہ و زاری کا سبب پوچھا یہ کہہ کر کہ آپ کا شمار تو صاحب تقویٰ لوگوں میں ہوتا ہے پھر اتنا کیوں روتے ہیں؟ فرمایا میں تو اس دن کے لئے روتا ہوں جس دن مجھ سے کوئی ایسی خطا ہو گئی ہو کہ اللہ تعالیٰ باز پرس کر کے یہ فرما دے اے حسن ہماری بارگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں اور ہم تمہاری پوری عبادت کو رد کرتے ہیں۔

20۔ آپ نے سعید بن جبیر کو تین نصیحتیں کیں۔ اول صحبت سلطان سے اجتناب کرو۔ دوم کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہو خواہ وہ رابعہ بصری ہی کیوں نہ ہو۔ سوم راگ رنگ میں کبھی شرکت نہ کرو۔

21۔ فرمایا دنیا کی جانب راغب ہونے کا نام مردہ دلی ہے۔

22۔ ایک مرتبہ مناجات کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ اے اللہ! تیری نعمتوں کا میں شکر نہ بجا لا سکا اور ابتلا کی حالت میں صبر کا دامن چھوڑ دیا۔ لیکن عدم شکر کے باوجود بھی تو نے اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھا اور صبر نہ کرنے پر بھی مصیبتوں کا ازالہ کرتا رہا۔

23۔ پوچھا گیا کہ وہ کون سے آداب ہیں جن کے ذریعے بندہ اس دنیا میں فائدہ اٹھا سکے اور آخرت کے روز اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہو سکے؟ فرمایا دین کی سمجھ حاصل کرنا۔ کیونکہ یہ سیکھنے والوں کو اللہ کی طرف لے جاتا ہے اور دنیا سے کنارہ کشی کرنا کہ یہ بندے کو اپنے رب سے قریب کر دیتی ہے اور ایمان کامل سے اللہ کی

Marfat.com

معرفت حاصل کرنا۔

24۔ فرمایا تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو علم تو علماء کا سا حاصل کرتے ہیں اور کام جاہلوں جیسا کرتے ہیں۔

25۔ علماء کی سزا یہ ہے کہ ان کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور دل کی موت عمل آخرت کے ذریعہ دنیا طلب کرنے سے ہوتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ اہل دنیا کا تقرب چاہتے ہیں

26۔ فرمایا میں تو عالم کے لئے بھی پیٹ بھر کر کھانے کو برا سمجھتا ہوں پھر جو حرام سے سیر ہو کر کھاتا ہے اس کا کیا حال ہو گا۔ خدا کی قسم، اگر میں ایک لقمہ کھاؤں اور وہ میرے پیٹ میں اینٹ بن جائے تو مجھے مرنے تک کافی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ اینٹ پانی میں تین سو سال سے زیادہ تک باقی رہتی ہے۔

27۔ علماء کی پرہیزگاری شہوت کو چھوڑنا ہے کیوں کہ عالم ظاہری گناہ تو اس خوف سے چھوڑ دیتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی تعظیم نہ جاتی رہے۔ فرمایا میں نے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو غیر اللہ کے لئے علم حاصل کریں گے اور اس میں حق تعالیٰ کی حکمت یہ ہو گی کہ علم معدوم نہ ہو جائے اور پھر ایسے لوگوں کے لئے قیامت میں وبال ہو گا۔ اس بات کی تائید میں ایک حدیث ہے!

''اللہ تعالیٰ اس دین کی امداد کسی عاجز شخص سے بھی کراتا ہے''۔

28۔ اگر کوئی شخص تمام علم پڑھ لے اور عبادت میں مشغول ہو حتیٰ کہ وہ ستون یا خشک مشکیزہ کی طرح ہو جائے لیکن اس بات کی تحقیق نہ کرے کہ اس کے پیٹ میں جو کچھ جاتا ہے وہ حرام ہے یا حلال تو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی عبادت قبول نہ ہو گی۔

29۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ کسی بندہ سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر اس سے ناراض نہ ہو تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس سے محبت رکھتا ہے جھوٹا ہے۔

30۔ گناہوں میں غرق ہونے کی علامت روزہ اور شب بیداری پر دل کا خوش نہ ہونا ہے۔

Marfat.com

31۔ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو دنیا اور آخرت میں ذلیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ انسان رات میں کوئی گناہ بھی کرے صبح کو اس کے چہرے پر ذلت برستی ہے۔

32۔ جو شخص قیام اللیل کو ترک کرتا ہے وہ کسی نہ کسی گناہ کے باعث ایسا کرتا ہے۔ پس تم ہر شب غروب کے وقت اپنے نفوس کی پڑتال کرو اور حق تعالیٰ کے ہاں توبہ کرو تا کہ رات کو قیام کر سکو۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ رات کا قیام اس شخص پر بوجھل ہوتا ہے جس کو گناہوں نے بوجھل کر رکھا ہے۔

33۔ اے ابن آدم! فی سبیل اللہ خرچ کرو اور یہ ضرر رساں درندے جو تیرے ارد گرد ہیں یعنی اولاد بیویاں اور خادم وغیرہ تجھے دھوکہ میں نہ ڈالیں کیوں کہ تیری اولاد تیرے املاک میں شیر کی طرح تیرے ساتھ چھینا جھپٹی کرتی ہے کہ تیرا مال صرف اسی کے قبضہ میں رہے نہ وہ تیری طرف سے اس میں سے صدقہ دے گی اور نہ تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودگی میں خرچ کرنے دے گی۔

34۔ جس شخص پر اللہ تعالیٰ دنیا میں فراخی کرے اور اسے یہ اندیشہ نہ ہو کہ مبادا یہ مکر ہو تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے مکر سے غافل ہے۔

35۔ علماء اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہیں گے جب تک کہ وہ امراء کی طرف محبت کے ساتھ میلان نہیں کریں گے لیکن جب وہ امراء کی طرف مائل ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے ہاتھ کھینچ لے گا۔ اور ان پر ظالموں کو مسلط کر دے گا جو ان کو بری طرح عذاب دیں گے اور ان کے دلوں میں رعب بھر دیں گے۔

36۔ فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابلیس نے حق تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ میں اپنا گھر کہاں بناؤں۔ تو حکم ہوا حمام میں۔ پھر اس نے پوچھا میرا جال کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا عورتیں۔ پھر اس نے پوچھا میری مزامیر کیا ہوں گی؟ اللہ نے فرمایا شعر۔ پھر عرض کیا کہ میں اپنی مجلس کہاں بناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بازار میں۔

37۔ فرمایا بخدا مومن کے لئے دنیا میں حزن (غم) کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر ابن آدم کے سر پر افلاس' مرض اور موت نہ ہوتی تو شدتِ کبر کے باعث وہ کبھی سر تسلیم خم نہ کرتا باوجود ان کے وہ پھر گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے۔

38۔ فرمایا کہ انسان پر تعجب ہے کہ کراماً کاتبین اس کے پاس ہیں اور اس کی زبان ان

Marfat.com

کا قلم اور اس کا تھوک ان کی سیاہی ہے پھر بھی وہ بیہودہ کلام کرتا ہے۔

39۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ایک دوسرے کی امداد کرتے اور یہ دریافت نہ کرتے کہ ان کے بھائی کو اس امداد کی ضرورت ہے یا نہیں۔ آج کل تم نے دیکھا کہ لوگ اپنے دوستوں سے احوال دریافت کرتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی اپنے دوست کو ایک درہم بھی نہیں دیتا۔

40۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نعمت دیتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وہ اس کے بندوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتا ہے۔ پس اگر جو کچھ وہ مانگیں انہیں دے دے تو خیر ورنہ اس سے نعمت چھین لیتا ہے۔

41۔ خواجہ حسن بصری کے پاس جب کوئی سائل آتا تو اسے دیتے پھر دعا کرتے اے اللہ! اس نے ہم سے کھانا مانگا ہے اور ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں۔ تو ہمارے خیرات کرنے سے مغفرت کے زیادہ لائق ہے۔

42۔ آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا۔ دنیا چلنے کا مقام ہے جائے قرار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو عتاب کے طور پر دنیا میں اتارا تھا۔ اے امیر المومنین بچ کر رہیے۔ اس کا زادِ راہ اس کا چھوڑ دینا ہے۔ اس کا غنا میں اس کا احتیاج ہے۔ ہر لحہ اس کے لئے قتل ہو رہے ہیں۔ جس نے اسکی تعظیم کی وہ ذلیل ہوا۔ جس نے اسے جمع کیا وہ فقیر ہوا۔ یہ زہر کی طرح ہے جو اسے نہیں جانتا وہی کھاتا ہے اور اس میں اسکی موت ہے۔ اس میں ایسے رہو جیسے کوئی زخم کا علاج کرتا ہو کہ زیادہ ہونے کے ڈر سے شروع ہی میں علاج کرے۔ بیماری بڑھ جانے کے باعث دوا کی تلخی پر صبر کرے۔ یہ دنیا غدار' خائن اور دھوکہ باز ہے۔ اس نے فریب کو زینت بنا رکھا ہے۔ دھوکہ کا فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ یہ سنگھار کیے ایک دلہن ہے اور لوگ اس پر عاشق ہو رہے ہیں۔ جس کو اللہ کی معرفت حاصل ہے وہ اسے جمع نہیں کرتا۔ دنیا دار جب کسی مسرت کی وجہ سے اس پر خوش ہوتا ہے تو ناپسندیدہ انجام پاتا ہے جو دنیا دار کے لئے دکھ اور تباہی کا باعث ہوتا ہے۔

Marfat.com

6

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ (وصال 777ء)

1- پندرہ برس کی مکمل اذیتوں کے بعد مجھے یہ ندا آئی کہ عیش و راحت کو ترک کر کے اس کی بندگی اور احکام کی تعمیل کے لیے تیار ہو جا۔

2- کسی نے پوچھا کیا درویشی خریدی جا سکتی ہے؟ فرمایا کیوں نہیں میں نے بھی تو سلطنت بلخ کے بدلے میں درویشی خریدی اور بہت ارزاں خریدی کیونکہ درویشی سلطنت کے مقابلہ میں بہت بیش بہا چیز ہے۔

3- جس کو تین حالتوں میں دل جمعی حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کے اوپر باب رحمت بند ہو چکا ہے۔ اول تلاوت کلام مجید کے وقت دوم حالت نماز میں۔ سوم ذکر و شغل کے وقت۔

4- عارف کی شناخت یہی ہے کہ وہ ہر شے میں حصول عبرت کے لیے غور وفکر کرتے ہوئے خود کو حمد وثنا میں مشغول رکھے اور اطاعت الٰہی میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے۔

5- تین حجابات رفع ہو جانے کے بعد قلب سالک پر سارے خزانے کشادہ کر دیئے جاتے ہیں۔ اول یہ کہ کبھی دنیا کی سلطنت قبول نہ کرے۔ دوم اگر کوئی چیز سلب کر لی جائے تو غمزدہ نہ ہو کیونکہ غم کرنا غصہ کی نشانی ہے۔ سوم یہ کہ کسی طرح کی تعریف و بخشش پر اظہار مسرت نہ کرے کیونکہ اظہار مسرت کرنا احساس کمتری کی علامت ہے۔

6- ایک مرتبہ خلیفہ معتصم باللہ نے کچھ خدمت کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا میں نے دنیا دنیا والوں کے لیے اور آخرت آخرت والوں کے لیے چھوڑ دی ہے۔ اور خود اپنے لیے یاد الٰہی اور اس کی محبت اور دیدار کو مخصوص کر لیا ہے۔

7- اپنے ایک مرید کو انکساری کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جو بند ہے اس کو کھولو اور جو کھلا ہے اس کو بند کرو۔ اس شخص نے عرض کیا حضرت میں سمجھا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ روپے کی تھیلی جو بند ہے اس کو کھولو اور زبان جو کھلی ہے اس کو بند کرو۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ جب تک تم اپنی بیوی کو بیوہ' اپنے فرزندوں کو یتیم اور خود کو کتے کے برابر نہ سمجھو گے ہرگز اللہ والوں کی صف میں بیٹھنے کی امید نہ رکھو۔

8- آپ نے کسی آنے والے شخص سے پوچھا کیا تم ولی اللہ بننا چاہتے ہو؟ اس نے جواب دیا زہے نصیب' اس سے اچھا اور کیا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا دنیا اور آخر دونوں کو چھوڑ دو۔ اللہ کے سوا سب چیز سے فارغ اور بے نیاز ہو جاؤ اور ہمیشہ رزق حلال کھاؤ۔ کیونکہ اس کے بغیر کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

9- جب آپ کے اوپر واردات غیبی کا نزول ہوتا تو فرمایا کرتے کہ سلاطین عالم آ کر دیکھیں کہ یہ کیسی واردات ہے اور اپنی شوکت و سلطنت پر نادم ہوں۔ پھر فرمایا کہ خواہشات کا بندہ کبھی سچا نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کے ساتھ اخلاص کا تعلق صدق و خلوص نیتی سے ہے۔

10- ایک دن آپ کے مرید خواجہ شقیق بلخی نے پوچھا کہ آپ نے دنیا سے فرار کیوں اختیار کیا؟ فرمایا کہ اپنے دین کو آغوش میں لیے صحرا صحرا' قریہ قریہ اس لیے بھاگتا پھرتا ہوں کہ دیکھنے والے مجھے یا تو مزدور تصور کریں یا دیوانہ تاکہ اپنے دین کو سلامت لے کر موت کے دروازے سے نکل جاؤں۔

11- آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو نیند کیوں نہیں آتی؟ فرمایا جن آنکھوں سے آنسوں کا سیلاب جاری رہتا ہو اس کو بھلا کیسے نیند آ سکتی ہے۔ اور آپ کا معمول یہ تھا کہ فراغت نماز کے بعد اپنا چہرہ چھپا کر فرماتے کہ مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری نماز کو میرے منہ پر نہ دے ماریں۔

12- حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی کو خلافت اور اجازت عطا فرمانے کے وقت آپ نے فرمایا اے عزیز! دنیا کو ہرگز قبول نہ کرنا اور پیران طریقت کے راستے پر چلنا اور اس پر یقین رکھنا کہ دنیا درویشوں کی راہزن ہے۔ جب کوئی خدا کے راستے پر چلنا چاہتا ہے تو دنیا اس کی راہ میں بڑی بڑی چٹانیں کھڑی کر دیتی ہے۔ کہ وہ راستے سے منحرف ہو جائے اور خدا کی اطاعت سے باز آئے لیکن مرد وہی ہے جو اپنی حفاظت کرے۔ دنیا والے اگر تم سے ملنے آئیں تو تم خدا سے توبہ اور استغفار کے طلبگار رہو، اور گریہ و زاری کر کے اپنے پیران سلاسل سے مدد مانگو۔ تم دنیا والوں

Marfat.com

سے اس طرح بھاگو جیسے تیر کمان سے گریزاں ہوتا ہے۔

13- ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ کوئی نصیحت فرمائی جائے آپ نے فرمایا میری صرف چھ باتیں مان لو اور اس پر عمل کرو اور اس کے بعد تمہیں ہر طرح آزادی ہے جو چاہو کرو۔ اول یہ کہ جب تم خدا کی نافرمانی کرو تو اس کی نعمت کھانا چھوڑ دو۔ اس شخص نے جواب دیا حضرت' دنیا میں جو کچھ ہے سب تو اسی کا ہے پھر کیسے ممکن ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس کی نعمت کھاتے ہو اور پھر اس کی نافرمانی کرتے ہو۔

دوسرے یہ کہ جب تم اللہ کی نافرمانی کرنا چاہو تو اس کے ملک سے باہر نکل کر کرو۔ اس نے کہا حضرت مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک سب تو اسی کا ملک ہے پھر میں کہاں جاؤں۔ فرمایا پھر اس کے ملک میں رہ کر نافرمانی کرنا کیا تمہیں زیب دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر کوئی گناہ کرنا چاہو تو ایسی جگہ چھپ کر کرو جہاں اللہ تمہیں نہ دیکھے۔ اس نے کہا مخدوم! یہ کس طرح ممکن ہے وہ تو ہر شخص کے دل کا بھید جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تمہیں شرم نہیں آتی کہ اس کے ملک میں رہو اس کی دی ہوئی نعمت کھاؤ اور پھر اس کے سامنے اس کے خلاف مرضی کام کرو۔ چوتھی بات یہ کہ جب ملک الموت تمہاری روح قبض کرنے آئیں تو ان سے کہو کہ تھوڑی دیر رک جائیں اور توبہ استغفار کرنے کا موقع دے دیں۔ اس نے کہا حضرت وہ کسی کی بات کب ماننے والے ہیں جو میری مانیں گے۔ آپ نے فرمایا نادان! جب تم ملک الموت کو ذرا دیر کے لیے بھی نہیں روک سکتے تو پھر کیا یہ بہتر نہیں کہ ان کے آنے سے پہلے ہی توبہ استغفار کر لو۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب منکر نکیر قبر میں تم سے سوال کرنے آئیں تو تم انہیں کسی حیلے سے ٹال دو۔ اس نے کہا حضرت' یہ تو سب سے مشکل ہے وہ کہاں کسی کے حیلے میں آنے والے ہیں جو میرے حیلے سے ٹل جائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر پہلے ہی سے ان کا جواب دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چھٹی بات یہ کہ کل قیامت کے دن جب گنہگاروں کے لیے حکم باری تعالیٰ ہوگا کہ انہیں اپنے اعمال کے بدلے دوزخ میں لے جاؤ تو اڑ جانا کہ میں تو نہیں جاتا۔ اس

Marfat.com

نے کہا حضرت یہ تو اور بھی ناممکن ہے۔ بندے کی اتنی مجال کہاں کہ خالق کونین کے خلاف زبان ہلا سکے۔ آپ نے فرمایا تو پھر کس بھروسہ پر وہ حرکت کرتے ہو جو تمہیں جنت سے دور اور دوزخ سے قریب کر دے۔ اس نے عرض کیا حضرت میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور حقیقت مجھ پر واضح ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کے دست حق پرست پر مرید ہوگیا۔ اور اپنی عبادت و ریاضت سے اچھے مرتبے پر پہنچا۔

14- لوگوں نے آپ نے پوچھا کہ حالت فقر میں آپ کو کبھی مسرت بھی ہوئی تو آپ نے فرمایا بہت مرتبہ۔ ایک مرتبہ میں موٹے کپڑوں اور لمبے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار تھا اور اہل کشتی میرا تمسخر اڑانے لگے۔ حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار میرے بال نوچتا اور مجھے تھپڑ مارتا۔ چنانچہ اس وقت مجھے اپنے نفس کی رسوائی پر بے حد مسرت ہوئی۔ پھر اسی دوران دریا میں طوفان آگیا اور ملاح نے کہا کہ اس دیوانے کو دریا میں پھینک دو۔ اور جب لوگوں نے میرا کان پکڑ کر پھینکنا چاہا تو طوفان رک گیا۔ مجھے اپنی ذلت پر بے حد خوشی ہوئی۔

15- ایک مرتبہ ایک مسجد میں آرام کرنے کے لیے گیا تو وہاں لوگوں نے مجھے زدوکوب کیا اور مسجد کی سیڑھیوں سے نیچے پھینک دیا اور ہر سیڑھی پر جب سر میں چوٹ لگتی تو میرے اوپر اسرار الٰہی آشکار ہوتے جاتے۔ ایک اور مرتبہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کہ ایک آدمی آیا اور اس نے میرے اوپر پیشاب کر دیا۔ پھر ایک مرتبہ میرے کپڑوں میں جوئیں پڑنے کی وجہ سے پریشانی کی حالت میں مجھے اپنا دور حکومت یاد آگیا۔ اور مجھے اپنی اذیت اور ذلت سے بڑی خوشی ہوئی۔

16- کسی نے آپ نے پوچھا کہ آپ آب زمزم کیوں نہیں پیتے؟ فرمایا میرے پاس اگر بالٹی ہوتی تو ضرور پی لیتا۔

17- ایک مرتبہ آپ کو کسی دعوت میں مدعو کیا گیا۔ وہاں بیٹھے تو دیکھا لوگ ایک دوسرے کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ فرمانے لگے ہمارا رواج تو یہ ہے کہ پہلے روٹی کھاتے ہیں پھر بعد میں گوشت۔ مگر یہاں تم لوگ پہلے گوشت کھا رہے ہو۔ اس لیے آپ وہاں سے چل دیئے۔

Marfat.com

18- ایک آدمی دس ہزار دینار لے کر آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ آپ نے یہ کہتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ کیا تم میرا نام فقرا کی فہرست میں سے خارج کرانا چاہتے ہو یہ دس ہزار دینار دے کر! میں ان کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

19- فرمایا انسان چھ چیزوں کے بغیر متقی نہیں ہو سکتا۔ (۱) عیش کی زندگی چھوڑ کر مصائب کو قبول کرے (۲) شان و شوکت چھوڑ کر عاجزی اختیار کرے۔ (۳) آرام کو چھوڑ کر ریاضت اختیار کرے (۴) نیند کو چھوڑ کر شب بیداری کرے (۵)دولت مندی کو خیر باد کہہ کر غربت اختیار کرے (۶) دنیوی توقعات چھوڑ کر آخرت کی راہ اختیار کرے۔

20- کوئی دوست اپنے دوست سے روزہ کے متعلق دریافت نہ کرے کیونکہ اگر اس نے کہا کہ میں روزے سے ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر انکار کیا تو اس کا نفس غمگین ہوگا اور یہ دونوں ریا کی علامتیں ہیں۔

21- جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگ اسکو اچھا کہیں وہ نہ تو متقی ہے نہ بااخلاص۔

22- کامل فقیر دنیا کو ترک کرنے اور دُنیا کے بارے میں اپنے بھائیوں کو اپنے نفس پر مقدم رکھنے سے ہوتا ہے بجز اس صورت کے کہ اسکو ان سے زیادہ اس کی ضرورت ہو۔

23- آپ ایک رات بیت القدس میں سوئے تو پتھر کی طرف سے ایک آواز آئی کہ رات کا قیام جہنم کے شعلہ کو بجھاتا ہے اور پل صراط پر قدموں کو مضبوط رکھتا ہے۔ پس تم قیام اللیل میں سستی نہ کیا کرو۔ اس واقعہ کے بعد انہوں نے تا دم مرگ شب بیداری ترک نہ کی۔

24- حق تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنے والوں کی علامت یہ ہے کہ جب ان میں سے ایک خفا ہو جائے تو دوسرا اسکو راضی کرنے میں جلدی کرے کیونکہ میں نے کبھی کوئی دوست ایسا نہیں دیکھا جو دوستوں کی غم خواری نہ کرے۔ جیسا کہ میں نے کبھی کسی غضب ناک شخص کو مسرور اور حریص کو غنی نہیں دیکھا۔

Marfat.com

25- آپ کی دنیا سے بے رغبتی سے پہلے یہ حالت تھی کہ جب کوئی سائل آتا تو وہ اپنے عیال کے پاس جاتے اور کہتے تمہارے پاس قبروں کا قاصد آیا ہے کیا تم موتوں کو کچھ صدقہ بھیجنا چاہتے ہو؟۔

26- گوشہ نشینی کا ادنیٰ فائدہ یہ ہے کہ انسان برائی نہیں دیکھتا جس کو وہ ناپسند کرے۔

27- حق تعالیٰ اس آدمی کے دل میں استغفار نہیں ڈالتا جسے عذاب دینا منظور ہو۔

28- اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے اللہ جو آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے دنیا کو ابراہیم سے روکے رکھ۔

29- ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس کے بندے ہیں تو آپ خوف سے کانپنے لگے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو یہ آیت پڑھی: ان کل من فی السموات ولارض الا آتی الرحمن عبداً۔ اس شخص نے پوچھا کہ آپ نے یہی جواب پہلے کیوں نہ دیا اور اس طرح خوف سے کیوں کانپنے لگے؟ آپ نے جواب دیا کہ مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے اپنے کو اس کا بندہ کہا اور اس نے حق بندگی طلب کیا تو کیا ہوگا۔ لیکن اس سے انکار بھی ممکن نہ تھا۔

30- ایک مرتبہ خواجہ ابو سعید ابو الخیر حضرت ابراہیم ادھم کی زیارت کے لئے ان کے غار میں تشریف لے گئے۔ مگر آپ مکہ معظمہ جا چکے تھے اور غار خالی تھا۔ دیکھا کہ پورا غار خوشبو سے مہک رہا تھا۔ شیخ ابو سعید نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا کرامت ہے اگر اس پورے غار کو مشک سے بھی بھر دیا جائے تو ایسی دلاویز خوشبو پیدا نہیں ہو سکتی جیسی اس وقت اس مرد خدا کے قیام کے باعث ہے۔

7

حضرت رابعہ بصریہؒ (وصال 801ء)

1- فرماتی تھیں ہماری استغفار بھی استغفار کی محتاج ہے یعنی اس لیے کہ اس میں صدق نہیں ہوتا۔

2- ایک مرتبہ آپ خواجہ حسن بصری کے مکان پر پہنچیں تو اس وقت وہ مکان کی چھت پر اس درجہ مصروف گریہ تھے کہ آنسوؤں کا پرنالہ بہہ نکلا۔ رابعہ بصریؒ نے کہا

Marfat.com

اگر آپ کی یہ گریہ و زاری فریب کا راز ہے تو اسے بند کر دو تا کہ آپ کے باطن میں ایسا بحرِ بیکراں موجزن ہو جائے کہ اگر اس کی وسعتوں میں آپ اپنے قلب کو تلاش کرنا چاہو تو نہ مل سکے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسا کر دینے میں قدرت کامل حاصل ہے۔ خواجہ حسن بصری آپکی یہ باتیں سن کا خاموش ہو گئے۔

3۔ ایک روز جب رابعہ بصری ساحل فرات پر موجود تھیں تو اچانک خواجہ حسن بصریؒ بھی وہاں پہنچ گئے اور پانی پر مصلیٰ بچھا کر فرمایا کہ آیئے ہم دونوں نماز ادا کریں۔ لیکن رابعہ نے جواب دیا کہ اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے ہے تو بہت اچھا ہے کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ کہہ کر رابعہ نے اپنا مصلیٰ ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا کہ آیئے دونوں یہاں نماز ادا کریں تا کہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ پھر رابعہ نے فرمایا جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا وہ ایک حقیر مکھی بھی کر سکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

4۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے لئے بطور ہدیہ موم، سوئی اور بال روانہ کئے اور یہ پیغام بھیجا کہ موم کی مانند خود کو پگھلا کر روشنی فراہم کرو۔ اور سوئی کی مانند برہنہ رہ کر مخلوق کے کام آؤ اور جب تم ان دونوں چیزوں کی تکمیل کر لو گے تو بال کی مانند ہو جاؤ گے۔ اور کبھی تمہارا کوئی کام خراب نہیں ہو گا۔

5۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ کیا آپ کو نکاح کی خواہش نہیں ہوتی؟ آپ نے جواب دیا کہ نکاح کا تعلق تو جسم و وجود سے ہے اور جس کا وجود ہی اپنے مالک میں ضم ہو گیا ہو تو اس کے لئے ہر شے میں اپنے مالک کی اجازت ضروری ہے۔

6۔ خواجہ حسن بصریؒ نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہیں یہ مراتب عظیم کیسے حاصل ہوئے۔ فرمایا کہ ہر شے کو یادِ الٰہی میں گم کر کے۔ پھر حضرت حسن سے پوچھا کہ تم نے خدا کو کیسے پہچانا؟ جواب دیا کہ بے ماہیت و کیفیت۔ ایک مرتبہ خواجہ حسن نے کہا مجھے ان علوم کی بابت سمجھاؤ جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ حاصل ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ میں نے تھوڑا سا سوت کات کر تکمیل ضروریات کے لئے دو درہم

Marfat.com

میں فروخت کر دیا۔ اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک درہم لے کر اس خیال میں غرق ہو گئی کہ اگر میں نے دونوں کو ایک ہاتھ میں لیا تو یہ جوڑا بن جائے گا اور یہ بات وحدانیت کے منافی اور میری گمراہی کا باعث ہو سکتی ہے۔ بس اس کے بعد سے میری تمام راہیں کشادہ ہوتی چلی گئیں۔

7۔ جب آپ سے نکاح نہ کرنے کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا کہ تین چیزیں میرے لئے وجہ غم بنی ہوئی ہیں۔ اگر تم یہ غم دور کر دو تو میں یقیناً شادی کر لوں گی۔ اول یہ کہ کیا خبر میری موت اسلام پر بھی ہو گی یا نہیں؟ دوم یہ کہ روز محشر میں میرا نامہ اعمال نہ جانے دائیں ہاتھ میں ہو گا یا بائیں ہاتھ میں۔ سوم روز محشر جب جنت میں ایک جماعت کو دائیں طرف سے اور دوسری کو بائیں طرف سے داخل کیا جائے گا تو نہ جانے میرا شمار کس جماعت میں ہو گا۔ لوگوں نے عرض کیا ان تینوں سوالوں کا جواب ہمارے پاس نہیں ۔ آپ نے فرمایا جس کو اتنے غم ہوں تو اس کو شادی کی کیا تمنا ہو سکتی ہے۔

8۔ عالم خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ کیا تم مجھے محبوب رکھتی ہو؟ رابعہ نے عرض کیا کہ وہ کون بد نصیب ہو گا جو آپ کو محبوب نہ رکھتا ہو۔ لیکن میں تو حب الٰہی میں ایسی غرق ہوں کہ اس کے سوا کسی کی محبوبیت کا تصور بھی نہیں آتا۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ میں کسی محبوبیت کا احساس تک باقی نہیں ہے۔

9۔ لوگوں نے پوچھا کہ محبت کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ محبت ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی کیونکہ بزم عالم میں کسی نے اس کا ایک گھونٹ نہیں چکھا جس کے نتیجہ میں محبت اللہ تعالیٰ میں ضم ہو کر رہ گئی ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ آپ جس کی عبادت کرتی ہیں کیا وہ آپ کو نظر بھی آتا ہے؟ فرمایا کہ اگر نظر نہ آتا تو عبادت کیوں کرتی۔

10۔ لوگوں نے سوال کیا کہ گناہ گار کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ اس وقت تک وہ توبہ ہی نہیں کر سکتا جب تک خدا توفیق نہ دے اور جب توفیق حاصل ہو گئی تو پھر قبولیت میں بھی کوئی شک نہیں رہا۔

11۔ فرمایا: جب تک قلب بیدار نہیں ہوتا اس وقت تک کسی عضو سے بھی خدا کی راہ

Marfat.com

نہیں ملتی۔ اور بیداریٔ قلب کے بعد اعضاء کی حاجت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قلب بیدار وہی ہے جو حق کے اندر اس طرح ضم ہو جائے کہ پھر اعضاء کی حاجت ہی باقی نہ رہے اور یہی فنا فی اللہ کی منزل ہے۔

12۔ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور دنیا کی مذمت کرنے لگے۔ رابعہ نے کہا دنیا کا ذکر چھوڑو۔ اگر تمہارے دلوں میں اسکی عزت نہ ہوتی تو تم اس کا اتنا ذکر ہی کیوں کرتے۔

13۔ کچھ اہل اللہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے ان سے سوال کیا کہ خدا کی بندگی کیوں کرتے ہو؟ ان میں سے ایک نے جواب دیا، جہنم کے خوف سے، دوسرے نے جواب دیا ہم جنت کے لالچ میں بندگی کرتے ہیں۔ رابعہ نے جواب دیا جو دوزخ کے خوف سے اور جنت کے لالچ میں بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی بُرا ہے۔ لوگوں نے کہا کیا آپ کو خدا سے امید و بیم نہیں؟ فرمایا ہماری نظروں میں جنت اور جہنم برابر ہیں کیونکہ عبادات الٰہی فرض عین ہے۔ اور اگر رب جنت و دوزخ نہ بناتا تو کیا بندے اس کی عبادت سے منکر ہو جاتے؟

14۔ آپ بارگاہ ربوبیت میں اس طرح مناجات کرتیں۔ اے میرے رب اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے جہنم میں ڈال دے اور اگر جنت الفردوس کے لالچ میں بندگی کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم کر دے۔ میں تو صرف تیری رضا اور خوشنودگی کی خاطر تیری عبادت کرتی ہوں۔

15۔ ایک دن رابعہ بصری کو دیکھا گیا کہ ایک ہاتھ میں آگ لئے ہوئے ہے اور دوسرے ہاتھ میں پانی کی مشکیزہ اور وہ بڑی تیزی سے بھاگ رہی تھیں۔ لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی۔ رابعہ نے جواب دیا میں جنت کو آگ لگانے جا رہی ہوں اور دوزخ میں پانی ڈال کر اس کو بجھانے جا رہی ہوں تاکہ دونوں پردے ہٹ جائیں اور لوگ خدا کو دیکھیں اور بغیر کسی خوف و امید اس کی بندگی فقط اس کی رضا کے لئے کریں۔

16۔ روح خدا کا امر ہے اور یہ دوبارہ اپنے اصل کی طرف وصل کے لئے بے تاب رہتی ہے بشرطیکہ مجاہدات کے بعد اس کا تصفیہ ہو جائے۔

Marfat.com

17۔ اپنی مناجات میں عرض کیا اے میرے رب! کیا تو اس قلب کو آگ میں جلائے گا جو تیری محبت میں بھرا ہوا ہے؟ ندا آئی ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ کیا تم ہمارے متعلق ایسا کم تر گمان رکھتی ہو!

18۔ ایک مرتبہ رابعہ بیمار ہوئیں۔ کسی نے آپ سے بیمار ہونے کی وجہ پوچھی۔ فرمایا میرا قلب جنت کی طرف مائل ہوا اس لئے مجھے سزا دی جا رہی ہے۔ اب میرا رب مجھ سے مطمئن ہے اور کبھی جنت کی طرف توجہ نہیں کروں گی۔

19۔ رابعہ سے پوچھا گیا عبد کس وقت مطمئن ہوتا ہے؟ فرمایا جبکہ وہ شقاوت میں ایسا خوش ہو جیسا وہ سعادت میں خوش نظر آتا ہے۔ یعنی بلا کو بھی نعمت الٰہی سمجھے۔

20۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے اور نبوت صرف مردوں ہی کو کیوں حاصل ہے؟ رابعہ نے فرمایا تم لوگ بتاؤ کہ کیا کبھی کسی عورت نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور کیا کوئی عورت بھی مخنث ہوتی ہے جبکہ سینکڑوں مرد مخنث ہوتے ہیں۔

21۔ حضرت سفیان اکثر یہ فرمایا کرتے کہ ایک شب کو میں رابعہ کے یہاں پہنچا تو وہ پوری رات مشغول عبادت رہیں اور میں بھی ایک گوشہ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر صبح کے وقت رابعہ نے فرمایا کہ عبادت کی توفیق عطا کئے جانے پر ہم کسی طرح معبود حقیقی کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ اور میں بطور شکرانہ کل کا روزہ رکھوں گی۔ اور اکثر آپ یہ دعا کیا کرتیں کہ یا خدا! اگر روز محشر تو نے مجھے دوزخ کی آگ میں ڈالا تو میں تیرا ایک ایسا راز فاش کر دوں گی جس کو سن کر دوزخ مجھ سے ایک ہزار سال کی مسافت پر بھاگ جائے گی اور کبھی یہ دعا کرتیں کہ دنیا میں میرے لئے جو حصہ متعین کیا گیا ہے وہ اپنے مخالفین کو دے دے اور آخرت میں جو مخصوص ہے وہ اپنے دوستوں میں تقسیم فرما دے کیونکہ میرے لئے تو صرف تیرا وجود ہی بہت کافی ہے۔ اگر میں تیری عبادت صرف تمنائے دیدار کے لئے کرتی ہوں تو پھر مجھے اپنے جمال عالم افروز سے مشرف فرما دے۔

22۔ وفات کے وقت آپ نے مجلس میں حاضر مشائخین سے فرمایا کہ آپ حضرات یہاں سے ہٹ کر ملائکہ کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ چنانچہ سب باہر نکل آئے۔ اور دروازہ

Marfat.com

بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد اندر سے یہ آواز سنائی دی کہ "اے مطمئن نفس اپنے مولا کی جانب لوٹ آ"۔ اور جب کچھ دیر کے بعد اندر سے آوازیں آنا بند ہو گئیں تو لوگوں نے اندر جا کر دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

8

یحییٰ بن معاذ رازیؒ (وصال 72-871ء)

1- فرمایا جب تک بندہ معرفت حاصل کرتا رہتا ہے اسے یہ کہا جاتا ہے کہ تو کوئی چیز اختیار نہ کر اور اپنے اختیار سے دور رہ یہاں تک کہ تجھے عرفان حاصل ہو جائے۔ اور جب بندہ معرفت پا کر عارف ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب تو چاہے کوئی چیز اختیار کر یا نہ کر تیری مرضی ہے کیونکہ اب تو جو بھی اختیار کرے گا وہ ہمارے اختیار کے ساتھ ہوگا اور جو کچھ ترک کرے گا ہمارے ہی اختیار سے ترک کرے گا۔ اس لئے کہ اب تو اختیار و عدم اختیار دونوں حالتوں میں ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ مزید فرمایا کہ دنیا ایک دلہن کی مانند ہے جس نے اسے طلب کیا پھر اس کو خود سے دور نہ کر سکا۔

2- اولیاء اللہ زمین میں خوشبودار گھاس ہیں جب مرید اس کو سونگھتے ہیں اور اس کی خوشبو ان کے دلوں تک پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کے مشتاق ہو جاتے ہیں اور زیادہ عبادت کرنے لگتے ہیں۔

3- فرمایا جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے وہ کبھی موت کا خواستگار نہیں ہوتا۔

4- فرماتے ہیں جب تک کسی میں تین خصلتیں نہ پائی جائیں اس وقت تک وہ زہد کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا (۱) عمل کرے تو اس کے دل میں اللہ کی خوشنودی کے سوا کوئی اور خواہش نہ ہو (۲) بات کرے تو بغیر لالچ کے (۳) اور بغیر ریاست کے اپنے آپ کو ذی عزت بنائے رکھے۔

5- کسی نے یحییٰ بن معاذ سے پوچھا میں توکل کی دکان میں کب داخل ہو سکتا ہوں ،زہد کی چادر کب پہن سکتا ہوں اور زاہدوں کے ساتھ کب بیٹھ سکتا ہوں

Marfat.com

؟فرمایا: جب پوشیدہ طور پر تمھاری ریاضت اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ تین دن تک بھی تمھیں روزی نہ دے تو تمھارا نفس کمزوری محسوس نہ کرے اگر تم اس درجے تک نہیں پہنچتے ہو تو زاہدوں کی چادر پر تمہارا بیٹھنا جہالت ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ تم کہیں صوفیاء میں رسوا نہ ہو جاؤ۔

6- دنیا ایک دلہن کی مانند ہے اور اس کے طالب دنیا کا بناؤ سنگھار کرنے والے ہیں اور جو لوگ دنیا سے اعراض کرتے ہیں وہ اس کا منہ کالا کرتے ہیں۔

7- فرمایا اگر بھوک ایسی چیز ہوتی جو بازار میں خریدی جاسکتی تو آخرت کے طالبین کے لئے جب بھی بازار میں داخل ہوتے تو یہ مناسب نہ ہوتا کہ کسی اور چیز کو خریدتے۔

8- کسی مومن کے لئے تجھ سے تین قسم کا حصہ ہونا چاہئے۔ اگر تو اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو اسے نقصان بھی نہ پہنچا، اگر تو اسے خوش نہیں کر سکتا تو اسے مغموم بھی نہ کر اور اگر اس کی مدح نہیں کر سکتا تو اس کی مذمت بھی نہ کر۔

9- فرمایا صوف پہننا دکان کی مانند ہے اور زہد کی باتیں کرنا پیشہ وری اور قافلوں کے ساتھ چلنا اسباب کے اختیار کرنے کے مترادف ہے اور تمام امور دنیاوی علاقات و اسباب ہیں۔

10- بندے کا طلب کئے بغیر رزق پانا اس بات کی دلیل ہے کہ رزق صاحبِ ضرورت کی حاجت کے مطابق معین ہے۔

11- جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ وہ کرامات کی طرف اشارہ کرتا ہے تو جان لو کہ اس کا طریق ابدال کا ہے اور جو نعمتوں کی طرف اشارہ کرے تو اس کا طریق اہل محبت کا ہے اور اس کا درجہ ماقبل سے اعلیٰ ہے۔ اسی طرح جو ذکر کی طرف اشارہ کرے اور اللہ کے ذکر سے ہر وقت متعلق رہے تو جان لو اس کا طریق عارفین کا ہے اور یہ تمام احوال کے اعتبار سے اعلیٰ ہے۔

12- اولیاء اللہ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مقام ولایت کو پہنچنے کی وجہ سے تکالیف برداشت کرنے کے بعد اللہ کے ساتھ انس حاصل کر لینے کا لباس پہن لیا ہے اور مجاہدہ کے بعد انہوں نے راحت پالی ہے۔

Marfat.com

13- عارف دنیا سے اُن دو باتوں سے اپنی آرزو پوری کئے بغیر چلا جاتا ہے۔ایک اپنی ذات پر رونے سے اور دوسری اپنے رب کی ثناء بیان کرنے سے۔

14- دنیا تو شیطان کی دکان ہے اس کی دکان سے کوئی چیز نہ چراؤ ورنہ وہ اس کی تلاش میں آئے گا اور تجھے ہی شکار کر لے گا۔

15- فرمایا عقلمند تین ہیں :(۱) جو دنیا کو اس سے پہلے چھوڑ دے کہ وہ اسے چھوڑ دے۔(۲) قبر میں جانے سے پہلے قبر بنا کر رکھے یعنی اپنے آپ کو مردہ سمجھے۔یہ مراد نہیں کہ قبریں تیار کرتا پھرے۔(۳) اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے سے پہلے اُسے راضی کر لے۔

16- فرمایا درہم بچھو ہے اگر تمھیں اس کا صحیح منتر یاد نہیں تو اسے مت لو۔اگر تمھیں ڈس دیا تو یہی اسکا زہر ہے۔عرض کیا گیا:اس کا منتر کیا ہے؟فرمایا حلال ذریعے سے لینا اور حق بات پر خرچ کرنا۔

17- فرمایا دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان جیسی نہ پہلوں نے سُنی نہ پچھلوں نے جو موت کے وقت انسان پر اپنے مال کے سلسلے میں آتی ہیں۔پوچھا گیا وہ دونوں کیا ہیں ؟فرمایا سب مال لے لیا جاتا ہے اور سارے مال کا محاسبہ ہوتا ہے۔

18- آپ کے کلام حکمت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا پر تیری نظر عبرت کے لئے ہو ،اختیار کے ساتھ اسے رد کر دے بدرجہ مجبوری اسے حاصل کر اور آخرت کی طلب تیزی سے کر۔

19- بغیر طلب کے بندے کو روزی ملنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ روزی کو حکم ہے کہ بندے کو تلاش کر۔

20- فرمایا: ریاضت کی تلواروں کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرو اور ریاضت کی چار اقسام ہیں :(۱) کھانے میں خوراک کم رکھو۔(۲) نیند میں کمی رکھو۔(۳) کلام بقدر ضرورت ہی کرو۔(۴) لوگوں کی ایذا رسانی کو برداشت کرو۔چنانچہ کھانے میں کمی کرنے سے شہوات کی موت واقع ہوتی ہے۔نیند کم کرنے سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں۔اور کلام کم کرنے سے آفات سے سلامتی رہتی ہے۔لوگوں کی ایذا برداشت کرنے میں مطلوب تک رسائی خوب ہوتی ہے۔اور بندے پر سختی کے

Marfat.com

وقت بردباری اور ایذا رسانی پر صبر کرنے سے زیادہ شدید بات نہیں ۔وغیرہ۔

21- آپ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی مخلص کب ہوتا ہے تو فرمایا جب اس کی عادت شیر خوار بچے جیسی ہو جائے کہ مدح و مذمت کی کچھ پرواہ نہ کرے۔

22- آپ ایک دفعہ کسی مریض کی عیادت کو گئے ۔آپ نے اسکا حال دریافت کیا۔اس نے کہا جب سے میں دنیا میں آیا ہوں تو ناخوش تھا۔پھر اس میں ظالمانہ زندگی بسر کی۔اب میں اس سے علیحدہ ہوتا ہوں تو پریشان ہوتا ہوں ۔

23- ایک مرتبہ یحیٰی بن معاذ بیمار ہوئے تو لوگ عیادت کو آئے اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں نے دنیا میں ظالمانہ زندگی بسر کی ہے۔

24- فرمایا تجھے مناسب ہے کہ دنیا میں تیری نظر عبرت کے لئے ہو اور اس میں تیری سعی اضطراری ہو اور اسکو ترک کرنا تیرے اختیار میں ہو۔

25- فرماتے ہیں وہ قوم نہایت بُری ہے جس میں اگر مسلمان مالدار ہوں تو ان کی تعریف کریں اور اگر تنگ دست ہوں تو ان کو ذلیل جانیں ،کوئی کم عمر کسی عمر رسیدہ کے آگے ہو کر نہیں چلتا سوائے اس کے جسکو نیکی سے محروم ہونیکی سزادی جائے۔

26- آپ نے ایک آدمی کی نسبت سُنا کہ وہ مال کا آرزومند ہے ۔انہوں نے اس سے دریافت کیا تو مال کو کیا کرے گا ؟اس نے جواب دیا مفلسوں کو بخش دوں گا ۔فرمایا مفلسوں کا بوجھ خدا پر ہی رہنے دے تاکہ تو ان کو اچھا سمجھتا رہے۔ورنہ جب اس کا بوجھ تجھ پر ہوا تو تو ان کو برا جاننے لگے گا ۔اور وہ تیرے دل پر بھاری معلوم ہوں گے۔نیز فرمایا تیرا اپنے مسلمان بھائی کی تعظیم کرنا یہ ہے کہ جب کسی دوسرے شہر میں اس کا کوئی ماتم ہو جائے تو تو اس کی تعزیت کو سفر کرے۔

27- ہم دنیاوی ذلت اور مفلسی سے ڈرتے ہیں لیکن آخرت کی ذلت وخواری سے نہیں ڈرتے حالانکہ آخرت میں انسان کا اعمال صالحہ سے خالی ہونا لوگوں میں بڑی شرمندگی کا باعث ہوگا ۔افسوس ہم بہت برا کر رہے ہیں ۔ نیز فرمایا کہ نان نفقہ اور کھانے پینے کے فکر نے غافلوں کے قلوب کو ہر طرح کی نیکی سے روک رکھا ہے ورنہ آدمی کے لئے اپنی زندگی میں ایک درہم صدقہ کرنا ان ہزار دیناروں سے بہتر ہے جو وہ مرنے کے بعد چھوڑ جائے ۔

Marfat.com

28- فرمایا اپنے دلوں کو ہر وقت خدا کی یاد دلاتے رہو کیونکہ وہ فی الفور غافل ہو جاتے ہیں اور تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کو قیامت میں میزان اور حساب رسوا کرے۔

29- فرمایا جو شخص بھوکا رہے اور امیدیں کوتاہ رکھے اس کے دل میں شیطان جگہ نہیں پاتا ۔فرمایا کہ دنیا زاہدوں کی مطلقہ ہے جس کی عدت کبھی ختم نہیں ہوتی کیونکہ جب کوئی اسے طلاق دیتا ہے تو دوسرا فوراً اس کو نکاح میں لے آتا ہے۔

30- فرماتے ہیں حکمت آسمان سے اترتی ہے لیکن جس دل میں یہ چار خصائل ہوں اس میں گھر نہیں کرتی ۔(۱) دنیا کی طرف میلان (۲) کل کا غم کھانا (۳) بھائی کا حسد کرنا (۴) اور لوگوں پر برائی پسند کرنا ۔پس جس شخص میں ان میں سے کوئی خصلت ہو اُس کے دل میں حکمت داخل نہیں ہوتی۔

31- کسی نے آپ سے پوچھا کہ انسان سے علم ،حلم اور حکمت کب جاتے رہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ ان تینوں کے ذریعے دنیا طلب کرے۔نیز آپ نے فرمایا کہ جب دنیا دار تیری تعریف یا مذمت کریں تو اس کو خرافات میں شمار کر کیونکہ ان کی عقلیں مسخ ہو چکی ہیں ۔اور جان لے کہ آدمی کا زہد کی طرف متوجہ ہو کر کوئی پیشہ اختیار کرنا اس زہد سے اچھا ہے جس میں اس کی توجہ پیشہ کی طرف رہے۔نیز فرماتے تھے کہ مریدوں کا خلوت نشیں ہونا شیاطین کے لئے باعث غم ہے ۔اور ریاکاروں کے لئے لوگوں کا دیکھنا باعث نشاط ہے ۔نیز فرماتے تھے کہ جس شخص نے تیرے گناہ پوشیدہ رکھے اور تیری ذلت نہیں کی وہ تیرے لئے تمام مخلوق سے اچھا ہے کیوں کہ تو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہزاروں گناہ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر پردہ ڈالتا ہے اور اگر لوگوں کو ان میں سے تیرا ایک عیب بھی معلوم ہو جائے تو تجھے دنیا میں ذلیل کریں۔

32- آپ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے باز رہنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے ،مصیبت کے نازل ہونے پر صبر کی حقیقت کھلتی ہے ۔دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے ۔ادب سے علم ذہن نشین ہوتا ہے ،ترک طمع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے اور نیک نیتی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔

Marfat.com

33- آپ کا قول ہے کہ جس کی قید قرآن مجید ہے اس کی رہائی موت سے ہے جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اسکو کامیابی زندہ کرے گی۔ جس نے دنیاوی خواہش کو ترک کر دیا حق تعالیٰ اس کے عوض ذکر الٰہی کی خواہش پیدا کرے گا۔ جس نے نرمی کی ہو وہ اپنے ہم عصروں کا سردار ہوا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت کے سمندر میں غرق ہوا۔ نیز فرمایا کہ مل کر رہنے میں کدورت بھی ہو تو وہ اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی سے حاصل ہو۔

34- فرمایا کسی نعمت پر محسود اس شخص سے اچھا ہے جس کے پاس کوئی نعمت نہ ہو کہ جس پر حسد کیا جائے۔ پس وہ اس نعمت پہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور حاسد کو معذور جانے۔

35- عاقل کی عقلمندی یہ ہے کہ وہ کسی کو گناہ کا طعنہ نہ دے کیونکہ جب کبھی میں نے کسی کو اس کے گناہ کا طعنہ دیا ہے تو بیس سال بعد میں خود اس گناہ میں مبتلا کیا گیا ہوں۔ فرمایا ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ فرمایا کرتے تھے تم لوگوں کے عیوب پر نظر نہ کرو گویا تم ان کے آقا ہو۔ بلکہ اپنے محبوب کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔

36- آپ اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں مناجات کرتے۔ الٰہی شیطان تیرا دشمن ہے اور ہمارا بھی دشمن ہے۔ تو اس کو ایسی چیز سے غصہ نہ دلا جو اسے ہماری بخشش سے زیادہ تکلیف دہ نہ ہو۔ پس اے ارحم الراحمین! ہم کو اپنی رحمت سے بخش دے۔

37- کسی نے آپ سے پوچھا کہ تائب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو شخص جوانی میں توبہ کرے اور پھر اس سے رکا رہے یہاں تک کہ موت آ جائے۔ بوڑھوں کی توبہ توبہ نہیں ہے کیونکہ ان کی شہوانی آگ گناہوں سے ٹھنڈی ہو چکی ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ کرے۔

38- آپ رات کو مناجات میں فرمایا کرتے کہ اے اللہ میرے گناہ مجھے تکلیف دیتے ہیں اور میری توبہ مجھے پگھلاتی ہے۔ پس میری تمام زندگی تکلیف اٹھانے اور پگھلنے میں ہی گزرتی ہے۔

Marfat.com

39- دنیا میں مومن کے لئے تین مصیبتیں ہیں :اس کی نماز کا فوت ہونا ،اس کے نیک دوست کا مرنا اور اسلام میں بدعت کا پیدا ہونا۔

40- فرماتے تھے بہت سے فقراء کو تکبر یہاں تک پہنچا دیتا ہے کہ کہنے لگتے ہیں کہ اگر میرے سامنے جنت کی حور بھی لائی جائے تو بھی میں اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر اس کی طرف توجہ نہ کروں لیکن اگر وہ دنیا کی کسی لونڈی کو دیکھ لیں تو ان کا دل اس کی طرف میلان کی وجہ سے اس قدر شور برپا کرتا ہے کہ اس کی آواز عرش تک پہنچ جاتی ہے واللہ وہ گناہ جس میں اللہ تعالیٰ سے معافی کی ضرورت پڑے تمہارے لئے اس عبادت سے اچھا ہے جس سے تو لوگوں میں فخر کرے۔

41- تمام دنیا عجائب سے بھری ہوئی ہے اور سب سے عجیب بات ہمارے اور ہمارے جیسوں کے نفوس کا آگ سے نجات پانا ہے۔ وہ شخص کیونکر نجات پاتا ہے جس کے تمام اعمال آگ کی طرف لے جانے والے ہیں۔

42- آپ نے فرمایا مجھے اب اپنی شقاوت معلوم ہوگئی ۔لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟۔آپ نے فرمایا کہتے ہیں کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن بے عقل ہے ۔سوال کیا گیا کہ آپ کا دشمن کون ہے؟ آپ نے فرمایا میرا نفس۔کسی نے کہا آپ تو بحمد اللہ عقلمند ہیں ۔فرمایا میں کیسے عقلمند ہو سکتا ہوں جب کہ میں جنت کو ایک بار کی نیند یا ایک لقمہ یا ایک کلمہ کے عوض فروخت کرتا ہوں۔

43- فرماتے تھے ہم آج کل کسی کو سنت کے موافق عمل کرتے نہیں دیکھتے بلکہ عالم ،جاہل ،عابد ،زاہد بوڑھے ،جو ان سب اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہیں یہ سب کے سب اس لئے عمل کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں یا لوگوں میں ان کی تعریف ہو ۔ایسے ہی یہ لوگ گناہوں کو لوگوں کے نزدیک حقیر سمجھے جانے کے خوف سے چھوڑتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے۔ہم میں سے ایسا کون ہے کہ لوگوں میں اس کا برا ذکر ہو تو وہ ذکر کرنے والے کو برا نہ جانے۔واللہ ہم نے مداہنت کے طور پر صلح کر رکھی ہے اور ہم محض زبان سے دوست ہیں ۔اور دلوں میں عداوت رکھتے ہیں اور علم کو عمل کے لئے نہیں بلکہ زینت اور فخر کے لئے اور لوگوں

Marfat.com

پر سردار بننے کی غرض سے حاصل کرتے ہیں ۔سب سے پہلے ہم ہی دوزخ میں جلیں گے۔

44- آپ کے پاس کوئی بیٹھتا اور اس سے آپ کی طبیعت گھبرانے لگتی تو آپ اپنے نفس کو تنبیہ کرتے اور کہتے تھے تجھے نیک لوگوں کی صحبت پسند نہیں جب تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے اچھا دیکھا تو اس سے نفرت کی اور تجھے اس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

45- فرمایا کہ صاحب شہوات دنیا اور آخرت دونوں میں گرفتار عذاب رہتا ہے۔دنیا میں بوجہ ان کی تحصیل کے اور آخرت میں بوجہ ان کے حساب کتاب کے۔اور یاد رہے کہ جس کی خوراک زیادہ ہے اس کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہوگا۔اور جس کے پیٹ کا گوشت زیادہ ہوگا اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی۔اور جس کی شہوات زیادہ ہوں اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا اور جس کا دل سخت ہو وہ معاصی و آفات میں غرق ہوگا اور جو معاصی و آفات میں غرق ہو وہ آگ میں داخل ہوگا ۔

46- فرمایا موت کی مثال پل جیسی ہے جو ایک حبیب کو دوسرے سے ملا دیتی ہے۔

47- فرمایا خدا سے خوش رہنے والے سے ہر شئے خوش رہتی ہے اور جس کی آنکھیں جمال خداوندی سے منور ہو جاتی ہیں اس کے نور سے تمام دنیا کی آنکھیں منور رہتی ہیں ۔

48- فرمایا توبہ کے بعد ایک گناہ بھی ان ستر گناہوں سے بدتر ہے جن کے بعد توبہ کی گئی ہو۔

49- فرمایا کہ صدق دل سے قلیل عبادت بھی اس ستر سال کی عبادت سے بدرجہا بہتر ہے جو بے دلی کے ساتھ کی گئی ہو۔

50- فرمایااطاعت خدا کا خزینہ ہے اور دعا اسکی کنجی ہے۔اورفرمایا کہ توحید نور ہے اور شرک نار اورتوحید کا نور گناہوں کو اور شرک کی نار نیکیوں کو جلا دیتے ہیں ۔

51- فرمایاجفائے محبوب پر صبر اور وفا پر شکر کا نام محبت ہے۔کسی نے کہا کہ بعض لوگ آپ کی غیبت کرتے ہیں تو فرمایا کہ اگر میرے اندر عیوب ہیں تو میں واقعی اس کا

Marfat.com

سزاوار ہوں۔اور اگر اچھائیاں ہیں تو غیبت سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

9

حضرت بایزید بسطامیؒ (وصال 874ء)

1- فرمایا مخلوق کے مختلف حالات ہوتے رہتے ہیں مگر عارف باللہ کا کوئی حال نہیں ہوتا وہ اس لئے کہ اس کے تمام نشانات مٹ چکے ہوتے ہیں اور اسکی اپنی حقیقت غیر کی حقیقت میں فنا ہو چکی ہوتی ہے اور اس کے اپنے آثار غیر کے آثار میں غائب ہو چکے ہوتے ہیں۔

2- عارف کی مثال اڑنے والے کی ہے اور زاہد کی مثال پیدل چلنے والے کی ہے۔کہا جاتا ہے کہ عارف کی آنکھ روتی ہے اور دل ہنستا ہے۔

3- صوفیاء نے جو معرفت حاصل کی ہے تو صرف اس طرح جو کچھ ان کے لئے ہے اسے ضائع کردیں اور ان چیزوں پر پہرہ دیں جو اللہ کیلئے ہیں (یعنی خواہشات کو ضائع کرنے اور اوامر ونواہی پر کاربند رہنے سے۔)

4- کسی نے پوچھا عارف کون ہوتا ہے؟فرمایا: عارف کو نہ نیند میں اللہ کے سوا کوئی اور دکھائی دیتا ہے نہ بیداری میں۔وہ نہ غیر اللہ کی موافقت کرتا ہے اور نہ غیر اللہ کا مطالعہ کرتا ہے

5- فرمایا: کہ اگر عرش اور عرش کے دائرے میں جو کچھ ہے دس کروڑ بار عارف کے دل کے گوشے میں رکھ دیا جائے تو اس کو احساس تک بھی نہ ہو۔

6- کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے تیس برس کی ریاضتوں اور مجاہدوں کا حال ہمیں بتائیں۔فرمایا کہ میری ادنیٰ ریاضتوں کا تم یقین نہیں کرو گے اور اگر اعلیٰ ریاضتوں کی کیفیت بیان کروں تو تم سن نہیں سکو گے۔پوچھنے لگے اپنی کوئی ادنیٰ ریاضت ہی بیان فرمائیں۔فرمایا کہ میرے نفس نے ایک روز پلاؤ کھانے کی خواہش ظاہر کی لیکن میں اسکی مخالفت کرتا رہا۔جب نفس نے بہت مجبور کیا تو میں نے کہا کہ اچھا تیری خواہش پوری کیئے دیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ اور کچھ خواہش نہ کرو گے۔جب نفس نے مان لیا تو میں نے پلاؤ پکوایا اور کہا کہ اب

Marfat.com

خوب کھاؤ جتنی تیری مرضی ہے پلاؤ کھانے کے بعد نفس نے کہا پانی پلاؤ۔ میں نے کہا خبردار اب کوئی خواہش نہ کرو۔ تیرے ساتھ یہ بات طے ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے سال بھر پانی نہ دیا۔

7- ایک مرتبہ چند علماء امتحان کی غرض سے آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے یا حضرت آپ کے بارے میں بڑی عجیب باتیں سنیں ہیں۔ فرمایا جو نہیں سنی وہ اس سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔ پس وہ یہ جواب سن کر واپس چلے گئے۔

8- بایزید فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کا معائنہ کیا تو اسے بہت موٹا پایا۔ فرمایا میں نے کہا اے نفس! ''میں تو تمھیں بہت کم کھانے کو دیتا ہوں۔ تمھاری کوئی خواہش پوری نہیں کرتا پھر تم اتنے موٹے کیوں ہو گئے ہو''۔ اس نے جواب دیا کہ اس یاقوتی کی بدولت جو مجھے مل جاتی ہے موٹا ہو جاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کون سی یاقوتی دولت؟ نفس نے کہا وہی جب آپ بازار جاتے ہیں تو سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں عزت کرتے ہیں، ہاتھ چومتے ہیں۔ بس اس میں میرا کام بن جاتا ہے۔ فرمایا اچھا یہ بات ہے۔ رمضان کے مہینے میں نفس کے علاج کے لئے آپ نے روٹی کا ایک ٹکڑا منہ میں لے کر چبانا شروع کر دیا۔ اب لوگوں میں آپ کے متعلق بدظنی شروع ہوگئی۔ پھر معلوم ہوا کہ نفس بہت کمزور ہو گیا ہے۔

9- ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ جناب میں گزشتہ تیس سال سے مجاہدات اور ریاضات میں مصروف ہوں مگر جو کمالات آپ کے ساتھ ہیں وہ مجھے میسر نہیں آئے۔ آپ نے فرمایا اس طرح کام نہیں بنے گا۔ تمھارا علاج یہ ہے کہ بازار جاؤ اور اپنے بال منڈوا کر ایک تھیلے میں بہت سے اخروٹ بھر لو اور اپنے محلے میں جہاں تمھیں بہت سے بچے اکھٹے نظر آئیں ان کو کہو کہ جو مجھے ایک تھپڑ مارے اس کو ایک اخروٹ دوں گا۔ اور جو دو تھپڑ مارے اس کو دو اخروٹ ملیں گے۔ اس نے کہا یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے نہ کہا تھا کہ تم اس کا علاج نہ کر سکو گے۔

10- بایزید بسطامی سے معرفت کے بارے سوال کیا گیا تو آپ نے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ کیا (ترجمہ) ''بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں

Marfat.com

اسے تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے عزت والوں کو ذلیل (کر دیتے ہیں) اور ایسا ہی کرتے ہیں۔''

11- فرمایا جس نے اسکی (خدا) طرف علمی طور پر اشارہ کیا تو کفر کا ارتکاب کیا کیونکہ علمی اشارہ صرف معلوم شئے (یعنی جو انسانی علم میں آسکے) پر واقع ہو سکتا ہے اور جس نے معرفت کے ذریعے اس کی جانب اشارہ کیا تو الحاد کیا کیونکہ معرفت کی بنیاد پر کیا جانے والا اشارہ فقط محدود شئے کی طرف ہو سکتا ہے۔

12- فرمایا: ابتداء میں مجھے اللہ تعالیٰ نے آیات و کرامات دیکھائیں۔ مگر میں نے ان کی جانب توجہ نہ دی۔ اس کے نتیجے میں مجھے معرفت عطا کی گئی۔

13- کہتے ہیں کہ بایزید سے کسی نے کہا کہ فلاں شخص ایک رات میں مکہ پہنچ جاتا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا: شیطان بھی ایک ہی لحظے میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے اور وہ بدستور ملعون رہتا ہے۔

14- ایک مرتبہ معرفت اور حقیقت کے موضوع پر آپ کچھ فرما رہے تھے تو اپنے ہونٹ چاٹتے جاتے اور کہتے جاتے کہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب کوئی نہیں کہ میں خود ہی شراب ہوں اور خود ہی شراب خور۔

15- فرمایا کرتے تھے کہ ستر زنار کھولنے کے باوجود بھی ایک زنار میری کمر میں باقی رہ گیا اور کسی طرح بھی نہ کھل سکا۔ میں نے خدا سے عرض کیا کہ اس کو کس طرح سے کھولا جائے۔ ندا آئی کہ یہ تمھارے بس کی بات نہیں جب تک ہم نہ چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری انتھک کوششوں کے باوجود بھی درحق نہ کھل سکا اور جب کھلا تو مصائب کے ذریعہ کھلا۔ اور جب قلبی لگاؤ کے ذریعہ چلا تو منزل تک پہنچ گیا۔

16- فرمایا میں نے خدا سے التجا کی تجھ تک رسائی کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ فرمایا گیا کہ اپنے نفس کو تین طلاقیں دے دو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر محشر میں مجھے دیدار خداوندی سے محروم کر دیا گیا تو اس قدر گریہ کروں گا کہ اہل جہنم اپنی تکالیف کو بھول جائیں گے۔

17- فرمایا گزشتہ بزرگ معمولی سی چیزوں پر ہی خدا سے راضی ہو گئے لیکن میں نے

Marfat.com

راضی ہونے کی بجائے خود کو اس کی ذات پر قربان کر دیا۔اور مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں سے ایک دانے کے برابر بھی سامنے آجائے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔فرمایا خدا نے اپنی خوشی سے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔اس لئے کہ میں بندہ ہونے کی حیثیت سے کس طرح اس کے دیدار کی تمنا کر سکتا ہوں۔

18- فرمایا کہ تیس سال تک تو اللہ تعالیٰ میرا آئینہ بنا رہالیکن اب میں خود آئینہ بن گیا ہوں۔اس لئے کہ میں نے اس کی یاد میں خود کو بھی اس طرح فراموش کر دیا کہ اب اللہ تعالیٰ میری زبان بن چکا ہے یعنی میری زبان سے نکلنے والے کلمات گویا زبان خداوندی سے ادا ہوتے ہیں اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو چکا ہے۔فرمایا کہ مجھے خدا کی بارگاہ سے حیرت و ہیبت کے علاوہ کچھ نہ مل سکا۔

19- فرمایا کہ ایک رات صبح تک اپنے قلب کی جستجو کرتا رہالیکن نہیں ملا اور صبح کو یہ ندا غیبی آئی کہ تجھے دل سے کیا غرض تُو ہمارے سوا کسی کو تلاش نہ کر۔

20- فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وہ مقام عطا کیا کہ کل کائنات کو اپنی انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں۔فرمایا عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ صفات خداوندی کا مظہر ہو۔فرمایا عارف کامل وہی ہے جو آتش محبت میں جلتا رہے۔

21- فرمایا دنیا اہل دنیا کے لئے غرور ہی غرور اور آخرت اہل آخرت کے لئے سرور ہی سرور اور حب الٰہی عارفین کے لئے نور ہی نور ہے اور عارف کی ریاضت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کا نگران رہے اور عارف کی شناخت یہ ہے کہ جو خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کنارہ کش رہے۔

22- فرمایا علم ایسے فرد سے سیکھو اور سنو جو علم سے معلوم تک اور خبر سے مخبر تک پہنچ چکا ہو اور جو شخص اعزاز دنیاوی کے لئے علم حاصل کرے اس کی صحبت سے کنارہ کش رہو وہ اس لئے کہ اسی کا علم خود اس کے لئے سود مند نہیں۔

23- فرمایا خدا نے جن کے قلوب کو بار محبت اٹھانے کے قابل تصور نہیں کیا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا کیونکہ معرفت الٰہی کا بوجھ سوائے عارف کے اور کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

24- خدا تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے اول دریا کی طرح سخاوت ،دوم ،آفتاب کی طرح روشنی ،سوم زمین کی طرح عاجزی۔

25- فرمایا نفسانی خواہشات چھوڑ دینا درحقیقت واصل الی اللہ ہو جانا ہے۔

26- بھوک ایک ایسا ابر ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔فرمایا جو ازروئے تکبر اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے وہ خدا سے دور ہے اور جو مخلوق کی اذیت رسانی کو برداشت کرتا ہے اور مخلوق سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے وہ خدا سے بہت نزدیک ہے۔

27- عارف اس شمع کی طرح ہے جو فانوس کے اندر سے ہر سمت اپنا نور پھیلاتی رہتی ہے اور جس کو یہ مقام حاصل ہو گیا اس کو تاریکی کا خطرہ نہیں رہتا۔

28- کسی نے خواب دیکھ کر آپ سے سوال کیا تصوف کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا کہ راحتوں کو چھوڑ کر مشقتیں برداشت کرنے کا نام ہی تصوف ہے۔

29- جس وقت آپ صفات خداوندی بیان فرماتے تو اپنی اصلی حالت میں رہتے لیکن جب ذات خداوندی موضوع گفتگو ہوتی تو بے خودی کے عالم میں یہ کہتے رہتے کہ میں سر کے بل آرہا ہوں ۔اللہ مجھ سے بہت نزدیک ہے۔ایک مرتبہ کسی مرید نے کہا کہ مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ جو خدا کو جانتے ہوئے بھی عبادت نہیں کرتا۔آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بندے پر حیرت ہوتی ہے جو خدا کو پہچاننے کے بعد عبادت کرتا ہے یعنی یہ حیرت ہے کہ خدا کو پہچان کر ہوش میں کیسے رہتا ہے۔

30- آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے پہلی مرتبہ حج کیا تو کعبہ کی زیارت کی اور دوسری مرتبہ کعبہ اور صاحب کعبہ دونوں کی زیارت سے مشرف ہوا اور تیسری مرتبہ کچھ بھی نظر نہیں آیا ۔کیونکہ یاد الٰہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔کسی نے دروازے پر آواز دی تو آپ نے پوچھا کس کی تلاش ہے جواب ملا بایزید کی ۔فرمایا کہ میں تو خود تیس سال سے اس کی تلاش میں ہوں لیکن آج تک نہیں ملا۔آپ کے پاس ایک خادم چالیس سال خدمت کرتا رہا۔آپ روزانہ اس کا نام پوچھتے۔ایک دن تنگ آکر کہنے لگا یا حضرت کیا آپ مجھ سے مزاح کرتے ہیں؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ دراصل مجھے آپ کا نام یاد نہیں رہتا۔

Marfat.com

31- فرمایا بارہ سال تک میں اپنے نفس کے لئے لوہار بنا رہا۔اور پانچ سال اپنے قلب کا آئینہ بنا رہا پھر ایک سال اپنے پر غور کرتا رہا کہ میرے اور نفس کے درمیان کیا چیز ہے۔میں نے درمیان میں ایک زنار دیکھا۔زنار دور کرنے میں میں نے بارہ سال وقف کئے اور پھر اپنے اندر جھانک کر دیکھا تو وہاں پھر زنار نظر آیا۔پھر پانچ سال اس زنار کو توڑنے کے لئے خرچ کئے۔

32- ایک عارف نے آپکو لکھا کہ میں نے محبت الٰہی میں ایک لمبا عرصہ گزارا اور بالآخر اس کی محبت کا جام شراب پیا۔آپ نے جواب دیا کسی نے زمین و آسمان برابر سمندر پئے مگر ان کی پیاس پھر بھی ختم نہ ہوئی۔

33- بایزید سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہے؟ فرمایا چار سال۔اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں خدا تعالیٰ سے ستر سال حجاب میں رہا اور اب صرف چار سال ہوئے حجابات ختم ہوئے۔اس لئے حجاب والی زندگی سے میرا کوئی تعلق نہیں۔

34- فرمایا میں نے زمین و آسمان میں ہونے والی لوگوں کی تمام ظاہری عبادات کو لپیٹ کر اپنے سرہانے کے نیچے رکھ لیا ہے۔

35- فرمایا میں بایزیدیت سے اس طرح باہر آیا جس طرح سانپ کینچلی بدلتا ہے۔پھر میں نے غور کیا تو معلوم ہوا عاشق معشوق اور عشق سب ایک ہیں۔کیونکہ وصل کی صورت میں سب ایک ہیں وہاں یکتائی ہے دوئی نہیں۔

36- ایک دفعہ بایزید نے مراقبہ کیا اور سر عرش سے نکال کر کہا اے عرش خدا کہاں ہے؟ عرش نے جواب دیا یہاں اللہ کہاں اگر خدا کو پانا ہے تو اپنے میں دیکھ کہ قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ۔

37- کشف المحجوب میں آپ سے منقول ہے۔فرماتے تھے جب کبھی میرے دل پر دنیا کا اندیشہ گزرتا تو میں طہارت (وضو) کرتا اور جب آخرت کا اندیشہ گزرتا تو غسل کرتا تھا اسی لئے دنیا محدث ہے اس کا اندیشہ حدث ہے اور آخرت محل غیبت و آرام ہے۔اس کا اندیشہ جنابت ہے۔لہذا حدث سے طہارت یعنی وضو واجب ہوتا ہے اور جنابت سے غسل۔

Marfat.com

38- کسی نے پوچھا عرش کیا ہے؟ فرمایا: میں ہوں۔ پھر پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا: میں ہوں پھر پوچھا لوح وقلم کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پھر فرمایا: میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے میری عبادت کرو۔ اور حالت سکر میں فرمایا: سبحانی ما اعظم شانی۔

10

حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ (وصال ۹۱۰ء)

1۔ تصوف یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ہوتے ہوئے تیرا کسی اور چیز کیساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔

2۔ یہ بھی فرمایا کہ تصوف جبر و قہر ہے۔ اس میں کوئی صلح نہیں ہوئی (یعنی نفس کے ساتھ ہمہ وقت جنگ و جدال ہے)۔ پھر فرمایا اہل تصوف ایسے گھرانے کے لوگ ہوتے ہیں جن میں غیر داخل نہیں ہو سکتا۔ تصوف حضور قلب سے ذکر کرنے اور سن کر وجد میں آنے اور اتباع سنت کرتے ہوئے عمل کرنے کا نام ہے۔ یہی تصوف ہے کہ تیرے اور تیرے رب کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔

3۔ کسی نے پوچھا توحید کیا ہے؟ فرمایا جس کو تم ایک قرار دے رہے ہو (موحد) کمال احدیت کے ہوتے ہوئے اس کی وحدانیت کی تحقیق کی وجہ سے اسے یکتا سمجھنا توحید ہے۔ یعنی وہ ایسا واحد ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا۔ نہ اس کی ضد ہے اور نہ مثال اور نہ شبیہہ۔ جب عقلمندوں کی عقلیں توحید کے متعلق انتہا تک پہنچ جائیں تو ان کی انتہا حیرت پر ہوتی ہے۔

4۔ فرمایا توحید کے متعلق بہترین قول وہ ہے جو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کو اپنے جاننے کی صرف ایک راہ بتائی اور وہ یہ ہے کہ وہ اس کی معرفت سے عاجز ہے۔

5۔ علم توحید کچھ اور چیز ہے اور وجود توحید کچھ اور۔ نیز وجود توحید علم توحید سے جدا ہوتا ہے۔

6۔ کوئی عارف اس وقت تک عارف نہیں کہلا سکتا جب تک کہ وہ زمین کی طرح نہ ہو

Marfat.com

جائے کہ نیک و بد اسے روندتے ہیں اور بادلوں کی طرح نہ ہو جائے جو ہر چیز پر سایہ کرتا ہے اور نہ بارش کی طرح ہو جو ہر چیز کو سیراب کرتی ہے اسے بھی جسے وہ پسند کرتی ہے اور اسے بھی جسے وہ ناپسند کرتی ہے۔

7۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا عارف وہ شخص ہے جو خود تو خاموش رہے اور حق تعالیٰ اس کے اسرار بیان کرے۔

8۔ توحید خاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے وجود کی مانند ہو جس پر اس کی تدبیر کے تصرفات اس کے احکام قدرت کے وقوع کے ساتھ جاری رہیں، وہ بحر توحید کی موجوں سے کھیلتا ہوا اس طرح فناء نفس سے ہمکنار ہو کہ دعوتِ خلق سے اسے سروکار نہ رہے وہ قرب حق تعالیٰ کے ایسے مقام پر فائز ہو کر فناء نفس کی منزل پر پہنچ کر اس کی حس و حرکت بھی رخصت ہو جائے۔ اور یہاں تک کہ وہ وجود وحدانیتِ رب کو قبول کرنے کا احساس تک بھی نہ کر سکے اور وہ اپنے انجام کو آغاز جان لے تاکہ اس کی حالت اس کے وجود میں آنے سے قبل کی سی ہو جائے۔

9۔ توحید کے ضمن میں ان کا یہ بھی ایک قول ہے کہ توحید ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی راہ کے نشانات مٹ جاتے ہیں اور علامات مدہم پڑ جاتی ہیں اور ذاتِ خداوندی جیسی تھی ویسی ہی رہتی ہے۔ اسی بات کو مزید وضاحت کے ساتھ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ ''اگر فہم کا ادراک توحید پہ جا کے ختم ہوتا ہے تو یہ گویا ایک حالتِ ثبات و قرار پہ جا کے ختم ہونا ہے۔''

10۔ حضرت جنید علیہ الرحمہ نے اپنے بہت سے رسائل میں توحید کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں ''جان لو کہ توحید لوگوں کے اندر چار درجوں میں پائی جاتی ہے۔ پہلا درجہ تو عوام الناس کی توحید کا ہے۔ دوسرے درجہ میں وہ توحید آتی ہے جو ان لوگوں کے اندر پائی جاتی ہے جو دین کے روایتی علم سے بہرہ ور ہوں۔ تیسرے اور چوتھے درجے کی توحید کا تجربہ ان خواص کو ہوتا ہے جنہیں معرفت حق حاصل ہوتی ہے۔''

11۔ حضرت جنید کے نزدیک توحید کا بلند ترین ''مقام فنا'' ہے جب کہ انسان اپنے

Marfat.com

ارادے سے دستبردار ہو کر خدا کے ارادے کے اندر ضم ہو جاتا ہے۔انسان کے روحانی ارتقاء کا آخری مقام اور انتہائی منزل نہیں ہے۔فرماتے ہیں حق تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو ہمیشہ ایک حالتِ علیحدگی میں دیکھنا پسند نہیں فرماتا۔اس ضمن میں یوں وضاحت کرتے ہیں ''خدا تعالیٰ کے ساتھ اس حالت رفاقت میں انسان کا دائرہ کار کہاں سے کہاں تک ہوتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے شروع ہو کر خدا ہی پر ختم ہوتا ہے۔انسان کا وجود اسی ذاتِ حق تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ متحد ہو کر وہ فنا ہو جاتا ہے۔پھر اس کی حالتِ فنا بھی جاتی رہتی ہے۔اور یہ اس لیے کہ حق تعالیٰ کا اس کے وجود کے بارے میں ایک منشا ہوتا ہے جو وہ اسے واپس عام انسانوں میں بھیج کر پورا کرتا ہے۔چنانچہ وہ اسے عام لوگوں کی طرف اس حال میں واپس بھیجتا ہے کہ اس پر اس کی نعمتوں کا اظہار پوری طرح عیاں ہوتا ہے اس کے ساتھ اس پر حق تعالیٰ کا مزید اکرام یہ ہوتا ہے کہ اس کی انفرادی صفات اسے واپس مل جاتی ہیں تا کہ وہ عام لوگوں کو اپنی طرف کھینچ سکے۔''

12۔ حضرت جنید فنا کے تین درجے قرار دیتے ہیں۔فرمایا فنا تین قسم کی ہوتی ہے۔پہلی قسم کی فنا یہ ہے کہ تم اپنی صفات، اخلاق اور مزاج کی قید سے آزاد ہو جاؤ۔اور اس حالت پر اپنے اعمال سے دلائل بہم پہنچاؤ۔وہ یوں کہ تم خوب محنت و ریاضت کرو اور اپنے نفس کی خواہشات کے خلاف عمل کرو۔جو کچھ تمہارا نفس چاہتا ہے اس کی بجائے اسے وہ چیز دو جس سے وہ نفرت کرتا ہے۔دوسری قسم فنا کی یہ ہے کہ تم اپنے حظِ نفس سے بالکل دستبردار ہو جاؤ یہاں تک کہ طاعات میں جو لذت ایک عابد و زاہد کو ملتی ہے اس کا احساس بھی جاتا رہے۔تیسری قسم فنا کی یہ ہے کہ تجلیاتِ الٰہی کا تم پر اتنا غلبہ ہو جائے کہ تمہارے اس وجود موجود کی حقیقت تمہاری آنکھوں سے بالکل اوجھل ہو جائے۔ایسی حالت میں تم ایک ایسا وجود فانی بن جاؤ گے جو وجود ابدی کے ساتھ متحد ہو کر خود بھی ابدی ہو گیا ہو گا۔تمہارا وجود وجود خداوندی کے سبب ہی ہو گا۔اس لیے کہ تمہاری فنا تو متحقق ہو چکی۔تمہارا نام اور تمہاری انفرادیت مٹ جائے گی۔

Marfat.com

13۔ فرمایا چونکہ ہمارا علم معرفت کتاب و سنت کا پابند ہے۔ اس لیے جس شخص نے نہ قرآن حفظ کیا اور نہ حدیث لکھی راہ طریقت میں ان کی پیروی نہ کی جائے گی۔

14۔ کسی نے پوچھا آپ نے یہ علم (معرفت) کہاں سے حاصل کیا؟ آپ نے اپنے گھر کی سیڑھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس سیڑھی کے نیچے اللہ کے ساتھ تیس سال بیٹھے رہنے سے (حاصل کیا)۔

15۔ اگر اس آسمان کے نیچے کوئی علم، علم تصوف سے بڑھ کر ہوتا تو میں اس کی اور اس کے جاننے والوں کی طرف دوڑتا ہوا جاتا اور سیکھ لیتا۔ اور اگر یہاں کوئی وقت صوفیا کے اوقات سے بہتر ہوتا تو میں اس کو حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرتا۔

16۔ فرمایا تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔ سخاوت، رضا، صبر، اشارہ، غیرت، صوف کے کپڑے پہننا۔ سیاحت اور فقر۔ یہ آٹھ اوصاف آٹھ نبیوں کی اقتداء میں ہیں۔ سخاوت حضرت ابراہیمؑ سے کہ آپ نے فرزند کو فدا کیا اور رضا حضرت اسماعیلؑ سے، صبر حضرت ایوبؑ سے کہ بے شمار بلاؤں پر صبر کیا، اشارہ حضرت زکریاؑ سے، غربت حضرت یحییٰؑ سے، سیاحت حضرت عیسیٰؑ سے، صوف حضرت موسیٰؑ سے اور فقر حضور سید عالم ﷺ سے کہ باوجود اس کے حق تعالیٰ نے روئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں آپ کو مرحمت فرمائیں اور فرمایا کہ خود کو مشقت میں نہ ڈالیں آپ ان خزانوں کو استعمال فرما کر آرائش اختیار فرمائیں، بارگاہ الٰہی میں آپ ﷺ نے عرض کیا اے خدا مجھے اس کی حاجت نہیں میری خواہش تو یہی ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں تو دو روز فاقہ کروں۔ یہ اصول ہیں افعال و کردار میں عمدہ نیکی کے۔

17۔ فرمایا اگر حق تعالیٰ مجھ سے فرمائے کہ مجھے دیکھ لو تو میں عرض کروں گا میں نہیں دیکھتا۔ کیونکہ آنکھ محبت میں غیر اور بیگانہ ہے۔ اور غیریت کی بت مجھے دیدار سے روکتی ہے کہ میں اسے آنکھ کے واسطہ سے دنیا میں دیکھوں اور آخرت میں واسطہ سے باز رکھتی ہے کہ میں اسے آنکھ کے واسطہ سے دنیا میں دیکھوں اور آخرت میں واسطہ کا کیا کروں گا۔ خدا ہی ہدایت دینے والا ہے۔

Marfat.com

18۔ پوچھا گیا مرید اور مراد میں کیا فرق ہے؟ فرمایا ''مرید'' کو اس کا علم جلاتا ہے اور ''مراد'' کی نگہبانی حق تعالیٰ کرتا ہے۔ اس لئے کہ ''مرید'' پیادہ چلتا ہے اور ''مراد'' اڑ کر جاتا ہے۔ لہذا پیدل چلنے والا اڑ کر جانے والے کے مرتبہ تک کب پہنچ سکتا ہے؟

19۔ پوچھا گیا کہ بندے کے لیے کب اس کی برائی کرنے والا اور سچائی بیان کرنے والا یکساں ہو جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب بندہ یہ جان لے کہ اس کی تعریف یا عیب جوئی کرنے والا خود مخلوق ہے اور مخلوق کے ہوتے ہوئے کسی مخلوق کی برائی یا بھلائی بیان کرنا غلط بیانی اور چغل خوری ہے۔

20۔ آپ فرمایا کرتے تھے جس کسی کا وجد قوی ہو تو وہ اس شخص سے کہیں کامل ہوتا ہے جسے علم تصوف پر دسترس حاصل ہو۔ آپ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جس کے پاس فضیلتِ علمی ہو اسے وجد کی خامیاں نقصان نہیں پہنچاتیں۔ اور فضیلتِ علمی زیادہ مکمل ہوتی ہے فضیلتِ وجد سے۔

21۔ خواص کے قلوب حق تعالیٰ سے اس وقت حجاب میں رہتے ہیں جب وہ نعمتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ عطا و بخشش سے لذت حاصل کرتے ہیں اور کرامات پر خوش ہوتے ہیں۔

22۔ شکر کے اندر (شکر کرنے کا) سبب پایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ شاکر اپنے لئے اور عنایات کا طالب ہوتا ہے۔ لہذا شکر گزار درحقیقت اللہ کے ساتھ ہو کر اپنی ذات کے لئے حظ حاصل کرنا چاہتا ہے۔

23۔ محبت یہ ہے کہ خواہ تجھے محبوب سے کچھ بھی نہ ملے پھر بھی تمہارا میلان اسی کی طرف رہے۔

24۔ فرمایا فقر مصائب کا وہ سمندر ہے جس کی ہر مصیبت بڑی ہے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ کب فقیر صادق اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اغنیاء سے پانچ برس پہلے جنت میں داخل ہو؟ فرمایا اس وقت جب کہ فقیر ہر عمل فقط اللہ کے لیے دل سے کرے اور جو کچھ اللہ نے منع فرمایا اس میں فرمانِ خداوندی کے تابع رہے۔ حتیٰ کہ وہ فقر کو اپنے لئے اللہ کی وہ عظیم نعمت سمجھنے لگے کہ جس کے کھو جانے کا اسے خوف

Marfat.com

دامنگیر رہے جیسا کہ غنی کو اپنی امیری کے کھو جانے کا فکر لگا رہتا ہے۔ اور وہ اللہ کی جانب سے فقر کے عطا ہونے پر صابر و شاکر اور راضی ہو۔ اپنے دین کی حفاظت کرے۔ اپنے فقر کو پوشیدہ رکھے، لوگوں سے لاتعلقی کا مظاہرہ کرے اور اپنے رب کو اپنے لیے کافی سمجھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان فقیروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے''۔ بلا شبہ جو شخص یہ اوصاف رکھتا ہوگا اسے قیامت میں نجات ملے گی اور اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کیا جائے گا۔

25۔ پوچھا گیا کہ استغناء باللہ اور افتقار الی اللہ میں سے کون سی کیفیت مکمل ترین ہے؟ فرمایا افتقار الی اللہ (فقر) ہی کے ذریعے استغناء باللہ (غنی ہونا) حاصل ہوتی ہے۔ اور جب افتقار الی اللہ درست ہو تو استغناء باللہ کی تکمیل ہو جاتی ہے لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دونوں میں سے مکمل ترین کیفیت کون سی ہے۔ کیونکہ دونوں کیفیتیں اپنی تکمیل میں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

26۔ فرمایا روزہ رکھنا آدھی طریقت ہے۔ بکثرت مشائخ کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور بعض مشائخ کو دیکھا کہ وہ صرف رمضان مبارک کے روزے رکھتے۔ رمضان کے سوا نہ رکھتے تا کہ وہ ریا سے بچتے رہیں۔

27۔ جنیدؒ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا سماع کے لئے تین شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو سماع اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ پوچھا گیا کہ وہ تین شرائط کیا ہیں تو فرمایا: زماں، مکاں اور ہم مشرب ساتھی۔

ہر ایک چیز میں کوئی نہ کوئی امتیازی بات ہوتی ہے اور نماز کی امتیازی بات تکبیر اولیٰ ہے کیونکہ وہ نیت اور ابتدائے نماز کا محل ہے۔

28۔ وہ قلب جو قدیم (یعنی اللہ) کو سمالے بھلا حادث کو اپنے اندر کیسے معلوم پائے گا۔

29۔ طبقات میں آپ کا ایک قول ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی طرف اُسی قدر اپنی خالص بھلائی پہنچاتا ہے جس قدر دلوں نے خلوص کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہو۔ اس لیے دیکھا کرو کہ تمہارے دل میں کون سی چیز آ کر مل گئی ہے۔ تصوف کا معنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف معاملات رکھنا ہے۔ اور اس کی اصل دنیا سے پھیر جانا جیسا کہ حارثؓ نے خود کو دنیا سے پھیر دیا۔ وہ راتوں کو جاگتے اور دنوں کو تشنگی میں کاٹ

Marfat.com

دیتے تھے۔

30۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری کتاب یعنی قرآن مجید سب سے جامع کتاب ہے اور ہماری شریعت سب شریعتوں سے واضح اور سب سے زیادہ دقیق ہے اور ہمارا طریقہ یعنی طریق تصوف کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ سے مستحکم کیا ہوا ہے۔ جس نے قرآن مجید کو نہیں پڑھا اور حدیث شریف کو یاد نہیں کیا اور جو ان دونوں کے معانی نہیں سمجھتا اس کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔

31۔ فرمایا حق تعالیٰ نے آسمان سے جو کوئی ایسا علم نازل کیا ہے جس میں غیر نبی کو بھی راستہ مل سکے اس میں حق تعالیٰ نے مجھے ضرور حظ و نصیب عطا فرمایا ہے۔ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو جو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہو تو بھی اسکا اتباع نہ کرو۔

32۔ یہ بھی آپ کا قول ہے کہ حال دل پر نزول کرتا ہے مگر ہمیشہ اس میں نہیں رہتا، اور یوں بھی کہا گیا کہ حال ذکر خفی کو کہتے ہیں۔

33۔ فرمایا ولی کو خوف نہیں ہوتا کیونکہ خوف اس مکروہ چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے آنے سے دل میں ناپسندی یا جسم پر کوئی سختی آئے یا حاصل شدہ محبوب چیز کا اپنے سے گم ہونے کا خوف ہو اور ولی کو اتنا وقت کہاں ہے کہ وہ آئندہ کے وقت کا خوف کرے۔ جس طرح ولی کو خوف نہیں ہوتا اسی طرح اسے رجاء یعنی امید بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ امید یہ ہے کہ کسی محبوب چیز کے حاصل ہونے کا انتظار کرے یا کسی ناپسندیدہ چیز کے دور ہو جانے کا انتظار کرے۔ یہ دوسری بات بھی وقت کے قبیل سے ہے۔ اسی طرح ولی کو کوئی غم بھی نہیں ہوتا کیونکہ غم وقت کی تلچھٹ ہے جو شخص رضا کی روشنی شکر کی چاندی اور موافقت کے باغ میں ہو اسے غم کہاں ہوگا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے خبردار ہمارے ولیوں پر نہ کوئی غم ہے اور نہ کوئی خوف۔

34۔ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا ہے کہ تمام زمین و آسمان والے میری پریشانی پر روتے تھے۔ پھر ایسا زمانہ آیا کہ میں ان کی غیبت پر روتا تھا۔ اب ایسا زمانہ آ گیا ہے کہ مجھے نہ اپنی خبر ہے نہ زمین و آسمان کی۔

35۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ بلا کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا بلا یہ ہے کہ بلا

Marfat.com

بھیجنے والے سے غافل ہو جائے۔

36۔ کسی نے پوچھا کیا بخشش بغیر اعمال کے ہوتی ہے؟ فرمایا جو اعمال ہوتے ہیں وہ بخشش ہی کے باعث ظہور میں آتے ہیں۔

37۔ فرمایا اپنی محبت کو حق تعالیٰ کی طرف پھیر اور اس بات سے بچ کہ جس آنکھ سے تو حق تعالیٰ کو دیکھے اسی آنکھ سے غیر حق کو دیکھے اور تو حق تعالیٰ کی نظروں سے گر جائے۔

38۔ فرمایا میرے مرشد (سری سقطی) نے مجھے حکم دیا کہ لوگوں کو وعظ سنایا کرو لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہوتی تھی اور میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔ ایک شب حضور سرور کونین ﷺ کے دیدار سے فیض یاب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وعظ کیا کرو۔ میں بیدار ہو گیا اور قبل از فجر اپنے شیخ کے گھر پہنچا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ ''جب تک تم سے کہا نہ گیا تم نے مجھے سچا نہ جانا''۔ صبح کے وقت میں نے وعظ کہنے کا ارادہ کیا۔ ذرا سی دیر میں یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ جنید وعظ کہنے والے ہیں۔ میں وعظ میں مشغول تھا کہ ایک عیسائی نوجوان جو کافروں کے لباس میں نہیں تھا مجلس میں آیا اور ایک کنارے پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا اس قول کا کیا مطلب ہے مجھے بتاؤ: ''مومن کی فراست سے ڈرو کہ بے شک وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے''۔ حضرت جنید فرماتے ہیں میں نے اس کا سوال سن کر کچھ دیر کے لئے سر جھکایا اور بعد ازاں سر اٹھا کر اس سے کہا ''اے نوجوان اسلام قبول کر لے' تیرے اسلام لانے کا وقت آ گیا ہے''۔ چنانچہ اس نوجوان نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

39۔ ایک دوست کو خط میں لکھا: ''جان لو کہ حق تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے لیے راستہ پر چلنا سہل اور ایک بوجھل چیز کا اٹھانا آسان کر دیتا ہے۔ اسے اپنے سفر میں تیز رفتاری عطا فرماتا ہے۔ اسے منزلِ مقصود پر پہنچاتا اور بہرہ یاب فرماتا ہے''۔

40۔ آپ فرمایا کرتے کہ مجھے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، ترک دنیا اور شب بیداری سے حاصل ہوئے۔

Marfat.com

41۔ فرمایا دس سال تک قلب نے میرا تحفظ کیا اور دس سال تک میں نے اس کی حفاظت کی ۔لیکن اب یہ کیفیت ہے کہ نہ مجھے دل کا حال معلوم ہے نہ دل کو میرا۔

42۔ مخلوق اس بات سے بے خبر ہے کہ بیس سال سے حق تعالیٰ میری زبان سے کلام کرتا ہے اور میرا وجود درمیان سے ختم ہو چکا ہے ۔فرمایا کہ بیس سال سے صرف ظاہری تصوف بیان کرتا ہوں کیونکہ اس کے نکات بیان کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔

43۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا قلب کہیں کھو گیا اور جب میں نے مل جانے کی دعا کی تو حکم ہوا کہ ہم نے تمہارا قلب اس لیے لیا ہے کہ تم ہماری معیت میں رہو اور تم قلب کی واپسی دوسرے کی جانب راغب ہونے کے لیے چاہتے ہو۔

44۔ فرمایا چالیس سال عبادت و ریاضت کے بعد مجھے آواز آئی کہ تم گناہ گار ہو ۔عرض کیا اے الہ العالمین میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ ندا آئی میرے ہوتے ہوئے تم ابھی اپنے ہست ہونے کا دعویٰ کرتے ہو (یعنی مکمل نفی کرنا ابھی باقی ہے) ۔

45۔ حالتِ درد میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر اپنے پاؤں پر دم کر لی تو ندا آئی کہ تجھے نادم ہونا چاہیے کہ اپنے نفس کی خاطر ہمارے کلام کو استعمال کرتا ہے ۔

46۔ لوگوں نے آپ سے گریہ و زاری کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ تا حیات میں مصیبت و بلا کی جستجو میں رہا کہ اگر وہ اژدہا بن کر سامنے آجائے تو میں سب سے پہلے اسکا لقمہ بن جاؤں لیکن آج تک یہی حکم سنتا رہا کہ ابھی تیری ریاضت بلا کے مقابلہ میں نہیں جم سکی ۔

47۔ ایک مرتبہ وعظ کے دوران کسی نے عرض کیا کہ آپ کا وعظ میری فہم سے بالاتر ہے۔آپ نے فرمایا کہ ستر سال کی عبادت قدموں کے نیچے رکھ کر سرنگوں ہو جا ۔اس کے بعد اگر تیری سمجھ میں نہ آئے تو پھر یقیناً میرا قصور ہو گا ۔

48۔ کسی نے سوال کیا کہ قلب کو مسرت کس وقت حاصل ہوتی ہے؟ فرمایا کہ جب اللہ قلب میں ہوتا ہے ۔

49۔ فرمایا کہ صنعت الٰہی سے عبرت حاصل نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے

Marfat.com

اور جو زبان خدا کے ذکر سے خالی ہو اس کا گنگ ہونا بہتر ہے۔ اور جو کان حق کی بات سننے سے قاصر ہو اس کا بہرہ ہونا اچھا ہے اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اس کا مردہ ہو جانا افضل ہے۔

50۔ فرمایا زمین کو صوفیائے کرام سے ایسی ہی آراستگی حاصل ہے جیسے آسمان کو ستاروں سے۔

51۔ فرمایا کہ خطرے کی چار قسمیں ہیں اول خطرہ حق جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ دوم خطرہ ملائکہ جس سے عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ سوم خطرہ نفس جس سے دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چہارم خطرہ ابلیس جس سے بغض و عناد جنم لیتے ہیں۔

52۔ فرمایا چار ہزار خدا رسیدہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ عبادتِ الٰہی اس طرح کرنی چاہیے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔

53۔ فرمایا عارف سے تمام حجابات ختم کر دیئے جاتے ہیں اور عارف رموز خداوندی سے آگاہ ہوتا ہے۔

54۔ فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ اول معرفت تعریف یعنی خود اللہ کو شناخت کرنا۔ دوم معرفت تصریف یعنی اللہ اس کو پہچاننے اور خدا کے ساتھ مشغولیت کا نام معرفت ہے۔

55 ۔فرمایا وجد کو مٹا کر غرق ہونے کا نام مشاہدہ ہے کیونکہ وجد حیات عطا کرتا ہے اور مشاہدہ فنائیت اور مشاہدہ عبودیت کو فنا کر کے جانب ربوبیت لے جاتا ہے۔

56۔ ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار سالہ عبادت سے بدتر ہے۔ کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری کی گستاخی کو ہزار سالہ عبادت ملیامیٹ نہیں کر سکتی۔ فرمایا بندہ صادق دن میں چالیس حالتیں تبدیل کرتا ہے لیکن ریا کار چالیس برس بھی ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔

57۔ توکل انتہائے صبر کا نام ہے۔ یقین نام ہے علم کا قلب میں اس طرح جاگزین ہو جانے کا جس میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے۔

58۔ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابل قبول تصور نہ کرتے ہوئے

Marfat.com

نفس کو فنا کر ڈالے اور شفقت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ چیز دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔

59۔ جو درویش خدا کی رضا پر راضی رہے وہ سب سے برتر ہے اور ایسے ہی لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں اور تمام لغزشوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔

60۔ فرمایا تواضع نام ہے سر جھکا کر رکھنے اور زمین پر سونے کا۔

61۔ فرمایا حجابات کی چھ قسمیں ہیں۔تین عام بندوں کے لیے، اول عبادت، دوم اجر، سوم کرامات پر اظہار فخر کرنا۔

62۔ فرمایا کہ حلال سے حرام کی جانب متوجہ ہونا اہل دنیا کی لغزش اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا زہاد کی لغزش ہے۔

63۔ جنید بغدادیؒ کی کتاب ''کتاب المناجات'' سے ایک دعا:

''اے میرے اللہ! اے سب سے بہتر سننے والے میں تیرے حضور دستِ سوال دراز کرتا ہوں۔اے سب سے بڑھ کر شرافت و کرم والے میں سوال کرتا ہوں تیری فیاضی و بزرگی کے ساتھ، اے سب سخیوں سے بڑھ کر سخاوت کرنے والے سوال کرتا ہوں تیرے فضل و کرم کے ساتھ،اے بہترین عطا کرنے والے سوال کرتا ہوں تیرے لطف و احسان کے ساتھ۔میں تیرے حضور ایک عاجز، کمزور اور گریہ و زاری کرنے والے کی حیثیت سے درخواست پیش کرتا ہوں جس کا شوق تیرے لیے شدت اختیار کر چکا ہے اور اپنی ضرورت کے مطابق اس نے تیری بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کی ہے اور تیرے خزانوں میں جو کچھ ہے اس کے لیے اس کی رغبت بڑھ چکی ہے اور اس نے یہ جان لیا ہے کہ کوئی چیز تیری مشیت کے بغیر نہیں ہوتی۔اور ہر شافع تیری اجازت کے بعد ہی شفاعت کر سکتا ہے۔کتنے ہی ایسے قبیح امور ہیں جنہیں تو نے ڈھانپ لیا کتنے ہی ایسے مصائب ہیں جنہیں تو نے پھیر دیا اور کتنی ہی ایسی لغزشیں ہیں کہ جن سے تو نے گرنے کے بعد اٹھا دیا اور کتنی ایسی لغزشیں ہیں جن میں تو نے تلطف سے کام لیا۔کتنی ہی ایسی مکروہ چیزیں ہیں جنہیں تو نے رفع کر دیا۔اور کتنی تعریفیں ہیں جنہیں تو نے پھیلا دیا۔

Marfat.com

اے فریادیوں کے فریاد رس ،اے خاموش رہنے والوں کے دلوں کے بھید جاننے والے ، اے خلوتوں میں حرکات کرنے والوں کی خبر رکھنے والے اور اے کوشش و محنت کرنے والوں کی ہر چھوٹی بڑی بات کے جاننے والے ! میں تیرے حضور یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے برے اعمال کی وجہ سے میری آواز کو اپنی بارگاہ میں شنوائی سے محروم نہ کرنا ۔ میرے باطن کی وہ پوشیدہ باتیں جنہیں تو جانتا ہے ان پر مجھے رسوا نہ کرنا ،میری خلوتوں کی برائیوں پر مجھے سزا دینے میں جلدی نہ فرما ،جملہ احوال میں مجھ پر نرمی فرما اور ہر حال میں مجھ پر مہربان رہ ۔

اے میرے رب ، میرے سردار ، میرے سہارے ! میں باطنی بیماریوں کے پر خطر راستوں کی کثرت سے تیرے حضور پناہ کا طالب اور فریاد رس ہوں اور ضمیر و قلب کے ایسی علتوں میں گرفتار ہونے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ قریب ہے کہ یہ علتیں میرے سینے میں بھر جائیں اور میری زبان و عقل تیرے ذکر کے بارے میں تفریح و انبساط کا شکار ہو جائیں اور میرا جسم میری غلامی کرنے سے رک جائے۔ میں ایک ایسے حبس میں ہوں جو مجھے مذکورہ خامیوں کی وجہ سے لاحق ہے اور کمی کا باعث بن رہا ہے ۔میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان تمام خامیوں کو میرے ذکر و قلب سے دور فرما دے اور میرے شب و روز کو اپنے ذکر ،غلامی اور عبادت سے معمور کر دے تا کہ وارداتِ قلب اور احوال میں یکسانیت رہے ۔ان میں فتور،اکتاہٹ و بے قراری ،کمی اور کوئی برائی نہ ہو تا کہ قرب کی گھڑیوں میں اس کے ذریعے میں تیزی سے تیری قربت پا سکوں اور سبقت کے میدانوں میں تیری جانب جا سکوں ، اے اکرم الاکرمین! اپنے قرب کی خوش مزہ لذتیں مجھے عطا فرما''۔

64۔ روایت ہے کہ حضرت جنید علیہ الرحمہ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟۔ انہوں نے فرمایا تمام اشارات اڑ گئے اور وہ عبادات بھی فنا ہوگئیں ہماری کوئی چیز کام نہ آئی بجز ان چند رکعتوں کے جو ہم پچھلی رات میں پڑھا کرتے تھے ۔

Marfat.com

11

حسین بن منصور حلاجؒ (وصال 922ء)

1- حق سبحانہ و تعالیٰ ایک ہے۔ یکتا ہے اور یگانہ ہے اور اسی کا ایک ہونا مسلّم ہے۔

2- واحد اور توحید: ایک کا تعلق صرف فی (میں) سے ہے اور دوسرے کا تعلق صرف عن (سے) یعنی ایک کو ہمہ اوست اور دوسرے کو ہمہ از اوست کہا جا سکتا ہے۔

3- علم توحید کے دونوں پہلو یعنی تفرید اور تجرید: تفرید میں اپنے نفس کی نفی ہے اور تجرید میں اغیار کی۔

4- بھیدوں (اسرار) کا سرچشمہ اسی سے پھوٹتا ہے۔ یہ بھید اسی کی طرف خیالات لے جاتے ہیں کیونکہ وہی ان کو الہام کرنے والا ہے یعنی توحید کے اسرار آسان نہیں ہیں۔

5- خدا کے بھید اور اس کے مقام یکتائی کو دریافت کرنا عقلاً ناممکن ہے کیونکہ اس اسرار کو اس سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ ان کا مخرج اور مرجع وہی ہے۔ وہ خود ہی ان کو دل میں ڈالتا ہے۔

6- یہ ساری کائنات عرض و جوہر اور الوان و انواع کی ہے اور وہ ان سب سے بالاتر ہے جس کو ہم قبلہ کہتے ہیں وہ بھی قبلہ نما ہے۔

7- جب وہ حد ادراک سے بھی پرے ہے تو جو کچھ ہم اس کے بارے میں کہیں گے وہ یقیناً محدود ہے مگر وہ خود لامحدود ہے ہماری توحید بھی ایک قسم کی حد بندی ہے جو اس کے لیے سزاوار نہیں ہے۔

8- پہلے وہ علم کے دروازے سے آتا ہے اور نہیں دیکھتا۔ پھر وہ "صفا" کے دروازے سے آتا ہے اور نہیں دیکھتا' پھر وہ "فہم" کے دروازے سے آتا ہے اور نہیں دیکھتا اور پھر معنی کے دروازے سے آتا ہے۔ اور نہیں دیکھتا۔ عوام کا فکر توہمات کے سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے۔ خواص کا فکر عقل و فہم کے سمندر میں شناوری کرتا ہے۔ مگر بالآخر یہ دونوں سمندر خشک ہو جاتے ہیں۔ حجتیں دم توڑ دیتی ہیں اور علم و معرفت لاشے ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

9- الوہیت کی بارگاہ سے صرف اس ذات کی صفت رحمٰن کا نور جلوہ گر ہو جاتا ہے جو پاک ہے اور حدوث قبول نہیں کرتی ہے۔

10- پاک ہے وہ ذات جو تمام عیوب سے مبرا ہے جس کی حجت قوی ہے جس کی قدرت غالب ہے اور جو جلال، بزرگی اور عظمت والا ہے۔

11- اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے حدوث کو لازم کر دیا ہے کیونکہ قدیم ہونا اس کے لیے مخصوص ہے۔ لہٰذا جس چیز کا ظہور جسم سے ہے اس کے لیے عرض لازم ہے۔ اور جو چیز آلات و اسباب سے مجتمع ہوئی ہے اس کی قوتیں اس کو تھامے ہوئے ہیں۔

12- جس چیز کو محل اور مکان اپنے اندر لیے ہوئے ہے اس کو کیفیت مکانی محیط ہے۔ جو کسی جنس کے تحت میں ہے اس کے لیے مکیف اور ممیز ہونا لازم ہے۔ حق تعالیٰ پر نہ کوئی مکانی فوق سایہ فگن ہے نہ کوئی مکان تحت اس کو اٹھائے ہوئے ہے۔ قرب و نزدیک اس کا مزاحم نہیں نہ کوئی اس کو اپنے پیچھے لے سکتا ہے نہ سامنے ہو کر محدود کر سکتا ہے۔ نہ اولیت نے اس کو ظاہر کیا نہ بعدیت نے اس کی نفی کی۔

13- اس کے وصف کے لیے کوئی تعبیر نہیں نہ اس کے فعل کی کوئی علت، اس کے وجود کی کوئی نہایت نہیں (نہ ماضی میں نہ مستقبل میں کیونکہ وہ ازلی بھی ہے اور ابدی بھی)۔ وہ اپنی مخلوق کے احوال سے منزہ ہے۔ اس کو اپنی مخلوق سے کسی قسم کا امتزاج و اختلاط نہیں۔

14- اس کا وجود ہی خود اس کا اثبات ہے اور اس کی معرفت یہ ہے کہ اس کو واحد جانو اور توحید یہ ہے کہ مخلوق سے اس کو ممتاز اور الگ سمجھو۔ جو کچھ وہم کے تصور میں آتا ہے وہ اس کے غیر کا ہے۔

15- جو چیز اسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئی وہ اس میں کیسے حلول کر سکتی ہے کیونکہ حال و محل میں اتحاد ہوتا ہے اور حادث قدیم کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتا۔

16- اس کا قرب یہ ہے کہ مکرم بنا دے اور بُعد یہ ہے کہ ذلیل کر دے۔

17- وہ اول بھی ہے آخر بھی ہے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے، قریب بھی ہے اور بعید بھی۔ اس کی مثل مثال کوئی شے نہیں وہ ہی سننے والا دیکھنے والا ہے۔

Marfat.com

18- جو شخص حقیقت توحید سے آشنا ہو جاتا ہے اس کے دل و زبان سے کیوں اور کیسا وچوں و چرا ساقط ہو جاتا ہے۔ وہ ہر حال میں اللہ سے راضی رہتا ہے اور ہر حکم اور ہر تقدیر کے سامنے گردن تسلیم خم کر دیتا ہے۔

19- فراست یہ ہے کہ جب حق کسی لطیفہ پر (جو انسان کو عطا ہوا ہے) غالب ہو جاتا ہے تو اس کو اسرار کا مالک بنا دیتا ہے۔ اب وہ اس کا معائنہ کرنے لگتا ہے اور بیان بھی لاتا ہے۔

20- پوچھا گیا جس حق کی طرف لوگ اشارہ کرتے ہیں وہ کون ہے؟ فرمایا جو مخلوق کے لیے علتیں پیدا کرنے والا ہے اور خود کسی علت کا معلول نہیں۔

21- حق تعالیٰ نے لوگوں کو اسم کے حجاب میں رکھا ہے تو وہ زندہ ہیں اور اگر علوم قدرت ان کے لیے ظاہر کر دیئے جاتے تو ان کے ہوش و حواس جاتے رہتے اور اگر حقیقت کو منکشف کر دیتے تو مر جاتے۔

22- اللہ تعالیٰ کے اسماء فہم وادراک کی جہت سے تو اسم ہیں اور واقع کے اعتبار سے حقیقت یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء مسمّی سے جدا نہیں۔

23- طاسین غیب کے نور کا ایک چراغ تھا جو اس دنیا میں ظاہر ہوا اور پھر لوٹ آیا۔ وہ نور تمام چراغوں سے بڑھ گیا اور سب روشنیوں پر غالب آیا۔ اس کی تجلی اس طرح آشکار ہوئی کہ تمام چاند اس کے سامنے ماند پڑ گے اس نور (آفتاب رسالت ﷺ) کا برج بھیدوں کے آسمان میں ہے اور وہی عظیم ستارہ ہے جس کا برج فلک حرکت ہے۔

24- بلاشبہ حق تعالیٰ نے آپ کے سینے کو کشادہ کیا۔ آپ کے مرتبہ کو بلند کیا اور آپ کے حکم کو واجب التعظیم قرار دیا۔ بالآخر آپ کی نبوت کے چاند کو ظاہر فرمایا۔

25- نبوت کے تمام انوار آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا ہوئے۔ اس کی تمام روشنیاں آپ ہی کی روشنی سے ظاہر ہوئی ہیں۔ روشنیوں میں سے کوئی روشنی بھی حضور ﷺ کی روشنی سے زیادہ تاب ناک نہیں نہ زیادہ واضح ہے نہ زیادہ قدیم ہے۔

26- تمام علوم آپ ﷺ کے بحر علوم کا ایک قطرہ ہیں۔ اسی طرح تمام حکمتیں آپ کے معارف کے سمند رکی ایک چلو ہیں۔ اور تمام زمانے آپ کے وقت کی ایک

Marfat.com

ساعت ہیں۔

27- کوئی عالم آپ کے علم تک نہیں پہنچ سکا اور نہ کوئی فیصلہ کرنے والا آپ کی فہم وبصیرت پر اطلاع پاسکا ہے۔

28- اے راہ حق کے طلب گار! اگر تو آپ ﷺ کے بتلائے ہوئے راستوں (شریعت) سے بھاگے گا تو پھر تیرے لیے کون سا نجات کا راستہ رہ جائے گا۔ سچائی کی راہ آپ ﷺ کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

29- جو شخص اعمال پر نظر رکھے گا حق تعالیٰ سے محجوب ہو جائے گا اور جو شخص حق تعالیٰ پر نظر رکھے گا وہ اعمال پر نظر کرنے سے روک دیا جائے گا۔ یعنی وہ اپنے اعمال پر نظر نہ کرے گا بلکہ سب کو عطائے حق سمجھے گا۔

30- جس شخص کو انوار توحید نے مست کر دیا ہو وہی حقائق توحید بیان کرتا ہے کیونکہ مستی والا ہی ہر چھپے ہوئے بھید کو ظاہر کرتا ہے۔ جب انوار توحید کی مستی غالب ہوتی ہے اس وقت موحدشان تجرید و تنزیہہ کی رعایت سے معذور اور اس کے مناسب الفاظ وعبادت لانے سے مجبور ہو جاتا ہے۔

31- جو شخص نور ایمان سے حق تعالیٰ کو تلاش کرنا چاہتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کوئی آفتاب کو ستاروں کے انوار سے تلاش کرے۔ تم حق تعالیٰ سے نہ منفصل ہو نہ اس سے متصل ہو۔ منفصل تو اس لیے نہیں کہ وہ تمہاری گردن سے زیادہ قریب ہے اور متصل اس لیے نہیں کہ تم کو اس کے قرب و معیت کی حقیقت معلوم نہیں اور حادث وقدیم میں کچھ مناسبت نہیں۔

32- اے خدا تیری روح میری روح میں یوں سرائیت کر گئی ہے جیسے شراب اور خالص پانی آپس میں ملتے ہیں۔ جب کوئی شے تمہیں مس کرتی ہے تو یہ یقیناً مجھے چھوتی ہے پس ہر لحاظ سے تم اور میں ہم ایک ہیں۔

33- میں اور میرا معشوق ہم ایک ہیں' ہم ایک ہی جسم میں دو ارواح مقیم ہیں۔ اگر کوئی مجھے دیکھتا ہے تو وہ اسے دیکھتا ہے اور اگر کوئی اسے دیکھتا ہے تو گویا وہ ہم دونوں کو دیکھتا ہے۔

34- اپنے شاعرانہ کلام میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے رب کو دل کی آنکھوں سے دیکھا

Marfat.com

تو میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ قال انا انت (یعنی فرمایا میں وہی ہوں جو تو ہے)

35- منصور حلاج کی ایک رباعی (ترجمہ)

(i) میں وہ ہوں جس کو میں پیار کرتا ہوں اور جس کو میں پیار کرتا ہوں وہ میں ہوں۔

(ii) ہم دو ارواح ہیں جو ایک جسم میں ہیں۔

(iii) اگر تم مجھے دیکھتے ہو تو اسے دیکھتے ہو۔

(iv) اگر تم اسے دیکھتے ہو تو مجھے دیکھتے ہو۔

36- روایت ہے کہ ایک روز صحرا میں منصور حلاج نے ابراہیم خواص سے پوچھا تو کس کام میں مشغول ہے؟ اس نے جواب دیا کہ توکل کے مقام پر توکل درست کر رہا ہوں۔ حلاج بولا تو تمام عمر تو شکم کی تعمیر میں لگا رہا' توحید میں کب فنا ہوگا؟

37- پوچھا گیا کہ عارف کو وقت ہوتا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ کیونکہ اس کے مطابق ''وقت'' صاحب وقت کی صفت ہے اور جو کوئی اپنی صفت کے ساتھ آرام پکڑتا ہے وہ عارف نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب تھا ''لی مع اللہ وقت۔''

38- پوچھا گیا کہ خدا تک راستہ کس قدر ہے؟ فرمایا صرف دو قدم ہے اور تم پہنچ گئے اور وہ اس طرح کہ ایک قدم دنیا سے اٹھا لو اور ایک قدم عقبیٰ سے اور تم مولیٰ تک پہنچ گئے۔

39- ترک دنیا نفس کا زہد ہے' ترک عقبیٰ دل کا زہد اور ترک خود زہد جان ہے۔

40- فرمایا خدا کے علاوہ جو کوئی کسی اور سے (غیر سے) ڈرتا ہے یا اس سے امیدیں وابستہ کر لیتا ہے اس پر تمام دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں ہر وقت اس کو خوف دامن گیر رہتا ہے جس سے اس کے دل پر ستر پردے ڈال دیئے جاتے ہیں جن میں شک شبہات ایک ادنیٰ درجہ کا پردہ ہے۔

41- جس کو آزادی درکار ہو اسے چاہیے کہ عبودیت میں ثابت قدم رہے۔

42- صحیح معنوں میں متوکل وہ ہے جو اس وقت تک کچھ نہیں کھاتا جب تک کہ کوئی دنیا میں اس سے زیادہ اس چیز کا حق دار نہ ہو۔ یعنی استعمال نہ کرے۔

Marfat.com

43- پوچھا گیا فقر کیا ہے؟ فرمایا فقر وہ ہے جو غیر اللہ سے مستغنی اور ناظر باللہ ہو۔ فرمایا معرفت عبارت ہے اشیاء کے دیکھنے سے اور باطن میں تمام کے ہلاک سے۔

44- بندہ مقام معرفت تک پہنچتا ہے تو ''غیب'' اس پر وحی بھیجتا ہے اور اس کے سِر کو گنگ کر دیتا ہے تا کہ اس کے دل میں سوائے خدا کے اور کسی کا خیال نہ سمائے۔ خلق عظیم یہ ہے کہ جب تم خدا کو پہچان چکے ہو تو لوگوں کی سختیاں تم پر اثر انداز نہ ہوں۔

45- خدا کی یاد میں دنیا و آخرت کو فراموش کر دینے والا ہی واصل الی اللہ ہوتا ہے اور خدا کے سوا ہر شے سے مستغنی ہو کر عبادت کرنا فقر ہے۔

46- صوفی اپنی ذات میں اس لیے واحد ہوتا ہے کہ نہ تو وہ کسی کو جانتا ہے اور نہ اس سے کوئی واقف ہوتا ہے۔ فرمایا نور ایمانی کے ذریعہ خدا کی جستجو کرو۔

47- حکمت ایک تیر ہے اور تیرا انداز خدا تعالیٰ ہے اور مخلوق اس کا نشانہ۔

48- مومن وہ ہے جو امارت کو معیوب تصور کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔

49- سب سے بڑا اخلاق جفائے مخلوق پر صبر کرنا اور اللہ کو پہچاننا ہے۔ اور عمل کو کدورت سے پاک رکھنے کا نام اخلاق ہے۔

50- بندوں کی بصیرت، عارفین کی معرفت، علماء کا نور اور گذشتہ نجات پانے والوں کا راستہ ازل سے ابد تک ایک ہی ذات سے وابستہ ہے۔

51- رضا کے میدان میں یقین کی حیثیت ایک اژدہا جیسی ہے۔ جس طرح جنگل میں ذرے کی حیثیت ہوتی ہے اسی طرح پورا عالم اس اژدہا کے منہ میں رہتا ہے۔

52- جس طرح بادشاہ ہوس ملک گیری میں مبتلا رہتے ہیں اسی طرح ہم ہر لحہ مصائب کے طالب رہتے ہیں۔

53- بندگی کے منازل طے کرنے والا آزاد ہو جاتا ہے۔ مرید سایہ توبہ اور مراد سایہ عصمت میں رہتا ہے۔ اور مرید وہ ہے جس کے مکاشفات پر اجتہاد کا غلبہ ہو اور مراد وہ ہے جس کے مکاشفات اجتہاد پر سبقت لے جائیں۔

54- سوال کیا گیا کہ دست دعا زیادہ طویل ہے یا دست عبادت؟ فرمایا ان دونوں ہاتھوں کی کہیں تک رسائی نہیں کیونکہ گو دست دعا کو دامن قبولیت تک رسائی حاصل

Marfat.com

ہے لیکن مردان حق اس کو شرک تصور کرتے ہیں۔ اور دست عبادت گو دامن کی شریعت تک رسائی حاصل کر لیتا ہے لیکن مردان حق کے نزدیک وہ پسندیدہ نہیں۔

55- عبودیت کا اتصال ربوبیت سے ہے۔

56- حق تعالی جس پر منکشف ہونا چاہتا ہے تو ادنیٰ سی چیز کو قبول کر کے منکشف ہو جاتا ہے ورنہ اعمال صالحہ کو بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ جب تک مصائب پر صبر نہ کیا جائے عنایت حاصل نہیں ہوتی۔

57- انبیاء کرام پر اعمال کا غلبہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اعمال پر غالب رہتے تھے۔ اسی وجہ سے بجائے اس کے اعمال ان کو گردش دے سکتے وہ خود اعمال کو گردش دیا کرتے تھے۔

58- ایک دن منصور حلاج بغداد میں ایک مسجد میں داخل ہوا اور کہا آؤ لوگو مجھ سے ایک خبر سنو۔ آپ کے پیرو اور مخالفین سب جمع ہو گئے۔ فرمانے لگے تمہیں خبر ہونی چاہئے کہ خدا نے میرا خون تم پر جائز کیا ہے۔ پس آؤ اور مجھے قتل کر دو۔ ایک زاہد آگے بڑھے اور پوچھا اے شیخ ہم ایسے شخص کو کیوں قتل کریں جو فقہہ کے مطابق نماز پڑھتا ہے روزے رکھتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ حلاج نے جواب دیا'' یا شیخ! کسی شخص کا خون بہانا نماز' روزے یا قرآن کی تلاوت کرنے کی وجہ سے منع نہیں کیا گیا۔ مجھے قتل کرو تا کہ تمیں اس کا انعام ملے اور مجھے سکون۔ پس تم خدا کی راہ میں مجاہد ہو گئے اور میں شہید۔

59- میدان عرفات میں آپ نے کہا اے اللہ تو سرگردان لوگوں کو راہ دکھانے والا ہے اور اگر میں واقعی کافر ہوں تو میرے کفر میں اضافہ فرما دے۔ جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو آپ نے دعا کی اے خدا میں تجھ کو واحد تصور کرتے ہوئے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور تیرے انعامات پر اپنے عجز کی وجہ سے شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

60- فرمایا صبر کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ہاتھ پاؤں کاٹ کر پھانسی پر لٹکا دیا جائے جب بھی منہ سے اُف نہ نکلے۔ چنانچہ جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو اُف تک نہ کی۔

61- انا الحق کہنے کی وجہ سے کفر کا فتوی دیا گیا۔ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ بندے

Marfat.com

کا دعویٰ خدائی کرنا داخل کفر ہے؟ تو جواب دیا کہ وہ حقیقتاً ہمہ اوست ہے اور تمہارے قول کے مطابق وہ گم نہیں ہوا لیکن حسین گم ہو گیا ہے اور بحرِ محیط میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی ممکن نہیں۔

62- جس دن آپ کو قید میں ڈالا گیا تو رات کو جب لوگوں نے جا کر دیکھا تو آپ وہاں نہیں تھے۔ دوسری رات نہ قید خانہ موجود تھا نہ آپ تیسری رات میں دونوں موجود تھے۔ جب لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلی رات تو میں حضورﷺ کی خدمت میں تھا۔ دوسری شب حضورﷺ خود یہاں تشریف فرما تھے اس لئے قید خانہ گم ہو گیا تھا اور اب مجھے شریعت کے تحفظ کی خاطر پھر یہاں بھیج دیا گیا ہے۔

63- جس وقت آپ کو سولی دی جانے والی تھی ایک لاکھ افراد کا اجتماع تھا اور آپ ہر سمت دیکھ کر حق حق حق اور انا الحق کا نعرہ لگا رہے تھے۔ اس وقت کسی اہل اللہ نے پوچھا کہ عشق کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا آج کل اور پرسوں میں تو دیکھ لے گا۔ چنانچہ اسی دن آپ کو پھانسی دی گئی۔ اگلے دن آپ کی نعش کو جلایا گیا اور تیسرے دن خاک ہوا میں اڑا دی گئی اور دریائے دجلہ میں بہادی گئی۔

64- اس سے قبل آپ کے ایک خادم نے وصیت کرنے کو کہا۔ تو فرمایا کہ اپنے نفس کو تمام علائق دنیاوی سے خالی کر لے ورنہ یہ نفس تجھ کو ایسی چیزوں میں پھنسا دے گا جو تیرے بس کی نہ ہوں گی۔

65- جب آپ کے صاحبزادے نے وصیت کی خواہش کی تو فرمایا کہ سارا عالم تو اعمال صالحہ کی کوشش کرتا ہے لیکن تجھے علم حقیقت (معرفت الٰہی) حاصل کرنا چاہیے۔ کیونکہ علم حقیقت کا ایک نقطہ بھی تمام اعمال صالحہ پر بھاری ہوتا ہے۔

66- جب سولی پر چڑھتے ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا اپنے مخالفین اور متبعین کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ متبعی کو ایک اجر تو اس لیے ملے گا کہ وہ مجھ سے صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور مخالفین کو دو ثواب ملیں گے۔ کیونکہ وہ قوت توحید اور شریعت میں سختی سے خائف رہتے ہیں اور شریعت میں اصل چیز توحید ہے۔

67- حضرت شبلی نے پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا آج جو کچھ تم دیکھ رہے ہو

Marfat.com

یہ تو تصوف کا ادنیٰ ترین درجہ ہے کیونکہ اعلیٰ ترین درجہ سے تو کوئی بھی واقف نہیں ہو سکتا۔

68- جب آپ اپنے خون آلودہ ہاتھ چہرے پر مل رہے تھے تو فرمایا میری سرخروئی کا اچھی طرح مشاہدہ کر لو۔ جس وقت سنگساری شروع ہوئی تو فرمایا یکتا کی دوستی بھی یکتا کر دیتی ہے۔"

69- کسی بزرگ نے مشائخین سے فرمایا کہ جس شب میں منصور کو دار پر چڑھایا گیا تو میں صبح تک سولی کے نیچے مشغول عبادت رہا اور جس وقت دن نمودار ہوا تو ہاتف غیبی نے یہ ندادی کہ" ہم نے اپنے رازوں میں سے ایک راز سے اس کو مطلع کر دیا تھا جس کو اس نے ظاہر کر کے یہ سزا پائی۔ کیونکہ شاہی راز کو افشا کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

70- جس وقت منصور تیرہ بوجھل بیڑیوں کے ساتھ تختہ دار کی طرف ٹہلتا اور جھومتا ہوا چلتا اور نعرہ مارتا تو یہ کہتا: "میرا ندیم حیف سے منسوب نہیں ہے' اس نے شراب اس طرح پیش کی جس طرح ایک مہمان دوسرے مہمان کو پیش کرتا ہے۔ جب شراب کے چند دور گزر گئے تو اس نے تلوار اور چمڑے کی چٹائی (جس پر بٹھا کر مجرم کی گردن اڑائی جاتی ہے) منگوائی۔ شدید گرمی میں اژدہا کے ساتھ بیٹھ کر پرانی شراب پینے والے کی یہی سزا ہے۔"

71- جب تختہ دار کے نیچے لے گئے تو پوچھا گیا حال کیسا ہے؟ جواب دیا" مردوں کی معراج دار ہے"

72- جب آپ کو سولی پر چڑھایا گیا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایک دعا کی جس کے آخری الفاظ یہ تھے" اے خدا اپنے ان بندوں کو جو تیرے دین کی خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر اور تیری عنایات سے ہم کنار ہونے کی غرض سے مجھے قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں معاف کر دے اور ان پر رحم فرما۔ کیونکہ اگر تو نے ان پر وہ حقائق ظاہر کر دیئے ہوتے جن کا انکشاف تو نے میری ذات پر کیا ہے تو آج ان سے یہ حرکت سرزد نہ ہوتی جو اب ہو رہی ہے۔ اور اگر تو نے وہ بات مجھ سے پوشیدہ رکھی ہوتی جو تو نے ان سے پوشیدہ رکھی ہے تو مجھے ان مصائب کا

Marfat.com

شکار نہ ہونا پڑتا۔ تیرے ہر کام میں اور تیری ہر رضا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

73- شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کو حضور ﷺ کی پاک خدمت میں حاضر دیکھا۔ حضرت ہود علیہ اسلام میرے ساتھ ہمکلام ہوئے۔ میں نے پوچھا تمام انبیاء کے اکٹھے ہو کر حضورؐ کی خدمت میں آنے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت ہود علیہ اسلام نے فرمایا کہ شاہ منصور حلاج نے ایک گستاخانہ کلام کی تھی جس بے ادبی سے وہ آج تک حضور ﷺ سے محجوب ہے۔ ہم تمام انبیاء حضورؐ کی خدمت اقدس میں سفارش کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ منصور کو اس کا قصور معاف فرما دیں۔ منصور علاج علیہ الرحمہ کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ حضورؐ کا منصب زیادہ ہے مگر منصب کی نسبت ہمت کم ہے۔ دوسرا یہ کہ حضورؐ نے صرف صالحین کی سفارش کی ہے اور یہ حضورؐ کی اعلیٰ شایان نہیں ہے۔ حضور کو چاہیے تھا کہ تمام کافرین فاسقین فاجرین بلکہ تمام جہان کی سفارش کرتے۔ جب حضور سرور کائناتؐ نے یہ بات سنی تو آپؐ بذات خود منصور کے پاس تشریف لے آئے اور پوچھا کہ اے منصور تو نے ایسا کہا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ میں نے کہا ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے منصور جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے مقرب بندہ کی زبان کان آنکھ ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں تو میں تو اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں میری زبان کان آنکھ ہاتھ پاؤں بطریق اولیٰ اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تیرا یہ اعتراض مجھ پر کیسے صادق آتا ہے جب میری زبان پر بولنے والا ہی وہ آپ خود خدا ہے تو تیرا یہ اعتراض خدا پر ہے نہ کہ مجھ پر۔ یہ سن کر شاہ منصور سخت پچھتائے اور معافی کے خواستگار ہوئے آپ حضور ﷺ نے معاف تو فرما دیا مگر ساتھ ہی فرمایا کہ اب سر ضرور دینا پڑے گا کیونکہ شریعت کی تلوار جو ایک بار نیام سے باہر نکل آتی ہے بغیر سر کاٹے واپس نہیں جا سکتی۔ شاہ منصور نے سر دینا منظور کر لیا۔ اور در اصل شاہ منصور کے سولی پر چڑھنے کی یہی وجہ تھی نہ کہ کلمہ انا الحق کہنے سے (اسرار التوحید۔ جلد اول صفحہ 87۔ امام جلوی)

Marfat.com

12

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ (وصال 1071ء)

1- علم ایک ایسی شے ہے جس کے ذریعہ سالک معرفت کے اعلیٰ درجہ طے کر سکتا ہے۔ علم کی دو اقسام ہیں۔ ایک علم خداوندی' دوسرا علم انسانی۔ علم خداوندی (اللہ کا علم) کے مقابلے میں بندوں کا علم کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ وہ حاضر اور غیب سب کا جاننے والا ہے۔ انسانی علم ظاہر و باطن میں نفع بخشنے والا ہے۔

2- انسانی علم دو قسم کا ہے۔ ایک اصولی اور دوسرا فروعی۔ اصول علم یہ ہے کہ ظاہر میں کلمہ شہادت پڑھنا اور باطن میں معرفت کی تحقیق کرنا۔ فروعی یہ ہے کہ ظاہر میں معاملہ کرنا اور باطن میں اس کے لئے صحیح نیت رکھنا۔

3- آپ علم باطن کو حقیقت کہتے ہیں اور علم ظاہر کو شریعت۔ علم حقیقت کے تین ارکان ہیں۔ ایک خدا تعالیٰ کی ذات کا علم۔ دوسرے خدا تعالیٰ کی صفات کا علم۔ تیسرے اس کی حکمت اور افعال کا علم یعنی وہ تمام خلائق کو پیدا کرنے والا ہے۔

4- علم شریعت کے بھی تین ارکان ہیں۔ (1) کتاب (2) سنت (3) اجماع۔

5- جو علم حقیقت سے بے بہرہ ہے اس کا دل جہالت کی وجہ سے مردہ ہے اور جس کو علم شریعت نہیں اس کا دل عدم واقفیت کی بنا پر بیمار ہے۔ آپ نے علم حقیقت اور علم شریعت کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔

6- حال وہ حقیقت ہے جو خدا کی طرف سے انسان کے دل میں آتی ہے۔ جب آئے تو اسے دور نہیں کر سکتے اور جب جائے تو اسے حاصل نہیں کر سکتے۔

7- نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے۔

8- یہ ضروری نہیں کہ جو زیادہ مجاہد ہو وہ زیادہ امن میں ہو۔ بلکہ جس پر خدا کی زیادہ عنایت ہوتی ہے وہی قرب الٰہی کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔

9- نفس ایک باغی کتا ہے کتے کا چمڑا جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے پاک نہیں ہوتا۔

10- جو ولی کی معرفت کے نہ ہونے کے قائل ہیں ان کا قول معتبر نہیں۔

Marfat.com

11- کرامت ولی کے صدق کی علامت ہے۔

12- ولی مخصوص ہے کرامتوں سے اور نبی معجزوں سے۔

13- پیغمبر کی بزرگی اور رتبہ کی بلندی صرف معجزوں ہی سے نہیں بلکہ عصمت کی صفائی سے ہے۔

14- سب نبی ولی ہوتے ہیں مگر ولیوں میں سے کوئی ولی نبی نہیں ہوسکتا۔

15- اپنے سے غائب ہونا حق کی حضوری ہے اور حق کی حضوری سے اپنی غیبت۔

16- روح ایک لطیف چیز ہے جو خدائے بزرگ و بلند کے حکم سے آمد و رفت رکھتی ہے۔

17- جب کوئی قدیم کو محدث سے نہیں پہچانتا تو جو کچھ وہ کہتا ہے اپنی گفتار میں جاہل ہے۔

18- عارف عالم بھی ہوتا ہے مگر ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔

19- بندہ کے لئے سب چیزوں سے زیادہ مشکل خدا کی پہچان ہے۔

20- جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو کوئی راہ حق پر نہیں لا سکتا اور جس کو خدا سیدھی راہ دکھا دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

21- خدا کے راستہ کے سالکوں کا پہلا مقام توبہ ہے۔

22- محبت حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہوتا یعنی محبت اگر زبردستی پیدا کرنا چاہو تو نہیں کر سکتے۔ یہ عطیہ خداوندی ہے۔ بزور بازو نیست۔

23- مشاہدہ مردوں کا میدان ہے اور مجاہدہ لڑکوں کا کھیل ہے۔

24- بوڑھوں کو چاہئے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ بہت کم ہیں اور جوانوں کو چاہئے کہ بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور تجربہ کار ہیں۔

25- مجردوں کو چاہئے کہ وہ ناشائستہ اوامر سے اپنی آنکھ کو بچائیں اور جو چیزیں دیکھنے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ دیکھیں اور جو سوچنے کے لائق نہ ہوں ان کو نہ سوچیں۔

26- فقراء کو مناسب ہے کہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدہاؤں کی ملاقات کے برابر سمجھے۔ خواہ کافروں کی سی ٹوپی سر پر رکھ کر مگر سچا فقیر بن۔

Marfat.com

27- فقیر کی معرفت (اور آزمائش اور پہچان) کے لئے سیر دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

28- پروانہ ہمیشہ شمع پر ہی جاتا ہے۔ پس اگر پروانہ کی طرح یہ جان بھی اسی (شمعِ حقیقت) کے غم میں جل مرے تو بڑی بات ہے۔

29- آنکھوں سے پانی بہا یعنی رب کے سامنے گریہ وزاری کر اور خوشی تھوڑی کر۔

30- اگر کسی مزار پر گزر ہو تو کچھ پڑھ کر صاحبِ مزار کو بخش تاکہ صاحب مزار کو خوشی حاصل ہو اور وہ بھی تیرے حق میں دعا کرے۔

31- ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھ۔

32- اگر تم ہفت ہزاری بھی ہو جاؤ تو کیا بنے گا۔ آخر وہ مٹھی بھر خاک ہی رہو گے۔

33- حقیقت یہ ہے کہ تم ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہو پھر اس تکبر و نخوت سے کیا حاصل۔

34- مال کی محبت کو عذاب سمجھ کر فاقہ کشوں اور مستحق لوگوں پر لٹاتے رہو اور یہ سب کچھ اس دن سے پہلے کر جب کہ قبر میں تجھے کیڑے کھا جائیں گے۔

35- دنیا کے ساتھی یعنی ہاتھ' پاؤں' آنکھیں جو بظاہر دوست نظر آتے ہیں دراصل تیرے دشمن ہیں۔

36- لقمہ حرام سے پرہیز کر۔ جہاں بے عزتی ہو وہاں نہ جا۔

37- دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں (1) گناہوں کو توبہ (2) رزق کو جھوٹ (3) نیک اعمال کو غیبت (4) عمر کو غم (5) بلاؤں کو صدقہ (6) عقل کو غصہ (7) علم کو تکبر (9) بدی کو نیکی (10) ظلم کو عدل۔

38- فقیر کو چاہئے کہ مرشد ہی کے حضور میں رہے۔ مرشد وہ ہوتا ہے جو دریائے معرفت کا غوطہ خور ہو نہ کہ کنارہ پر رہنے والا۔

39- مرید کو بیعت کرتے وقت اپنے زہد و ریاضت کی قوت کو دیکھ لینا چاہئے ورنہ اس کے دونوں جہان خراب ہو جائیں گے۔

40- مبتدی کو چاہئے کہ راگ اور سماع سے پرہیز کرے کیونکہ یہ راستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

41- اولیاء اللہ خدا کے رحم اور غضب کے اظہار کا ذریعہ اور احادیث نبوی کی تجدید کا باعث ہیں۔

42- آپ نے فقر کے بہت سے فضائل بیان کئے ہیں اور فقر کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فقیر وہ ہے جس کے پاس سامان کا ہونا نہ ہونا سب برابر ہو۔ نہ دنیاوی ساز و سامان سے وہ مالدار ہو اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو۔ فقیر جس قدر تنگ دست ہوگا اسی قدر زیادہ اس پر اسرار الٰہی اور احوال منکشف ہوں گے۔

43- اگر فقر کے ترازو کے پلڑے میں دونوں جہاں رکھ دیئے جائیں تو پاسنگ کے برابر بھی نہ ہوں اور اس کے ایک سانس میں دونوں عالم نہ سمائیں۔

44- فقر غنا سے ہزار گنا افضل ہے۔ اس لئے کہ فقر میں دل خدا تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے جدا رہتا ہے جب کہ غنا میں دل کے غیر سے مشغول ہونے کا احتمال لگا رہتا ہے۔

45- صوفی کی یہ تعریف نہیں ہے کہ وہ صوف کا لباس پہنے یا صف اول میں رہے۔ صوفی وہ ہے جو اپنے اخلاق و معاملات کو مہذب کر لیتا ہے اور طبیعت کو آفتوں سے پاک و صاف کر لیتا ہے۔

46- صوفی کی تین قسمیں ہیں۔ پہلی وہ جو اپنی ذات کو فنا کر کے خدا کی ذات میں بقا حاصل کرے۔ دوسری وہ جو ریاضتوں اور مجاہدوں کے ذریعہ اپنے صحیح مقام کو حاصل کرے۔ تیسری وہ جو صرف مال و دولت' عزت اور شہرت حاصل کرنے کے لئے صوفی کی شکل بنا لے۔

47- آپ نے حضرت جنید بغدادی کا قول نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے۔ جن سے آٹھ پیغمبروں کی پیروی ہوتی یعنی تصوف میں سخاوت حضرت ابراہیمؑ کی ہو۔ رضا حضرت اسماعیلؑ کی ہو۔ صبر حضرت ایوبؑ کا ہو' اشارات حضرت ذکریاؑ کے ہوں' غربت حضرت یحیٰؑ کی ہو۔ سیاحت حضرت عیسیٰؑ کی ہو۔ لباس حضرت موسیٰؑ کا ہو اور فقر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا۔

48- روحانی سفر طے کرنا بہت مشکل کام ہے سوائے ان کے جن کو اسی مقصد کیلئے پیدا

Marfat.com

کیا گیا ہے۔

49- اندھی تقلید نے روحانی جذبہ کی جگہ لے رکھی ہے۔

50- کائنات رازِ ربوبیت لئے بیٹھی ہے جو پیدا کی گئی اشیاء میں چھپے ہوئے ہیں۔ معرفت ہی چھپی ہوئی چیزوں کو اشکار کرتی ہے۔

51- فقیری عوام الناس سے منہ موڑنے کا نام ہے۔ اس لئے اس کا ظاہر پرستی سے کوئی تعلق نہیں۔

52- آغاز میں تصوف صحیح صورت میں موجود تھا بناوٹی رنگ دیکھنے میں نہیں آتا تھا۔ آج کل بناوٹ ہی بناوٹ ہے۔ صحیح رنگ دیکھنے میں نہیں آتا۔

53- اولیاء اللہ ایسی جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں جگہ کا کوئی تصور نہیں۔ مقامات اور مراتب بھی وہاں نہیں۔ حقیقت کے سامنے ظاہری بیانات کی کوئی حیثیت نہیں۔

54- نور آفتاب و ماہتاب کی وہاں کچھ حقیت نہیں جہاں نور محبت و توحید جبار کی جلوہ ریزی ہو مگر اس مثال سے نورِ محبت و توحید کو اس لئے محبت کہا گیا ہے کہ اس دنیا میں کوئی نور اس سے زیادہ منور نہیں۔ نور توحید و محبت سے قیامت تک کے تمام احوال دنیا میں منکشف ہوتے ہیں۔

55- مرتبہ ولایت ایک سر ہے اسرار حق سے۔ مجاہدہ و ریاضت پر یہ موقوف نہیں۔ اس قدر پردہ استتار میں شانِ ولایت رہتی ہے کہ ولی کو ولی کے سوا دوسرا پہچان نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر اظہار ولایت سب عقلا پر جائز ہوتا تو دوست و دشمن کا فرق نظر آ جاتا اور واصل و غافل کی تمیز ہو جاتی۔ مرضی خداوندی نے اس موتی (ولایت) کو صدف ذلت وخواری میں عام خلق سے چھپا رکھا اور امتحان گوناگوں کے دریا میں ڈال دیا۔ طالب صادق اس تہ کو پہنچ کر جان پر کھیلتا ہے۔ دریائے خواری میں غوطے لگاتا ہے۔ گہرائی میں اترتا ہے تاکہ مراد پوری ہو۔ دنیا میں جو حال اس کا ہو اس کی پرواہ نہیں کرتا۔

56- صوفی وہ ہے کہ جب کلام کرے تو اس کا کلام اس کے حال کی حقیقت ظاہر کرے اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو اس میں نہ ہو اور جب وہ خاموش رہے تو اس کی خاموشی اس کے حال کی ترجمان ہو اور علائق دنیاوی سے بے تعلقی کا ثبوت اس

Marfat.com

کے اعضاء سے واضح ہو۔

57- حقیقت تصوف یہ ہے کہ بندہ کی صفات فنا ہوں اور ان کی جگہ صفات حق لے لیں۔ جب صوفی اپنی ذات سے نابینا ہو جاتا ہے تو وہ ذات واجب الوجود کے ساتھ بینا ہو جاتا ہے۔

58- جو شخص عاجزی سے اپنا سر جھکا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہانوں میں سرفرازی عطا فرما دیتے ہیں۔

59- آشنائی رب کے دوستوں کی خصلت ہے اور منافقت رب کے دشمنوں کی نشانی۔

60- مجاہدات کے بغیر مشاہدات ممکن نہیں۔

61- جو اپنی نفسانی خواہشات سے الگ ہو گیا وہ رب کے ساتھ مل گیا۔

62- علم رب کی صفت ہے اور عمل بندے کی۔

63- ولی اللہ کا قلب خدا کے قبضہ میں ہوتا ہے خواہ وہ سو رہا ہو یا جاگ رہا ہو۔

64- درویش کی خوراک وجد ہے' پاکیزگی اس کا لباس ہے اور وہ خود لامکانی ہے۔

65- خدا کے راستے (سلوک) کتابوں میں نہیں ملتے۔

66- لالچ درویش کو دونوں جہانوں میں تباہ کر دیتا ہے۔

67- اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو تمام حالات میں شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے۔

68- قلب معرفت الٰہیہ کا آشیانہ ہے اور کعبہ سے زیادہ قابلِ احترام۔

69- لوگ ہمیشہ کعبہ کی طرف دیکھتے ہیں لیکن خدا ہر وقت قلب کی طرف دیکھتا ہے۔

70- محبت محبوب کی صفت ہے الفاظ اس کی صحیح حقیقت بیان کرنے سے عاجز ہیں۔

71- تقدیر کے ساتھ الجھنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ مقدور ہو چکا وہ ہو کر رہے گا۔ تمہاری کوششوں سے تقدیر بدل نہیں سکتی۔

72- غرور و تکبر عقل کی بڑھ سے پیدا ہوتے ہیں جو کہ نفس امارہ کی غیر محدود خواہشات کا نام ہے۔

73- غافلوں پر سب سے بڑا عذاب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ ان کو اپنے نقائص نظر نہیں آتے۔

Marfat.com

74- جو دنیا میں اندھا ہے آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔

75- جب تو دور ابتلا میں رب سے راضی رہا تو تم نے اس کے ایجنٹ کو دیکھا تو پھر ابتلاء درمیان میں نہ رہی اور اگر ابتلا میں رب سے راضی نہ ہوا تو ابتلاء وبالِ جان بن گئی۔

76- جب بندہ رضائے خدا پر راضی ہو جاتا ہے تو اس کے رنج والم دور ہو جاتے ہیں۔

77- معرفت کی حقانیت تو صرف اس وقت واضح ہوتی ہے جب رب کی طرف سے شرح صدر ہو۔

78- خدا کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے سے ہی دائمی زندگی کا حصول ممکن ہے۔

79- راہ حق کے مسافر کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تمام زندگی' صبح و شام نفسانی خواہشات سے نجات کے لئے کوشاں رہے۔

80- جب تک رب تعالیٰ کی حفاظت مقدور نہ ہو کوئی شخص اپنی کوششوں سے برائی سے نہیں بچ سکتا۔

81- تصوف کی بنیاد اور معرفتِ الٰہیہ کا انحصار ولایت پر ہے۔

82- آنکھ کی شہوت نگاہ' کان کی سننا' ناک کی سونگھنا' زبان کی بولنا' تالو کی ذائقہ' جسم کا چھونا اور ذہن کا سوچنا ہے۔

83- اللہ تعالیٰ نے نبوت کی صداقت کو اولیاء کے ذریعہ قائم رکھا ہے' جو آج تک قائم دائم ہے۔

84- ولی کی شناخت ولی ہی کر سکتا ہے۔

85- فنا کا علم دنیا کی بے ثباتی کو جاننے کا نام ہے اور بقا آخرت کی زندگی کو دائمی جاننے کا نام ہے۔

86- کرامات ولی کی صداقت کی نشانی ہے جعلی پیروں سے ظہور پذیر نہیں ہوتیں۔ جعلی پیروں سے استدراج ظاہر ہوتا ہے۔

87- وصل خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے جو وہ اپنے بندوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اس کو الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔

88- ظاہری اور باطنی طہارت ساتھ ساتھ چلنی چاہئے۔

89- جب قادر مطلق کی قدرت کسی بندے پر اپنی حکومت ظاہر کرتی ہے تو اس میں

Marfat.com

صفات انسانی تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اس کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے۔

-90 اللہ تعالیٰ نے جسم کو پیدا کیا تو اسے روح کے تابع کر دیا اور روح کو پیدا کیا تو اس کو اپنے تابع کر لیا۔

-91 دنیا مصائب اور آلام کا گھر ہے۔ دکھوں اور تکلیفوں کی آماجگاہ۔

-92 بھوک عقل و فراست کو تیز کرتی ہے۔ سوچ اور صحت کو بہتر بناتی ہے بھوک اگرچہ جسم کے لئے ناگوار ہے لیکن یہ دل کو چمکاتی ہے اور روح کی صفائی کا باعث ہے اور روح کو خدا کے حضور میں لے جاتی ہے۔

-93 خوراک کے بغیر انسان کا چارہ نہیں لیکن روحانی سربلندی کے لئے زیادہ کھانا پینا درست نہیں۔

-94 شادی ان کے لئے درست ہے جو میل جول رکھنے کے خواہش مند ہوں لیکن تجرد ان لوگوں کا زیور ہے جو انبوہ انسان سے دور رہنا چاہئیں۔

-95 پانی دریا کی زمین پر تو بہتا رہتا ہے لیکن جب سمندر میں داخل ہوتا ہے تو اس کا چلنا بند ہو جاتا ہے اور اس کا ذائقہ بھی بدل جاتا ہے۔ اس لئے لوگ سمندر کے پانی سے تو بچتے ہیں مگر موتی نکالنے کے لئے اس میں غوطہ زنی کرتے ہیں۔

13

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ (وصال 1111ء)

-1 درویش کے لئے فقر ہی زیب و زینت، صبر اس کا زیور اور تسلیم و رضا اس کی سواری ہے۔

-2 صحیح معنوں میں صوفی وہ ہے جو واصل باللہ ہو اور لوگوں کے ساتھ صلح و آشتی سے رہے۔ دوسروں پر اپنا بوجھ نہ ڈالے بلکہ دوسروں کا بوجھ خود برداشت کرے۔ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرے جیسا وہ اپنے ساتھ سلوک پسند کرتا ہے۔

-3 بندگی فقط حق تعالیٰ کی محبت میں کرے۔ اس کا باطن ہر قسم کی کدورت سے پاک ہو اور اپنے تمام معاملات رب تعالیٰ کے سپرد کرے۔

-4 دنیائے تصوف میں حق تعالیٰ بندے کے انتہائی قریب ہے اگرچہ عملی طور پر اس کو

Marfat.com

ماورائے ادراک سمجھا جاتا ہے۔

5۔ جب میں صوفیاء کی طرف متوجہ ہوا تو معلوم ہوا اس کے لئے ایک مخصوص عقیدے اور عملی زندگی کی ضرورت ہے۔ یعنی کتابی علم منزلِ مقصود تک نہیں لے جا سکتا۔ یہاں نفسانی خواہشات اور رزائل سے خلاصی حاصل کرنا ضروری ہے تب راہ طریقت میں قدم رکھا جا سکتا ہے۔

6۔ جو کچھ صوفیاء حاصل کر لیتے ہیں، ظاہری تعلیم کے ذریعہ حاصل کرنا ممکن نہیں۔ یہ تجربات اور وجدان کا معاملہ ہے جس کا تعلق براہ راست رب کریم کے لطف و کرم سے ہے۔

7۔ شراب پینے والے کو پتہ نہیں ہوتا کہ شراب کی تعریف (Definition) کیا ہے۔ مگر وہ خود شرابی ہے اور پی رہا ہے۔ جبکہ اغیار شراب کی تعریف اور شراب پینے کے اصول وضوابط سے آگاہ ہوتے ہیں۔

8۔ حقیقت کو اسی وقت پایا جا سکتا ہے جبکہ طالب دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لے۔

9۔ ظاہری دنیا باطنی کائنات کے سامنے ایسے ہے جیسے چھلکا مغز کے سامنے، جسم روح کے سامنے، تاریکی روشنی کے سامنے اور بدی نیکی کے سامنے۔

10۔ تمہیں اپنے آپ کی پہچان کرنی چاہیے، اس دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اور تمہاری خوشی اور غمی کس چیز میں مضمر ہے۔ جب اپنے آپ کو پہچان لو گے تو رب کی تلاش کا ذریعہ آسان ہو جائے گا یعنی رب تک پہنچ جاؤ گے۔

11۔ فاعل حقیقی کا جاننا سالکوں کے لئے بڑا عالی مقصد ہے۔ جو شخص سب باتوں کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرے وہ ایسا محقق ہے کہ حق اور حقیقت کی مقدار کو جانتا ہے۔ کیونکہ فاعل حقیقت میں ایک ہے اور وہی قابل خوف و رجا ہے اور اسی پر توکل و اعتماد زیبا ہے۔ فاعل سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی دوسرا نہیں۔

12۔ سالک اپنے نفس اور غیر اللہ سے فانی ہو کر سوائے حق تعالیٰ کے اور کچھ نہیں دیکھتا۔ جس شخص کی فہم میں یہ بات نہیں آئی وہ اس حالت کا انکار کرتا ہے۔ لہٰذا توحید کا چوتھا مرتبہ یہی ہے کہ وجود میں سوائے ذاتِ واحد یکتا کے اور کسی کو نہ دیکھے۔ یہ مرتبہ موحد کا ہے کہ اس کے مشاہدے میں بجز واحد یکتا کے اور کوئی نہیں

Marfat.com

آتا وہ سب کو کثرت کی راہ سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدت کی راہ سے دیکھتا ہے اور یہی توحید کی انتہائی منزل ہے۔

13۔ جان لو علم کی دو قسمیں ہیں، ایک علم مکاشفہ (علم باطن) اور دوسرا علم ظاہر یا علم معاملہ۔ علم باطن تمام علوم کی انتہا ہے۔ عارفین کا قول ہے کہ جو اس علم سے بے بہرہ ہوگا اس کے خاتمہ کی خرابی کا خوف ہے۔ ادنیٰ درجہ اس علم کا یہ ہے کہ اس کی تصدیق کرے۔ اور اس علم والوں (اولیاء اللہ) کو مانے اور ادنیٰ عذاب اس علم کے منکر کا یہ ہے کہ اس علم سے اس کو کچھ نہیں ملتا، حالانکہ یہ علم صدیقوں اور مقربانِ الٰہی جل جلالہ کا ہے۔

14۔ جو علم اچھا ہی اچھا ہے وہ ہے حق تعالیٰ کا علم اور اس کے صفات کا، افعال کا، اس کی عادت کا جو خلق میں جاری و ساری ہے اور اس حکمت کا جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے میں مضمر ہے۔ پس یہی وہ علم ہے جو مقصود بالذات ہے اور جو سعادت آخروی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

15۔ دل مثلِ آئینہ ہے۔ جو کوئی اس میں غور کرے گا تو خداوند تعالیٰ کو دیکھے گا۔ چاہیے کہ اپنی صفات سے خدا کی صفات کو پہچانے اور اپنی ہستی سے خدا کی ہستی کو پہچانے۔ جب تصویر کو آئینہ کے سامنے کیا جائے تو تصویر اس میں نظر آتی ہے۔ جب دل صاف ستھرا ہو اور اسے محسوسات سے قطع کر لیا جائے تو لوحِ محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا ہو جاتا ہے اور لوحِ محفوظ میں موجود ہر قسم کی معلومات اور تصویریں صاف نظر آنے لگتی ہیں۔

16۔ دل کی بزرگی دو وجہ سے ہے، ایک علم اور ایک قدرت کی وجہ سے۔ دل اپنی پرواز مشرق سے مغرب تک یک لحظہ میں مکمل کر لیتا ہے۔

17۔ امام غزالیؒ نے قلب کی چار قسمیں بتائی ہیں۔ مثلاً قلب مجرد (مومن کا دل)، قلب سیاہ (کافر کا دل) قلب ملفوف (منافق کا دل) اور قلب مصفح (جس میں ایمان اور نفاق دونوں موجود ہوں)۔

18۔ دل کی بصیرت اور چمک ذکر سے حاصل ہوتی ہے۔ ذکر پر قدرت تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے گویا تقویٰ ذکر کا دروازہ ہے اور ذکر کشف کا دروازہ ہے یعنی

Marfat.com

تقویٰ سے ذکر، ذکر سے کشف ملتا ہے۔ اور کشف فوز کبیر (بڑی کامیابی) کی کنجی ہے۔

19۔ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں کہ بعض نے خشوع و خضوع کو افعالِ قلب بتایا ہے جس طرح کہ خوف اور ڈر دل میں ہوتا ہے اور بعض نے اس کو ظاہری اعضاء کی کیفیت کا نام دیا ہے۔ جیسے سکوت، التفات اور ترکِ فضولیات ہیں۔ دل میں پیدا ہونے والے خیالات سے نماز میں غفلت پیدا ہوتی ہے اور اس کو دور کرنے کا طریقہ اندھیرے میں نماز پڑھنا، خوبصورت کپڑوں اور چیزوں سے الگ ہو کر نماز پڑھنا ہے۔ جتنا نماز میں انہماک ہو گا اتنا ہی نماز کا ثواب ہو گا۔

20۔ امام غزالیؒ کے نزدیک بے حضوری کی دو وجوہات ہیں۔ ایک ظاہری وجہ اور دوسری باطنی وجہ۔ ظاہری وجہ یہ ہے کہ آنکھ، ناک، کان کو دوسری طرف مشغول نہ کرے اور اگر کمرہ تاریک ہو تو بہتر ہے یا پھر آنکھیں بند کر لے۔ بزرگوں نے اپنے حجرے تنگ و تاریک اس لئے بنائے ہیں کہ کشادہ جگہ پر دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ نماز کے وقت قرآن، تلوار اور ہر شے کو اپنے سے الگ کر دیتے تھے کہ توجہ ادھر نہ چلی جائے۔ باطنی وجہ دل کی پریشانی یا مشغولیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ دل کو اس کام سے فارغ کرے جس کی وجہ سے پریشانی ہے۔

21۔ نیند کی حالت میں حواسِ خمسہ کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ لیکن اندرونی (دل کا) دروازہ کھل جاتا ہے۔ عالم ملکوت اور لوح محفوظ سے غیب کی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور آنے والے واقعات کو دیکھ لیا جاتا ہے یا پہچان لیا جاتا ہے۔ ان واقعات کی تعبیر بھی ہوا کرتی ہے۔

22۔ فرمایا ایک حکیم کا قول ہے کہ بدن کی سلامتی کم کھانے میں ہے، روح کی سلامتی گناہوں کی کمی میں ہے اور دین کی سلامتی حضور اکرم ﷺ پر درود بھیجنے میں ہے اور ایمان دار وہ ہے جو سارے اعضائے بدن کے ساتھ حق تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

23۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت میں تین سو درجات عطا کرے گا۔ ہر درجہ کے درمیان زمین و آسمان کا سا فاصلہ ہو گا۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جس بندے پر کوئی آفت آئے اور وہ میری بجائے مخلوق سے پناہ چاہے تو میں اس پر آسمان کے دروازے بند کر دیتا ہوں۔

24۔ اے انسان یاد رکھ نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے یہ ابلیس سے زیادہ برا دشمن ہے۔ نفسانی خواہشات وشہوات کے ذریعے شیطان تیرے خلاف قوت حاصل کرتا ہے اس سے امید وفریب کے ذریعہ اپنے آپ کو دھوکہ میں نہ ڈالو۔ نفس تو چاہتا ہے کہ امن، غفلت، آرام اور سستی و کاہل رہے۔ اس لئے اس کا سب دعویٰ جھوٹ ہے۔

25۔ بسیار خوری سے فہم وعلم ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ پیٹ بھرنے سے ذہانت ختم ہو جاتی ہے۔

26۔ اللہ تعالیٰ نے تین طرح کی مخلوق پیدا فرمائی: ۱۔ فرشتے پیدا کئے، ان میں عقل رکھ دی، مگر شہوت نہیں رکھی ۲۔ حیوانات پیدا کئے ان میں شہوت رکھ دی مگر عقل نہیں رکھی ۳۔ انسان کو پیدا فرمایا اس میں عقل اور شہوت دونوں ہی رکھ دیں۔

27۔ فرمایا توبہ کرنے سے شرک کی جگہ ایمان آ جاتا ہے۔ زنا کی جگہ معافی اور نافرمانی کی جگہ گناہ سے حفاظت و اطاعت مل جاتی ہے۔

28۔ جو شخص چار باتوں کے بغیر چار باتوں کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے ۱۔ جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرے مگر عبادت نہ کرے وہ کذاب ہے ۲۔ جو حضور اکرم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر علماء وفقراء سے محبت نہ رکھے، وہ کذاب ہے ۳۔ جو دوزخ سے ڈر کا دعویٰ کرے مگر گناہ نہ چھوڑے وہ کذاب ہے ۴۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر آزمائش میں شکایت کرے تو وہ کذاب ہے۔

29۔ کہتے ہیں کہ عشق در اصل پردہ داری ہے۔ راز کھول دینا حلاوت ذکر کے باعث غلبۂ شوق کی وجہ سے روح کا عاجز آ جانا ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس کا کوئی حصہ کاٹ دیا جائے تو محسوس نہ ہو۔

30۔ یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کی محبت کا مفہوم ان کی عبادت و اطاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا بندوں سے محبت کرنا یہ ہے کہ وہ ان کو مغفرت کی

Marfat.com

نعمت عطا فرماتا ہے۔ اگر بندہ یہ جان لے کہ حقیقی کمال صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اور میرے اندر یا کسی دوسرے کے اندر جو نظر آتا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور اسکی عطا ہے تو اس کی محبت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے وقف ہو جائے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے قرب بخشنے کے اعمال بجا لائے۔

31۔ طالب آخرت پر لازم ہے کہ وہ دنیاوی زندگی سے بے رغبت رہے تاکہ اسے ایک ہی فکر ہو اور ظاہر باطن قابو میں رکھے بغیر حال کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں رغبت رکھنا غم و اندوہ بڑھاتا ہے۔ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے اور دنیا سے بے رغبت ہونا ہر نیکی و خیر کی جڑ ہے۔

32- یاد رکھو اصل عبادت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، اللہ تعالیٰ سے امید رکھے اور اس سے ڈرے اور اپنے آپ کا مراقبہ و محاسبہ کرتا رہے۔ اگر بندہ ان خصائل سے محروم ہو تو اسے حقیقت ایمان حاصل نہیں۔ اس لئے کہ عبادت تب ہی صحیح ہو سکتی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ فرمایا کہ ایک عارف سے علم باطن کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا یہ حق تعالیٰ کے اسرار میں ایک سِر (راز) ہے جو وہ اپنے محبوبین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ اس پر کوئی فرشتہ اور انسان آگاہ نہیں ہوتا۔

33۔ اخلاص یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی عمل کی جزا اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اور یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے اعمال کو پیدا فرمایا۔ اب اگر ثواب کی امید پر اور سزا کے ڈر سے عبادت کی تو یہ بندہ اخلاص کامل نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ اپنی جان کے لئے جدو جہد کر رہا ہے۔

34۔ ترکِ دنیا کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کے حال میں غور و فکر ختم کر دے اور اس کی لذات کی تمنا ہی چھوڑ دے۔ اس لیے کہ فکر کے باعث ارادہ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس کا فکر کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

35۔ حضور سید الکونین ﷺ کا فرمان ہے: جب فقیر (اللہ پر) خوش ہو تو اس سے افضل کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا: میری مخلوق

Marfat.com

میں سے میری عمدہ ترین مخلوق کہاں ہے؟ فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے رب! وہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فقراء مسلمان جو میری عطا پر قناعت کرنے والے ہیں۔ میری تقدیر پر راضی ہیں اور ان کو جنت میں داخل کر دو۔ یہ وہاں کھاتے پیتے ہوں گے اور باقی لوگ حساب میں پڑیں گے۔

36۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ اے انسان! اللہ کی ان صفات سے کہ وہ اول اور آخر، ظاہر اور باطن ہے، تعجب نہ کر کیونکہ وہ معنی جس سے انسان کو انسان کہا گیا ہے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے۔ باعتبار اپنے افعال کے جو کہ ظاہر نظر آ رہے ہیں انسان ظاہر ہے اور باعتبار اپنی حقیقت کے باطن ہے۔

37۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیمؑ کی مزار مبارک پر جا کر دو باتوں سے توبہ کی۔ اول یہ کہ کسی امیر کے دروازے پر نہ جاؤں گا کیونکہ ایسا کرنے سے دو تہائی ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور دوسرا بحث سے کیونکہ اس میں تضیع اوقات ہے۔

38۔ ذکر اللہ سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ ذکر الٰہی کے لئے ایک مغز اور تین پوست ہیں اور مغز تو مقصود بالذات ہے مگر پوست اسمائے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں: ۔ پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا ہے۔ دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا اور جبراً یہ تکلف اس کا خوگر ہونا ہے۔ تیسرا پوست یہ ہے کہ ذکر الٰہی قلب میں جگہ کر لے اور ایسا گڑ جائے کہ اس کا چھڑانا دشوار ہو جائے۔

39۔ توکل کے معنی اس حالت کے ہیں جو حق تعالیٰ کو یکتا فاعل و مختار اور تمام صفاتِ عالیہ میں مستقل و لاشریک سمجھنے سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد یہ حالت ایسے کام کراتی ہے جن سے توکل و اعتماد ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا توکل کے تین رکن ہیں۔ اول معرفت، دوم حالت، سوم اعمال۔ معرفت یعنی توحید حق جس کا اقرار کلمہ توحید سے ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے۔ دوسرا رکن حال توکل ہے یعنی اپنے کام خدا کے حوالہ کر دو اور قلب کو مطمئن رکھو کہ غیر اللہ کی طرف التفات بھی نہ کرو۔ تیسرا رکن اعمال ہیں یعنی محنت مزدوری کرتے رہو، بیکار

Marfat.com

بیٹھنے کا نام توکل نہیں ہے۔

14

مولانا جلال الدین رومی (وصال 1273ء)

1- وجود حقیقی ذات بحت ہے۔ وہ ماورائے ادراک بھی ہے۔ اور قریب ترین بھی۔ اس کی کہنہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔

2- کائنات اس کی انگفت صفات کی ایک مادی شکل ہے۔

3- تخلیق کائنات کا مقصد حق تعالیٰ کی بندگی ہے۔

4- انسان کامل اس کی ذات وصفات کا مظہر اتم ہے۔ حق تعالیٰ نے اسے اپنی صورت پر پیدا کیا۔

5- تقدیر ایک حقیقت ہے۔ تمام حرکات اس کی مرضی کے مطابق کارفرما ہیں۔ قدر بھی ایک حقیقت ہے۔ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا جو اظہار کرتا ہے قدر بھی اس کا ایک جزو ہے۔

6- دنیوی دولت برائی کی جڑ ہے۔

7- راہ طریقت کے تین مراتب ہیں۔ تزکیہ وتصفیہ نفس، وجد اور روشن ضمیری، مشاہدہ اور آخر میں وصل۔

8- حضورﷺ مظہر اتم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔ آپﷺ باعث تخلیق کائنات ہیں۔

9- موت کوئی حتمی چیز نہیں ہے۔ یہ روحانی زندگی کی ایک نئی شکل ہے۔ اس لیے موت پر نوحہ کرنا فضول ہے موت دراصل روح کا اپنے اصل وطن کی طرف سفر کا آغاز ہے۔ اس لیے موت خوشی کا مقام ہے۔

10- عذاب دوزخ سخت ہے لیکن یہ تصفیہ وتزکیہ اور رب تعالیٰ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے۔

11- بالآخر حق تعالیٰ کی رحمت سے ہم سب کی نجات ہوگی۔ اس میں سب شامل ہیں بشمول ابلیس۔

Marfat.com

12- انسان ایک جوہر ہے اور آسمان اس کی عرض ہے تمام مخلوقات (غیر انسان) متعلقات اور سایہ ہیں اور اصل مقصود انسان ہے۔

13- مولانا روم فلسفہ ارتقائے انسان کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

I died as a mineral and became a plant,
I died as a plant and became an animal.
I died as an animal and became a man. Why should I fear?

14- مولانا انسانی فنا اور بقا کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

Every thing is perishing but his face.
since you are not in His Face do not seek to be.
"When someone is annihilated in our face,
Everything is perishing no longer applies to him.
For he is in but God, he has passed beyond no god.
Whoever is in but has not been annihilated.

15- روح کی ازلیت کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں۔

I was when the Names were not
There was no sign of existence bearing a name.
From us, Names and Named became manifest.
That day when I and we were not (Diwan).

16- ہماری اپنی تخلیق نور محمد ﷺ سے ہے۔ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں۔

We are the shadow of God, we are from the light of Mustafa (Muhammad) PBUH. We are a precious pearl dropped in the oyster shell.

17- روحوں کا اصلی ماخذ اور مقام ذات الٰہی ہے۔ کسی ناقابل فہم حکمت اور ناقابل ادراک مشیت سے یہ ارواح اپنی اصل سے الگ ہو گئیں۔ فراق کی وجہ سے ہر

Marfat.com

روح بے تاب ہے اور واصل الی الاصل ہونا چاہتی ہے یعنی ہر روح اپنی اصل کی جانب کشش محسوس کرتی ہے۔ اسی کشش کا نام عشق ہے تمام حیات و کائنات اسی جذب و کشش کا مظہر ہے۔

18- روح انسانی کی ازلیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں تب بھی تھا کہ آدم بھی نہ تھا اور وہ اسماء بھی نہ تھے جو آدم کو سکھا کر فرشتوں پر اس کی فضیلت ثابت کی گئی۔

19- روح انسانی کی اصل چونکہ خدا ہے اس لیے اس میں صفات الٰہی بحد توفیق اور بقدر فیض پائے جاتے ہیں۔ عالم میں خدا اس لیے نہیں سما سکتا کہ عالم اعراض کا مجموعہ ہے اور خود جوہر نہیں۔ یعنی خود بالذات اس کا وجود نہیں۔ عرش ہو یا فرش سب مکانی چیزیں ہیں۔ حقیقت لامکانی ان میں نہیں سما سکتی۔ چونکہ روح کی حقیقت لامکانی اور لازمانی ہے اسی لیے خدا اس میں سما سکتا ہے۔

20- عین حیات بھی محبت' مصدر وجود بھی محبت اور مظاہرہ وجود بھی محبت ہے۔ عشق کی ہمہ گیری ان ذرات عالم میں بھی موجود ہے جنہیں لوگ جامد اور زندگی سے محروم سمجھتے ہیں۔

21- عشق کے بغیر کائنات بن ہی نہ سکی' کائنات میں جو اجسام اور اجرام ہیں وہ باہمی کشش سے قائم ہیں۔ ہر ذرہ دوسرے ذرے کی طرف کھینچ رہا ہے۔ لہذا ان سب کی پیدائش عالمگیر تجاذب عشق کی بدولت ہے۔

22- عقل بھی ایک قسم کا نور ہے لیکن نور کے مدارج ہیں اسی لیے قرآن کریم میں نور ذات الٰہی کو نورٌ علی نور کہا گیا ہے۔ آفتاب کے نور اور نور چشم سے ترقی کر کے آگے بڑھیں تو نور عقل ہے جو نور محسوسات سے زیادہ منیر ہے۔ اس سے اوپر نور دل ہے نور چشم بھی حقیقت میں نور دل ہی کی بدولت ہے۔ دل کا نور غائب ہو تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں مگر کچھ دکھائی نہ دے۔ اس سے اوپر نور خدا ہے جس کا ادراک نہ عقول کر سکیں اور نہ ابصار۔

23- مولانا اکثر فرماتے ہیں کہ معرفت کے بلند مقامات کشف و وحی والہام اور عشق کی منزلیں یہ سب عقل سے بالاتر ہیں۔ عقل کی ان کی شرح میں ایسی حالت ہوتی ہے

Marfat.com

جیسے گدھا دلدل میں دھنس گیا ہو۔

24- عقل کا صحیح استعمال آسائش دنیا میں نہیں بلکہ اس کو تزکیہ نفس میں استعمال کیا جائے۔ تزکیہ سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن معرفت بھی منزل مقصود نہیں۔ مقصود خدا سے قرب و وصال ہے۔ پہلی منزل تزکیہ نفس ہے۔ دوسری منزل معرفت اور تیسری منزل عشق ہے جو آخری منزل ہے خود خدا ہے۔

25- محبت سے زندگی کی تلخیاں شریں ہو جاتی ہیں اور یہ کیمیا ادنیٰ جذبات اور پست افکار کے مس خام کو کندن بنا دیتی ہے۔

26- مولانا کے عقیدے کے مطابق جمادات اپنے سے برتر ہستی یعنی نباتات میں داخل ہو کر اور اس کے عشق میں فنا ہو کر بہتر زندگی حاصل کرتے ہیں۔ آب و گل کا آدم محبت ہی کی بدولت زندہ جاوید ہو گیا۔

27- مولانا فرماتے ہیں ارتقائے وجود انسان کی موجوہ حالت پر ختم نہیں ہوتا اور نہ عقل کا ارتقا ہی یہاں پہنچ کر رک جاتا ہے۔ حکماء کے علاوہ انبیاء اور اولیا کا ایک طبقہ ہے جن کی بصیرت عوام اور حکماء دونوں کے مقابلے میں بہت زیادہ کاشف اسرار ہے۔

28- مولانا وحی والہام میں فرق نہیں کرتے اور الہامات کے لیے اور ماورائے عقل وحس بصیرت کے لیے وحی ہی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حواس ظاہری کے علاوہ انسان کے اندر حواس باطنی بھی ہیں جن سے ہستی کے ان پہلوؤں کا انکشاف ہوتا ہے جو حواس ظاہری کے ادراک میں نہیں آ سکتے۔ عام لوگوں نے وحی کو انبیاء ہی کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اس لیے صوفیاء جب اس قسم کے کشف اسرار کا ذکر کرتے ہیں تو اس کو وحی دل کہہ دیتے ہیں۔

29- مولانا کے نزدیک دین کی اصلیت وحی ہے جو تمام انبیاء کی تعلیم میں مشترک ہے۔ انبیاء کی تعلیم میں کچھ شرائع اور شعائر کا اختلاف اقوام اور ازمنہ کے تغیر پذیر حالات سے پیدا ہوا۔ اور کچھ الفاظ اور اصطلاحات کا بھی اس میں دخل تھا۔ اگر شریعتوں کا ظاہر عین دین ہوتا تو آدم سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک جتنے انبیاء گزرے ہیں ہر ایک ایک مختلف دین کا حامل ہوتا۔ لیکن قرآن حکیم سکھاتا ہے کہ

Marfat.com

واقعہ یہ نہیں۔ توحید ہی عین دین ہے اور خدا کی طرف رخ کر کے زندگی بسر کرنا (بندگی کرنا) اصل مقصود ہے۔

30- کائنات کی تخلیق سرور کونینؐ کی خاطر ہوئی۔ وہی انسان کامل ہیں۔ وہی مکان و لامکان کے قطب ہیں۔

31- مولانا تجدید امثال کا نظریہ رکھتے ہیں یعنی ہم اور کائنات ہر لحہ ختم اور ہر لحہ دوبارہ پیدا ہو رہی ہے۔ یہ عمل اتنا تیز ہے کہ ہمارے ادراک میں نہیں آتا۔

32- روز الست میں ارواح کے تین گروپ بنے۔ پہلا کفار' دوسرا مقلد تیسرا انبیاء اور اولیاء۔

33- تخلیق میں اول نور محمدی ﷺ ہے۔ کل الاکوان' بشمول ملائکہ آپ ﷺ ہی کے نور سے پیدا ہوئے۔ بنی نوع انسان خدا کا اصطرلاب ہے۔

34- شریعت علم ہے' طریقت عمل ہے اور حقیقت خدا تعالیٰ کو پا لینے کا نام ہے۔

35- علم معرفت علماء سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ نہ کان سن سکتے ہیں نہ زبان اس کو بیان کرسکتی ہے۔ یہ الہامی طور پر خدا کی طرف سے بندہ مومن کے قلب پر اترتی ہے۔

36- عاشق الٰہی کے لیے جنت اور دوزخ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس کا مطلوب و مقصود وصل حبیب ہوتا ہے۔

37- اس سب سے بڑے مسند نشین (حضور ﷺ) کی حدیثوں میں سے حدیث سن لو کہ نماز حضور قلب کے بغیر درست نہیں ہوتی۔

38- آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہنسی اور تمسخر سے بیماری ظاہر کرنا بیمار کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بناوٹی بیمار چراغ کی طرح گل ہو جاتا ہے (مطلب یہ ہے کہ احکام شریعت کی بجا آوری سے بچنے کے لیے جھوٹ موٹ اور منافقت سے بیمار بننے سے ممانعت کی گئی ہے ورنہ نقصان کا احتمال ہے۔)

39- جب تم ہدایت کے روشن ستاروں کو دیکھو تو ان سے نور ہدایت حاصل کرو۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ''اصحابی النجوم'' فرمایا ہے۔ یعنی صحابہ کرام سب دریائے معرفت اور بحر ہدایت ہیں۔

Marfat.com

40- یہ قول حضور اکرم ﷺ کا کہ فقر میرا فخر ہے کوئی گپ نہیں ہے۔ نہ اپنے اصلی معنوں سے الگ ہے بلکہ اس میں لاکھوں عزتیں اور ناز پوشیدہ ہیں۔

41- سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں زمانے کے طوفان میں (مع صحابہ حضرت نوح علیہ السلام) کشتی کی مانند ہوں۔ ہم اور صحابہ کرام کشتی نوحؑ کی مانند ہیں۔ جو شخص ہمارا سہارا پکڑے گا نجات پائے گا۔ یہ بھی آپ ﷺ کا ارشاد ہے میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوگیا نجات پا گیا اور جو بچھڑ گیا سو غرق ہوگیا۔

42- جب مرد سجدہ یا رکوع کرتا ہے تو سجود و رکوع کی عبادت کا بیج اگلے جہان میں اس کے لیے بہشت بن جاتا ہے۔ جب بندے کے منہ سے حق تعالیٰ کی حمد و ثنا نکلتی ہے تو وہ پروردگار صبح اس حمد کو بہشت کا پرندہ بنا دیتا ہے۔

43- ارشاد ربانی ہے کہ میں نے مخلوق کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ خود کوئی فائدہ حاصل کروں بلکہ اس لئے کہ بندوں پر احسان کروں۔

44- ہر نبی اور ولی کا خاص خاص مسلک ہوتا ہے لیکن سب حق تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس لحاظ سے سب کے سب ایک ہیں۔

45- آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بعض ایسے لوگ ہوں گے جو میرے جوہر علم و ہمت میں مناسبت رکھتے ہوں گے۔ ان کی روح مجھ کو اس نور سے مشاہدہ کرے گی جس کے ساتھ میں خود ان کو دیکھتا ہوں۔

46- آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحاب ستاروں کی مانند ہیں یعنی وہ مسافروں کے لیے ہدایت اور شیطان کے لیے چوٹ ہیں۔ (صحابہ کرام راہ راست پر رکھنے والی نورانی مشعلیں ہیں وہیں شیطان کے لیے شہاب ثاقب بھی ہیں)۔

47- جب رسول اللہ ﷺ علم کا شہر اور آپ (حضرت علی علیہ السلام) علم کا دروازہ ہیں اور جب آپ حلم (رسول خدا ﷺ) کے آفتاب کی شعاع ہیں علم کے دروازہ کو کھلا رکھیے تاکہ آپ کی بدولت پوست (یعنی ناقص) درجہ مغز یعنی کمال کو پہنچ جائیں۔

48- وہ ایک نور ہے سب پر چھا جانے والا۔ گہن اور تاریکی سے محفوظ وہ نور حق کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ (وہ نور یعنی وہ ولی کامل اللہ کی دو انگشت قدرت کے

Marfat.com

درمیان ہے)۔

49- حق تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کے اس نور کو طالبوں کی ارواح پر نازل فرمایا اور جو اہل اقبال ہیں (وہ ان انوار کو لینے کے لیے) دامن اٹھائے ہوئے ہیں۔

50- اے میرے پیارے بندے جا اور امن و چین سے دن گزار۔ اس لیے کہ تو میرے ذریعے سے سنتا اور میرے ہی ذریعہ سے دیکھتا ہے۔ تو خود میرا سر مخفی بن گیا ہے چہ جائیکہ تو محض صاحب اسرار ہی ہو۔

51- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اوپر نیچے نہیں سما سکتا۔ میں زمین وآسمان اور عرش میں بھی نہیں سما سکتا۔ مگر تعجب ہے کہ میں مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ اگر مجھ کو تلاش کرتے ہو تو ان کے دلوں میں تلاش کرو۔

52- اگر تم اسرار و معانی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لیے کھول دیا جائے گا۔ فکر کا پر مارو تو تم کو شہباز بنا دیا جائے گا۔

53- جناب رسالت مآب ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ اے علی تم اللہ کے شیر ہو بہادر ہو۔ لیکن شیر مردی پر اعتماد نہ کرو بلکہ کسی کامل کی صحبت میں رہو۔ تم اپنی عقل، معرفت اور کیفیت باطن سے قرب حاصل کرو نہ کہ ان لوگوں کی طرح محض اپنے کمال و اعمال پر بھروسہ رکھو۔

54- تفرقہ روح حیوانی میں ہوتا ہے۔ روح انسانی تو نفس واحد ہے۔ چونکہ حق تعالیٰ نے ان پر اپنا نور چھڑکا ہے لہذا ان میں تفرقہ نہیں ہوسکتا۔

55- چونکہ حق تعالیٰ کا نور سات سو پردے رکھتا ہے پس تم ان مراتب (اولیاء کے اختلاف مدارج) کو بھی نور کے پردے سمجھو۔

56- اس کی آنکھ حق تعالیٰ کے نور سے دیکھنے والی ہے اور اس نے جہل کے پردے کو چاک کر ڈالا ہے۔

57- حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اولیاء میرے بچے ہیں۔ اجنبیت میں کام اور شغل سے الگ (ماسوا اللہ سے قطعاً بیگانہ)

58- حق تعالیٰ کے مخلص بندے بھی ہمیشہ خطرے میں رہتے ہیں۔ اس راستے (سلوک) میں انہیں بڑے بڑے امتحانات درپیش ہیں۔

Marfat.com

59- قرآن کریم کے کلمات کو یہ نہ سمجھو کہ ان کے صرف ظاہری معنی ہیں بلکہ ظاہری معنی کے تحت میں ایک زبردست باطن کا راز بھی ہے۔ (قرآن پاک کے باطنی پہلو کا ایک اور باطنی پہلو بھی ہے سات باطنی پہلوؤں تک)۔

60- سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ میرے معراج قرب کو حضرت یونس علیہ السلام کے معراج قرب سے کوئی خاص امتیاز نہیں (یعنی اس تفاوت مکانی سے قرب میں فرق نہیں آتا کیونکہ قرب باری تعالیٰ بلندی و پستی کے حساب سے باہر ہے)

61- کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اندھے کو راستے پر لے جانے والا اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے سینکڑوں ثواب اور اجر پاتا ہے۔ (حدیث میں ہے جو انسان کسی نابینا کی چالیس قدم تک رہنمائی کرتا ہے آگ اس کو مس بھی نہیں کرے گی یا اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے)۔

62- آپ ﷺ نے فرمایا کہ سینوں میں نور کی یہ نشانی ہے کہ جس کے سینے میں نور معرفت ہوتا ہے وہ اس دنیا سے نفرت کرتا ہے اور عاقبت کی طرف رغبت رکھتا ہے۔

63- جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ معرفت کے اس بحر بے کراں میں میں ہی کشتی ہوں یا وہ لوگ جو میری بصیرتوں سے بہرہ اندوز ہو کر میرے صحیح جانشین ہوئے (کاملین کی صحبت کے بغیر چارہ نہیں)۔

64- نور اس کی (ولی اللہ) آنکھ اور دل میں گھر کر لیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ عالم ناسوت (دنیا) سے تعلق منقطع کر لیتا ہے۔

65- اے مرید مرشد کامل اپنے وقت کا نبی ہے اس لیے کہ وہ صاف طور پر نبی کا نور ہے۔ (مطلب یہ ہے چونکہ مرشد نبی کی تعلیمات کی اشاعت کرنے والا ہوتا ہے اس لیے وہ نور نبی ٹھہرا۔ اس سے وہی روشنی پھوٹتی ہے جو نبی کی بعثت سے)۔

66- دنیا کا مال سانپ کی مانند ہے اور ٹھاٹھ باٹھ اژدہا کی طرح ہے مردان حق کا سایہ ان دونوں کے لیے بمنزلہ زمرد کے ہے۔

67- اللہ تعالیٰ کے پیاروں پر اس لیے زیادہ بلائیں آئی ہیں کہ محبوب کی یہ چھیڑ چھاڑ اہل حسن کے ساتھ زیادہ تھی۔ یعنی اولیاء اور انبیاء کے سب سے زیادہ ہدف

Marfat.com

مصائب ہونے کا ذکر ہے۔

68- اگر تم مرشد کامل کی خدمت کرو اور خواہ ایک کتاب بھی نہ پڑھو تو بھی اپنے گریبان کے اندر نادر علوم پاؤ گے۔ یعنی حق تعالیٰ چاہے تو بلا اسباب بھی مراد پوری کر دیتے ہیں۔ اس کی رضا مقدم ہے۔

69- ہر ولی کو نوح اور کشتی بان اور اس کی صحبت کو کشتی سمجھو اور اس مخلوق کی صحبت کو طوفان جانو۔ یعنی صحبت عوام کے طوفان سے بچنے کے لیے صحبت اہل اللہ کی کشتی میں پناہ لینی چاہیے۔

70- آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ تمہاری صورت کو نہیں دیکھتا (بلکہ دل کو دیکھتا ہے) پس اپنی اصلاح حال کی تدبیر کے لیے کسی صاحب دل کی تلاش کرو۔

71- سرور کائنات ؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مرتا ہے اور جسم کو چھوڑ جاتا ہے اس کو انتقال اور موت کا افسوس نہیں ہوتا بلکہ اپنے اعمال کی تقصیر اور طاعات و عبادات کے فوت ہونے کی حسرت دامن گیر ہوتی ہے۔

72- عاشقوں کی خوشی اور غم وہی (حق تعالیٰ) ہے۔ خدمت کا اجر اور مزدوری بھی وہی ہے۔ یعنی عاشق کے عمل کا اجر خدا کی طرف سے خود ذات حق ہے۔

73- ہر تنگی کے بعد فراخی ہے مایوس کیوں ہوتے ہو۔ اے غافل روزی کے غم میں گھل گھل کر کیوں مر رہا ہے (تنگی کے بعد کشائش رزق اور آخرت میں کرم کی دو فراخیاں ہیں)۔

74- غم سے خوش ہونا چاہیے کہ غم دیدار الٰہی کا منبع ہے۔ اس راہ میں نیچے کی طرف ہی بلندیاں ہیں۔ غم ایک خزانہ ہے اور تمہارا رنج ایک کان کی طرح ہے لیکن یہ بات کوئی بچوں کو کیسے سمجھائے۔ اگر رنج والم نہ ہوتے تو اس مادی دنیا میں کوئی روح کی گہرائیوں میں کبھی غوطہ نہ لگاتا اور دوسروں کے لیے درد دل پیدا نہ ہوتا اور نہ ہی صبر سے نفس کی اصلاح ہو سکتی۔

75- تلخی کو شیرینی اور پستی کو بلندی بنانا عشق کا کام ہے۔ تاجر' محنت کش لوگ سخت مشقت برداشت کرتے ہیں تاکہ شام کو اپنے محبوب کے لیے ضرورت کا سامان لے کر گھر جائیں گے مگر اللہ والے یہ غم محض اللہ کی خوشنودی کے لیے برداشت

Marfat.com

کرتے ہیں۔

76- دنیا کے کاموں کے لیے دل کو پریشان نہ کرو۔ مادی مسائل جسم کے حوالے کر دو۔

77- قلب میں نورِ حق صرف اسوقت عطا ہوتا ہے جب اس کے لیے مجاہدہ کی شرط پوری طرح قائم ہو ورنہ رسول اللہ ﷺ نفس کشی کا حکم کیوں فرماتے۔ یعنی مشاہدہ بغیر مجاہدہ ممکن نہیں۔

78- تو دنیاوی لذات میں پھنس گیا ہے اور ان کو مستقل سمجھتا ہے حالانکہ ان چیزوں کی لذت بھی دل ہی کا عکس ہے۔ فرماتے ہیں بدن ہماری وجہ سے ہے اور ہم اس کے باعث نہیں۔ شراب کی مستی ہم سے ہے ہماری مستی اس سے نہیں۔

79- ہر شخص سونے کا طالب ہے اسی طرح طلب خیر انسان کی فطرت ہے لیکن اکثر اوقات عقل کی کوتاہی سے انسان شر کو خیر سمجھ لیتا ہے۔ صرف نیک لوگوں کے دل خیر وشر کی کسوٹی ہوتے ہیں وہ زیادہ بہتر اور کم بہتر میں پہچان کر لیتے ہیں اور ہر چیز کو دل کی کسوٹی سے پرکھ لیتے ہیں۔

80- جب کوئی گنہگار مرتا ہے تو اس کی قبر تاریک و تنگ اور سخت سزاؤں کا مقام بن جاتی ہے مگر لوگ یہ نہیں جانتے کہ ان کا دل ایسے گنہگار کی قبر سے بھی زیادہ تنگ اور تاریک ہوتا ہے۔ ایسے بدکار لوگ حقیقت میں مردہ ہیں اور اپنا جنازہ اپنے کندھوں پر ہی لیے پھرتے ہیں۔

81- ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میری موت کے بعد غمگین نہ ہونا۔ کیونکہ منصور حلاج کے نور نے ایک سو پچاس سال کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی اور اس کی مرشد ہوئی۔ لہذا تم لوگ جس حالت میں رہو میرے ساتھ رہو۔ جب حق تعالیٰ کی عنایت سے فرد اور مجرد ہو جاؤ اور حالت تجرید و تفرید پیدا ہو جائے تو یہ تعلق تمہیں نفع دے گا۔

82- اگر تمہارے دل میں خدا کی محبت پیدا ہو تو سمجھ لو کہ خدا کے دل میں بھی تمہارے لیے محبت ہے۔ کوئی عاشق وصل کا متلاشی نہیں ہوتا اگر اس کا معشوق اس کی تلاش میں نہ ہو۔

83- دل میں اللہ تعالیٰ وحی کی طرح القا فرماتے ہیں اور اس کو وحی دل کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

اگر دل میں نجاست نہ ہو تو انسان اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہو سکتا ہے۔

84- احمق لوگ اینٹوں کی بنی ہوئی مجازی مسجد کی تو بہت تعظیم کرتے ہیں مگر حقیقی اور روحانی مسجد جو مردان خدا کے دل میں ہے اس کو آزار پہنچاتے ہیں۔

85- مسجد جو اولیاء کے دلوں میں ہے تمام مخلوق کی سجدہ گاہ ہے کیونکہ وہاں خدا ہے۔ کسی کے دل کو خوش کر دو کیونکہ یہ حج اکبر کے برابر ہے۔ ہزاروں کعبوں سے ایک دل بہتر ہے۔

86- کعبہ تو خلیل اللہ کے ہاتھوں کا بنا ہے لیکن دل رب جلیل کی گذرگاہ ہے ہمارے اور بیت اللہ میں ایک راز پوشیدہ ہے جس کی جبریل امین کو بھی خبر نہیں۔

87- سمجھ لو کہ حقیقت میں دل جام جمشید کی طرح ہوتا ہے اس کے اندر چھوٹی بڑی ہر چیز دکھائی دیتی ہے۔

88- دل ذات ذوالجلال کا شیشہ ہے اور صاف دل میں اللہ تعالیٰ اپنا جمال دکھاتا ہے۔

89- حق تعالیٰ زمین اور آسمانوں میں نہیں سماتا لیکن مومن کے دل میں ہر چیز سما جاتی ہے۔

90- بزرگان دین کے معاملے کو اپنی طرح قیاس نہ کرو۔ اگرچہ شیر اور شیر (دودھ) لکھنے میں ایک طرح ہوتے ہیں۔ بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول سے رس چوستے ہیں۔ لیکن ایک سے تو ڈنگ اور دوسری سے شہد ٹپکتا ہے۔

91- اگر ولی اللہ زہر کھالے تو وہ اس کی خوراک بن جاتی ہے۔ اگر دنیا دار زہر کھائے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ حق و باطل کے فرق کو سمجھنے والے کے لئے زہر نقصان دہ نہیں ہو سکتا بلکہ فاروقی صفات والے بندے کے لئے شکر کا کام دیتا ہے۔

92- مردانِ خدا دریائے وحدت کی مچھلیاں ہیں۔ جس جگہ چاہتے ہیں جھلک دکھاتے ہیں اور ان کے محب جس جگہ انہیں ڈھونڈیں گے پائیں گے۔

93- اگر خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہتے ہو تو بندگی کرو' بندگی کرو' زندگی کا مقصد تو بندگی ہی ہے۔ بے بندگی تو شرمندگی کا باعث ہے اور جس کو زندگی میں عشق الٰہی نصیب ہو جائے اس کے لیے بندگی کے علاوہ ہر چیز کفر ہے۔

94- یہ جہاں قید خانہ ہے اور ہم قیدی ہیں۔ قید خانے میں سرنگ لگاؤ اور اپنے آپ کو

Marfat.com

نجات دو۔

95- نورانی لوگ اللہ کی راہ سے آگاہ کرتے ہیں۔ اپنے الفاظ کلام کے ساتھ نور بھی ہمراہ کر دیتے ہیں۔ شیخ کی بات سے سکون ملتا ہے دنیا داروں کے کلام سے انتشار حاصل ہوتا ہے۔

96- جب تو اپنا ہاتھ مرد کامل کے ہاتھ میں دے گا تو گمراہوں کی دسترس سے نکل جائے گا۔

97- راہ طریقت کا راہبر وہ ہوتا ہے جو خود بھی شریعت کی راہ چلتا ہے۔ اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی پیر کامل نظر نہیں آتا تو لاکھوں میں اسے تلاش کرنے کی کوشش کر۔ کیونکہ دنیا میں اگر کوئی پیر نہیں رہتا تو یہ زمین اور مکان اپنی جگہ پر نہ رہتے۔

98- اللہ کے خاص بندے دستگیری کرتے ہیں۔ طالبان حق کو خدا کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں۔ اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر بھی ہو تو اگر کسی صاحب دل کے پاس پہنچے گا تو گوہر بن جائے گا۔

99- کوئی شخص اپنے تئیں کوئی چیز نہیں بن سکتا' کوئی لوہا خود بخود خنجر نہیں بن سکتا۔ کوئی حلوائی اپنے کام کا استاد نہیں ہوتا جب تک کسی حلوائی کی شاگردی نہ کرے۔

100- مولانا اس وقت تک مولانا روم نہ بنے جب تک وہ شمس تبریز کے غلام نہ بنے۔

101- جو بھی خدا کی ہم نشینی چاہتا ہے اس کو کہو کہ اولیاء اللہ کے حضور میں بیٹھا کرے۔

102- یاد رکھو اولیاء اللہ اپنے وقت کے اسرافیل ہیں مردہ لوگوں کو ان سے زندگی اور نمود ملتی ہے۔ وہ مسجد جو اولیاء کے اندر ہے جملہ خلائق کی سجدہ گاہ ہے وہاں خدا ہے۔ اس لئے وہاں رب کی تلاش کرو۔

103- جو بھی اولیاء کی حاضری سے دور ہو گیا وہ حقیقتاً خدا سے بھی دور ہو گیا۔ جو خدا کے اسرار سے واقف ہو گیا اس کے لیے مخلوق کے راز کیا حیثیت رکھتے ہیں۔

104- خدا نے ان (اولیاء) کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا ہے۔ اسی لیے ''ید اللہ'' کی آیت نازل ہوئی ہے۔ پیر کا ہاتھ غائب لوگوں کے لیے کوتاہ نہیں۔ اس کا ہاتھ اللہ کی قدرت کے بغیر نہیں۔ اولیاء کو اللہ کی طرف سے قدرت ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لوٹا سکتے ہیں۔

Marfat.com

105-تو اس دنیا میں ایک تنکے کی سی قیمت بھی نہیں رکھتا جب تک تو کسی کے دامن سے وابستگی نہ کرے۔ جب چراغ کے نور نے شمع کی روشنی کو کھینچ لیا تو جس نے اس کو دیکھا تو یقیناً اصل شمع کو دیکھا۔

106-اولیائے کرام کی ایک گھڑی کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے پیر کامل خدا کا سایہ ہے گویا پیر کا دیدار خدا کا دیدار ہے۔ اولیاء کی خاک پا کو سرمہ بنا لو تا کہ اوّل تا انتہا کی چیزوں کا مشاہدہ کرو۔ اور پھر یہ کہ نفس کا مرنا پیر کے سائے کے بغیر نہیں۔ نفس کو مارنے والے شیخ کا دامن اچھی طرح تھام لے۔

107- کافر کون ہے! جو ایمان شیخ سے غافل ہے' مردہ کون ہے جو شیخ کی روح سے بے خبر ہے۔

108-چونکہ بہت سے ابلیس (شعبدہ باز پیر) آدم کی صورت رکھتے ہیں' لہذا (بیعت کے لیے) ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے۔

109-جو انسان بغیر کسی مرشد و رہنما کے چل نکلا وہ چھلاؤں (جعلی پیروں) کے ہاتھوں گمراہ ہو کر گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اے لغو انسانِ اگر مرشد کامل کا سایہ تیرے سر پر نہ ہو تو تمہیں غول بیابانی کی آواز بھٹکائے رکھے گی۔

110-اپنے مرشد یا مرد خدا سے ایک لحظہ کے لیے بھی دور نہیں ہونا چاہیے کہ اس طرح دور رہنے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تم جس حال میں بھی ہو اس کے سامنے موجود رہو کہ اس قربت سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

111-خدا کی توحید کا سیکھنا کیا ہے خود کو ایک ہستی کے سامنے جلا دینا ہے اگر تم روز روشن کی طرح چمکنا چاہتے ہو تو اپنے ہستی کو رات کی شمع کی طرح جلاؤ۔

112-ان سب کے حق میں جنھوں نے قرب خدا حاصل کیا یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ ایک لمحہ بھر بھی حق تعالیٰ کی بندگی اور ریاضت سے الگ نہ تھے۔ اگر وہ عمل میں ثابت قدم نہ ہوتے تو وہ مخلوق کو مصائب کے پنجے سے کیسے چھڑا سکتے تھے۔

113-پیغمبر ﷺ کا ان تمام کمالات کے باوجود حال دیکھو کہ ان کو حق تعالیٰ نے اپنے رب کے سامنے کھڑے رہنے کا خطاب قرآن میں فرمایا ہے۔

114-طریقت میں راہنمائی کے لائق وہی کامل ہے جو خود سے تو فانی ہے اور اپنے

Marfat.com

محبوب سے واصل ہے۔ اور طریقت کا راہبر وہ ہوتا ہے جو احکام شریعت کا پابند ہوتا ہے۔ اگر راہ الفت پر چلنا چاہتے ہو تو ایسا مرد حق تلاش کرو تاکہ تم خدا کے وصل سے بہرہ مند ہو سکو۔

115-مولانا سے پوچھا گیا کہ درویش سے گناہ سرزد ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں! مگر اس وقت جب کہ وہ بغیر بھوک کے کھانا کھائے اس لیے کہ بغیر بھوک کے کھانا' کھانا درویش کے لیے عظیم گناہ ہے۔

116-فرمایا صحبت و ہمنشینی بہت پیاری چیز ہے۔ لیکن ناجنسوں کے ساتھ ہم نشینی اختیار نہ کرو۔ فرمایا اس ضمن میں میرے شیخ شمس تبریزی نے فرمایا ہے ''مرید مقبول کی علامت یہ ہے کہ ہرگز بیگانہ لوگوں کی صحبت میں نہ جائے اگر اتفاقاً کبھی صحبت بیگانہ میں جا پھنسے تو اس طرح بیٹھے جس طرح منافق مسجد میں بیٹھتا ہے' بچہ مکتب میں اور قیدی قید خانے میں۔''

117-فرمایا میں وہ جسم نہیں ہوں جو عاشقوں کی نگاہوں میں منظور ہو بلکہ میں وہ ذوق اور خوشی ہوں جو مریدوں کے باطن میں میرے کلام سے نمایاں ہوتا ہے۔ مرید جو اس سانس کو پائے اور اس ذوق سے لطف اندوز ہو تو اس کی غنیمت شمار کرے اور شکر کرے میں وہی ذوق ہوں۔

118-مولانا کو رسول اللہ ﷺ کی روحانیت سے فیض ملا۔ اپنا غلبہ شوق اور وجد و حال کے متعلق یوں لکھتے ہیں (۱) احمد مختار ﷺ کے فیض سے مست ہوں اور حیدر کرار یعنی حضرت علیؓ کی محبت سے مست ہوں (۲) توفیق ازل سے مجھے خوشبو آئی اور روضہ اطہر رسول اللہ ﷺ کے درختوں کی خوشبو سے مست ہوں (۳) مجھے لوگ دیکھ کر کہتے ہیں کہ شراب سے مست ہوں حالانکہ میں شربت دیدار سے مست ہوں (۴) مشک عود اور عنبر کی مجازی خوشبو سے فارغ اور بے نیاز ہوں اور محبوب کی زلفوں کی مست کن خوشبو سے مست ہوں (۵) علی الصبح جو ہاتف نے مجھے خوش خبری دی تو دوست کی اسی خوشبو سے مست ہوں (۶) اے شور مچانے والے زاہد آؤ اور دیکھو کہ میں اس شراب فروش (محبوب) کی خوشبو سے مست ہوں (۷) اے زاہد تو اپنے زہد و تقویٰ پر نازاں ہے اور میں اس غفار کے لطف و

Marfat.com

کرم سے مست ہوں' (۸) انوار توحید کی بارش سے میں بھی منصور حلاج کی طرح مست ہو کر انا الحق کہتا ہوں اور تختہ دار پر مست ہوں۔ (۹) میں تو محبوب حقیقی کی زلف کی ایک تار سے یعنی ایک بال سے خوشبو حاصل کر کے مست ہو گیا ہوں (۱۰) مجھے حضرت شمس تبریزی سے ایک خوشبو حاصل ہوئی اور اس سالک پر اسرار کے فیض سے مست ہو گیا ہوں (۱۱) اب میں خاموش ہوتا ہوں اور پھر کچھ کہوں گا کیونکہ میں محبوب کے انوار و اطوار سے مست ہوں۔

119- مولانا اس دنیا سے رخصت ہونے کی تیاری میں تھے کہ شیخ صدر الدین قونوی عیادت کو آئے۔ عرض کیا ہم آپ کی صحت کے لئے دعا گو ہیں۔ مولانا نے فرمایا یہ دعا اپنے پاس رکھو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ محبّ اپنے محبوب سے جا ملے۔

15

شہاب الدین سہروردیؒ (وصال 1234ء)

1- صوفیائے کرام کے قلوب تالابوں کی طرح ہیں یا جھیل کی طرح۔ یہ قلوب اسرار الٰہی کے محافظ ہیں۔ اس لئے کہ دنیا کی طرف انہوں نے رغبت بہت کم کی اور اس کے بعد جب تقویٰ کی جڑ اور بنیاد ان کے اندر استوار اور مستحکم ہو گئی تو پرہیز و تقویٰ سے ان کے نفوس پاکیزہ اور زہد کی بدولت ان کے دل صاف و شفاف ہو گئے۔ جب انہوں نے دنیا کے علائق کو زہد کی حقیقت سے نیست و نابود کر دیا تو اس وقت ان کے بطون کے مسامات کھل گئے۔

2- دین اسلام انقیاد (فرمان پذیری) اور خشوع یعنی فروتنی اور تواضع کا نام ہے۔ یہ ان دونوں سے مشتق ہے یعنی دین یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو اپنے رب کے لئے مردار و پست کرے۔

3- حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "مثل اس شے کی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا وہ ہدیٰ اور علم ہے" چونکہ قلوب صوفیا مناسبت قریبہ رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے اس علم اور ہدیٰ سے وافر حصہ حاصل کیا اور ان کے باطن بھی جھیل

Marfat.com

اور تالاب بن گئے پھر انہوں نے علم سیکھا اور اس پر عمل بھی کیا۔

4- خواجہ حسن بصری نے رسول اکرم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ ''قرآن پاک کی ہر ایک آیت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور ہر حرف کے لئے ایک حد ہے اور ہر حد کے لئے ایک مطلع ہے۔'' اس قوم کے لئے مطلع یہ ہے جس پر وہ عمل کرتی ہے' امام جعفر صادق کا ارشاد ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے اپنے کلام میں متجلی ہوا لیکن وہ مشاہدہ نہیں کر پاتے۔''

5- اے صوفی تو طالب استقامت بن طالبِ کرامت نہ بن۔ مقربین صوفیاء کے مسلک میں تمام آدمیوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو معرفت نفس میں سب سے ممتاز اور افضل و اعظم ہے۔

6- ارشاد ربانی ہے ''اللہ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔'' لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ صفائے تقویٰ اور دنیا سے کمال درجہ بے رغبتی رکھنے ہی سے بندہ علم میں راسخ ہوتا ہے۔ ابوبکر واسطی فرماتے ہیں کہ علم میں راسخ وہی لوگ ہیں جو اپنی روح کے ساتھ غیب الغیب میں رازوں کے راز سے راسخ ہو گئے پس ہر کس و ناکس ان کو نہیں پہچان سکتا۔ ان کو وہی پہچان سکتے ہیں جو اس شناخت کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

7- ایمان کی فضیلت علم کی فضیلت سے ہے یعنی جس قدر علم افضل و اعلیٰ ہوگا اسی قدر ایمان اپنی فضیلت کے اعتبار سے بلند ہوگا' حدیث شریف میں وارد ہے ''عالم کو اسی طرح عابد پر فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے اپنی امت فضیلت حاصل ہے۔'' یہاں حضور ﷺ کا اشارہ علم باللہ (وہ علم جس سے معرفتِ الٰہی حاصل ہو) اور قوت یقین کی طرف ہے۔

8- صوفی وہ ہے جو اپنے اوقات کو ہمیشہ کدورت سے پاک رکھتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے قلب اور نفس کی گندگی ہمیشہ صاف کرتا رہتا ہے وہ ہمیشہ اپنے مولا کا محتاج رہتا ہے اور جب کبھی اس کا نفس جنبش میں آتا ہے تو صوفی اپنی بصیرت نافذہ سے ادراک کر لیتا ہے اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس اس طرح اس کو تصفیہ دوامی کی بدولت جمعیت حاصل رہتی ہے۔

Marfat.com

9- حضراتِ صوفیاء کے طریق کا آغاز ایمان سے ہوتا ہے۔ ایمان کے بعد علم کا درجہ ہے اور آخر میں وجدان اور ذوق کا۔ اللہ تعالیٰ کی، یہ سنت جاری ہے کہ ایسا صاحب حال جسے ذوق میسر ہے اس کو اپنے درجہ سے بلند اور اعلیٰ درجہ کا علم بذریعہ مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے پہلے حال میں تو صاحب ذوق ہے اور اس حال میں جس کا اس کو کشف ہوا ہے وہ صاحب علم ہوگا اور جب اس سے بلند درجہ پر پہنچے گا تو وہ صاحب ایمان ہو جائے گا۔ پھر جس طریق پر وہ گامزن ہے اس سے وہ کبھی نہیں ہٹے گا۔

10- ایک حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وہی افراد محبوب ہیں جو اس کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے جذبہ کو بیدار کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ اس (مقصد کی تکمیل) کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں۔'' حضور ﷺ نے جس وصف کا تذکرہ فرمایا ہے یہ مرتبہ مشیخت اور دعوت الی اللہ کا ہے۔ مشائخ لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اور خدا کے بندوں کا رشتہ خدا سے جوڑتے ہیں۔

11- اسی بنا پر طریق تصوف میں شیخ کا مرتبہ ایک اعلیٰ اور افضل مرتبہ ہے بلکہ دعوت الی اللہ میں وہ پیغمبروں کی نیابت کرتا ہے۔ شیخ اپنے مرید میں اللہ تعالیٰ کی محبت اس طرح پیدا کرتا ہے کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کے راستے پر لگا دیتا ہے اور جو صحیح طریقہ پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمانے لگتا ہے۔

12- شیخ مرید کو تزکیہ نفس کے راستے پر چلاتا ہے اور جب نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہے اور اس میں عظمت الٰہیہ کی تجلیات پر تو فگن ہو جاتی ہیں اور جمال توحید اس میں جلوہ فرما ہو جاتا ہے۔ چشم بصیرت کی سیاہی جلال قدم (ازلی جلال) کے انوار اور کمال ازلی کے نظارہ میں مصروف ہو جاتی ہے یعنی وہ مشاہدہ حق میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس تزکیہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے محبت کرنے لگتا ہے۔

Marfat.com

13- مومن کا دل روح اور نفس کے مابین ہے اور اس کے دو رُخ ہیں۔ ایک رخ تو نفس کی طرف ہے اور ایک رُخ روح کی جانب ہے۔ باعتبار روح وہ روحانی اثرات سے بہرہ ور ہوتا ہے اور نفس کے رُخ کے اعتبار سے اس پر نفسانی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرح اس کے باطن میں یہ کشمکش جاری و ساری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سلوک منتہا تک پہنچ جاتا ہے۔

14- مشیخت کا بلند ترین اور کامل ترین مقام ''مجذوب مابعد سالک'' کا مقام ہے جس کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی کشف اور انوار یقین عطا فرما دیتا ہے اور اس کے قلب سے تمام پردے اٹھا دیتا ہے اور اس کو مشاہدہ کے انوار سے منور فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو انشراح و فراخ حاصل ہوتا ہے۔

15- خرقہ پوشی شیخ اور مرید کے مابین ایک رشتہ ارتباط ہے۔ یعنی مرید شیخ کو اپنا حاکم تسلیم کر لیتا ہے۔ اپنے نفس کو شیخ کے حوالے کر دیتا ہے۔ شیخ کو مرید پر پورا تصرف حاصل ہو جاتا ہے اور مرید شیخ کے حکم پر مکمل طور پر تابع ہو جاتا ہے یعنی پھر وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کا تابع ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کو تازہ کرتا اور اس کی تجدید کرتا ہے جو ایک سنت ہے۔

16- تمام صوفیاء کے لئے یہ ایک لازمی اور ضروری وظیفہ (فریضہ) ہے کہ وہ جمعیت خاطر کی بھرپور حفاظت کریں۔ دلوں میں پراگندگی پیدا نہ ہونے دیں' دلی اور روحانی اتحاد سے اس پراگندگی کا ازالہ کریں اس لئے کہ وہ سب ایک روحانی رشتہ میں منسلک ہیں اور تالیف الٰہی کے رابطہ سے باہم مربوط ہیں اور مشاہدہ قلوب کے ساتھ وابستہ ہیں۔

17- حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''مومن کی مثل ایک ایسے گھوڑے کی ہے جو اصطبل سے بدکتا ہے اور پھر اصطبل ہی کی طرف لوٹ آتا ہے' اسی طرح مومن سہو کرتا ہے اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس لئے تم اپنا کھانا پرہیز گاروں اور جو مومنین تم میں صاحب معرفت ہیں ان کو کھلاؤ''

18- میں نے اپنے شیخ محترم کو اپنے مریدوں کو یہ نصیحت کرتے سنا ہے کہ تم اہل

Marfat.com

طریقت سے ایسے وقت کے سوا جو ان کے پاس بہت ہی خوشگوار ہو باتیں نہ کرو! اس میں تمہارے لئے زبردست فائدہ ہے۔ اس لئے "کہ کلام کا نور قلب کے نور کے مطابق ہوتا ہے اور سماعت کا نور بھی قلب کے نور کے مطابق ہوتا ہے۔"

19- فقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی حاجتیں پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ یا تو وہ چیزیں اس کو عطا فرما دے گا یا ان کی خواہش اس کے دل سے دور کر دے گا یا اس کو ان خواہشوں پر صبر عطا فرما دے گا۔ رب کی حکمت و قدرت کے بہت سے دروازے ہیں وہ ان دروازوں میں سے حکمت و تدبیر کا دروازہ کھول دے گا یا قدرت کی راہ سے فتح یاب فرما دے گا اور بطور خرق عادت اس کے پاس کچھ نہ کچھ پہنچ جائے گا۔ پس جو شخص مخلوق سے قطع تعلق کر لیتا ہے اور صرف اللہ کا ہو جاتا ہے تو اس وقت وہ ایسے بے نیاز اور غنی سے وابستہ ہو جاتا ہے جس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور اس پر حکمت و قدرت کے دروازے جیسے چاہے کھل جاتے ہیں۔

20- حضرت عبداللہ تستری سے کسی نے سوال کیا کہ علم حال کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ترک تدبیر کا نام علم حال ہے اگر یہ بات کسی ایک میں بھی روئے زمین پر پائی جائے تو وہ اوتاد الدین بن جائے۔ (یعنی ترک تدبیر کلیتہً کسی میں بھی نہیں پایا جاتا) نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "اگر کسی شخص کو اس کے بھائی (مسلمان) سے بغیر مانگے کچھ ملے اور نہ وہ احسان جتاتا ہو تو چاہئے کہ اس کو قبول کر لے اس لئے کہ ایسی چیز رزقِ اللہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی طرف سے اس کے پاس پہنچایا ہے۔

21- حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تو ہمارے دوستوں پر کس چیز سے غالب آتا ہے یا ان سے کوئی چیز حاصل کرتا ہے؟۔ کہنے لگا ان پر غالب آنا یا قابو پانا دشوار تو ہے سوائے دو موقعوں کے، پوچھا کون سے دو موقعے ہیں تو شیطان نے کہا ایک تو سماع کے وقت اور دوسرے دیکھتے وقت کہ میں اس وقت ان سے کچھ چرا لیتا ہوں اور ان پر قابو پا لیتا ہوں۔ میں نے (حضرت جنید) اپنا خواب اپنے ایک شیخ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا

Marfat.com

کہ اگر میں یہ خواب دیکھتا تو اس سے کہتا اے احمق (شیطان) کیا تو ان لوگوں کے حقیقی سماع اور حقیقی نظر سے کچھ فائدہ اٹھا سکتا ہے یا کچھ حاصل کر سکتا ہے؟ یہ جواب سن کر میں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔

22- اللہ تعالیٰ کا حسن ازلی پاکیزہ روحوں پر جلوہ گر ہوتا ہے اور وہ حسن پاکیزہ عقل و ادراک کی رسائی اور ان کی تشریح وتعبیر سے پاک ہے اس لئے عقل کا تعلق عالم ظاہری سے ہے۔ اس کو صرف خداوند تعالیٰ عالم ظاہری کا پتہ دیتا ہے مگر اس کی معرفت اور حریم جلوہ تک اس کی رسائی نہیں ہے کہ وہ عالم غیب کی تجلیات میں مستور ہے لیکن ارواح قدسیہ پر اس کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

23- چلہ کشی سے صوفیا کا کوئی خاص ایسا مقصد نہیں ہے جس کو بعد میں پورا نہ کیا جا سکے۔ مریدین وقت کی پابندی نہیں کرتے اس لئے چلہ کشی کے ذریعہ ان کو پابندی اوقات کا عادی بنایا جاتا ہے اور جس طرح چالیس دن وہ اپنے اوقات بسر کرتے ہیں اسی طرح ہمیشہ اپنا وقت گزاریں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''جس نے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کر دیئے (چالیس دن خلوص کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف رہا) تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے پھوٹ کر اس کی زبان پر آ جاتے ہیں۔'' فرمایا میرے خیال میں چالیس دن کی قید میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو اس مٹی کو خمیر کرنے کی مدت بھی چالیس دن مقرر کی گئی۔ خیالات کے یک سو ہونے سے انسان کا باطن صاف ہو جاتا ہے۔ اس صفا سے روشن ضمیری، ذکر الٰہی کی حلاوت اور پر خلوص عبادت کا ظہور ہوتا ہے۔

24- مشائخ کی ایک جماعت نے کلمہ لا الہ الا اللہ کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ کلمہ باطن کو منور کرنے، خیالات میں یک رنگی اور یک سوئی پیدا کرنے میں زبردست خاصیت رکھتا ہے بشرطیکہ حق پرست مخلص اس پر مداومت کرے اس وقت یہ کلمہ اس کے لئے عطیہ الٰہی بن جاتا ہے۔ فرمایا اگر بندہ (خلوت میں) دل کے ساتھ اپنی زبان سے اس کلمہ کی تکرار کرتا رہے تو یہ کلمہ اس کے دل میں اپنی جڑیں بنا لیتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی وقت اگر یہ کلمہ زبان اور قلب سے دور ہو بھی جائے تو اس وقت بھی اس کا نور قائم رہتا ہے اور اس وقت یہ ذکر مشاہدہ کے ساتھ قائم ہو کر ذکر

Marfat.com

ذات بن جاتا ہے۔

25- یہ صوفیائے کرام ہی ہیں جنہوں نے سنتِ رسول اللہ ﷺ کا احیا کیا ہے کہ انہوں نے ابتدا ہی سے آپ کے اقوال پر عمل کیا اور اپنی روحانی زندگی کے درمیان آپ ﷺ کے اعمال مقدسہ کی پیروی اور اقتداء کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان میں اعمال نبوی کی پیروی راسخ ہوگی۔ حسنِ اخلاق بغیر تزکیہ نفس کے پیدا نہیں ہو سکتے اور تزکیہ نفس اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ شریعت کی سیاست و قیادت تسلیم کر لی جائے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے گھرا ہوا ہے۔''

26- فرمایا توحید کے کئی مراتب ہیں موحد کو چاہیے کہ ان پر غور کرے تاکہ منزلِ مقصود حاصل ہو۔ مثلاً توحید ایمانی، توحید علمی، توحید حالی اور توحید الٰہی۔

توحید ایمانی یہ ہے کہ بندہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اپنی ذات میں یگانہ ہے اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، توحید علمی، علم باطن سے ماخوذ ہے۔ اس کو علم الیقین کہتے ہیں کہ بندہ اس بات کو یقین جانے کہ حقیقی موجود اور مطلق موثر حق تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ ہر ایک کی روشنی اسی ذاتِ مطلق کے نور سے ہے اور ہر صفت اسی کے نور مطلق کا پرتو ہے۔ توحید حالی یہ ہے کہ توحید کا حال موحد کی ذات کا لازمی وصف ہو جائے اور وجود کی تمام رسمی تاریکیاں سوائے تھوڑے بقیہ کے توحید کے نور میں نیست و نابود ہو جائیں اور توحید کا نور اس کے حال کے نور میں چھپ جائے۔ توحید الٰہی یہ ہے کہ حق تعالیٰ ازل سے اپنی ذات میں ہمیشہ وحدانیت کے وصف اور فردانیت کی تعریف سے موصوف ہے۔ نہ کسی کے واحد بنانے سے ''یعنی اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ اور کوئی چیز نہ تھی اور ابد الآباد تک اسی طرح رہے گا۔

27- رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مومن وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ رہن سہن رکھتا ہو اور ان کی اذیت پر صبر کرتا ہو۔ ایسا شخص اس سے کہیں بہتر ہے جو لوگوں سے ربط ضبط نہ رکھتا ہو''۔

28- صوفیائے کرام کا ایک خلق ایثار بھی ہے۔ بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ مجھے بلخ کے

Marfat.com

ایک نوجوان نے لاجواب کر دیا۔ نوجوان نے مجھ سے پوچھا زہد کسے کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ ''ہمیں جو کچھ مل جاتا ہے وہ کھا لیتے ہیں اور اگر نہیں ملتا تو صبر کر لیتے ہیں۔'' اس نوجوان نے کہا کہ ''ہمارے بلخ کے کتے بھی یہی کرتے ہیں۔'' یہ سن کر میں نے پوچھا تمہارے نزدیک زہد کیا ہے؟ اس نے کہا ''جب ہمیں کچھ نہیں ملتا تو ہم شکر کرتے ہیں اور اگر کچھ مل جاتا ہے تو اس کو ایثار کرتے ہیں۔'' صوفی کو ایثار پر اس کے نفس کی طہارت اور طبعی شرافت ہی آمادہ کرتی ہے۔ اللہ کسی کو صوفی اس وقت بناتا ہے جب کہ اس کی فطرت میں سخاوت کا وصف موجود ہو اور اس کی سرشت میں سخاوت کی استعداد پیدا ہو جائے یعنی جو فطرتاً سخی ہے وہ صوفی بن سکتا ہے اس لئے کہ سخاوت کا وصف ایک فطری وصف ہے اور بخل اس کی متضاد صفت ہے۔

29- عفو درگزر بھی صوفیوں کے اخلاق سے ہے یعنی ان کے اخلاق کی نمایاں خصوصیت ہے وہ اس خلق کے باعث برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں۔

30- صوفی کے دل کی سلامتی اور اس کے حال کی درستی کینہ اور دشمنی کے جھاگوں کو اس کے سینے سے اس طرح نکال کر باہر ڈال دیتی ہے جس طرح سمندر اپنے جھاگوں کو باہر پھینک دیتا ہے اور اس کا باعث یہ ہے کہ اس کے دل میں انس اور ہیبت الٰہی کی موجوں کا تلاطم برپا ہے۔ صوفی صرف اس وقت غضبناک ہوتا ہے جب کوئی شرعی حدود کو توڑتا ہے۔

31- صاحبان صدق و صفا اور پاکیزہ اخلاق ہستیوں کی صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہئے۔ ان کی محبت سے ایک خدائی تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

32- چونکہ نماز خداوند تعالیٰ اور بندے کے درمیان تعلق کو استوار کرتی ہے اس لئے بندے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس تعلق میں خضوع و خشوع کا اظہار کرے تاکہ اس کے جذبہ بندگی پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا دبدبہ اور سطوت قائم رہے۔ منقول ہے کہ جب کسی چیز پر تجلیات الٰہی کا نزول ہوتا ہے تو وہ شے اللہ تعالیٰ کے حضور خشوع و خضوع کرتی ہے اور جو شخص نماز میں واصل بحق ہوا اس کے لئے افق جمال سے تجلی نمودار ہوتی ہے تو وہ خشوع و خضوع کرتا ہے۔

Marfat.com

33- مرید کو چاہئے کہ شیخ کی مجالس میں بالکل خاموش بیٹھے اور شیخ کے روبرو کوئی اچھی اور عمدہ بات بھی اس وقت تک نہ کہے جب تک شیخ سے اجازت طلب نہ کرے اور شیخ کی طرف سے اجازت نہ مل جائے۔ شیخ کے حضور میں مرید کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سمندر کے کنارے بیٹھا ہوا رزق کا منتظر ہو۔ وہ بھی شیخ کی آواز پر اسی طرح گوش بر آواز رہے اور کلام شیخ کے ذریعے اپنے روحانی رزق کا انتظار کرتا رہے۔

34- میں نے سنا کہ غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی درویش ملاقات کے لئے آتا تھا تو آپ کو اس کی اطلاع دی جاتی تھی۔ آپ تھوڑا سا دروازہ کھول کر خلوت خانے سے نکلتے تھے اور اس سے مصافحہ اور سلام کر کے سیدھے اپنے خلوت کدہ میں واپس آ جاتے تھے۔ درویش کے پاس بیٹھا نہیں کرتے تھے لیکن جب کوئی غیر درویش (عام آدمی) آپ سے ملنے کے لئے آتا تھا تو اس وقت آپ خلوت خانے سے نکل کر اس کے پاس بیٹھتے تھے۔ ایک درویش کو آپ کا یہ رویہ ناگوار گزرا۔ آپ کو بذریعہ کشف معلوم ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''درویش اور فقیر کے ساتھ ہمارا ربط اور قلبی تعلق ہے وہ ہمارے اہل سے ہے اور ہمارے اس کے درمیان مغائرت نہیں ہے۔ پس اس کے ساتھ ہمارا یہ دلی تعلق کافی ہے اور دلی موافقت پر ہم اکتفا کرتے ہیں اور یہ معمولی ظاہری ملاقات کافی ہے۔ لیکن جو فقرا میں سے نہیں ہے تو اس کے ساتھ ظاہری رسوم و طرز معاشرت کے ساتھ پیش آیا جاتا ہے۔ ورنہ اس کو وحشت ہوگی۔

35- مرید اپنے روحانی حالات و واقعات اور مکاشفات پر شیخ سے رجوع کئے بغیر بھروسہ نہ کرے کیونکہ شیخ طریقت کا علم اس سے کہیں زیادہ اور وسیع ہے اور اس کا دروازہ اللہ کی جانب کھلا ہوا ہے۔

36- شیخ طریقت کے وظائف میں داخل ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آئے بلکہ اپنے حق سے بھی دستبردار ہو جائے جو تعظیم و تکریم اس کو ملا ہے اس مرتبہ سے نیچے آ کر تواضع اختیار کرے اور اپنے مریدوں کے ساتھ نرمی اور خوش طبعی سے پیش آئے۔

Marfat.com

37- کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے دس حصے ہیں نو حصے تو خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ عزلت میں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلوت اصل اور بنیاد ہے اور اختلاط (میل جول) ایک عارضی چیز ہے۔ پس اصل کو پکڑنا چاہئے اور بقدر ضرورت میل جول رکھنا چاہئے۔

38- اللہ تعالیٰ کے لئے جو محبت کی جاتی ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اس میں اغراض دنیوی اور احسان کا شائبہ تک نہ پایا جائے۔ اس لئے جو محبت کسی غرض و غائیت سے کی جاتی ہے وہ غرض پوری ہونے کے بعد زوال پذیر ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے کی جانے والی محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ محب تمام دنیاوی چیزوں کو جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے روحانی بھائی پر قربان کر دے۔

39- صاحبانِ معرفت محبت میں اعتدال کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ وہ لوگوں سے نہ تو بالکل کشیدہ رو اور کنارہ کش رہتے ہیں اور نہ بالکل بے تکلف ہو جاتے اور گھل مل جاتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے تھے کہ لوگوں سے کشیدہ رہنا ان کی دشمنی کا باعث بن جاتا ہے اور ان کے ساتھ بے تکلف ہونا برے اور ناپسندیدہ لوگوں کی آمد کا باعث بن جاتا ہے۔

40- سرِ باطن کیا ہے؟ اس میں صوفیائے کرام کا اختلاف ہے۔ ہمارے خیال میں ''سرِ باطن'' کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا نفس اور روح کی طرح کوئی مستقل وجود ہو بلکہ اس کی صورت اور نوعیت صرف یہ ہے کہ اگر نفس پاکیزہ اور صاف ہو جاتا ہے تو روح نفس کی تاریک قید سے آزاد ہو کر مقامات قرب کی بلندیوں پر صعود کرتی ہے اور اس وقت قلب بھی اپنے مرکز سے ہٹ کر روح کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت قلب میں ایک وصف زائد پیدا ہو جاتا ہے اور یہ صفت زائدہ چونکہ قلب سے بھی زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے اس لئے اس صفت کا ایک نام رکھ دیا گیا جس کو سرِ باطن کہا جاتا ہے۔ قلب کی طرح روح بھی اپنے اس عروج کے وقت ایک صفت زائدہ سے متصف ہو جاتی ہے جن لوگوں کو اس کا علم ہے وہ بھی اس صفت کو ''سرِ'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

41- خالص محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سراپا محبت بن کر محبت کرے۔ محبت خاص

Marfat.com

ذات کی محبت کا نام ہے جو مشاہدہ روح سے پیدا ہوتی ہے اور اسی محبت میں سکرات لاحق ہوتے ہیں۔ اس کا تعلق احوال سے ہے کیونکہ یہ محض عطیہ ایزدی ہے۔ اس میں بندے کی تدبیر اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔

42- کہا جاتا ہے کہ محبت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ اس کا ظاہر تو رضائے محبوب ہے اور اس کا باطن یہ ہے کہ وہ محبوب پر اس طرح فریفتہ ہو کہ سوائے محبوب کے کسی چیز کا ہوش نہ رہے نہ دوسروں سے اس کا تعلق باقی رہے اور نہ اپنی ذات سے اس کا کچھ تعلق رہے۔

43- تجرید یہ ہے کہ بندہ حق اپنے افعال میں اغراض سے بے نیاز ہو جائے اس کے کسی فعل کی کوئی غرض نہ ہو' نہ دنیاوی نہ اخروی' بلکہ اس کو عظمتِ الٰہی سے جو کشف حاصل ہو اس کو اپنی امکانی قوت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بندگی' عبودیت اور اطاعت میں کام لائے۔ تفرید کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کو نفسانی تحریک کا نتیجہ نہ سمجھے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھے۔ تفرید میں تو غیر کی نفی ہوتی ہے لیکن تجرید میں اپنے نفس کی نفی کی جاتی ہے اور صاحب تجرید اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ ذاتی ارادہ اور اختیار فنا ہو جاتا ہے۔

16

بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ (وصال 1262ء)

1- آپ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ ذکر ہی کی بدولت طالب محبّ تک مخلوق خالق تک اور بندہ مالک تک پہنچتا ہے۔

2- محبت وہ آگ ہے جو تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے۔ جب محبت راسخ ہو جاتی ہے تو جس کا ذکر کیا جاتا ہے اس کے مشاہدے کے ساتھ ذکر حقیقت میں ذکر ہوتا ہے یہی وہ ذکر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں (واذکر اللہ کثیرًا العلکم تفلحون) کہہ کر فلاح کا وعدہ فرمایا ہے۔

3- آپ نے فرمایا کہ مرید کو مراقبہ کرنے والا' اپنے اوقات کی جانچ پڑتال کرنے والا' حق تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو اپنے دل سے نکال دینے والا' اہل دنیا کی صحبت سے دور

Marfat.com

بھاگنے والا، اور اللہ کی یاد میں مشغول رہنے والا ہونا چاہیے۔ اگر اس کو حق تعالیٰ کے ذکر سے موانست نہ ہوگی تو وہ خدائے تعالیٰ کی محبت کی بو بھی نہ پا سکے گا۔

4- آپ نے فرمایا کہ جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی سلامتی ترک گناہ میں اور دین کی سلامتی حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجنے میں۔

5- آپ کے ایک ہمعصر شیخ نے آپ سے فقر و غنا کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ دنیا اپنے تمام اسباب کے ساتھ بھی کوئی قیمت نہیں رکھتی یعنی دنیا کی بہار چند روزہ ہے۔

6- فرمایا سانپ کا ساتھ رکھنا اس شخص کو نقصان پہنچاتا ہے جو اس کے کاٹنے کا منتر نہ جانتا ہو۔ فرمایا کہ غنا ہمارے رخسارۂ حال کا تل ہے۔

7- ہر بندہ پر لازم ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور یہ کیفیت اس وقت حاصل ہوگی جب عبادت و ذکر میں غیر اللہ کی نفی اور دوسروں کا مٹا دینا ہو۔ اور یہ حالت احوال کی درستی اور اقوال و افعال میں محاسبہ نفس پر موقوف ہے لہذا بغیر ضرورت نہ کوئی بات ہو نہ کام اور ہر قول و فعل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف التجا و تضرع اور اسی سے مدد مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

8- ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہو کیونکہ ذکر سے طالب اپنے مطلوب تک پہنچ جاتا ہے۔ اور محبت ایسی آگ ہے جو ہر قسم کے میل کچیل کو جلا ڈالتی ہے اور جب مستحکم ہو جاتی ہے تو ذکر مشاہدہ مذکور کے ساتھ ہوتا ہے اور یہی وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح و کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔

9- مرید کو اپنے اوقات کی نگرانی و حفاظت کرنا چاہیے۔ غیر اللہ کو دل سے دور کر دینا مخلوق سے میل جول اپنے اوپر حرام کر لینا اور ذکر حق سے انسیت حاصل کرنا چاہیے۔ اور اگر اس ذکر سے انس حاصل نہ ہوگا تو حق تعالیٰ کی محبت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا۔

10- ایک خط میں مرید کو تحریر فرمایا۔ کم کھانے سے جسم تندرست رہتا ہے، گناہوں کے

Marfat.com

ترک کر دینے سے روح کو سلامتی ملتی ہے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے سے دین سلامت رہتا ہے۔"

17

مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ (وصال 1384ء)

1- طریقت عین شریعت ہے۔ بغیر شریعت کی پابندی کے طریقت کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ طریقت سالک کے واسطے ایک سیدھی راہ ہے' جو شریعت سے نکالی گئی ہے جیسے کسی چیز کا مغز اور خلاصہ کھینچ لیتے ہیں۔ مثلاً گیہوں سے میدہ نکالتے ہیں کہ میدہ کی اصل وہی گیہوں ہے' شریعت توحید و معاملات کا بیان ہے اور طریقت معاملات کی تحقیق کا طلب کرنا ہے۔ طریقت وصاف باطن یعنی صفائی ضمیر و تہذیب اخلاق کے ساتھ اعمال ظاہر کا آراستہ کرنا ہے۔

2- سالک کو ان چوبیس باتوں یعنی رغبت دنیا' ہوا' ریا' جفا' شرک خفی' حسد' عیش' غضب بغض' کینہ' خصومت' تکبر' عجب' حرص' رغبت' طمع' بمنزلت' ریاست' شوکت' جاہ قبول اور ثنا سے علیحدہ رہنا چاہیے۔ ایک دوسرے مقام پر حضرت مخدوم فرماتے ہیں کپڑے کو نجاست سے اور بدن کو معصیت سے محفوظ رکھنا شریعت اور دل کو کدورت بشریت سے محفوظ رکھنا طریقت اور فراخدلی سے دل کو محفوظ رکھنا حقیقت ہے۔ منہ قبلہ کی طرف لانا شریعت اور حق کی طرف رکھنا طریقت اور اس میں ملازم رہنا حقیقت ہے۔

3- انبیاء علیہم السلام کا علم موروث اولیاء کرام کو نہیں پہنچتا ہے جب تک کہ انہیں فقہ و اصول فقہ و علم کلام کا علم نہ ہو علم طریقت درحقیقت علم شریعت پر موقوف ہے جب تک کہ شریعت کو خوب نہ جانے گا تب تک طریقت و حقیقت کو کہ مرتبہ میں اس سے بڑھی ہوئی ہین کیا جانے گا' جب علم شریعت جان لیا تو انبیاء علیہم السلام کی اتباع و پیروی کرنے کو علم موروث پہنچے گا۔

4- علم کے تین اقسام ہیں علم اقوال یہ شریعت ہے علم افعال یہ طریقت ہے۔ علم احوال یہ حقیقت ہے۔

Marfat.com

5- حضرت مخدوم فرماتے ہیں کہ طریقت شریعت سے مستخرج ہے' جیسے کہ دودھ سے خالص گھی نکلتا ہے' جب تک دودھ نہ ہوگا گھی کیونکر ہوگا' شریعت میں رخصت وحیلہ روا ہے اور طریقت میں حیلہ اور رخصت روا نہیں ہے' اصحاب شریعت کو ابرار اور ارباب طریقت کو مقربین کہتے ہیں۔

6- حضرت مخدوم نے شیخ طریقت کے لیے تین چیزیں ضروری قرار دی ہیں ایک تو یہ کہ وہ تینوں علوم کا عالم ہو' علم شریعت' علم طریقت اور علم حقیقت ۔ دوسرے یہ کہ اس کے زمانہ کے بعض علماء اس سے تعلق کریں تیسرے یہ کہ وہ اخلاق فاضلہ کو زندہ کرے اور نفس کو مارے۔ ایک مرتبہ قسم کھا کر حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جاہل ہرگز شیخ نہیں ہوتا۔ مگر وہ دین کا چور اور مسلمان کا راہزن ہوتا ہے۔

7- مرید کو پیر کا متبع ہونا چاہیے کیونکہ شیخ کامل غیر مشروع کام ہرگز نہ کرے گا۔ جس میں شریعت طریقت اور حقیقت نہ ہو وہ ہرگز مقام مشائخ کو نہ پہنچے گا۔ اس لیے کہ یہ مقام ارشاد کا ہے جب تک خود نہ جانیں گے' دوسرے کو کب بتا سکیں گے' اگر کوئی صالح شخص ہو اور اس میں یہ تینوں علوم موجود نہ ہوں تو اس کو ولی نہ کہیں گے۔

8- صالحین کے دس شرائط ہیں: 1-روزہ رکھنا 2-رات کو قیام کرنا 3- موت کا یاد کرنا 4-جنازہ کے ساتھ جانا 5- قبرستان جانے کو لازم کرنا 6-یتیموں کی سرپرستی کرنا 7-بیماروں کی عیادت کرنا 8-صدقہ دینا' سخاوت کرنا 9- محبت اہل خیر کی 10- ذکر کرنا۔ جو شیخ کہ جاہل ہو اور علم شریعت سے عاجز ہو وہ طریقت وحقیقت کو کیا جانے گا۔ ایسے شیخ سے تعلق کریں کہ علمائے زمانہ اس کے مرید و معتقد ہوں' یہ بڑا پرخطر راستہ ہے' اس میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں' مشائخ پیغمبر کے نائب ہیں۔

9- تصوف کے تین مرتبے ہیں جب تک تینوں مجتمع نہ ہوں تصوف کامل نہیں ہوتا۔
1- علم شریعت' علم طریقت اور علم حقیقت 2-واسطہ 3-موہبت من اللہ' حضرت مخدوم' فرماتے ہیں کہ شیخ کی شرط یہ ہے کہ تینوں علوم شریعت' طریقت اور حقیقت کا عالم ہو' تفسیر' فقہ اور احادیث کا عالم ہو اس کے اسناد سماع آنحضرت ﷺ تک

Marfat.com

پہنچتے ہوں۔ ہر عالم شیخ نہیں ہوتا شیخ وہ شخص ہے جو کہ سالک طریقت ہو اور اس نے راہ سلوک میں محمود و مذموم کو دیکھا ہو۔

10- حضرت مخدوم نے فرمایا کہ خلوت اختیار کرنا مسنون فعل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے غار حرا میں خلوت فرمائی ہے۔ سالک اگر خلوت اختیار کرے تو اس کو ثمرہ ولایت ملتا ہے۔

11- ایک موقع پر فرمایا کہ دین ایک ہے اور ایمان ایک ہے اور پیغمبر ایک ہے تو شیخ بھی ایک ہی ہونا چاہیے اور دوسرے مشائخ سے اعتقاد رکھے اور اپنے شیخ کو بحسن اعتقاد بہتر جانے۔

12- پیر کو چاہیے کہ مرید پر شفقت کی نظر رکھے اور سچائی کے ساتھ اس کی مدد کرے تاکہ جو کوئی فعل اس (مرید) سے صادر ہو وہ شریعت کے متابع اور موافق ہو۔

13- سالک کو یہ دس باتیں ضروری ہیں۔

1- نفل پڑھ کر اللہ سے دوستی کرے۔

2- تدبیر و تفکر کرنا چاہیے پہلے اپنے نفس کو نصیحت کرے پھر خلق کو نصیحت کرے۔

3- قرآن شریف کی تلاوت کثرت سے کرے۔

4- قرآن کریم کے اوامر و نواہی کی رعایت کرے۔

5- اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرے۔

6- اللہ تعالیٰ سے شرم کرے کہ وہ بندے کو ہر وقت دیکھتا ہے۔

7- جو کچھ ملے اس کو خرچ کرے۔

8- وصول رب کی کوشش کرے۔

9- تھوڑے پر راضی رہے۔

10- قناعت اختیار کرے۔

14- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو خلوت کی ضرورت نہ تھی وہ تو صحبت مبارک نبوی کے ملازم و مصاحب رہے ہیں اور وہ ان لوگوں سے بہتر ہیں جو کہ خلوت اختیار کرتے ہیں' یہاں تک کہ اس خطاب سے مشرف ہوئے۔ ''میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں تم نے ان میں سے جس کسی کا اقتداء کیا راہ پالی اور اگر انکار کرو گے اور

Marfat.com

ان کی مخالفت اختیار کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

15- بعض لوگ جب سلوک میں پہنچتے ہیں تو سنن و فرائض کے ساتھ کفایت کرتے ہیں اور نوافل و مستحبات کا ترک اختیار کرتے ہیں' یہ نقصان ہے کمال یہ ہے کہ جتنی قربت زیادہ ہو اتنی ہی اطاعت و عبادت بھی زیادہ ہونی چاہیے۔

سالک کو چاہیے کہ کتاب و سنت پر عمل کرے اور ادب کی محافظت کو نگاہ میں رکھے۔ کیونکہ بے ادب کسی مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔

16- جو علم یا طاعت آج تجھے گناہوں سے باز نہیں رکھتی اور طاعت' عبادت' مجاہدہ اور نیکیاں شرع کے موافق نہیں ہیں تو یقین رکھ کہ ایسا علم اور ایسی طاعت تجھے کل قیامت کے روز عذاب سے باز نہ رکھ سکیں گے۔

17- سالک کو چاہیے گوشت کم کھائے' یعنی ہفتے میں ایک بار کھائے اور ریاضت کرنی چاہیے۔ نفس بد کو راہ پر لائے۔ ریاضت کے چند شرائط یہ ہیں۔ کم بات کرنا' کم کھانا' کم سونا' لوگوں سے کم ملنا' سالک کو چاہیے کہ ایسی غذا کھائے کہ تھوڑا کھانے سے سیر ہو جائے اور بار بار رفع حاجت کی ضرورت نہ ہو اور اسی طرح کم پانی پینا چاہیے۔

18- سالک کو چاہیے کہ اللہ کی امانت کو نگاہ رکھے آنکھ کی امانت یہ ہے کہ صرف دیکھنے کے لائق چیز کو دیکھے۔ ہاتھ کی امانت یہ ہے کہ صرف لینے کے لائق چیز کو لے ناک کی امانت یہ ہے کہ صرف سونگھنے کے لائق چیز کو سونگھے' منہ کی امانت یہ ہے صرف کھانے کے لائق چیز کو کھائے اور امانت دل کی یہ ہے کہ اپنے دل میں حق تعالیٰ کو جگہ دے اور غیر حق سے پرہیز کرے۔

19- سالک کو واجب ہے کہ حلال کھائے اور حلال پہنے کیونکہ اگر ایک دانہ حرام کا یا ایک تار حرام کا ہوگا تو سلوک درست نہ ہوگا۔ سالک جب کھانا کھائے تو چھوٹا لقمہ اٹھائے اور جلد جلد کھائے' پانی آہستہ آہستہ پیئے۔ سالک کو اول علم حاصل کرنا چاہیے۔

20- سالک کو واجب ہے کہ جو کچھ کرے خدا کے واسطے کرے۔ اگر کھانا کھائے تو خدائی عبادت کی نیت کرے' یہاں تک فرمایا کہ اگر پاخانہ میں جائے تو نیت کرے

Marfat.com

کہ جلد فارغ ہو جائے۔

21- جس وقت سالک کا مقصد حل ہو جاتا ہے تو انوار اسکے باطن میں وارد ہوتے ہیں۔ سالک کو عالی ہمت ہونا چاہیے مکاشفات کی طرف نظر نہ کرے اس کا مطلوب و مقصود تو حق تعالیٰ ہوتا ہے۔ جب تک سالک کا دل دنیا و عقبیٰ کی آلودگی بلکہ ماسوائے اللہ سے پاک نہ ہوگا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل نہ ہوگی اور فرمایا۔ ''مومن کا دل تو اللہ تعالیٰ کا حرم ہے پس خدا کے حرم پر حرام ہے کہ اس میں غیر خدا داخل ہو۔''

22- سالک کو خلوت میں کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ اس سے ترقی ہوتی ہے سالک کو اس بات پر غرور نہیں کرنا چاہیے کہ اس کی طرف رجوع خلق زیادہ ہے سالک کے پاس جو کچھ آئے اس کو خرچ کر ڈالنا چاہیے۔ سالک کو ہر حال میں ادب ملحوظ رکھنا چاہیے۔ جب سالک بے ادبی کرتا ہے تو قبض ہو جاتا ہے' سالک کو کبھی بے وضو نہیں رہنا چاہیے۔ سالک کو کم کھانا چاہیے اور اکثر روزہ دار رہنا چاہیے۔ سالک کو عالی ہمت ہونا چاہیے۔ مکاشفات کی طرف نظر نہیں کرنی چاہیے۔ اس کا مطلوب و مقصود حق تعالیٰ ہونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ عالی ہمتوں کو دوست رکھتا ہے۔

23- سالک کو چار چیزوں کے بغیر معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ ان چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اول جھوٹ نہ بولے' دوسرے غیبت ظاہری و باطنی نہ کرے۔ تیسرے مخلوق کو آزار نہ پہنچائے۔ چوتھے ہر معاملہ میں امانت کو نگاہ رکھے۔

24- سلوک کی چار منزلیں ہیں پہلی منزل ناسوت ہے' دوسری منزل ملکوت ہے' تیسری منزل جبروت ہے اور چوتھی منزل لاہوت ہے۔ ناسوت حیوانات کا عالم ہے' ملکوت فرشتوں کا عالم ہے جبروت روح کا عالم ہے' لاہوت بے نشان عالم یعنی لامکان ہے' ناسوت نفس کی صفت ہے اور ذمیمہ ہے جس وقت یہ صفت محو ہو جاتی ہے تو سالک ملکوت کی منزل میں پہنچتا ہے۔ جب سالک اس عالم سے گزر جاتا ہے تو عالم جبروت میں پہنچتا ہے اور یہ خاص روح کی صفت ہے اور ذات الٰہی سے قریب ہے۔ آخری منزل لاہوت ہے۔

Marfat.com

25- صبح میں سونا مکروہ ہے' اس سے تین چیزیں تنگیٔ عیش' کوتاہی عمر اور قلت معاش پیدا ہوتی ہیں۔
تقویٰ کے تین اقسام ہیں۔
1- تقویٰ عام کہ کفر' گناہ اور بدعت سے بچنا چاہیے۔
2- تقویٰ خاص کہ لایعنی باتوں سے پرہیز کیا جائے۔
3- تقویٰ خاص الخاص کہ ماسوائے اللہ سے پرہیز کیا جائے۔

26- ہاتھوں کا چومنا اگر طمع کے واسطے ہو تو مکروہ ہے اور اسلام کی تعظیم کے لیے ہو تو درست ہے۔

27- فانکحو اما طاب کی تفسیر کے بیان میں روافض کا رد کیا اور فرمایا کہ صحیح مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے کہ چار عورتیں مراد ہیں۔

28- جب سالک میں بے ادبی آ جاتی ہے تو وہ مجوب ہو جاتا ہے۔

29- قیامت کے دن نسب نفع نہ دیں گے اس دن اعمال کام آئیں گے اور فرمایا کہ سیدوں کو سیادت نفع نہ دے گی جب تک کہ عمل صالح نہ ہو۔

30- نسب پر فخر نہ کرنا چاہیے اور عمل کی کوشش کرنی چاہیے قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو نسب منقطع ہو جائیں گے۔

31- انسان کو چاہیے کہ سعی و کوشش کرے صرف نسب پر کفایت نہ کرے اور دین کے کام میں تاز کرے۔

32- جس شخص میں بزرگی و کمال ہوتا ہے وہ تواضع اور انکسار اختیار کرتا ہے اور جو اس سے عاری ہوتا ہے وہ کبر و عجب اختیار کرتا ہے۔

33- عالم کو عامل ہونا چاہیے جو عالم اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ مسخرہ ہے۔

34- جس دن کہ نافرمانی نہ کی جائے وہ دن عید ہے۔

35- انسان جو کام کرے خدا کی دوستی کے لیے کرے۔

36- بغیر علم کے خلوت اختیار نہیں کرنی چاہیے۔

37- تین آدمیوں سے ڈرنا چاہیے۔
1- جاہل پیر 2- جابر حاکم 3- دنیا دار عالم

Marfat.com

38- بعض اولیاء اللہ بعض تقدیرات پر اطلاع پاتے ہیں۔
39- جو بزرگ اور صاحب کمال ہے اسے تواضع اختیار کرنی چاہیے۔
40- جس کو اجتہاد کا درجہ حاصل ہے اس کو قرآن کریم کی تفسیر کرنی چاہیے۔
41- عالم وہ ہے جو عامل ہے ورنہ پھر وہ جاہل ہے۔
42- ولی کی پہچان یہ ہے کہ وہ گفتار و کردار و رفتار میں پیغمبر ﷺ کا پیرو ہو۔
43- سالک کے واسطے ذخیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔
44- سالک بے ادبی کرتا ہے تو قبض ہو جاتا ہے۔ قبولیت عمل کے لیے تقویٰ شرط ہے۔
45- وضو فصل ہے اور نماز وصل ہے۔
46- ادب ظاہر ادب باطن کی علامت ہے۔
47- محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے۔
48- ایسا علم ہونا چاہیے کہ جس پر عمل ہو سکے اور وہ آخرت میں مفید ہو۔
49- اتنا علم حاصل کرنا چاہیے جتنے پر عمل ہو سکے۔
50- عالم کامل، طبیب حاذق ہے۔
51- ہر حال میں قناعت کرنی چاہیے۔
52- دعائیں تقدیر مبرم کو بدل دیتی ہیں۔

18

ابن عطاء اللہ اسکندریؒ (وصال 1309ء)

1- علم فائدہ بخش وہی ہے جس کی شعائیں سینہ اور دل میں پھیل جائیں اور دل پر سے شکوک و اوہام کے پردے اٹھا دے۔
2- علم کے ساتھ اگر تجھ کو خوف خدا بھی ہو تو وہ تجھ کو فائدہ بخش ہے ورنہ وہ تیرے لئے نقصان دہ ہے۔
3- قلب کیسے منور ہو سکتا ہے جب کہ اغیار کی صورتیں اس کے آئینہ میں منقش ہوں اور سیر الی اللہ کیسے کر سکتا ہے جب کہ تم ابھی شہوات نفسانیہ کی قید میں ہو۔
4- اگر اس کے عدل و انصاف سے مڈبھیڑ ہو گئی تو کوئی گناہ صغیرہ نہیں اور اگر اس

Marfat.com

کے فضل کا سامنا ہوا تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں۔ جب تجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو تجھ کو تیرے پروردگار کے ساتھ حصول استقامت سے مایوس نہ کر دے کیونکہ شاید یہ آخری گناہ ہو جو تجھ سے صادر ہوا ہے۔

5- طاعات و عبادات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہونا اور گناہوں کے واقع ہونے پر پشیمانی کا نہ ہونا قلب کی موت کی علامت ہے۔

6- کوئی گناہ تیرے خیال میں اتنا بڑا نہ ہونا چاہئے کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن سے روک دے اور اس کی رحمت و فضل سے مایوس کر دے کیونکہ جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس نے بمقابلہ اس کے کرم کے اپنے گناہ کو صغیر اور حقیر جانا۔

7- بندے کے اعمال صرف صورتیں بے جان ہیں اور اخلاص کا وجود ان کے لئے ارواح ہیں۔

8- اثناء سلوک میں وقت کشف معارف و اسرار اور ظہور انوار کے سالک کی ہمت توقف کا ارادہ نہیں کرتی ہے مگر حقیقت میں اس کو پکار کر کہتی ہے کہ تیرا مطلوب آگے ہے اور جمال ظاہری مخلوقات ظاہر نہیں ہوتا ہے مگر ان کے حقائق چلا کر تجھ کو کہتے ہیں کہ ہم آزمائش ہیں ہم میں مبتلا ہو کر کفران مت کیجو۔

9- ایک مخلوق سے دوسری مخلوق کی طرف چلنے کا قصد نہ کر ورنہ تو چکی کے گدھے کی طرح ہوگا جس کی سیر کی ابتداء اور انتہا ایک ہے۔ تو مخلوق سے خالق کی طرف سیر کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک انتہائے سلوک تیرے پروردگار تک ہے۔

10- جس کی ہجرت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوگی تو اس کی ہجرت واقعی آپ ﷺ کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت متاع دنیا حاصل کرنے کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت واقعی اسی طرف ہوگی۔

11- کوئی عمل رب کی بارگاہ میں اس عمل سے زیادہ قبولیت کے لائق نہیں جس کا مشاہدہ تیری نظر سے غائب ہو اور تیرے خیال میں اس کا وجود حقیر ہو۔

12- طاعت پر اس اعتبار سے نہ اترانا کہ وہ تجھ سے تیری قدرت و اختیار کے ساتھ ظاہر ہوئی بلکہ یہ خیال کر کے خوش ہونا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت و توفیق کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ طاعت پر دنیا میں تجھ کو یہی بدلہ کافی ہے کہ تیرا رب تیرے لئے

Marfat.com

طاعت کے اہل ہونے پر راضی ہوا۔

13- جب تو کسی عمل پر عوض (معاوضہ) کا طالب ہوگا تو تجھ سے اس میں صدق اور اخلاص کا مطالبہ ہوگا اور اخلاص کے ہونے میں تو متردد ہوگا اور متردد کو اپنے اس ناکارہ عمل کی جزاء مواخذۂ خداوندی سے سلامت رہنا ہی کافی ہے۔

14- اپنے کسی عمل پر جس کا تو فاعل حقیقی نہیں ہے عوض کا طلب گار نہ ہو۔ ایسے عمل پر تجھ کو یہی عوض کافی ہے کہ اس کو قبول فرمایا اور اس پر مواخذہ نہیں کیا۔

15- گناہ اور نافرمانی کرتے وقت جس قدر تو حلم خداوندی کا محتاج ہے بندگی اور اطاعت کرنے کے وقت اُس سے زیادہ اس کے حلم کا حاجت مند ہے۔

16- تیرا یہ خواہش کرنا کہ لوگ تیرے اعمال اور باطنی احوال کی خصوصیت جان لیں عبودیت کے اندر تیرے سچا نہ ہونے کی دلیل ہے۔

17- رب تعالیٰ جس طرح ریاکاری کے عمل کو پسند نہیں کرتا اسی طرح قلب مشترک کو جس میں غیر کی حب ہو محبوب نہیں رکھتا۔ نہ عمل مشترک کو قبول فرماتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو وہ قلب محبوب ہے جس میں خالص اسی کی محبت ہو۔

18- نماز حقیقی دلوں کو اغیار کے میل کچیل سے پاک صاف کرنے والی اور پوشیدہ اسرار کا دروازہ کھولنے والی ہے۔ نماز سرگوشی کا محل اور محبت و اخلاص کی جگہ ہے اس میں قلوب کے میدان اسراروں کے لئے فراخ ہوتے ہیں اور اس میں انوار کے ستارے چمکتے ہیں۔

19- اللہ تعالیٰ نے جب بندوں میں اپنی بندگی کے وظائف ادا کرنے اور عبادت میں کوتاہی اور کاہلی دیکھی تو غایت رحمت سے اطاعت و بندگی کو واجب فرما دیا اور حقیقت میں اس کی وجہ سے تیرے جنت میں داخل ہونے کو واجب و لازم فرما دیا۔

20- اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے قلوب کے انوار کو اُن کے ظاہری حالات کے کثیف پردوں میں اس لئے چھپایا تاکہ اظہار کی ذلت سے محفوظ رہیں اور شہرت کی زبان سے ان کو پکارا نہ جائے۔

21- پاک ہے وہ ذات جس نے معارف و اسرار الٰہیہ خاصہ کو اوصاف بشریت کے ظہور

Marfat.com

کے پردے میں چھپایا اور اپنی عظمت ربوبیت کو اپنے بندوں کے لئے ان کی عبودیت کے آثار ظاہر کر کے ظاہر فرمایا۔

22- تنزیہہ ہے اس ذات پاک کے واسطے جس نے اولیاء کی طرف راہ یابی کا وہی طریقہ رکھا جو اپنی طرف راہ یابی کا طریقہ ٹھہرایا اور اپنے اولیاء تک اسی کو پہنچایا جس کو اپنی طرف پہچانا چاہا۔ نہ ہر شخص کو معرفت الٰہی نصیب ہوتی ہے اور نہ ہر شخص کو اس کے اولیاء کی معرفت کی راہ یابی ہوتی ہے یعنی اولیاء کی محبت اور معرفت اور ان کی صحبت خاصہ اس شخص کو نصیب فرمائی جس کو چاہا کہ اس شخص کو اپنی ذاتِ عالی تک پہنچائے۔

23- بقدر ایک سانس کے بھی تیرا وقت نہیں گزرتا مگر اس میں تیرے لئے خدا کا امر مقدر کیا ہوا (خواہ اطاعت یا معصیت انعام یا ابتلا) ظاہر ہوتا ہے۔

24- ماسوا اللہ سے فانی ہونے والے وقت کا انتظار نہ کر کیونکہ یہ تجھ کو اس کے مراقبہ اور نگہداشت سے جس حال میں تجھ کو ٹھہرا رکھا ہے جدا کر دے گا۔ یعنی ظلمت اور کدورت ہی کی حالت میں اپنے مولا کی یاد و بندگی میں مشغول رہ اور دنیاوی بکھیڑوں سے فارغ ہونے کا منتظر نہ رہ اس کی یاد میں لگے رہو وہ خود بخود سب بکھیڑے دل سے دور کر دے گا۔

25- بندہ کے اوپر چار حالات وارد رہتے ہیں۔ نعمت، مصیبت، اطاعت، معصیت۔ بندہ ان چار حالتوں میں سے کسی نہ کسی حال میں ضرور رہتا ہے نعمت کا حق شکر، مصیبت کا حق صبر، عبادت و اطاعت کا حق اللہ تعالیٰ کے فعل کا مشاہدہ اور معصیت میں توبہ و استغفار و ندامت ضروری ہیں۔ ان چار حالتوں کو یہ حقوق تصوف میں حقوق اوقات کہلاتے ہیں۔

26- ذکر میں حضوری نہ ہونے کے سبب سے ذکر کو نہ چھوڑ دے کیونکہ اثنا ذکر میں غفلت ہونے کی بہ نسبت نفس ذکر سے غفلت کا ہونا زیادہ سخت ہے اور کچھ بعید نہیں اللہ تجھے ذکر غفلت آمیز سے ذکر بیداری تک اور ذکر بیداری سے ذکر حضوری تک اور ذکر حضوری سے اس ذکر تک جس میں ماسوا مذکور حقیقی جلَّ شانہٗ کے سب سے غیبت ہو جائے بلند فرما دے اور اللہ تعالیٰ پر کچھ دشواری نہیں۔

Marfat.com

27- اللہ تعالیٰ نے تجھ کو تین طرح سے بزرگی عطا فرمائی۔ اول تجھ کو اپنا ذاکر بنایا اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو تیری زبان اور قلب پر اس کے ذکر جاری ہونے کا تو اہل نہ ہوتا۔ دوسرے اپنی نسبت تیری طرف ثابت فرما کر تجھ کو اپنی نسبت کے ساتھ خلائق کا مذکور ٹھہرایا اور ولی اللہ وصفی اللہ وغیرہ کے القاب سے ذکر کرایا۔ تیسرا یہ کہ تجھ کو اپنے یہاں ذکر کر کے اپنا مذکور بنایا اور اپنی نعمت کا تجھ پر اہتمام فرمایا۔

28- فکر قلب کا چراغ ہے جب وہ نہ رہے گا تو قلب کی روشنی بھی جاتی رہے گی۔ قلب بغیر فکر کے اندھیری کوٹھری کی مانند ہے بغیر شمع' چراغ کے کچھ علم نہیں ہوتا کہ اس میں کیا ہے۔

29- جو عمل تارک الدنیا کے قلب سے ہو وہ تھوڑا نہیں اور جو عمل دنیا کے حریص اور خدا کے غافل کے قلب سے ہو وہ زیادہ نہیں۔

30- دنیا کو اللہ تعالیٰ نے مقام عبرت اور کدورتوں اور پریشانیوں کا معدن بنایا ہے۔ وہ اس لئے کہ تجھ کو اس سے بے رغبت کردے۔

31- اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ تو صرف نصیحت قبول نہ کرے گا تو اس لئے دنیا کے مصائب کی چاشنی کا ایسا ذائقہ چکھایا جو تجھ پر دنیا کی مفارقت سہل کردے۔

32- طے ارض کوئی شے مقصود نہیں ہے۔ یہ استدراج اور مکر بھی ہوسکتا ہے سچے راستہ کا قطع کرنا تو یہ ہے کہ تم اپنے قلب کے سامنے اس دنیا کی مسافت کو قطع کردو یعنی دنیاوی لذتیں اور خواہشات دل کے اندر تو کیا دل کے سامنے بھی نہ رہیں۔

33- موجودات دنیا کی زیب و زینت ظاہری فریب اور دھوکہ ہے اور اس کا باطن عبرت ناک ہے۔ پس نفس تو اس کے ظاہری فریب کی طرف دیکھتا ہے اور قلب اس کے باطنی عبرت کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر تو دائمی عزت کا خواہاں ہے تو فانی عزت کو اختیار نہ کر۔

34- فاقوں کا نازل ہونا مریدوں کی عید ہے۔ اکثر اوقات فاقوں میں اس قدر انوار و معارف کی زیادتی حاصل ہوتی ہے جس قدر نماز روزہ میں وہ زیادتی تجھ کو حاصل نہیں ہوتی۔ فاقے مواہب الٰہی کے بچھونے ہیں اگر مواہب الٰہی کے نزول اپنے اوپر چاہتا ہے تو فقر و فاقہ کو اپنے لئے راست کرلے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے

Marfat.com

صدقے فقراء کے ہی واسطے ہیں۔

35- اگر تو یہ چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کی داد و دہش کی بارشیں مجھ پر ہوں یعنی فیوض آلٰہیہ کے دروازے کھل جائیں تو سراپا احتیاج بن جا اور محتاجی کو اپنے نفس کے اندر خوب ثابت کر لے پھر دیکھ فیض باطنی کا دریا تجھ پر کیسا بہتا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ انما الصدقات للفقراء۔اسی کے در کا گداگر بن جا اور تیرا بال بال ہروقت اور ہر آن اسی کے در پر ہاتھ پھیلائے رہے۔ خواہ دنیا کی دولت تیرے پاس کس قدر ہولیکن تیرا فقر اس سے دور نہ ہو۔

36- تیرے اوقات میں بہتر اور عمدہ وقت وہ ہے جس میں تو اپنی حاجت مندی کا مشاہدہ کرے اور اپنی ذلت وخواری کی طرف لوٹے۔

37- مخلوق سے لینے کی طرف ہاتھ نہ پھیلا مگر جب ان میں بھی اپنے مولیٰ حقیقی کو ہی دینے والا مشاہدہ کرے اور جب تو ایسا ہو جائے تو مخلوق سے لے جو تیرے علم ظاہری و باطنی کے موافق ہو۔

38- تیرا اپنے محبوب باطنی کی طرف نگاہ کرنا بدرجہا بہتر ہے ان اشیاء کے حصول کی طرف نظر کرنے سے جو تجھ سے پوشیدہ اور غائب ہیں۔ یعنی غائب امور کی تلاش اور ان کی طرف میلان قلب رکھنا مضر ہے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ تیرا قلب اپنے عیوب باطنی مثلاً ریا حسد تکبر وغیرہ کو دیکھے اور ان کے ازالہ کی طرف ہمت کو مصروف کرے۔

39- اپنے بشری اوصاف میں سے ہر ایک وصف کو جو تیری بندگی کے مخالف ہو باہر نکال دے تاکہ حق تعالیٰ کی ندا باطنی کا قبول کرنے والا اور اس کی بارگاہ سے نزدیک ہونے والا بن جائے۔ یعنی اپنے اندر سے خبائث اور رزائل کو نکال دے جو بندگی اور غلامی کے خلاف ہیں اور ان کی جگہ خصائل حمیدہ سے قلب کو آراستہ کرلے۔

40- ہر ایک معصیت اور غفلت اور نفسانی شہوت کی جڑ اپنے نفس سے رضا مندی ہے اور ہر ایک اطاعت اور بیداری اور پاک دامنی کی بنیاد اپنے نفس سے ناراضگی ہے۔ اپنے نفس سے رضا مندی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنی حالت کو پسند کرے

Marfat.com

خواہ وہ بری ہو یا بھلی یہ بات ہر گناہ اور غفلت اور نفسانی شہوت کی جڑ ہے۔ ہر اطاعت اور بیداری اور پاکدامنی کی جڑ اپنے نفس کے حال کو ناپسند کرنا ہے۔

41- خدا کی قسم تیرا ایسے جاہل کا ہمنشین ہونا جو اپنے نفس سے ناراض ہے تیرے لئے بدرجہا بہتر ہے اس عالم کی صحبت سے جو اپنے نفس سے رضامند ہے۔

42- تجھ سے خوارق عادت کیسے ظاہر ہوں جب کہ تو ابھی تک اپنی نفسانی عادتوں کی قید میں ہے۔ یعنی جب نفسانی شہوتیں موجود ہوں تو ولایت کہاں ہوئی۔ خواہشات کی حلاوت و لذت کا قلب میں مستحکم ہو جانا سخت لاعلاج مرض ہے۔

43- مومن حقیقی کی جب تعریف کی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس پر شرماتا ہے کہ اس کی ایسے وصف پر تعریف ہوتی ہے جس کا مشاہدہ اپنے نفس میں نہیں کرتا۔

44- سب سے زیادہ جاہل وہ شخص ہے جو اپنی نسبت لوگوں کے خیالی اوصاف گمان کرنے پر اپنے یقینی عیوب کا خیال چھوڑ دے۔

45- گناہ کی صورت میں نفس کو بالکل ظاہراً مزہ آتا ہے اور باوجود وعید اور عذاب الٰہی کی خبر کے جو معصیت کرتا وہ اس مزہ ہی کے سبب سے کرتا ہے لیکن اطاعت و بندگی میں بھی وہ اپنے مزہ اور حصہ لینے سے باز نہیں آتا۔ جس عبادت کی نوع میں نفس کو مزہ آتا ہے اسی کی طرف دوڑتا ہے۔ لہذا یہاں بھی اطاعت میں حظ موجود ہے جو بہت مخفی ہے۔ اہل بصیرت ہی اس کو سمجھ سکتے ہیں۔

46- مومن کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اپنے نفس کی شکر گزاری اور تعظیم و تکریم سے روک دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بجا آوری کا خیال اپنے حظوظ نفسانی کی یاد داشت سے باز رکھتا ہے۔

47- لغزش اور معصیت صادر ہونے کی صورت میں خدا سے عفو و درگذر کی امید نہ رکھنا اپنے اعمال پسندیدہ پر اعتماد کی علامت ہے حالانکہ حق الامر یہ ہے کہ بندہ کا عمل نہ مغفرت اور رحمت کرانے والا ہے اور نہ مغفرت کو روکنے والا ہے جس کی مغفرت ہوگی رحمت سے ہوگی لیکن یہ معلوم کر کے نیک عمل کو ترک کرنا اور اعمال بد کو اختیار کرنا حماقت اور جہالت ہے۔

48- اگر تجھ کو تیرے نفس کی طرف لوٹا دیا تو تیری مذمتوں کی کوئی حد نہیں اور اگر اپنا جود

Marfat.com

وکرم تجھ پر ظاہر فرمایا تو تیری خوبیوں کی کوئی انتہا نہیں۔

49- جس نے اپنے کلام کو اپنی نیکوکاری کا نتیجہ ملاحظہ کر کے کلام کیا اس کی بدکرداری اس کو (حیا و خجالت) سے ساکت کردے گی اور جس نے رب تعالیٰ کا احسان جان کر کلام کیا معصیت اس کی زبان بند نہ کرے گی۔ یعنی جو شخص مریدوں کو وعظ و نصیحت کرے یا حقیقت و معرفت کی باتیں بتلائے اور سمجھے کہ یہ علوم و معارف جو میرے قلب میں آرہے ہیں میرے اعمال صالحہ کا نتیجہ ہیں تو اس شخص سے اگر کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اس پر حیا کا غلبہ ہوگا کہ دوسروں کو کس منہ سے بتلاؤں جب خود ہی مبتلائے گناہ ہوں یہ اس شخص کا حال ہوتا ہے جس کی نظر اپنے نفس اور اعمال کی طرف ہو۔ عارف کا یہ حال نہیں۔ اس کا حال یہ ہے کہ اپنے علوم و معارف کو اپنے مولیٰ حقیقی کے فضل سے مشاہدہ کرے گا۔

50- جب تو چاہے کہ امید کا دروازہ تیرے لئے کھل جائے تو اپنی طرف اپنے رب تعالیٰ کے احسانات کا مشاہدہ کر اور جب چاہے کہ خوف کا دروازہ تجھ پر کھل جائے تو جو کچھ تجھ سے نافرمانیاں اور بے ادبیاں اس کی بارگاہ میں ہوئی ہیں ان کا مشاہدہ کر۔

51- اللہ تعالیٰ سے امیدوار رحمت کے ہونے کی اصلی اور سچی صفت وہ ہے جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں ورنہ امید جھوٹی ہوگی۔

52- اگر تجھ کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن نہیں ہے تو اپنے ساتھ اس کے حسن معاملہ کے سبب اس کی نسبت حسن ظن پیدا کر۔ کیا تجھ کو اس نے اپنے احسانات کا عادی نہیں بنایا اور کیا تیری طرف اس نے اپنے انعامات نہیں بھیجے۔

53- جس نے یہ بات دشوار و عجیب جانی کہ مالک حقیقی اس کو اس شہوات نفسانیہ کے پنجہ سے چھڑا دے گا (یعنی رب اس کو چھڑا نہیں سکتا اور قید غفلت سے نکال نہیں سکتا) تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت غیر متناہی کو گویا عجز کا دھبہ لگایا اور زبان حال سے ظاہر کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر نہیں۔

54- جس عمل میں تو نے لذت حضوری نہیں پائی اس کے قبول ہونے سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ بسا اوقات جس عمل کا تجھ کو ثمرہ دنیاوی (لذت و حلاوت) عطا نہیں ہوا وہ

Marfat.com

بھی قبول ہوتا ہے۔

55- باوجود گڑگڑانے کے دعا میں عطا کے وقت میں تاخیر کا ہونا تجھ کو مقبولیت دعا سے مایوس نہ کر دے کیونکہ وہ تیری اجابت کا کفیل اس امر میں ہوا ہے جس کو وہ تیرے لئے پسند فرماتا ہے نہ کہ جس کو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور پھر جس وقت وہ چاہتا ہے نہ کہ جس وقت تو خواہش کرتا ہے۔

56- اے سالک اپنی ہمت کو اپنے مولیٰ کریم کے غیر کی طرف نہ بڑھا کیونکہ کریم سے امیدیں تجاوز نہیں کرتیں۔ غیر جو اپنی حاجت رفع نہیں کرسکتا وہ دوسرے کی حاجت کیسے رفع کرسکتا ہے۔

57- قلب میں ذلت ومحتاجی کی حالت کے برابر کوئی شے اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کو جلدی لانے والی نہیں۔ یعنی قلب میں ذلت اور محتاجی کی صفت ہو گی تو حق تعالیٰ کی ظاہری و باطنی عطاؤں کی بارش ہو گی۔

58- بسا اوقات حسن ادب عارفین کو ترک سوال کی رہنمائی کرتا ہے اس لئے کہ مقسوم ازلی پر بھروسہ ہوتا ہے اور ذکر کی مشغولی سے سوال کی مہلت نہیں ہوتی۔ (کمال یہ ہے کہ زبان سے اظہار احتیاج و افتقار و سوال ہو اور دل سے ہر امر پر تسلیم ورضا ہو۔)

59- دعا و عبادت سے تیرا مقصد حصول بخشش و عطا نہ ہونا چاہئے کیونکہ تیرا فہم اس کے حکم دعا کے اسرار و حکمت کے سمجھنے سے کوتاہ رہ جائے گا بلکہ تیرا دعا و عبادت کرنا صرف اپنی عبودیت کے اظہار اور اس کی ربوبیت کے حقوق کو قائم اور برپا رکھنے کے لئے ہونا چاہئے۔

60- تجرید اور دنیا کے ظاہری اسباب کو قطع کرنے کی تیری خواہش باوجود اس کے حق تعالیٰ نے تجھ کو اسباب میں استقامت عطا فرمائی ایک چھپی ہوئی نفسانی خواہش ہے اور تیرا اسباب کا پابند ہونا باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے تجھ کو قطع اسباب میں راسخ قدم کیا بلند ہمتی سے پست ہمتی کی طرف گرنا ہے۔

61- اللہ تعالیٰ سے یہ طلب نہ کر کہ تجھ کو تیری موجودہ حالت شغل دینی یا دنیوی سے نکال کر اس کے علاوہ کسی دوسری حالت کے کام میں لگا دے کیونکہ اگر وہ چاہتا تو

Marfat.com

بغیر نکالے کے کام میں لگاتا۔ پیش قدمی کرنے والی ہمتیں تقدیر کی دیواروں کو نہیں پھاڑ سکتیں۔ مومن بندہ پر واجب ہے کہ تدابیر پر بھروسہ نہ کرے اور ان کو موثر نہ سمجھے اور تقدیر خداوندی کی طرف قلب کی نظر رکھے۔

62- اے سالک حق تعالیٰ رزق اور اسباب معاش کا تیرے لئے اپنے فضل رحمت عامہ سے ذمے دار اور کفیل ہو گیا ہے کیا تجھے اس کی کفالت اور ذمہ داری پر بھروسہ نہیں اس نے تجھ سے بندگی اور نیک اعمال کو طلب فرمایا ہے اس میں کوتاہی نہ کر جس چیز کا اس نے ذمہ لیا ہے تو اس سے بے فکر ہوتا اور جس چیز کا وہ طالب ہے اس میں پوری ہمت صرف کر دیتا۔

63- جب صبح ہوتی ہے تو غافل فکر کرتا ہے کہ آج میں کیا کام کروں گا اور عقل مند انتظار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

64- جب حق تعالیٰ نے تیرے واسطے اپنی معرفت کا کوئی راستہ کھول دیا تو اس کے ساتھ میں قلت عمل کی پرواہ نہ کر کیونکہ اس نے تیرے لئے یہ طریق صرف اس لئے کھولا ہے کہ تجھ کو معرفت حاصل ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ نعمت تو وہ تجھ کو پہنچانے والا ہے اور تو اپنے اعمال اس کی بارگاہ میں پیش کرنے والا ہے اور جو تو پیش کش کرتا ہے اس کو اس سے کیا نسبت ہے جو وہ تجھ کو عطا فرماتا ہے۔ یعنی جب قلب پر منکشف ہو گیا کہ فاعل حقیقی ہر فعل کا اللہ تعالیٰ ہے اور تجھے اس کے ساتھ ذوق اور حال نصیب ہو گیا تو اس نعمت عظمٰی کے ہوتے ہوئے اس بات کی پرواہ نہ کر کہ نوافل و عبادات تجھ سے کم ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ سے دل میں رنج و غم نہ کر۔ اس لئے کہ عبادات نافلہ اور ذکر لسانی و مراقبات کی کثرت سے اصل مقصود یہی ہے۔ جب یہ حاصل ہو گیا تو ان اعمال میں کسی وجہ سے کمی آ جائے تو حرج نہیں۔ اس کے علاوہ ترقی مدارج معرفت کے لئے اور حصول استقامت کے لئے جس قدر سہولت سے عبادت ہو اس کو کرنا چاہئے۔ قلت اعمال سے افسوس نہ کر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ دروازہ اپنی معرفت کا تجھ پر کھولا ہے اس سے سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تیرے اعمال ظاہرہ ہی میں تجھ کو نہ رکھیں بلکہ اس سے ترقی دے کر اپنی معرفت کاملہ کی نعمت عظمٰی تجھ کو دیں اور تجھ پر اپنے

Marfat.com

اسماء صفات کی تجلی مبذول فرمائیں اور یہ نعمت اعمال ظاہرہ کی کثرت سے لاکھوں درجہ زائد ہے۔

65- جب تک تو اس دنیا دون میں ہے کدورتوں کے پیش آنے کو کچھ عجیب و غریب خیال نہ کر کیونکہ دنیا نے اسی چیز کو ظاہر کیا ہے جو اس کا وصف ضروری اور نعمت لازمی ہے۔ (کدورات دنیا کے لئے اس لئے لازم ہیں کہ حق اللہ نے اس کو امتحان و ابتلا کا گھر بنایا ہے)

66- تیرا اس امر کو پیش نظر رکھنا کہ حق تعالیٰ ہی مصیبت پہنچانے والا ہے بالضرور تجھ پر تیری دادرسی کو ہلکا کر دے گا کیونکہ جس کی طرف سے تجھ کو تکالیف مقدرہ پہنچی ہیں وہی ہے کہ جس نے ہمیشہ ہر امر میں تیرے لئے بھلائی اختیار کی ہے۔

67- جس نے یہ گمان کیا کہ مصیبت اور تکالیف میں اس کا لطف و کرم جدا ہے تو یہ اس کی نظر عقل کا قصور ہے۔ یعنی جس بندہ نے یہ سمجھا کہ نعمت اور عیش کی حالت میں خدا تعالیٰ کی مہربانی اور احسان ہے اور مصیبت اور تکالیف میں اس کی مہربانی اور لطف ہم سے جدا ہوگی تو یہ اس کی عقل کا قصور ہے اور کوتاہ بینی ہے۔ حالانکہ مصائب و آلام میں وہ باطنی نعمتیں وارد ہوتی ہیں کہ ظاہری نعمتوں میں نہیں ہو سکتیں۔

68- حق تعالیٰ نے صرف دار آخرت ہی کو اپنے مومن بندوں کے اعمال کے لئے محل جزا بنایا ہے۔ وہ اس لئے کہ جو کچھ رب اپنے بندوں کو دینا چاہتا ہے یہ دار دنیا اس کو سما نہیں سکتی۔ دوسرے یہ کہ دار بے بقا (عارضی) میں بدلہ دینا یہ ان کے مراتب عالیہ کے خلاف ہے۔ ان کی منزلت اللہ کے نزدیک اس سے بہت اونچی ہے کہ ایسے دار فانی اور بے ثبات گھر میں ان کو بدلہ دے۔ اس لئے دار آخرت کو بدلہ دینے کے لئے مقرر فرمایا۔

69- بسا اوقات تجھ کو دنیاوی لذتیں عطا فرمائیں اور حلاوت و طاعت سے محروم کر دیا اور بسا اوقات لذات دنیا سے محروم کیا اور توفیق طاعت و بندگی عطا فرمائی۔

70- جب تجھ کو دیا تو جود و کرم دکھلایا اور جب محروم رکھا تو تجھ کو اپنا قہر و غلبہ مشاہدہ کرایا۔ لہٰذا وہ ہر حال اپنی معرفت سے تجھ کو بہرہ ور فرماتا ہے اور اپنے لطف و

Marfat.com

احسان کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہے۔ پس اے سالک جس وقت رب نے تجھ کو کوئی نعمت عطا فرمائی تو اس سے تجھ کو اپنی جود وکرم کی صفت کا مشاہدہ کرایا اور جس وقت تجھ سے نعمت روک لی اور تجھے تکالیف اور مصائب کی حالت پیش آئی تو اس حالت سے تجھ کو اپنے قاہر و غالب ہونے کی صفت دکھلائی۔ تو وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو ہر حال سے سبق لے اور ہر آن اپنے رب کی معرفت تازہ بتازہ حاصل کرے اور اس کا قلب ہر وقت اپنے رب کی معرفت کی دولت سے باغ باغ رہے۔

71- بسااوقات تجھ پر طاعت کا دروازہ کھولا اور قبولیت کا دروازہ نہ کھولا اور بسااوقات گناہ تجھ پر مسلط کردیا اور وہ اس کی بارگاہ عالی میں پہنچنے کا ذریعہ بن گیا۔

72- اے سالک کبھی حق تعالیٰ تجھ کو اپنی بادشاہت کے اسرار بذریعہ کشف والہام کے اطلاع فرما دیتا ہے لیکن اپنے بندوں کے دلوں کی باتوں اور بھیدوں کی اطلاع تجھ کو نہیں دیتا اور تجھ کو اس کی حرص بھی کرنا مناسب نہیں۔ اس اطلاع نہ دینے میں تیرے لئے بڑی مصلحت اور حکمت ہے۔ وہ اس لئے کہ بندوں کے اسرار باطنی پر اس شخص کو اطلاع دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمت کا مظہر اتم بن گیا ہو۔

73- نہ تیری اطاعت اس کو کچھ نفع دیتی ہے اور نہ تیری معصیت اس کی کوئی نقصان پہنچاتی ہے۔ تجھ کو صرف اس لئے اطاعت کا حکم کیا اور گناہ سے روکا کہ اس کا نفع تیری طرف پلٹ جائے۔ کسی کے متوجہ ہونے والے کی توجہ نہ تو اس کے بے کنار عزت وعظمت میں اضافہ کرتی ہے اور نہ کسی روگردانی کرنے والے کی روگردانی اس کی شان وعظمت کو گھٹاتی ہے۔

74- خلقت کے ہاتھوں تجھے اس لئے اذیت پہنچائی کہ تیرا دل ان میں تسکین نہ پائے۔ تجھ کو مخلوق کے ہاتھوں اذیت پہنچا کر ہر ایک سے دل برداشتہ کردیا تاکہ کوئی چیز حق تعالیٰ سے تجھ کو غافل نہ کرے۔

75- تجھ کو اپنے عالم شہادت (دنیا) اور عالم غیب کے بین بین اس وجہ سے پیدا کیا کہ تیری جلالت قدر اپنی مخلوقات میں تجھ کو معلوم کرائے اور یہ جتلا دے کہ تو (اے انسان) ایسا یکتا موتی ہے جس پر تمام مخلوقات کی سیپ لپٹے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

76- جس شخص کا حال تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف برانگیختہ نہ کرے اس کی ہمنشینی اختیار نہ کر۔ یعنی تمام تر توجہ اللہ تعالیٰ کی جانب ہو اور قلب کی نظر مخلوق سے علیحدہ ہو گی ہو۔ درحقیقت تیرا واقعی ہمنشین وہی ہے جو تیرا عیب جان کر بھی تیرا ساتھی ہے اور وہ سوائے رب کریم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

77- جس نے اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا وہ بے شک متکبر ہے کیونکہ تواضع کا دعویٰ تو اپنی رفعت شان کے مشاہدہ کے بعد ہوگا۔ پھر جب تواضع کا اپنے لئے دعویٰ کیا تو گویا اپنے مرتبہ کی بلندی کا مشاہدہ کیا تو متکبر ہوا۔ (اپنے آپ کو حقیر اور پست جاننے کو تواضع کہتے ہیں۔ مگر یہ کیفیت تو روحانی سربلندی کے بعد ہی سالک میں پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ زبانی کلامی تواضع تو ریا کاری ہے)

78- حقیقت میں متواضع وہ نہیں ہے کہ جب کوئی تواضع کا کام کرے تو اپنے آپ کو اس سے بلند اور بالاتر سمجھے۔ بلکہ متواضع وہ ہے کہ جب تواضع کرے تو اپنے آپ کو اس سے بھی کمتر اور پست خیال کرے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفت کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔

79- مرید کے لئے بڑی نادانی ہے کہ بے ادبی سے پیش آئے اور جب سزا میں تاخیر ہو تو خیال کرے کہ اگر یہ (بات) بے ادبی ہوتی تو بارگاہ الٰہی سے ظاہری یا باطنی نعمتوں کی امداد منقطع ہو جاتی کیونکہ کبھی اس طرح مدد منقطع ہوتی ہے کہ خبر بھی نہیں ہوتی صرف زیادتی کو ہی روک دیا جاتا ہے اور کبھی بارگاہ ربوبیت سے دوری کے مقام پر ٹھہرا دیا اور خبردار بھی نہ کیا اور کبھی صرف تجھ کو تیرے ارادہ کے ساتھ ہی چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی فیوض باطنیہ کی امداد کبھی ایسے طور پر بند ہو جاتی ہے کہ اس شخص کو خبر بھی نہیں ہوتی اور اس کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔

80- اعمال و اذکار کی مداومت کو سوائے نہایت جاہل کے اور کوئی حقیر نہیں سمجھتا۔ واردات الٰہیہ تو دار آخرت میں بھی موجود ہوں گے مگر اوراد و ظائف اسی دنیا میں ختم ہو جائیں گے۔ وظائف کا تو تیرا رب تجھ سے طلب گار ہے اور تو واردات الٰہیہ کا طلب گار ہے۔ تو پھر تیرے مطلوب کو اس کے مطلوب سے کیا نسبت ہے۔

81- جب تو کسی بندہ کو دیکھے کہ امداد غیبی کے ساتھ اوراد و وظائف کا مکمل پابند ہے مگر

Marfat.com

اس پر عارفین والی ہیبت اور اہل معرفت کی رونق و تازگی نہیں دیکھی جاتی تو اسے حقیر نہ سمجھ۔ کیونکہ اگر تجلیات اِلٰہیہ کا وارد ہونا ہوتا تو اس کام پر مداومت بھی نہ ہوتی۔ یاد رکھو بغیر تجلیات اِلٰہیہ کے وظائف پر استقامت اور پابندی ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے قلب پر بھی تجلی اِلٰہی ضرور ہے جس نے اس کو پابند بنا رکھا ہے۔ اس کے قلب نے کوئی تو ذائقہ پایا ہے جس کی وجہ سے یہ دولت پابندی اس کو میسر ہے۔

82- احوال کی خوبیاں احوال کی عمدگیوں کے نتیجے ہوتے ہیں اور احوال کی خوبیاں مقامات معرفت میں ثابت قدمی سے پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی تجلیات اِلٰہیہ کے مقامات میں اگر سالک متمکن رہے تو احوال میں بھی کمال ہوگا۔ تجلی جس درجہ کی ہوگی اسی درجہ کے احوال بھی ہوں گے مثلاً اگر رب کی ہیبت وعظمت غالب ہوگی تو نفس کی سرکشی وتکبر مغلوب ہو جائے گا اور تواضع و زہد پیدا ہوگا۔ انس باللہ کا اگر غلبہ ہوگا تو مخلوق سے علیحدگی کو پسند کرے گا۔ اگر تجلی قوی نہیں تو احوال میں اسی قدر کمی اور نقص ہوگا اور نقص کے موافق ظاہری اعمال میں بھی فتور و نقص ہوگا۔

83- تجھ پر معرفت ربانی کا وارد (یعنی معارف و اسرار و علوم وہبیہ جو بندے کے قلب پر بے اختیار وارد ہوں) اس لئے بھیجا کہ تو اس کے سبب سے بارگاہ عالی میں حاضر ہونے کے لائق ہو جائے اور تجھ کو اغیار کے پنجہ سے چھوڑا دے اور شہوات نفسانیہ کی غلامی سے آزاد کرے اور پھر تجھ کو تیرے وجود کے قید خانہ سے نکالے اور مشاہدہ حق کے وسیع میدان میں پہنچا دے۔

84- واردات اِلٰہیہ اکثر اوقات اچانک اس لئے پیش آجاتے ہیں تاکہ بندے اپنی قابلیت اور استعداد کے سبب ان کے مدعی نہ ہو جائیں۔ یعنی یہ کہ یہ ہماری محنت کا نتیجہ ہیں۔

85- سالک اپنی واردات غیبیہ سوائے اپنے پیر و مرشد کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ یہ دل میں اس کی تاثیر کم کر دے گا اور اپنے پروردگار کے ساتھ سچائی سے روک دے گا۔

86- علوم و حقائق تجلی کے وقت مجمل وارد ہوتے ہیں پھر حفظ و نگہداشت کے بعد تفصیل

Marfat.com

ہوتی ہے۔ سالک کے قلب پر جو واردات کا نزول ہوتا ہے اس سے مقصود اصلی یہ ہے کہ نفس کی سرکشی اور صفات مذمومہ جاتی رہیں اور اطاعت و توجہ الی اللہ میں ترقی ہو۔ بہت سے سالک واردات و احوال کے پیچھے پڑے ہوئے ہوتے ہیں اور اعمال ظاہرہ میں کمی کر دیتے ہیں یہ سخت دھوکہ میں ہیں۔

87- جب تجھ پر واردات کے انوار پھیل جائیں اور ان کے اسرار تیرے قلب میں ودیعت کئے جائیں تو ان کی بقا کا طالب نہ بن۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہوکر ہر ایک چیز سے بے نیاز ہے اور اس سے کوئی چیز تجھ کو بے نیاز نہیں کرسکتی۔ یعنی غلبہ حال کی خواہش نہ کر کہ وہ بعد میں بھی باقی رہے اور تیری جو حالت حق تعالیٰ کے ساتھ حضوری کی ہے اس میں مستغرق رہ۔ اس لئے کہ غلبہ حال اور اس کی لذت کا طالب بننا یہ تو غیراللہ کی طلب ہوئی۔ تجھ کو حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق ہوکر ہر شے سے بے نیازی اور بے پروائی ہونی چاہئے۔

88- واردات الٰہیہ جب تجھ پر وارد ہوں گے تمام عادات کی بنیادیں منہدم کردیں گے کیونکہ جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اس کو اجاڑ دیتے ہیں۔ چونکہ واردات بارگاہ قہاری سے آتے ہیں اس لئے جو جبلت اور بشریت ان کے مقابل ہوتی ہے توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔ یعنی واردات کے اندر قہر اور غلبہ کی صفت ہوتی ہے جو بشری اوصاف مذمومہ کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔

89- اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک گروہ کو تو اپنی طاعت یعنی ظاہری عبادت کے لئے مقرر فرمایا اور دوسرے گروہ کو اپنی محبت کے لئے مخصوص کیا۔ پہلا گروہ عباد و زہاد کا ہے جن کو ابرار کہتے ہیں۔ دوسرے گروہ کو مقربین کہتے ہیں۔ پہلے گروہ کا مقصد جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے نجات پانا ہوتا ہے۔ لیکن مقربین اہل عشق ہوتے ہیں ان کو اپنی محبت و قرب کے لئے مخصوص فرمادیا ہے۔

90- پردہ پوشی کی دو قسمیں ہیں ایک گناہ کے صدور سے پردہ پوشی دوسری گناہ ہونے کے بعد خلق سے پردہ پوشی۔ عوام تو گناہ کے بعد خلق سے پردہ پوشی کے طلب گار ہوتے ہیں تاکہ بدنام نہ ہوں۔ خواص اس لئے کہ اپنے خالق حقیقی کی نظر لطف سے گر نہ جائیں۔

Marfat.com

91- مجذوب ایسے گروہ ہیں کہ ان کے انوار ان کے اذکار سے سابق ہیں اور سالک ایسے گروہ ہیں کہ ان کے اذکار ان کے انوار سے مقدم ہوتے ہیں اور ایک تیسرا گروہ ہے جن کے اذکار اور انوار برابر ہوتے ہیں اور ایک جماعت ہے کہ ان کے نہ اذکار ہیں نہ انوار نعوذ باللہ من ذلک۔ ایک نے تو اس لئے ذکر کیا کہ اس کا قلب منور ہو جائے تو وہ ذاکر ہوا اور یہ سالک ہے اور ایک وہ ہے جس کا قلب منور ہو گیا اور پھر بعد میں وہ ذاکر ہوا یہ مجذوب ہے اور جس کے انوار و اذکار برابر ہوں تو وہ اپنے ذکر سے راہ پاتا ہے اور اپنے نور قلب کی پیروی کرتا ہے۔

92- سالک مجذوب سے افضل ہے اس لئے کہ اس سے مخلوق کو نفع پہنچتا ہے بخلاف مجذوب کے کہ اگر وہ جذب ہی میں رہے تو اس کی ذات سے کسی کو نفع نہیں ہوتا اور شیخ ہونے کے قابل نہیں۔ البتہ اگر نزول اس کا کامل ہو جائے تو اس وقت مشیخت کا اہل ہوتا ہے بشرطیکہ جذب کا غلبہ نہ ہو۔ اسی طرح سالک جب تک مشاہدہ اور تجلی کے درجہ کو نہ پہنچے مشیخت کے لائق نہیں ہے۔

93- بعض عمروں کی مدت دراز ہوتی ہے اور اس کے منافع یا امداد الٰہی کم ہوتی ہے اور بعض عمروں کی مدت تھوڑی ہوتی ہے اور اس کے فوائد یا امداد الٰہی زیادہ ہوتی ہے۔

94- جس کی عمر میں برکت دی جاتی ہے وہ تھوڑے زمانہ میں اس قدر اللہ تعالیٰ کے الطاف و احسانات پا لیتا ہے جو نہ عبارت اور بیان کے احاطہ میں آسکتے ہیں اور نہ اشارہ وہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ عمر کے اندر برکت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندہ کو اللہ تعالیٰ ایسی بیداری اور ہوشیاری عطا فرما دیں کہ وہ اپنے اوقات کے ایک ایک منٹ کو غنیمت سمجھنے لگے اور ایک ایک سانس کو ہفت اقلیم کی سلطنت سے بڑھ کر جانے اور اس کو ضائع نہ کرے۔ ایسا شخص تھوڑے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کی اس قدر نعمتیں اور مہربانیاں پا لیتا ہے جو بیان سے باہر ہیں۔

95- بسط کی حالت میں عارفین بہ نسبت حالت قبض کے زیادہ خائف ہوتے ہیں۔ حالت بسط میں ادب کے حدود تک صرف تھوڑے ہی آدمی ٹھہرتے ہیں بخلاف قبض کے کہ وہ حالت چونکہ نفس کے خلاف ہے اس لئے اس میں عجز و انکسار و عبدیت قائم رہتی ہے اور اپنے آپ کو قہر حق و غلبہ حق کے مغلوب ہونے کا مشاہدہ

Marfat.com

رہتا ہے۔ بسط کی حالت میں تو نفس اپنا حصہ سرور کا لے لیتا ہے اور قبض کی حالت میں نفس کو کچھ حصہ نہیں ملتا۔

96- بسا اوقات قبض کی تاریک رات میں وہ علوم و معارف تجھ کو دیئے جو تو بسط کے روز روشن میں نہیں پا سکتا۔ تم نہیں جانتے تمہارا زیادہ نفع ان میں سے کون سا ہے۔

97- عبادت و ریاضت سے جو انوار سالک کو حاصل ہوتے ہیں یہ مریدین و سالک کے ظاہر قلب اور باطن قلب کے لئے روشنیوں کے مشابہ ہیں جو مسافر کو منزل مقصود پر پہنچا دیتی ہیں۔ اسی طرح یہ انوار مرید کو اس کے مقصود یعنی بارگاہ ربوبیت تک پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ لہٰذا سالک عبادت و ریاضت کا التزام کرے۔

98- ظاہری مخلوقات کو اپنے آثار کے نور سے روشن کیا اور قلوب کے باطن کو اپنے اوصاف کے انوار سے منور فرمایا۔ اس لئے ظواہر کے انوار چھپ گئے اور دل کی پوشیدگیوں کے انوار نہیں چھپے۔ چاند سورج ستارے وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدرت و حکمت کے آثار ہیں۔ دلوں کے باطن کو اپنے اوصاف جمال و جلال کے انوار سے منور فرمایا تو دلوں کے اندرونی حصے علوم و معارف کے انوار سے عارفین کو مکشوف ہو گئے اور جو اوصاف باطنی ہیں ان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

99- نور یقین کی مدد جو عارفین کے قلوب میں ودیعت ہے اس نور سے ہے جو غیب کے خزانوں سے نازل ہوتا ہے۔ ایک تو وہ نور قلب ہے جس سے موثر حقیقی تعالیٰ کے آثار مکشوف ہوتے ہیں دوسرا وہ ہے جس سے اس کے اوصاف کمال تجھ پر کھلتے ہیں۔

100- خزائن غیب کے انوار میں سے ایک تو وہ انوار ہیں جن کو صرف ظاہر قلب تک پہنچنے کا حکم ملا اور دوسرے وہ ہیں جن کو قلب کے وسط میں داخل ہونے کا حکم ملا۔ انوار ظاہر کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے قلب اپنے نفس کا ادراک بھی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہستی کا بھی اور دنیا و آخرت دونوں قلب کے پیش نظر ہوتے ہیں غرض یہ کہ اغیار کا وجود رہتا ہے۔ جو انوار قلب کے اندر داخل ہو گئے ان کا اثر یہ ہے کہ سوائے ذات حق کے کوئی شے قلب کے پیش نظر نہیں ہوتی۔ اس لئے سوائے رب کے کسی کو نہیں چاہتا اور سوائے اس کے کسی کی بندگی نہیں کرتا قلوب

Marfat.com

اور اسرار کے انوار کی قدر سوائے عالم آخرت کے معلوم نہیں ہوسکتی جیسے آسمانی ستاروں کے انوار سوائے دنیا کے ظاہر نہیں ہوتے۔

101-تو اپنی عبودیت کے اوصاف میں پختہ ہو وہ اپنے اوصاف کے ساتھ تیری امداد فرمائے گا۔تو اپنی ذلت میں پختہ ہو وہ اپنی عزت سے تیری مدد کرے گا۔تو اپنے عجز میں پختہ ہو وہ اپنی قدرت سے تیری مدد کرے گا۔تو اپنی ناتوانی میں پختہ ہو وہ اپنی طاقت وقوت کے ساتھ تیری دستگیری فرمائے گا۔

102-انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے جسم اور روح کا۔جسم تو اس عالم کی چیز ہے اور روح لطیفہ غیبی ہے اور عالم غیب کی شے ہے جسم چونکہ اس عالم کی شے ہے اس لئے اس عالم کی چیزوں سے اس کی بقا ہے۔روح چونکہ عالم بالا کی چیز ہے اس لئے اس کی قوت اور بقا اس عالم کی چیز سے نہیں ہوسکتی بلکہ ذکر و اطاعت سے ہوگی۔روح کے لئے یہ عالم بمنزلہ قید خانہ کے ہے۔

103-تمام مخلوقات تاریکی ہے اور اس میں حق کے ظہور نے اس کو منور کر رکھا ہے۔تو جس نے مخلوقات کو دیکھا اور اس میں یا اس کے قریب یا پہلے یا پیچھے حق تعالیٰ کا مشاہدہ نہ کیا تو اس کی نظر بصیرت سے انوار کا وجود فوت ہوگیا اور معارف کے آفتاب آثار کے بادلوں میں اس سے چھپ گئے۔

104-نور عقل اور علم الیقین تجھ کو اس کے قرب کا مشاہدہ کراتا ہے اور نور علم اور عین الیقین اس کے وجود کے سامنے تجھ کو تیرا عدم مشاہدہ کراتا ہے اور نور حق اور حق الیقین صرف اس کے وجود کا مشاہدہ کراتا ہے نہ تیرے وجود کا نہ تیرے عدم کا۔

105-عارف وہ نہیں ہے کہ جب اسرار کی طرف اشارہ کرے تو حق تعالیٰ کو اپنی طرف اپنے اشارہ کی نسبت قریب تر پائے بلکہ عارف حقیقی وہ ہے کہ جو حق تعالیٰ کے وجود میں فنا اور اس کے مشاہدہ میں محو ہو کر اپنے اشارہ سے بے خبر ہو جائے۔

106-عارفین کا عمدہ اور اعلیٰ مطلب اللہ تعالیٰ سے عبودیت میں سچائی اور ربوبیت کے حقوق کی پوری بجاآوری ہے' عارف وہ ہے جس کی بے قراری کبھی زائل نہ ہو اور ماسوائے حق تعالیٰ کے اس کو کبھی قرار نہ آئے۔

Marfat.com

19

شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ (وصال 1381ء)

1- توحید کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک گروہ فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے مگر دل سے رسالت و توحید کا منکر ہے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ ایک گروہ زبان سے بھی لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور دل میں بھی تقلیداً اعتقاد رکھتا ہے۔ یہ عام مسلمان اور علمائے ظاہر کی توحید ہے کہ شرک جلی سے نجات پائیں البتہ اس توحید میں مشاہدہ نہیں ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے جس میں موحد مومن بہ اتباع پیر طریقت مجاہدہ و ریاضت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ دل میں نور بصیرت پیدا ہوتا ہے۔ اس نور سے ان کو مشاہدہ ہوتا ہے کہ فاعل حقیقی وہی ایک ذات مطلق ہے اور سارا جہاں محض کٹھ پتلی کی طرح ہے۔ اس میں موحد کسی فعل کی نسبت کسی دوسری طرف نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ فاعل حقیقی کے سوا کسی دوسرے کا فعل نہیں ہے۔ چوتھا درجہ توحید کا یہ ہے کہ سالک کثرت اذکار و اشغال و ریاشت و مجاہدہ کے بعد ترقی کرتے کرتے یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ شش جہت میں اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تجلیات صفاتی کا ظہور اس شدت سے سالک کے دل پر ہوتا ہے کہ ساری ہستیاں اس کی نظر میں گم ہو جاتی ہیں۔ درجہ چہارم کی توحید میں سالکوں کے احوال مختلف ہیں۔ کسی کو ہفتہ میں ایک ساعت کے لیے فنائیت طاری ہوتی ہے۔ کسی پر ہر روز ایک ساعت یا دو ساعت کسی پر بیشتر اوقات عالم استغراق رہتا ہے۔

2- فنائی التوحید کے بعد ایک مرتبہ الفناء عن الفناء ہے۔ اس مرتبہ میں سالک کو کمال استغراق کی وجہ سے اسکے احساس کو اپنی فنائیت کی خبر نہیں ہوتی۔ اس مقام تفرید میں پہنچ کر حقیقت وحدت الوجود اس طرح پر منکشف ہوتی ہے کہ سالک محو ہو جاتا ہے۔

3- مقام عبدیت اس وقت حاصل ہوتا ہے جب سالک ماسویٰ اللہ کی بندگی اور پرستش سے آزاد ہو جاتا ہے۔ علم لدّنی اس وقت عطا ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات و

Marfat.com

صفات و افعال کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔

4- ارادت دل کے اس میلان کا نام ہے جو خیال کو ایک خاص چیز کی طرف جما دے اور ایسی تحریک پیدا کر دے جس سے قصد طلب ظاہر ہو یعنی اس چیز کی تلاش میں لگا رہے۔ مرید صادق وہی ہوتا ہے جس کی ارادت ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہو۔ ارادت کا وہی درجہ ہے جو نیت کا شریعت میں ہے۔

5- اللہ تعالیٰ نے بارگاہ نبوت کے دلائل کو آج بھی باقی رکھا ہے۔ اور ان دلائل کے اظہار کے لیے اولیاء ہی کی ذات بابرکات کو سبب ٹھہرایا ہے۔ اور ان کو اس عالم کا حکمران بنایا ہے۔ آسمان سے بارشیں انہیں کے قدم کی برکت سے ہوتی ہیں نباتات زمین سے اگتے ہیں' کفار پر فتح و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ ان میں چار ہزار ولی مستور ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کو نہیں جانتے بلکہ اپنے احوال کی بھی خبر نہیں۔ ان کے علاوہ تین سو ولی اہل خدمت ہیں۔ ان کا لقب اخیار ہے۔ اور چالیس وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ چار وہ ہیں جن کو اوتاد کہتے ہیں اور تین وہ ہیں جن کو نقبا کہتے ہیں اور دو کو نجیب کہتے ہیں اور ایک قطب یا غوث ہوتا ہے۔

6- جس کو اللہ تعالیٰ نے صاحب ولایت بنایا وہ کرامت کو کوئی چیز نہیں سمجھتا اور نہ اپنے آپ کو صاحب کرامت جانتا ہے۔ ولی ہو گا تو کرامت پر نظر نہ ہو گی۔ کرامت پر نظر ہو گی تو ولی باقی نہ رہے گا۔

7- شیخی اور مقتدائی عمامہ اور بڑی بڑی داڑھی کا نام نہیں۔ شیخ و مقتدا تو درحقیقت اس معنی کو کہتے ہین جو مَقْعَدِ صِدْقٍ میں مقام عندیت کے مزے لوٹ رہا ہو اور عنایت دعزت حق عزوجل اس پر سایہ فگن ہو۔ اور اس طرح اس کو دامن شفقت نے ڈھانپ لیا ہو کہ ''اولیاء ہماری قبا میں چھپے ہوئے ہیں سوائے ہمارے ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔

8- معشوق کی بارگاہ میں عاشق کا وجود بھی گناہ ہے۔

9- تصوف ایک ایسی حرکت ہے جس کو ذرہ قرار نہیں۔ کیوں کہ پانی جب ساکن ہوتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے۔ صورۃً انسان ایک گوشہ میں بیٹھا ہو اور اسرار اس کے

Marfat.com

ملکوت و جبروت میں سیر کرتے ہیں۔ کیونکہ محترک چیز جب تیزی کے ساتھ حرکت کرتی ہے تو ساکن نظر آتی ہے۔

10- یقین جانو کہ جو کچھ ہوتا ہے تقدیر ازلی سے ہوتا ہے۔ آسمانی کتابیں اور پیغمبران مرسل یہ سب کے سب ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ ابو الحسن خرقانی فرمایا کرتے تھے کہ واہ رے شان کی بے نیازی کہ صدیقوں کے دل کو تیغ قہر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور ان کے جگر کو ایک قطرے کے انتظار میں پانی پانی کر دیا مگر کسی کو شربت دیدار نصیب نہ ہوا۔ ایک بار حضرت موسیٰ کو خیال آیا کہ اس وقت بندہ اس مرتبہ پر فائز ہے کہ خود بدولت سے ہم کلامی کے مزے لوٹتی ہے۔ ندا آئی آپ کہاں ہیں۔ اسی پر (فخر) بھولے ہوئے ہو۔ ذرا اپنا عصا پتھر پر مار اور ہمارے ایک ادنیٰ کرشمے کا تماشا دیکھو۔ حضرت موسیٰ نے اپنا عصا پتھر پر مارا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اسی طرح کے لاکھوں موسیٰ ہیں کہ عصا ہاتھ میں ہے اور سر پر کلاہ ہے۔ اور ارنی ارنی کی رٹ لگا رہے ہیں۔

11- خرقہ اور خانقاہ کی اصل حضرت آدم علیہ السلام سے قائم ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک کمبل پر اکتفا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود ہمیشہ وہی ایک کمبل رکھا جو پہلی ملاقات میں حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامہ صوف پہنا کرتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے خلوت درانجمن کے لیے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس کو خانقاہ بنایا۔ چنانچہ اور ملکوں میں بھی خانقاہیں بنائی گئیں۔ جہاں اسرار الٰہی کا بیان ہوا کرتا۔ سرور کونین ﷺ نے اسی طرح کمبل اختیار کیا اور اسی خانقاہ کعبہ کا قصد کیا۔ خود مسجد نبوی میں ایک گوشہ معین کر دیا۔ اصحاب میں وہ گروہ جو سالکین راہ طریقت بعنوان خاص تھا ان سے وہیں راز کی باتیں ہوا کرتیں۔ مثلاً حضرت ابوبکر حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت معاذؓ بلالؓ ابوذرؓ عمار رضی اللہ عنہم۔ آپ ﷺ ان حضرات کو خاص خاص اوقات میں بٹھاتے اور اسرار الٰہی کی باتیں کرتے۔ ایسی ایسی باتیں ہوا کرتی تھیں کہ بڑے بڑے فصحائے عرب اور عام صحابہ کرام اس کے مغز تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ اس خاص

Marfat.com

جماعت صوفیا کے لوگ قریب قریب ستر اشخاص تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کسی صحابہ کی عزت و تکریم فرماتے تو ان کو ردائے مبارک (چادر) یا اپنا پیراہن شریف عنایت فرماتے۔ صحابہ میں وہ شخص صوفی سمجھا جاتا تھا۔ لہذا تصوف اور طریقت کی اول اول ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور تکمیل جناب رسالت مآب ﷺ نے کی۔

12- علم حقیقت کے تین رکن ہیں۔ خدا کی ذات کا علم وحدانیت کے ساتھ۔ خدا کی صفات کا علم مع احکام خداوندی۔ خدا کے افعال و حکمت کا علم۔ اسی طرح علمِ شریعت کے بھی تین رکن ہیں۔ کتاب اللہ۔ سنت رسول' اجماع امت۔

13- فرمایا بزرگوں کا مقولہ ہے کہ مرید میں زمین کی صفت ہونا چاہیے تاکہ پیر آسمان بن کر کبھی اس پر پانی برسائے کبھی آفتاب کی گرمی پہنچائے۔ کبھی ابر کے سایہ میں رکھے۔ کبھی اسکے الطاف کی خوشبو دار ہوا اس پر چلتی رہے تاکہ اس کی کھیتی پختہ ہو کر اس کو مال دار بنا دے۔ جو خوش قسمت صاحب دولت یعنی اقبال مند ہے اس کے لیے سب سامان مہیا ہو جاتے ہیں۔ اگر بدبخت مادر زاد ہے تو دنیا میں کوئی طاقت اس کو کسی مرتبہ پر نہیں پہنچا سکتی۔

14- دعا بلا کو رد کر دیتی ہے اور رحمت الٰہیہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ جس طرح تیر کے لیے ڈھال رد ہے اسی طرح دعا بلا کے لیے ڈھال ہے تقدیر و قضا و قدر پر اعتقاد کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان تیغ و تبر کے وار کو نہ روکے۔

15- اہل طریقت کا اجماع ہے کہ جو شخص اپنے کو فرعون سے اچھا سمجھے وہ بدنصیب ہے اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ خلق اللہ کی آنکھ سے اپنے کو گرانا آسان ہے۔ مرد وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنی آنکھ سے گرا دے۔ ہر در سے جب تک وہ نکالا نہ جائے گا اور جب تک سب کے ہاتھوں میں کھوٹا ثابت نہ ہوگا۔ ہر ترازو میں جب تک اس کی بے وزنی ثابت نہ ہوگی ہرگز اس کا خیال نہ کرو کہ عبودیت کی شان اس میں آئی۔

16- جان لو کہ معرفت مومن کی روح کا جوہر ہے۔ جس شخص کا خدا کی معرفت میں کوئی حصہ نہیں گویا حقیقت میں اس شخص کا وجود ہی نہیں۔ اہل طریقت معرفت کے راستہ

Marfat.com

میں اپنی ذات میں کھو جاتے ہیں۔ اور اپنے وجود ہی سے تلاش کی ابتداء کرتے ہیں۔ اور اپنی ذات ہی سے کثیف اور لطیف کی کل باتیں ڈھونڈتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی معرفت کی دلیلیں اور نشانیاں پا لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگوں کو خدا تعالیٰ نظر سے گرا دیتا ہے تاکہ یہ لوگ موجودات کی ہستی میں غور وفکر کریں اور اس کو پہچان لیں۔ اور کسی کو ریاضت و مشقت کے ذریعہ معرفت تک پہنچاتا ہے۔ اور کسی کو بغیر کسی وسیلے اور اسباب کے ہدایت کا نور اس کے دل میں اتار دیتا ہے اور اپنی معرفت کا دروازہ اس پر کھول دیتا ہے۔ بعض لوگوں کو معرفت کی حقیقت سے پردے میں ڈال دیتا ہے اور بعض لوگوں کو معرفت کی راہ سے بالکل حجاب میں ڈال دیتا ہے۔ معلوم ہوا خدا کی معرفت خدا کی رہنمائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

17- خدا کا پانا تلاش اور طلب سے نہیں بلکہ محض اس کی عطا ہے۔ وہ شخص نہیں پاتا جو اس کو ڈھونڈتا ہے مگر وہ شخص پا لیتا ہے جس پر بخشش و کرم فرمایا جاتا ہے۔ بہت سے ڈھونڈنے والے ایسے ہیں جنہوں نے آج تک نہیں پایا اور بہت سے پانے والے ایسے ہیں جنہوں نے بغیر تلاش جستجو کے پا لیا۔ جہاں تک تلاش کا تعلق ہے سب برابر ہیں۔

18- جب دنیا کے بادشاہ اپنے نوکروں کو نوازا کرتے ہیں تو ٹوپی اور عبا کا خلعت پہناتے ہیں اور کوئی جاگیر اس کو دیتے ہیں۔ مگر جب وہ کسی پر کرم فرماتا ہے تو پہلے ٹوپی اور پھر اس کا عبا اتار لیتا ہے اور بھوکا ننگا بنا کر بٹھا دیتا ہے۔ جب تک بندہ اپنے آپ کو مار نہیں ڈالتا واپسی کا موقع نہیں پاتا۔

19- اس راہ کو طے کرنے کے لیے تین زینے ہیں۔ شریعت' طریقت اور حقیقت۔ نفس کے لیے شریعت' دل کے لیے طریقت اور روح کے لیے حقیقت کا راستہ بنایا ہے۔ نفس شریعت کے راستہ سے عالم ملکوت میں داخل ہوتا ہے۔ اور دل کی صفتیں اختیار کرتا ہے اور دل طریقت کی راہ سے عالم جبروت میں پہنچتا اور روح کی صفتیں اختیار کرتا ہے۔ اور روح حقیقت کے راستے اور جذبہ الٰہی کے وسیلے سے اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتی ہے۔

Marfat.com

20- عارفوں نے کہا ہے جس طرح گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے اسی طرح طاعت وبندگی بجالا کراس سے بھی توبہ کرنا چاہیے۔

21- حدیث میں ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ کہیں جا رہے تھے ایک چیونٹی پر آپ کا پاؤں پڑ گیا اور وہ زخمی ہوگئی۔ آپ نے دیکھا کہ وہ درد کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پٹک رہی ہے آپ غمگین ہو گئے اور اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے۔ چیونٹی ہاتھ پاؤں مار کر بل میں چلی گئی لیکن آپ کے دل میں اس کا بڑا دکھ ہوا۔ آپ وہاں سے چلے آئے۔ رات کے وقت حضورﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ناراض ہیں اور ڈانٹ پلا رہے ہیں۔ کہ "اے علی تم نہیں جانتے کہ آج ساتوں آسمان میں تمہارے ظلم وستم کی داستان گونج رہی ہے۔ جس چیونٹی پر تم نے پاؤں رکھا تھا وہ اپنی قوم کی سردار اور صدیقان بارگاہ میں سے ایک تھی۔ وہ جس دن پیدا ہوئی پل بھر بھی خدا کی تسبیح وتہلیل سے غافل نہ ہوئی مگر اس وقت کہ تم نے اسے کچل دیا۔ پھر فرمایا اے علی گھبراؤ نہیں۔ اس چیونٹی نے خدا سے تمہاری معذرت چاہی ہے کیونکہ یہ حرکت قصداً نہیں تھی۔ چنانچہ چیونٹی کی شفاعت سے قصور معاف ہوا۔

22- تم سے جہاں تک ہو سکے شکستہ دل اور خراب حال رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے گفتگو کرتے وقت کہا اے پروردگار میں تجھے کہاں ڈھونڈوں؟ جواب ملا اس دل میں جو میری قضا کی چوٹ کھا کر پاش پاش ہو چکا ہو۔

23- فرمایا سعادت اور شقاوت اللہ تعالیٰ کے دو خزانے ہیں۔ سعادت کی کنجی طاعت ہے اور شقاوت کی معصیت۔ جو ازل سے سعید ہے اسکے ہاتھ میں سعادت کی کنجی ہے۔ جو ازل سے بدبخت ہے اس کے ہاتھ میں معصیت کی کنجی ہے۔

24- جان لو کہ تجرید وتفرید اس راہ میں شرط ہے۔ تجرید کے یہ معنی ہیں کہ علائق سے قطع تعلق ہو۔ اور تفرید اس کو کہتے ہیں کہ انسان اپنی ہستی کو بھول جائے۔ صاحب تجرید اور تفرید کی حالت یہ ہوتی ہے کہ دل میں کسی قسم کا غبار نہیں رکھتا۔ خود وہ کسی گنتی میں نہیں آتا نہ اس کے سینے میں وسواس ہوتے ہیں۔ مخلوق سے اس کو کچھ غرض نہیں ہوتی۔ ہمت اس کی عرش کی چوٹی سے گذری ہوتی ہے۔ ہر دو عالم کی کل نعمتوں سے محروم رکھا جائے مگر وصل حبیب اسے میسر ہو تو ذرہ برابر ناخوش

Marfat.com

نہیں رہ سکتا۔ صاحب تجرید و تفرید کی نظر میں موت و حیات برابر ہوتی ہیں۔

25- سماع سے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کی تحریک ہو اور مکاشفات اور ملاطفات ظہور پذیر نہ ہوں تو یہ حلال ہے اور اگر طبیعت فسق و فجور کی طرف راغب ہو تو یہ حرام ہے۔ اور اگر کچھ حق اور کچھ غیر حق کی طرف متوجہ ہو تو یہ مکروہ ہے اور اگر حق و مجاز دونوں کی طرف مائل ہو لیکن حق کی طرف زیادہ رجحان رکھے تو یہ مباح ہے۔ اگر طلب منفعت کے لیے ہے تو یہ مذموم ہے اور اگر طلب حقیقت کے لیے ہے تو محمود ہے (معدن المعانی)

20

غوث اعظم شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ (وصال 1166ء)

1- پہلے اپنے آپ کو نصیحت کرو، پھر دوسروں کو۔

2- تم اندھے ہو کر دوسروں کی رہنمائی کس طرح کر سکتے ہو کیونکہ لوگوں کی رہنمائی تو صاحب بصیرت ہی کر سکتا ہے۔

3- چار باتیں تمہارے دین کو برباد کر دیں گی۔ پہلی یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم ہے اس پر عمل نہیں کرتے دوسری یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس پر عمل کرتے ہو۔ تیسری یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں، اس کا علم حاصل نہیں کرتے۔ چوتھی، یہ کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں، دوسروں کو اس کا علم حاصل کرنے سے روکتے ہو۔

4- صبر کا تکیہ لگا کر، تقدیر کی موافقت کا ہار گلے میں ڈال کر کشادگی کے انتظار میں عبادت کرتے ہوئے میزاب تقدیر کے نیچے آرام سے سو جا۔ جب تو اس طرح ہوگیا تو اس کے فضل و احسان سے مقدر تم پر اس طرح پلٹ دیا جائے گا جس کی تو طلب اور تمنا بھی نہ کر سکتا تھا۔

5- اسرار و رموز، مصائب و امراض اور صدقے کو چھپانا، بھلائی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

6- اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے وقت کوشش یہ کرو کہ تمہارے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔

Marfat.com

7- علماء کی خدمت میں حسن ادب' ترک اعتراض اور حصول فائدہ کے لیے حاضری دو تاکہ ان کے علوم و برکات سے تمہیں فائدہ پہنچے۔
8- جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا تو دنیا و آخرت اور ماسویٰ اللہ اس کے دل سے غائب ہوگئے۔
9- تیرا دل جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے' غیر کو اس سے نکال دے
10- اگر تو حقیقی کامیابی چاہتا ہے تو اپنے رب کی اطاعت میں نفس کی مخالفت کر۔
11- جو مسبب کو بھلا کر سبب سے مشغول ہوگیا وہ کس قدر جاہل ہے کہ باقی کو بھول کر فانی سے خوش ہوگیا۔
12- فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے (انسان) کا محتاج نہ بنے اور غنا کی حقیت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے (انسان) سے مستغنی ہو جائے۔
13- آنے والے کل کو گذشتہ کل کے پہلو میں رکھ' شاید آنے والا کل آئے اور تو زندہ نہ ہو۔
14- اے مالدار! اپنی دولت کی بنا پر آنے والے کل سے منہ نہ پھیر' ہو سکتا ہے کہ کل آئے اور تو محتاج ہو۔
15- زیادہ تر جو چیز تمہیں عجلت پر برانگیختہ کرتی ہے وہ دنیا جمع کرنے کی حرص ہے۔
16- اگر تم متقی متوکل اور صاحب یقین بنا چاہتے ہو تو صبر پر کاربند رہو کیونکہ صبر ہر بھلائی کی بنیاد ہے۔
17- جب لوگ فصل کاٹ رہے ہوں تو اس وقت بیج اور کھیتی کی باتیں سود مند نہیں ہوتیں۔
18- بروں کی صحبت تمہیں نیکوں کے ساتھ بدگمانی میں مبتلا کر دے گی۔
19- عمل پر غرور نہ کرو کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔
20- دنیا کے سمندر سے بے خوف نہ رہ۔ اس میں بہت لوگ غرق ہوگے۔
21- گفتگو اور خاموشی' دونوں سے پہلے حسن نیت کو مدنظر رکھ' جو شخص عمل سے پہلے نیت درست نہیں کرتا اس کے عمل کی کوئی وقعت نہیں۔
22- فقیر وہ ہے جس کے استغنا کا سبب ذات باری تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز نہ ہو

Marfat.com

(یعنی مال و دولت' اقتدار کی وجہ سے مستغنی نہ ہو بلکہ اس کی استغنا کا واحد سبب ذات باری سے اس کا قلبی رابطہ ہو)

23- ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ اپنی تمام ضروریات اللہ کے حوالے کرو' اسی سے سب کچھ مانگو اور اسی پر بھروسہ کرو۔ توحید پر مضبوطی سے قائم رہو' کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے۔

24- بندہ جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے' تو پہلے خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب ناکام ہوتا ہے' تو مخلوق سے مدد طلب کرتا ہے۔ جب ہر طرف سے ناامید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے' اس وقت اسے یقین ہو جاتا ہے کہ خیر و شر' نفع و ضرر اور موت و حیات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

25- بہادر وہ شخص ہے' جس نے قلب کو ماسویٰ اللہ سے پاک کر ڈالا اور توحید کی تلوار لے کر دل کے دروازے پر کھڑا ہو گیا' تاکہ مخلوق میں سے کوئی بھی دل میں داخل نہ ہو۔

26- دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اس میں غیر کو ہرگز نہ آنے دو۔ دنیا کی محبت کو دل سے نکال دو اور مخلوق کو کارساز سمجھنا چھوڑ دو۔

27- جو شخص معیت الٰہی کا طالب ہو' اسے چاہیے کہ صدق کو شعار بنائے۔

28- (کم ازکم) چالیس دن اپنی رب کے ساتھ اخلاص پر کاربند رہو' تو تمہارے دل سے تمہاری زبان پر حکمت و معرفت کے چشمے جاری ہوں گے۔

29- جس نے صدق و اخلاص و تقویٰ کو اختیار کیا' وہ ماسویٰ اللہ سے منقطع ہو گیا۔

30- ہر وہ حقیقت' جسے شریعت رو کر دے' باطل ہے۔

31- جو شخص علم کے بغیر عبادت میں مشغول ہوا' اس کی اصلاح پر فساد غالب ہوگا۔

32- جو شخص علم پر عمل کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے وہ علوم عطا کرتا ہے' جو اسے پہلے حاصل نہیں ہوتے۔

33- صادق وہ ہے' جو اقوال میں سچا ہو اور صدیق وہ ہے جو اقوال' افعال اور احوال میں صداقت کو پیش نظر رکھے۔

34- صدق کی حقیقت یہ ہے کہ تم وہاں سچ بولو' جہاں تمہیں جھوٹ کے بغیر نجات نظر نہ

Marfat.com

آتی ہو۔

35- کسی کے ساتھ محبت وعداوت رکھنے کے لیے کتاب و سنت سے اس کے اعمال کی موافقت و مخالفت کو مدنظر رکھو۔

36- اگر مال و دولت کے ہوتے ہوئے تم اطاعت الٰہی میں مصروف ہوگئے تو مال تمہارا خادم ہوگا اور تم دنیا و آخرت میں محترم ہوگے۔

37- جو شخص دنیا و آخرت کی سلامتی چاہے' وہ صبر و رضا سے کام لے اور تکالیف کی شکایت مخلوق کے سامنے نہ کرے۔

38- جان و دل سے منعم حقیقی کی نعمتوں کا اعتراف' شکر کی حقیقت ہے۔

39- فقیر صابر' غنی شاکر سے افضل ہے اور فقیر شاکر دونوں سے افضل ہے۔

40- دنیاداروں کے ساتھ تعزز (بے نیازی و خود داری) سے پیش آؤ' جب کہ درویشوں کے ساتھ عجز و انکسار سے۔

41- حرام روزی سے دل مردہ ہو جاتا ہے' جب کہ رزق حلال سے دل کو زندگی ملتی ہے۔

42- دنیا کو دست و جیب میں رکھنا اور نیک نیتی سے اس کی فراہمی جائز ہے مگر اسے دل میں جگہ دینا جائز نہیں۔

43- تصوف قلب کو اس کی تمام کدورتوں سے صاف کرنے کا نام ہے۔اور صوفی میں آٹھ صفات جو آٹھ انبیاء علیہم اسلام سے وابستہ ہیں ضرور پائی جانی چاہیں تب کہیں صوفی صوفی بنتا ہے۔فقر سرور کونین ﷺ سے' سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے' صوف حضرت موسیٰ علیہ السلام سے' سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے' صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے' آہ زاری حضرت یحییٰ علیہ السلام سے' رضا حضرت اسحٰق علیہ السلام سے' مناجات حضرت ذکریا علیہ السلام سے۔

44- فرماتے ہیں کہ شروع سے ہی حق تعالیٰ نے روحانی تربیت کا سلسلہ اسی طرح جاری کیا ہے کہ ایک فیض دیتا اور دوسرا حاصل کرتا ہے جیسے انبیاء علیہم السلام اور ان کے جانشین۔ پھر ان کے تربیت یافتہ علیٰ ہذا القیاس یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

Marfat.com

45- تصوف کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ جب صوفی کسی مقصد میں اپنی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد تصور کرتا ہے دنیا سے قطع تعلق کر کے مخلوق خدا کی خدمت کرے اور یہاں تک دنیا کو ترک کرے کہ وہ اس کی خادم بن جائے۔ ایسا شخص موت سے پہلے ہی کامیاب ہو جاتا ہے اور مورد عنایات الٰہی ہو جاتا ہے۔

46- صبر، مصیبت اور بلا میں استقلال سے رہنا ہے اور نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر قائم رہنا ہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک صبر لِلّٰہ ہے وہ یہ کہ اسکے اوامر کو بجا لاتا رہے اور اس کے نواہی سے بچتا رہے اور صبر مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرے اور فقر سے نہ گھبرائے اور بغیر کسی قسم کی ترش روئی کے اظہار غنیٰ کرتا رہے اور صبر علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعید الٰہی کو مدنظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے۔ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے، مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبر مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔

47- حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی وانکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مدنظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے۔ شکر کی کئی اقسام ہیں۔ شکر لسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر بالا رکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساط شہود پر معتکف ہو کر حرمت وعزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدے کی نعمت کو دیکھ کر دیدار منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے اور حامد وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے اور حمد یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصاف جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

48- پہلے علم پڑھ اس کے بعد گوشہ نشین بن۔ جو شخص بغیر علم کے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے زیادہ بگڑتے ہیں۔ پہلے

Marfat.com

شریعت کا چراغ لے پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہو جا۔ جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا اور علم لدنی عطا کرتا ہے۔ تو اسباب اور خلق سے منقطع ہو جا وہ تیرے دل کو مضبوط اور عبادت اور پرہیز گاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا چالیس روز تو اگر اس کی یاد میں بیٹھے تو تیرے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ تمہیں مقام سر سے ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب تو غیر سے تعلق نہ رکھ۔ مجھے پہچان لے اور میرے ماسویٰ کو بھول جا۔ میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب لقا تمام ہوگی تو تجھے حاصل ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا اور حجاب زائل ہوں گے۔

49- اسم اعظم لفظ اللہ ہے بشرطیکہ جب تو نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ عوام کے لیے اس پاک نام کو اس طرح لینا چاہیے کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو۔ خواص کے لیے اس طرح ہو کہ اس ذات پاک کا نام والے کی ذات و صفات کا بھی استحضار ہو اور اخص الخواص کے لیے ضروری ہے کہ اس پاک ذات کے سوا دل میں کوئی چیز نہ ہو۔

50- جو شخص اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راست بازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیز گاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوا سے بیزار رہتا ہے۔ اے مخاطب تو ایسی بات کا دعویٰ نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔ خدا کو ایک جان کسی کو اس کا شریک نہ کر جس کا خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھ کہ دل کی کدورت نہیں جا سکتی تاوقتیکہ نفس کی کدورت نہ جائے۔ جب تک نفس اصحاب کہف کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت یہ خطاب بھی ملے گا۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اے نفس مطمئنہ نہایت راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ اس وقت وہ حضرت القدس میں باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات و نظر رحمت کا کعبہ بنے گا۔ اس کا عظمت و جلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام اعلیٰ سے سنائی دے گا یا

Marfat.com

عبدی انت لی و انا لک اے میرے بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقرب الٰہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصان خدا سے ہو جائے گا۔ اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا اور اب یہ خدا کا امین ہوگا اور اب اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچا لے اور گمراہی کے بیابانوں میں راہ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہ حق پر لائے۔ پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کی گذر ہوتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر گزر ہوتی ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بد بخت کو نیک بخت بنا دیتا ہے۔

51- صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد جانے اور دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

52- حسن خلق یہ ہے کہ تم پر جفائے خلق اثر نہ کرے خصوصاً جبکہ تم حق سے خبر دار ہوگئے ہو۔ اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ نفس سے سرزد ہو حقیر جانو اور جو کچھ کہ خدا تعالیٰ نے خلق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام ودیت کیے ہیں اس پر نظر کر کے جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو۔ یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

53- اقوال اور اعمال میں صدق یہ ہے کہ اس کے ذریعہ رویت خداوندی حاصل رہے۔ اور احوال میں صدق یہ ہے کہ بندے کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی توجہ اور خیال کے علاوہ کوئی شے باقی نہ رہے۔

54- تو حکم الٰہی کو مدنظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس سے اور اس کے ارادے کو مدنظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کر۔ اس وقت تو حکم الٰہی کے لائق ہو سکے گا۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ ان سے تیرا تعلق ختم ہو جائے۔ ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بیخوف ہو جائے خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھا لے اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کر نہ اپنے آپ پر

Marfat.com

بھروسہ کر۔ بلکہ تمام امور اسی کو سونپ دے۔ وہ جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مشیت الٰہی کے سامنے تیرا کوئی ارادہ نہ ہو بلکہ اس کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضا اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے۔ ذرا بھی منقبض نہ ہو۔ تمہارا باطن تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تو خود قدرت الٰہی کے ہاتھ میں ہو جائے' وہ کچھ بھی تجھ پر اپنا تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تجھے پکارے گی۔ علم لدنی تجھ کو حاصل ہوگا اور نور جمال الٰہی کا لباس پہنے گا۔ پھر ارادہ الٰہی کے سوا تیرے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تیری طرف منسوب ہونگے مگر بظاہر اور درحقیقت و فعل الٰہی ہوگا پھر جب تو اپنے دل میں کوئی ارادہ پائے تو خدا تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا خیال کر اور اپنے وجود کو حقیر جان یہاں تک کہ تیرے وجود پر قضائے الٰہی وارد ہو۔ اس وقت تجھے بقا حاصل ہوگی۔ کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ اکیلا خدا تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے اکیلا تھا۔ یہی حالت فنا کی ہے۔ جب تو خلق سے علیحدہ ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور حقیقی زندگی نصیب کرے۔ اس وقت تجھے حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور غنی، کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن جس کے بعد کوئی خوف نہیں اور وہ نیک بختی جس کے بعد بدبختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد نہیں اور وہ بزرگی کہ جس کے بعد حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد ناپاکی کا تصور نہیں ہو سکتا۔

55- محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا اسے انگوٹھی کے حلقے یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اتر سکتا۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن ہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت

Marfat.com

نہیں پاتے۔ انہیں اغیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے محبوب کے سواء انہیں کسی سے انسیت نہیں ہوتی۔

56- فرمایا اگلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا (یہ غوثیت عظمٰی کی شان ولایت کی طرف اشارہ ہے جس کو تا قیامت دوام ہے)

57- برسر منبر فرمایا: ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

58- میں ایک برہنہ تلوار ہوں اور چڑھی ہوئی کمان ہوں۔ میرا تیر نشانے پر لگنے والا ہے۔ میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے۔ میں عشق الٰہی کی آگ ہوں۔ حال و احوال کا سلب کرنے والا' دریائے بیکراں اور رہنما وقت کی دلیل ہوں۔

59- میں دریائے علم و مشاہدہ الٰہی کا غوطہ خور ہوں۔ میری نظر لوح محفوظ پر جمی ہے۔

60- میں تم پر اللہ کی حجت ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کا نائب اور ان کا دنیا میں وارث ہوں۔ انسانوں کے پیر ہوتے ہیں۔ جنات اور فرشتوں کے بھی۔ لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔

61- میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا سا فرق ہے۔ مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے بالاتر ہوں۔

62- اپنے مریدوں کے متعلق فرمایا میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جاتے میں بارگاہ خداوند میں نہیں جاؤں گا۔

63- غوث اعظم اپنے قصائد میں فرماتے ہیں۔ اے میرے مرید عشق الٰہی سے سرشار ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ رہ کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے۔

64- اے میرے مرید کسی بدباطن مخالف سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں میں ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

65- میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے سے

Marfat.com

اس کی حفاظت کرتا ہوں۔ میرا مرید خواہ مشرق میں ہو یا مغرب میں۔ میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

66- میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا تلے جب بھی مجھ کو پکارے تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں۔

67- میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس۔ میری بات رد نہ کی جائے گی۔

68- فرمایا فقیر کے نام میں چار حرف ہیں جن کی اپنی توضیح و تاویل فقر کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔ فرماتے ہیں فائے فقیر سے مراد فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات وصفات سے فارغ ہو جانا ہے۔ اور قاف فقیر سے مراد یاد الٰہی سے اپنے دل کو قوت دینا اور ہمیشہ اس کے رضا مندی پر قائم رہنا ہے اور ی سے مراد یاس وناامیدی سے دور رہ کر امید وار رحمت الٰہی ہونا اور اس سے ڈرتے رہنا اور ایسی پرہیز گاری اور تقویٰ اختیار کرنا جیسا کہ اس کا حق ہے اور ر سے مراد رقت قلب اور اس کی صفائی اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ کر رجوع الی اللہ کرنا ہے۔

21

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ (وصال 1240ء)

1۔ فرماتے ہیں کہ میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور ان سب پر جو وہ رسول لائے بہ طریق اجمال و بطریق تفصیل اور جو مجھ تک پہنچا اور جو مجھ تک نہیں پہنچا، یا میرے نزدیک ثابت نہیں ہوا۔ پس جو کچھ رسول اللہ واقعی لائے اس سب کی میں تصدیق کرتا ہوں۔ یہ ایمان و اعتقاد بطور تقلید کے میں نے اپنے والدین سے حاصل کیا اور اسی تقلید کے تقاضے سے میں نے اس پر عمل کیا اور بمقتضائے ایمان تقلیدی اس عمل کا یہ اثر ہوا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ میرا ایمان کس مقام کا تھا اور کس چیز پر میں ایمان لایا تھا۔ میرے بصر و بصارت و خیال سے حجاب اٹھ گیا اور جو کچھ مناسب حال تھا مجھ پر واضح و ظاہر ہو گیا۔ پس چشم بصر سے میں نے وہی دیکھا جو بصر سے ادراک کیا جاتا ہے اور چشم بصیرت سے صرف وہی دیکھا جو صرف

Marfat.com

چشم بصیرت سے ادراک ہوا کرتا ہے اور چشم خیال سے بھی میں نے وہی دیکھا جو صرف چشم خیال سے دیکھا جا سکتا ہے۔ پس حقیقت حال مجھ پر منکشف ہو گئی اور حکم متخیل جو میں نے تقلید سے حاصل کیا تھا میرے کشف میں موجود ہو گیا اور اس ذات کو میں نے پہنچانا جس کی میں پیروی کرتا تھا کہ وہ رسول مبعوث ہیں یعنی سید المرسلینؐ ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام مومنوں کے حال پر اطلاع بخشی اور اگلے پچھلے خاص و عام لوگوں میں سے قیامت تک کوئی ایسا نہ رہا جس کے حال پر مجھے اطلاع نہ بخشی گئی ہو۔

2- فرماتے ہیں سب علوم سے اکابر علم اور سب سے اعلیٰ اور ارفع حقیقت بلکہ حقیقت الحقائق توحید الٰہی ہے جو ذات باری تعالیٰ کے وجود کی وحدت کی دال ہے۔ یعنی وجود واحد ہے اور وجود صرف اور صرف حق تعالیٰ ہے۔ یہی وحدت الوجود ہے۔

3- وحدت الوجود ہی توحید حقیقی ہے۔ جو توحید شریعت کی روح اور حقیقت ہے۔ یہی توحید ذاتی ہے جو توحید افعالی اور توحید صفاتی کی اصل ہے۔ کیونکہ صفات اور افعال و کمالات وجود کے ہی ہوتے ہیں اور وجود صرف ایک ہے اور وہ ذات حق کا وجود ہے۔ کلمہ توحید یعنی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے یہی معنی ہیں یعنی نہیں کوئی موجود مگر اللہ ہی موجود ہے۔ عبادت کے لائق وہی ہو سکتا ہے جس کے لئے وجود ہے اور وجود حقیقی سوائے ذات باری تعالیٰ کے لئے کسی کے لئے نہیں ہے۔ اور حق تعالیٰ کے وجود کا ظہور موجودات سے ہے۔ پس ازروئے حقیقت کوئی نہیں موجود مگر اللہ یہی ہمہ اوست ہے اور یہی وحدت الوجود ہے۔

4- فرمایا علم حق علم ذوقی ہے کتابی نہیں ہے اور وہی علم صحیح ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ محدث و تخمینی ہے جو اصل علم نہیں ہے۔

5- اکابرین کے علم تک پہنچنے کا طریق ایمان و تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں کو ان پر کھول دیتے یعنی ہم ان کو ان علوم پر مطلع کر دیتے جو علویات و سفلیات اور جبروت کے اسرار اور ملک اور ملکوت کے انوار سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ سے ڈرو اللہ تم کو سکھاتا ہے یعنی تم

Marfat.com

کو وہ باتیں بتلائے گا جن کو تم وسائط کے ذریعے سے نہیں جانتے اور رہ وہ علم الٰہیہ ہیں اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کی طرف ہے جو ذات پر دلالت کرتا اور اسماء و افعال وصفات کا جامع ہے۔اے بھائی اس لئے تم پر لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور ان کے آگے سر تسلیم خم کرو۔وہم کی بنیاد پر انکار نہ کرو۔

6- ابن عربی نے امام فخر الدین رازی کو لکھا: میرے بھائی خداتعالیٰ ہم کو اور تم کو توفیق عطا فرمائے سنو کوئی شخص ہمارے نزدیک علم کے مقام میں کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا علم بلا واسطہ نقل یا حق تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو کیونکہ جس کا علم نقل یا اسناد سے حاصل ہوتا ہے ہو برابر حادث چیزوں سے آتا ہے اور اللہ والے اس کو خالی از علت نہیں سمجھتے اور جس نے حادث چیزوں اور ان کی شناخت میں عمر گنوائی اس نے اپنا حصہ خدا تعالیٰ کے پاس کا کھو دیا۔اس لئے کہ آدمی ان علوم میں جو حادث چیزوں سے تعلق رکھتے ہیں اپنی عمر کو برباد کرتا ہے اور پھر بھی ان کی حقیقت کو نہیں پہنچتا۔

اے بھائی اگر تم اہل اللہ میں سے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک اختیار کر لیتے تو وہ تم کو حق تعالیٰ کی درگاہ شہود تک پہنچا دیتا اور وہاں سے تم اشیاء کا صحیح علم الہام کے طریقے سے حاصل کرتے جس میں نہ مشقت ہے نہ ماندگی نہ بے خوابی جس طرح کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حاصل کیا۔اور علم ہے تو وہی ہے جو کشف و شہود سے حاصل ہو نہ کہ جو نظر فکر و گمان و قیاس سے۔اے بھائی صرف وہ علم حاصل کر جس سے تیری ذات کی تکمیل ہو اور جو تیرے ساتھ دوسرے عالم میں رہے جہاں تجھے جانا ہے۔اب یہ علم صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے علاقہ رکھتا ہے اور وھب و مشاہدہ کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے مثلاً علم طب ہے کہ اس کی ضرورت اسی عالم میں ہے جہاں مرض اور دکھ ہے اور جب تم اس عالم میں پہنچو گے جہاں دکھ درد ہی نہیں ہے تو وہاں اس علم کے ذریعہ سے کس کا علاج کرو گے۔

7- اے بھائی اس سے تم کو معلوم ہو گیا عقل والے کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہئے جو اس کے ساتھ عالم برزخ تک جائے نہ وہ جو عالم آخرت میں بلکہ آخرت کے

Marfat.com

سفر کے وقت ساتھ چھوڑ دے اور آدمی کے ساتھ جانے والے صرف دو ہی علم ہیں ایک تو خدا تعالیٰ کا علم اور دوسرا معاملات آخرت کا علم۔تاکہ اس عالم میں جو تجلیات واقع ہوں ان کا انکار نہ کر بیٹھے اور جب حق کی تجلی اس پر ہو نعوذ باللہ منک نہ کہہ بیٹھے جیسا کے وارد ہوا ہے۔

8- اس لئے اے بھائی یہ ضروری ہے کہ اسی عالم میں یہ دونوں علم تم پر کھل جائیں تاکہ ان کا پھل تم کو اسی عالم میں ملے۔اور اسی عالم میں ان ہی علوم کو لو جن کی ضرورت اہل اللہ کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جانے کے راستہ میں پیش آئے۔(طبقات الکبریٰ)

9- فرمایا کہ حضرت آدمؑ سے رسول اللہ تک جتنے انبیاء گزرے ہیں ان سب کو میں نے دیکھا اور کل اہل ایمان عام و خاص کو میں نے دیکھا اور جتنے لوگ ہو گئے اور ہوں گے سب کو میں نے پہچانا اور پشت آدمؑ میں جتنے اہل سعادت تھے ان سب کی معرفت اور شمار یعنی تعداد اللہ تعالیٰ نے مجھے عنائت فرمائی۔

10- رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرماتے ہیں کہ تو ایسا کر اور ایسا کہہ۔اور میں اپنے علم اور مشاہدے سے کوئی بات سوائے حکم رسول اللہ کے نہیں کہتا ہوں۔

11- اللہ تعالیٰ نے عالم کو اپنے وجود سے اور کرم سے وجود بخشا۔اس میں کسی عقل مند اور مومن کو شک نہیں۔

12- اس کے اوپر کوئی شئے زائد نہیں ہے بلکہ وہ ہر صورت کا عین ہے اور ایسے ہی معادن کا اور نباتات اور حیوان افلاک اور املاک کی صورت سمجھو۔اور پاک ہے وہ ذات جس نے اشیاء کو ظاہر کیا اور وہ ان سب کا عین ہے۔

13- بے شک حق تعالیٰ ہر چیز کی صورت اور ہر چیز کا عین ہے۔ہر چیز انسان کے دل میں سما جاتی ہے۔کیونکہ ہر چیز حق ہے۔حق تعالیٰ انسان کے دل میں سما جاتا ہے۔پس حق تعالیٰ تمام موجودات کا گھر ہے۔اس لئے کہ وہ اسے سمو لیتا ہے لیکن مومن کا دل نہ کہ غیر کا۔یعنی وہ زمینوں اور آسمانوں کا عین ہے۔

14- حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کو دیکھا یعنی میں نے جس چیز کو دیکھا اس میں اللہ کو دیکھا۔

Marfat.com

15- انسان اپنے رب کو خواب میں بصورت انسان دیکھتا ہے۔خدا شکل وصورت سے پاک ہے یہ صفت تنزیہہ ہے۔کائنات اس کی مظہر ہے۔بصورت کائنات اس کا ظہور ہے۔تشبیہہ اور تنزیہہ دونوں سے جو فارغ ہے وہ کامل ہے بندہ دیدار کا مقام دنیا میں ہی حاصل کر لیتا ہے۔

16- حق تعالیٰ وجود ہے اور اشیاء اس وجود کی صورتیں ہیں۔اسکی شرح وتفسیر روح البیان (اردو) میں یوں ہے۔پس وہ تجلیات ہیں جو اسکی ذات میں بطریق فیض اقدس اولیٰ بطریق ظہور نورانی کے موجود ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ حامد بھی وہی ہے اور محمود بھی وہی ہے۔

17- فرمایا اللہ تعالیٰ نے ''آپ نے نہیں پھینکی پس نفی کی اذرمیت یعنی آپ نے پھینکی پس ثابت ہوا وہ اللہ نے پھینکی۔لہذا رسول اللہؐ کے ہونے کی نفی کی اور اپنی ذات کو عین محمد مصطفیٰؐ ثابت کیا اور حضورؐ کے لئے اسم اللہ قرار دیا۔

18- تو گمان کرتا ہے کہ حضورؐ عظیم الشان ہیں جیسا کہ تو سراب کو پانی خیال کرتا ہے حالانکہ وہ صرف دیکھنے میں پانی معلوم ہوتا ہے پس (ایسے ہی) جب تو حضورؐ کے پاس آئے گا تو حضورؐ کو نہ پائے گا اور اللہ تعالیٰ کو صورت محمدیہؐ میں پائے گا۔اور تو حضورؐ کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لے گا جیسا کہ تو سراب کے پاس آتا ہے تاکہ تو اس چیز کو پالے جو تجھے نظر نے عطا کی ہے یعنی پانی نہیں ملتا اور تو وہاں اللہ ہی کو پائے گا۔

19- حم کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ حضورؐ میں چھپا ہوا ہے پس آپ حقیقت میں حق ہیں اور خلقیت میں محمد ﷺ ہیں (تفسیر شیخ اکبر محی الدین ابن عربی) یعنی حم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور صورت محمدی میں ہے۔

20- اللہ تعالیٰ صورت خلق کے پردہ میں ہے یعنی رسول اللہؐ کی صورت میں ظاہر ہوا ہوں۔پس آپ میرے ساتھ صورت خلق میں قائم ہیں۔(تفسیر ابن عربی)

21- پس عالم ایک وہمی چیز ہے۔اس کے لئے اصل وجود نہیں ہے اور خیال کے یہی معنی ہیں کہ تم کو خیال ہوگیا ہے کہ عالم کوئی جدا چیز اپنی ذات میں قائم ہے حق تعالیٰ سے خارج ہے۔حالانکہ اصل میں یہ بات نہیں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ

Marfat.com

ذات حق کے سوا غیر کا وجود ہی نہیں ہے اسی ذات کا ہی کائنات کی صورت میں ظہور ہے۔

22- فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عالم واقعہ میں حضرت ادریسؑ سے ملا اور ابتدائے عالم کے متعلق ان سے دریافت کیا۔آپؑ نے فرمایا مجھ کو مدت عالم کی ابتدا کا حال معلوم نہیں ہے اور نہ یہ جانتا ہوں کو مخلوقات کس حد تک پیدا ہوتی رہیں گی۔کیونکہ ہر نفس کے ساتھ ایک نئی خلقت پیدا ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی صفت خلق ابدی ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔اور دنیا و آخرت ہمیشہ رہے گی۔میں نے عرض کیا یا نبی اللہ قیامت کی علامت مجھ سے فرمائے۔ارشاد ہوا کہ تمہارے جد آدم قریب کا وجود اس کی بڑی علامت ہے۔میں نے عرض کیا کہ حضرت دنیا کے بعد بھی کوئی دار اس کے علاوہ ہے؟ فرمایا کہ ہاں ایک ہی دار اور موجود ہے اور دنیا تم لوگوں کے سبب سے دنیا ہوئی۔

23- اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ عالم کی عمر کا کروڑوں برس سے بھی اندازہ نہیں ہو سکتا۔فرمایا کہ عالم طبعی کی عمر کے اکہتر ہزار برس جب گزر چکے تب حق تعالیٰ جل شانہ نے موالید ثلاثہ (جمادات،نبادات،حیوانات) کو پیدا کیا اور ان کے چوّن ہزار سال بعد حق تعالیٰ نے اس دنیا کو پیدا کیا۔جب اس دنیا کو ترسیٹھ ہزار سال گزر گئے تب حق تعالیٰ نے جنت،دوزخ کو بنایا۔دنیا اور آخرت میں نوے ہزار سال کا فرق ہے۔اور اس کا نام آخرت اس لئے ہوا کہ وہ بعد میں آنے والی ہے۔آخرت کی کوئی انتہا نہیں کہ اس کا احاطہ کیا جاسکے۔جب دنیا کی عمر کو ستر ہزار سال اور آخرت کی عمر کے آٹھ ہزار سال گزر چکے تب حق تعالیٰ نے آدم کی مٹی کا خمیر کیا۔تری و خشکی کے جانور پیدا کئے۔زمین کے عفونات سے حشرات الارض کو پیدا کیا تاکہ ہوا عفونت (بدبو) سے پاک رہے۔

24- عالم کبھی قطب سے خالی نہیں ہوتا کہ کبھی رسول سے خالی نہیں ہوتا اسی لئے حق تعالیٰ نے چار نبیوں کو زندہ رکھا ہے۔تین ان میں سے صاحب شرع ہیں یعنی حضرت ادریسؑ ،الیاسؑ اور عیسیٰ علیہم السلام اور ایک حامل علم لدُنی ہیں یعنی حضرت خضر علیہ السلام۔اور اس کی توضیح یہ ہے کہ دین حنفی کے چار رکن ہیں

Marfat.com

۔جیسے کہ گھر کے چار رکن ہوتے ہیں اور وہ رسل اور انبیاء اور اولیاء اور مومنین ہیں۔

25- فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ معلوم ہو قطب سے تمام دائرہ وجود وکون وفساد کی حفاظت ہوتی ہے اور دو اماموں سے عالمِ غیب و شہادت کی حفاظت ہوتی ہے اور اوتاد سے حق تعالیٰ جنوب و شمال ومشرق ومغرب کی حفاظت کرتا ہے اور ابدالوں سے حق تعالیٰ ہفت اقلیم کی محافظت فرماتا ہے۔ قطب ان سب کا محافظ اور نگہبان افسر ہے اور اس عالم کون وفساد کے تمام امور کا اسی کی ذات پر دارومدار ہے۔امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں کہ جس طرح حق تعالیٰ کی امہات صفات سات ہیں اسی طرح سات ابدال بھی ہیں۔انہیں سے حفاظت جہات بھی ہوتی ہے۔

26- شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ ہر ایک ابدال کو مدد انبیا کی روحوں سے پہنچتی ہے جو ایک ایک آسمان میں ہیں۔میں ان ساتوں ابدالوں سے مکہ معظمہ حنابلہ کے پیچھے ملا ہوں ان سب کو رکوع کی حالت میں پایا۔بعد فراغت نماز میں نے سلام کیا۔انہوں نے جواب دیا ۔پھر میں نے ان سے باتیں کیں میں نے کسی کو ان سے زیادہ خوش و خوش خلق اور خوش شغل نہیں پایا۔

27- فرماتے ہیں کہ بڑی وراثت ختم ولایت ہے اور ختم کی دو قسمیں ہیں ۔ایک اعلیٰ ہے اور دوسری ادنیٰ ہے۔اعلیٰ یہ ہے کہ ولایت مطلق کا وہ خاتم ہو۔ادنیٰ یہ ہے کہ ولایت مقیدہ محمدیہؐ کا خاتم ہو۔پس مطلق ولایت کے خاتم حضرت عیسیٰ ہیں اور آخر میں نزول فرمائیں گے اور ولایت مطلقہ کے آپ خاتم ہوں گے ۔اور ولایت مقیدہ کے خاتم ایک شخص ولایت مغرب کے ہوں گے اور وہ خاندان اور ملک دونوں میں اشرف ہوں گے وہ آج ہمارے زمانہ میں موجود ہیں اور 595ھ میں ان سے ملا تھا اور میں نے ان میں ختم کی مہر بھی دیکھی تھی جسے حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آنکھوں سے مخفی رکھا ہے۔انہوں نے اس مہر کو مجھے جسم کھول کر دیکھایا اور میں نے دیکھا کہ جو اسرار وعلوم ربانی وہ بیان کرتے ہیں اس سے لوگ انکار کرتے ہیں ۔

28- فرماتے ہیں کہ یہ لوگوں کی کیسی بے انصافی ہے کہ جن صفات الٰہی کو انبیا کہیں ان

Marfat.com

پر تو ایمان لے آئیں اور جب انہیں کو عالم و مقرب پیرو رسول کہے تو انکار کریں یہ نہیں جانتے کہ دریا ایک ہی ہے اسی سے دونوں چشمے بہتے ہیں۔

29- باب وصایا میں فرماتے ہیں کہ تم آئمہ مجتہدین پر طعن کرنے سے بچو اور یہ کبھی نہ کہو کہ وہ معارف و اسرار سے محجوب تھے۔ وہ اس لئے کہ ان کا قدم علوم غیب میں راسخ تھا اگرچہ وہ بغلبہ ظن حکم کرتے تھے لیکن ان کا علم یقینی تھا۔ ان میں اور اہل مکاشفہ میں صرف راستہ کا اختلاف ہے اور یہ لوگ تشریح کے جہت سے رسولوں کے مرتبہ میں ہیں۔ پھر فرمایا قیامت کے دن یہ علمائے مجتہدین انبیاؑ کی صفوں میں ہوں گے امت کی صفوں میں نہ ہوں گے اور ہر رسول کی جانب میں ایک عالم امت محمدیہ میں سے ہوگا اور یہ وہ علما ہوں گے جنہیں احکام و حالات، مقامات ومنازل میں صاحب سند ہونے کا درجہ حاصل ہوگا۔ ان کے آخر میں خاتم آئمہ مجتہدین حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

30- فرمایا اولیا اللہ پر بھی وحی نازل ہوتی ہے مگر اس کے طریقے مختلف ہیں۔ کبھی وہ وحی کو خیال میں پاتے ہیں اور کبھی حس میں دیکھتے ہیں اور کبھی اپنے دل میں پاتے ہیں اور کبھی لکھی ہوئی عبارت میں اور یہ اکثر اولیاء اللہ کو واقع ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو عبداللہ ،قضیب البان موصلی اور تقی ابن مخلد شاگرد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ کو کتابت ہی کے ذریعہ سے ملک الالہام وحی پہنچاتا تھا۔ اور جب وہ خواب سے بیدار ہوتے تو ایک کاغذ پر لکھا ہوا پاتے تھے۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ ہر طرف سے برابر پڑھا جاتا ہے اور جب ورق الٹتے ہیں تو کتاب بھی الٹ جاتی ہے۔ میں نے خود اسی کتابت کو دیکھا ہے۔ وہ ایک فقیر پر مطاف میں اس صفت پر اتری تھی۔ اس میں دوزخ سے اسکی نجات درج تھی۔

31- فرماتے ہیں کبھی بندہ کو ایک خاص طریقے پر الہام ہوتا ہے اور وہ جہت ہر انسان میں حق تعالیٰ کی جانب سے ودیعت ہے کہ ملک الالہام کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ لیکن لوگ اس سے انکار کرنے میں عجلت سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت خضر اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ موجود ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے جو حضرت خضرؑ کے الہامات کا انکار کیا تو اس سے وہ معذور تھے اسے لئے کہ وہ نبی تھے اور نبی ہمیشہ بالمشافہ لینے

Marfat.com

کا عادی ہے۔اور چونکہ وہ صاحب شریعت ہوتا ہے اس لئے فرشتہ کا واسطہ ضرور ہے تاکہ حقیقت وحی میں وہم کو بھی دخل نہ ہو۔

32- فتوحات مکیہ میں ابن عربی فرماتے ہیں کہ فرشتہ نبی اور ولی دونوں پر نزول کرتا ہے لیکن دونوں کی کیفیت نزول میں فرق ہے۔یعنی انبیاء و مرسلین پر بالذات وہ نزول کرتا ہے اور اولیا اللہ پر بہ اتباع نبی ان امور کو سمجھانے کے لئے جو نبی لایا ہے لیکن فہم و ادراک میں نہیں آتے۔کبھی ملک الالہام ولی اللہ پر بشارت کے ساتھ نزول کرتا مثلاً ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقامو تتنزل علیھم الملئکۃ یہ اکثر موت کے وقت واقع ہوتا ہے۔آپ شیخ فرماتے ہیں کہ مجھ پر ملک الالہام نے غیر متناہی علوم لے کر نزول کیا ہے۔

33- فرمایا کہ امت محمدیہؐ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے افضل ہو سوائے حضرت عیسیٰ کے جن کا اس امت میں بھی شمار ہے۔یعنی آپؑ نزول فرمائیں گے تو اسی شریعت محمدیؐ کے مطابق احکام دیں گے۔

34- فرمایا کہ اولیاء اللہ میں ایک مرد یا ایک عورت صاحب مقامات ہوا کرتے ہیں جس سے بکثرت کرامتیں سرزد ہوتی ہیں۔اور بندگان خدا کو اس سے نفع پہنچتا ہے اسے ہر چیز پر قدرت ہوتی ہے اور وہ سب کا سردار ہوتا ہے اور ہمیشہ حق کے ساتھ رہتا ہے۔چنانچہ بغداد میں ہمارے شیخ سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کو یہی مقام حاصل تھا۔میں آپ سے نہیں ملا ہوں لیکن ان سے ملا ہوں جو آپ کے بعد ہوئے۔لیکن ہمارے شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی کا مرتبہ ان سب سے بلند تر ہے۔مجھے بالتحقیق معلوم ہوا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قطب وقت تھے اور تصرفات کی انہیں اجازت تھی اس لئے بے شمار کرامتیں ان سے ظاہر ہوئیں۔

35- فرمایا کہ ایک دفعہ مجھ پر بے خودی طاری ہوئی ایک مدت اسی بے خودی میں گذر گئی لیکن نماز باجماعت پڑھتا رہا اور امامت بھی کرتا رہا۔اور نماز کے جمیع اعمال جیسا کہ چاہئے بجا لاتا رہا۔لیکن یہ تمام حالت لاشعوری میں ہوتا رہا۔مجھے نہ جماعت کا شعور تھا نہ اعمال کا۔اور یہ ایسی بے خودی تھی کی عالم محسوس میں سے کسی شئے کا شعور باقی نہیں رہا تھا۔

Marfat.com

36- فرمایا ایک مرتبہ نماز جمعہ کے بعد میں طواف کر رہا تھا۔ایک شخص کو دیکھا وہ بھی طواف میں مشغول ہے لیکن وہ نہ کسی کے آنے جانے سے رکتا ہے اور نہ کوئی اس کی وجہ سے رکتا ہے۔دو آدمیوں میں وہ اس طرح نکل جاتا ہے کہ ان دونوں میں سے کسی کو جدا ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔میں یہ حال دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ روح ہے جسم نہیں۔اس کی راہ پر کھڑا ہو گیا اور جب وہ سامنے آیا تو میں نے سلام کیا۔اس نے جواب دیا۔میں اس کے ہمراہ ہو لیا اور باتیں کرنے لگا۔معلوم ہوا کہ حضرت احمد سبتی ہیں۔میں نے پوچھا کہ حضرت ہفتے کے سات دنوں میں آپ نے سینچر (ہفتہ) کو کیوں کسب نفس کے لئے مخصوص فرمایا تھا۔آپ نے فرمایا اس جہت سے کہ خدائے تعالیٰ نے یک شنبہ (اتوار) کو تخلیق عالم شروع فرمائی اور جمعہ کو فارغ ہوا۔یہ چھ دن وہ ہمارے کام میں مصروف تھا۔میں بھی اس لئے اس کے کام میں مصروف رہا کرتا تھا اور اپنی حظ نفس کے لئے کوئی کام ان ایام میں نہیں کیا کرتا تھا۔جب شنبہ (ہفتہ) کا دن آیا تو اُسے میں نے اپنے لئے مقرر کیا اور اس میں اپنے نفس کے لئے کسب کرتا تھا تاکہ اِن چھ دنوں کے لئے قوت کا انتظام کردں۔ابن عربی فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کے زمانہ میں قطب وقت کون تھا۔انہوں نے فرمایا کہ میں۔اس کے بعد رخصت ہو گئے۔

37- فتوحات مکیہ میں لکھا ہے شیخ فرماتے ہیں کہ میری برادری میں ایک شخص یحییٰ بن یغان (یانعمان) تلمسان کا بادشاہ تھا۔ اس شہر میں ایک شیخ جن کا نام ابو عبداللہ تونسی تھا۔اور وہ خلق سے گوشہ نشین ہو کر شہر سے باہر ایک مقام میں مشغول عبادت رہا کرتے تھے۔ایک دن بادشاہ کا اس مقام سے بڑے شان و شوکت کے ساتھ گزر ہوا۔لوگوں نے اُسے ابو عبداللہ تونسی کا حال بتایا۔بادشاہ گھوڑے کی باگ موڑ کر آپ کے سامنے آیا اور سلام کیا۔اس کے جسم پر فاخرہ لباس تھا۔شیخ سے پوچھنے لگا کہ حضرت اس لباس کے ساتھ نماز جائز ہے یا نہیں؟۔شیخ ہنس پڑے۔اس نے پوچھا کیوں ہنستے ہیں۔آپ نے فرمایا تیری کم عقلی پر۔تیری مثال اس کتے کی سی ہے جس نے مردار کھا کر پیٹ بھرا ہے اور سر سے پاؤں تک خون آلودہ ہے۔لیکن

Marfat.com

پیشاب کرتا ہے تو ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتا ہے کہ کہیں چھینٹا نہ پڑ جائے۔تیر اپیٹ حرام سے بھرا ہوا ہے اور جو مظالم تو نے بندوں پر کئے ہیں وہ تیری گردن پر بکثرت ہیں اور تو اب یہ پوچھنے آگیا ہے کہ ان کپڑوں میں نماز جائز ہے یا نہیں۔ بادشاہ پر یہ سن کر رقت طاری ہوئی۔وہ گھوڑے سے اتر آیا اور سلطنت ترک کر کے شیخ کی ملازمت میں رہنے لگا۔تین دن کے بعد شیخ نے فرمایا اب مہمانی ہو چکی۔یہ رسی ہے ہاتھ میں لو اور جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر سر پر رکھ کر لاؤ اور بازار میں بیچو۔چنانچہ یحیٰؒ (بادشاہ) نے حکم کی تعمیل کی۔لکڑیاں جنگل چھپا تا بازار میں بیچتا اور کھانے کے لئے کچھ رکھ کر باقی سب قیمت خیرات کر دیتا۔لوگ اس کی حالت دیکھ کر روتے تھے۔آخری وقت تک وہ اسی حالت میں اپنے شہر میں رہا۔اگر کوئی شخص شیخ سے دعا کی درخواست کرتا تو وہ فرماتے یحیٰؒ سے دعا کراؤ اس نے بادشاہی چھوڑ کر زہد اختیار کیا ہے۔

38- فتوحات میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ عالم دنیا کبھی ویران بھی ہو جاتا ہے لیکن عالم مثال پر کوئی آفت نہیں آتی۔قیامت کبریٰ تک یہی حال رہے گا۔اس دنیا کا حال یہ ہے کہ جسم کے واسطے سے نفس و روح کو رنج و راحت پہنچتا ہے لیکن بعد مرگ نفس و روح جسم کی قید سے آزاد ہو جاتے ہیں اور انسان عالم برزخ میں چلا جاتا ہے جہاں اعمال و کردار کے مطابق اسے اچھا یا بُرا ایک مثالی وجود عطا ہوتا ہے اور عذاب و ثواب تعذب و تنعم نفس و روح کے واسطے سے حاصل ہوتا ہے۔جب ارادہ الٰہی یہ کہ عالم برزخ سے بھی انتقال ارواح عمل میں آئے تو قیامت کُبریٰ قائم ہوگی۔اور احکام نفسیہ منعدم ہو جائیں گے اور آن واحد میں عالم جبروت یعنی آخرت میں سب پہنچ جائیں گے اور حشر اجساد کے بعد ہر شخص اپنے اپنے درجہ کے مطابق وہاں ہوگا جہاں اس کا ٹھکانہ قرار پائے گا۔یہ تمام تفاوت (مراتب کا فرق) اسمائے کلیہ و جزیہ الٰہیہ کی تجلیات کے واسطہ سے ہوں گے جو عالم ناسوت، ملکوت و جبروت پر متجلی ہوتی رہتی ہیں۔

39- کتاب فصوص الحکم میں ابن عربی کے نظریات ان اصطلاحات سے واضح ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(۱)وجود ذاتی جس کو وجود واجب،وجود حقیقی کہا جاتا ہے صرف خدا کے لئے ہے اس میں اسکا کوئی شریک نہیں ۔

(۲)ممکنات (مخلوقات ،موجودات) کا وجود نہ تو حقیقی ہے نہ ذاتی ہے ۔نہ مستقل ہے۔ یہ صرف وجود حقیقی کا فیضان ہے ۔اسکو مجازی یا اعتباری یا ظلی کہتے ہیں ۔

(۳)وجود بمعنی ما بہ الموجودیت عین حق ہے۔وجود کبھی موجود پر امر زائد نہیں کیونکہ وجود پر خود وجود تو امر زائد ہو نہیں سکتا۔

(۴)اسمائے الٰہیہ باہم مختلف اور متضاد ہیں ۔یہ اختلاف اور تضاد صفات الٰہیہ کی گوناگونی سے ہے۔اس لئے تمام اسماء و صفات ایک ذات ہی کے حقائق ہیں جس کا اسم ذات اللہ تبارک و تعالیٰ و سبحانہ ہے۔اور آخر الآخر تمام اسماء و صفات اسی وحدہ لا شریک کی طرف رجوع کرتے ہیں مگر عالم ظہور میں ہر اسم وصفت ایک دوسرے کی غیر ہے۔

(۵)صفات عین ذات ہیں ۔اللہ تعالیٰ صفات کمال کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(۶)علم حق قدیم ہے ،معلومات حق قدیم ہیں ۔''قدیم'' کے یہ معنی ہیں کہ غیر مخلوق اور غیر حادث ہیں ۔معلومات حق کو اعیان ثابتہ کہا جاتا ہے۔

(۷)اعیان ثابتہ ایک اعتبار سے معلومات حق ہیں دوسرے اعتبار سے یہی حقائق اسمائے الٰہیہ ہیں یہی حقائق امکانیہ کے ارباب ہیں۔

(۸)اعیان ثابتہ اور حقائق ممکنہ پر اسمائے الٰہیہ تجلی کرتے ہیں تو وہ نمایاں ہو جاتے ہیں ۔یہ تجلی حسب اقتضائے اعیان ہوتی ہے۔

(۹)عین کلی پر تجلی کلی ہوتی ہے۔جزوی پر جزوی تجلی ہوتی ہے۔حقائق جزیہ پر جزوی تجلی ہوتی ہے اور حقیقت کلی پر کلی تجلی ہوتی ہے۔

(۱۰)اعیان ثابتہ کے عین مطابق اعیان خارجہ ظاہر ہوتے ہیں ۔بال برابر بھی فرق نہیں ہو سکتا ۔یہی سرّ تقدیر ہے ۔

(۱۱)جو علم میں ہے وہی ارادے میں ،وہی قدرت میں ہے۔اسی طرح تمام صفات الٰہیہ کا لشکر آستانہ علیم مطلق سے اپنا اپنا حلقہ کار متعین کرتا ہے ۔اور متضاد صفات

Marfat.com

الگ الگ اپنا احاطہ نفوذ و اقتدار مقرر یا مقدر کرتی ہیں ۔مگر وہ مشیت کے نفوذ و اقتدار میں یکساں عمل کرتی ہیں ۔

(۱۲) یہ نظام اعیان جبر نہیں ہے ۔کیونکہ جبر میں جابر و مجبور کی دوئی لازم ہے اور یہاں جو کچھ ہے صرف وجود واحد ہے جو مرتبہ اطلاق میں ہر تعین سے پاک ہے اور مرتبہ تقید میں ہر قید سے مقید ہے۔

(۱۳) ہر شئے کے دو تعین ہیں ۔ایک تعین حقیقی جو علم حق میں ہے اس کو تعین ذاتی بھی کہتے ہیں جو ہر تغیر و تبدل اور زوال و فنا سے پاک ہے۔دوسرا تعین صفاتی ہے جو ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔تبدیلی صفاتی سے متبدل ہوتا رہتا ہے مگر اس تبدیلی سے ذات کی انفرادیت و تشخص پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ تغیر و تبدل بھی دراصل تجلیات الٰہیہ سے نمودار ہوتا ہے ۔یہی حال تمام اشیائے عالم اور پورے عالم کا ہے۔

(۱۴) وجود علمی کو اصطلاح میں ثابت کہتے ہیں اور وجود خارجی کو وجود ممکن کہتے ہیں۔

40- مسئلہ وحدت الوجود کو عام طور نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ تصور کیا جاتا ہے وہ اس لئے کہ یہ عام اذہان کی سمجھ یا رسائی سے بالا تر ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اسکا تعلق خود ذات باری تعالیٰ سے ہے۔جس کا ادراک حد بشریت سے باہر ہے۔وحدت الوجود کی حقیقت صرف ان حضرات پر آشکار ہوتی ہے جو تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی منازل طے کر کے عالم اجساد سے اوپر نکل جاتے ہیں اور عالم ارواح ،عالم جبروت اور عالم لاہوت کی پاک و مقدس فضا میں سیر کرتے ہیں۔ اس لئے شروع سے اہل ظواہر اور اہل باطن میں اس کے متعلق جھگڑا چلا آتا ہے۔اہل ظاہر کثرت وجود کے قائل ہیں اور اہل باطن وحدت وجود کے،اہل باطن کے نزدیک وجود صرف ایک ہے اور ایک ہو سکتا ہے اور وہ وجود ذات باری تعالیٰ کا ہے۔ان کا استدلال یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ ذات و صفات میں واحد لاشریک ہے اور جب وجود بھی اس کی ایک صفت ہے تو پھر صفت وجود میں اس کا کس طرح کوئی شریک ہو سکتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ہستی لامحدود ہے ۔اگر اس کو محدود مانا جائے تو کفر لازم آتا ہے ۔لیکن وحدت وجود کے انکار سے اس کی ہستی محدود

Marfat.com

ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر یہ کہا جائے اشیاء کائنات حق تعالیٰ کا عین نہیں غیر ہیں تو اس کی ہستی محدود ہو جاتی ہے کیونکہ جس ہستی سے کائنات خارج ہو یا جو ہستی کائنات سے خارج اور علیحدہ ہو وہ لازماً محدود ہے یعنی کائنات کی اشیاء میں نہیں ہے باقی ہر جگہ ہے۔ اس سے حق تعالیٰ کا محدود ہونا لازم ہے جو کفر ہے۔

42- مشیت الٰہی زمان سے متعلق نہیں ہوتی۔ وہ ازلی و ابدی ہے حق تعالیٰ نے چاہا کہ انسان کا ظہور اس صورت میں ہو جو صورت اس کے علم میں ہے۔ اسماء الٰہیہ کا وجود مظاہر خلق پر منحصر ہے یہ مظاہر نہ ہوں تو پھر اسماء الٰہیہ کا وجود بھی نہ ہو۔ پس اسماء الٰہیہ اپنے وجود میں خلق کے طالب بھی ہیں اور خلق کی طرف احتیاج بھی رکھتے ہیں۔ اسی طور پر خلق کا وجود اسماء الٰہیہ پر منحصر ہے۔ وہ نہ ہوں تو خلق کا وجود بھی نہ ہو۔

43- ابن عربی جگہ جگہ حق اور خلق، عبد اور رب، مقید اور مطلق، حادث اور قدیم کے نام استعمال کرتے ہیں۔ مگر ان سے مراد دوئی یا اثنییت نہیں۔ اس لئے کہ شیخ کے مذہب میں حقیقت واحدہ کے سوائے کوئی چیز بھی موجود نہیں۔ اسی حقیقت واحدہ کو ایک اعتبار سے ہم خالق، فاعل اور حق کے نام سے بھی پکارتے ہیں اور دوسرے اعتبار سے اسی کو ہم خلق، قابل اور مخلوق کے ناموں سے پکارتے ہیں۔

44- اصل وجود اور سبب وجود فیض الٰہی ہے جو دائم ہے اس فیض الٰہی کو وہ تجلی الٰہی سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ تجلی ہر لحظہ، ہر موجود کی اللہ کی روح سے مدد کر رہی ہے اور دیکھنے والا گوناگوں صورتوں میں اسی کو دیکھ رہا ہے اور جن صورتوں میں وہ روح الٰہی ظہور فرما ہے اسی کا نام خلق ہے جو تجلی الٰہی کا مظہر ہے۔ اور یہ تجلی جو موجودات کی لامتناہی صورتوں میں نمایاں ہو رہی ہے اسی لئے دائمی تغیر، مسلسل تحول موجودات کی صورتوں میں ہر آن ظاہر ہوتا رہتا ہے یہی وہ حقیقت ہے جس پر ابن عربی احیاناً خلق جدید کے نام کا اطلاق کرتے ہیں۔

45- قابل کیا چیز ہے؟ موجودات کی صورتوں میں سے ہر صورت قابل یعنی فیض الٰہی کو قبول کرنے والی ہے۔ شیخ نے فیض الٰہی کی دو اقسام بتائی ہیں!(۱) فیض اقدس (۲) فیض مقدس

Marfat.com

46- فیض اقدس ذات احدیت کی وہ تجلی ہے جو نفس ذات میں نفس ذات ہی کے لئے ان تمام ممکنات کی صورت میں ہوئی جن کے وجود کا تصور بالقویٰ نفس ذات میں تھا۔مراتب تعینات میں سے پہلا مرتبہ تعین ہے جو وجود مطلق کی طبیعت میں واقع ہوا۔لیکن یہ تعینات معقولہ ہیں جو معلومات الٰہیہ یا اعیان ثابتہ کہلاتے ہیں۔ان کا عالم حسی یا خارجی میں کوئی وجود نہیں ہے

47- فیض مقدس کو ابن عربی تجلی وجودی کہتے ہیں۔یہ وہ تجلی واحد ہے جو کثرت وجود کی بے شمار صورتوں میں ہو رہی ہے۔اور اسی تجلی سے اعیان ثابتہ کا ظہور ہو رہا ہے۔یہی تجلی اعیان ثابتہ کو عالم معقول سے عالم محسوس میں نمایاں کرتی ہے۔اور موجودات علمیہ کو خارج میں ظاہر کرتی ہے۔یہی سرِّ قدر ہے۔پس فیض مقدس اعیان کی صورتوں میں تجلی حق ہے۔

48- سرِّ خلق:۔اسماء الٰہیہ اپنے ظہور کے طالب تھے۔اس لئے مشیت الٰہی نے بلحاظ اسماء حسنیٰ (بلحاظ ذات نہیں) خلق میں عام طور پر اور انسان میں خاص طور پر وجود کو ظاہر فرمایا اور خود کو پہچانا۔یہ کمال معرفت ہے۔یعنی وہ اپنے وجود کو خود سے نسبت نہیں دیتا بلکہ معطی وجود سے منسوب کرتا ہے۔اس لئے وہ وجود حق سے موجود ہے تو اس کی معرفت بھی دراصل خدا ہی کی معرفت ہے۔پس اس طرح خدا نے خود ہی کو پہچانا۔

49- انسان آنکھ کی پتلی کو کہتے ہیں۔پس انسان کامل جو اسماء حسنیٰ کی صورت پر پیدا ہوا ہے وہ دراصل حق کے لئے آنکھ کی پتلی ہے جس سے خدا اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے اور اس پر رحم کرتا ہے

50- انسان اسماء صفات الٰہیہ کا مظہر جامع ہے اور اس اکیلے میں وہ تمام صفات جلوہ گر پائی جاتی ہیں جو متفرق طور پر تمام عالم اور اس کے اجزاء میں پائی جاتی ہیں۔اسی لئے عالم کو انسان کبیر اور انسان کو عالم صغیر کہتے ہیں۔کیونکہ جو کچھ عالم میں بہ تفصیل موجود ہے اس کا نمونہ انسان میں بطریق اجمال موجود ہے۔فرمایا عبد کتنا ہی عروج حاصل کر لے عبد عبد ہے۔رب جتنا بھی نزول کر لے رب، رب ہی ہے۔

Marfat.com

51- اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنٰی بے شمار ہیں ۔ ہر اسم ایک جداگانہ عین رکھتا ہے جس سے وہ دوسرے اسماء سے ممتاز و تمیز ہوتا ہے اس طرح بے شمار اسماء کے اعیان بھی بے شمار ہیں ۔مگر چونکہ تمام اسماء حسنٰی اور ان کے تمام اعیان مرتبۂ جمع میں اللہ تعالیٰ کا عین ہیں اور اللہ کے اسم کا عین تمام اسماء کا عین الاعیان ہے ۔اس لئے یہ جانو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء کو اعیان کا ایک جامع مخلوق میں دیکھنا چاہا۔یوں تو ہر مخلوق کسی نہ کسی اسم الٰہی کی مظہر ہے مگر انسان تمام اسمائے الٰہیہ کا مظہر ہے اس لئے اس کی فطرت میں ایسی جامعیت ہے جو کسی دوسری مخلوق میں نہیں ہے ۔اسی لئے وہ خلیفۃ اللہ ہے۔اور حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کے لئے مرآت تامہ سرکار دو عالم سیّد مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

52- ابن عربی فرماتے ہیں کہ انسان کی تخلیق کی مقصد حق تعالیٰ کا اپنے اسماء و صفات کو کہ جن کی تعداد کا کوئی شمار نہیں ایک موجود جامع میں مشاہدہ کرنا تھا ۔پس اللہ تعالیٰ نے جو امانت اسکے سپرد کی وہ حق تعالیٰ کے اسماء و صفات ہیں۔اسی لئے فرمایا علّم الآدم الاسماء کلھا یعنی آدم کو حق تعالیٰ نے تمام اسماء تعلیم کئے۔ابن عربی فرماتے ہیں کہ انسان عالم کے لئے ایسے ہی ہے جیسے نگینہ انگوٹھی کے لئے۔انگوٹھی کی قدر و قیمت اور شان نگینہ سے ہے اور اسی نگینے پر بادشاہ کا نام کندہ ہوتا ہے جس سے خزانوں پر مہر کی جاتی ہے۔اور فرمایا یہی انسان حادث ازلی خلقت دائمی ابدی اور کلمہ فاصل جامع ہے۔حق بھی ہے اور خلق بھی ۔انسان سے مراد انسان حقیقی ہے انسان کامل ہے ہر مومن اور ولی انسان کامل ہے ۔ ہر نبیؑ انسانی کمال کا مظہر ہے اور خاتم الانبیاء ﷺ انسانی کمال کا مظہر اتم اور عروج کی انتہا ہے ۔عالم میں ہر موجود حق تعالیٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہے اور وہی اسم اس کا رب ہے اور انسان کامل حق تعالیٰ کے اسم جامع اسم اللہ کا مظہر ہے جو سب اسماء الٰہی کا رب ہے۔

53- علم حقیقت معرفتِ الٰہی (حکمت) ہمیشہ نازل ہوتا ہے عطیہ الٰہی ہے۔ وہبی ہے کسبی نہیں۔ پس جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

54- ہر انسان آئینہ حق ہے مگر حق کا ظہور ہر آئینہ میں اس کی استطاعت اور استعداد کے

Marfat.com

مطابق ہوتا ہے۔ تجلی حق تو ایک ہی ہے ایک جیسی ہے مگر آئینہ اس پر حد لگانے والا ہے پس جیسا جیسا آئینہ ہوگا ویسا ویسا عکس ہوگا۔

55- حضرت بایزید بسطامی کا قول ہے کہ اگر عارف کے دل کے ایک زاویہ میں عرشِ عظیم لاکھ ہا بار سما جائے تو احساس تک نہ کرے۔ لیکن ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ تو بایزید کی وسعت ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر عارف کے دل کے ایک زاویہ میں غیر متناہی موجودات بمعہ ان کے پیدا کرنے والے کے سما جائیں تو اُسے حس تک نہ ہوگی۔

56- فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ساری نماز سے اللہ تعالیٰ نے سجدہ کو زیادہ پسند فرما ہے کیونکہ نماز کے باقی فعلوں قیام رکوع وغیرہ میں شیطان دخل دے سکتا ہے مگر جب انسان سجدہ میں چلا جاتا ہے تو شیطان مایوس ہو کر پرے ہٹ جاتا ہے۔ سجدہ کے سوا نماز کے کسی فعل میں بھی شیطان جدا نہیں ہوتا۔ جونہی سجدہ سے سر اٹھایا پھر آ موجود ہوتا ہے۔

57- فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں اپنی مجلسوں میں کلام کرتا ہوں اور جو کچھ میں نے تصنیفات کی ہیں وہ سب کچھ قرآن عظیم سے لکھا ہے کیونکہ مجھے قرآن مجید کے خزانے کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں نیز فرماتے ہیں کہ ہماری کتاب فتوحاتِ مکیہ اول سے آخر تک کشف ہی کشف ہے جس میں معقولات کو کوئی دخل نہیں ہے اور فصوص الحکم کے متعلق فرمایا کہ جس طرح سے یہ کلام حضور نبی کریم ﷺ سے ہم کو پہنچی ہے ہو بہو بغیر کسی زیر و زبر کے ادھر اُدھر کرنے کے خلقت تک پہنچائی ہے۔

58- فرمایا شریعت جسم ہے اور حقیقت اس کی جان ہے جسم ہو اور جان نہ ہو تو وہ مردہ ہے۔ جان ہو اور جسم نہ ہو تو اس کا کوئی کمال ظاہر نہیں ہو سکتا۔

59- ابن عربی نہایت متبع سنت تھے۔ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ شخص مومن ہوگا جو باوجود اپنے معائنہ وشہود (کشف) کے تجربہ کے بھی رسول اللہ ﷺ کے امر پر زیادہ یقین رکھ کر عمل کرے۔

60- فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی حدیث ایسی نہیں لکھی جو مراقبہ سے مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہو کر پوچھ نہ لی ہو۔

61- فرماتے ہیں کہ میں خضرؑ سے ملاقی ہوا تو پوچھا کہ آپ نے حضرت موسیٰؑ سے

Marfat.com

صرف تین مسائل پر بات کرنے کے بعد معاملہ ختم کر دیا۔ انہوں نے جواباً فرمایا کہ میں تو حضرت موسیٰؑ کے لئے ایسے ایک ہزار مسئلہ تیار کر کے لایا تھا مگر افسوس وہ تین پر بھی صبر کی تاب نہ لا سکے۔

62- حق تعالیٰ نے چاہا کہ ایک ایسی ہستی کو پیدا کیا جائے جو تمام مراتب حقی اور خلقی کی جامع ہو اور اس کے تمام اسماء وصفات کی مظہر ہو اور وہ ہستی اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہو یعنی تمام کمالات اس میں پائے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کامل کو پیدا کیا۔ بالالفاظ دیگر کون جامع سے مراد انسان کامل ہے۔ ربوبیت اور عبودیت دونوں اللہ تعالیٰ کی شانیں ہیں اور ربوبیت اور عبودیت کے درمیان ایک برزخ جامع ہے۔ اسی کا دوسرا نام کون جامع ہے۔ اس سے مراد حضرت انسان کامل ہے۔ اور حقیقتاً انسان کامل سے مراد سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

63- حق تعالیٰ نے انسان کے سینے کو بمنزلہ کرسی کے بنایا کیونکہ اس سے علوم [illegible] کی تحصیل ہوتی ہے جو بمنزلہ ایک ایسے میدان کے ہے جو قلب [illegible] کے دروازے پر ہے۔ اور یہاں سے دو دروازے قلب [illegible] کی طرف نکلتے ہیں۔ [illegible] بھلائی یا نفس سے جو برائی صادر ہوتی ہے [illegible] اور [illegible] مستفید ہوتے ہیں۔

64- اور اللہ تعالیٰ نے دل کو بمنزلہ عرش کے بنایا عرش مجید آسمانوں پر منصروف اور زمین پر مسکون ہے کیونکہ دل کا عرش آسمانی عرش سے افضل ہے۔ اور نہ ہی آسمانی عرش میں خدا تعالیٰ سما سکتا ہے۔ اور نہ ہی عرش مجید اسے اٹھا سکتا ہے۔ اور وہ اس کا ادراک بھی نہیں کرسکتا اور یہ زمین کا عرش ہر وقت خدا تعالیٰ کی رویئت میں مشغول رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر اپنا ظہور بخشتا ہے سمان کرم سے اس پر نزول فرماتا ہے۔

65- پھر اللہ تعالیٰ نے پاؤں کی پانچ پانچ انگلیاں بنائیں جو تیرے لئے پانچ فرض نمازوں کی یاداشت کی طرف اشارہ کرنے والی ہیں۔ یہ کہ انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر نماز قائم کرے۔ وغیرہ۔

66- مقام محمدیؐ کی وضاحت میں ابن عربی فرماتے ہیں جب آپؐ عالم مثال سے عالم

Marfat.com

د ود میں جلوہ فگن ہوئے تو شجرۃ الکون میں آپؐ کے وجود اقدس کی شاخ مستقیم قویم ظاہر ہوئی اور پس جب اس شاخ کی بنیاد مضبوط ہوگئی تو اس سے فرع ظاہر ہوئی۔آپ کو یوں ندا ہوئی ''پس جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا اس پر قائم رہ'' پس آپ کی شانِ استقامت اور آپ کا مرتبہ دار المقامہ ٹھہرا۔ مرتبہ استقامت پانے کے بعد آپؐ کونین سے فارغ ہوئے اور آپ اس مقام سے دوسرے مقام میں منتقل ہوتے ہوئے اس منزل دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

مقام اول:- یہ دنیا میں آپ کے وجود مقدس کا مقام ہے۔

مقام ثانی:- آخرت میں آپ مقام محمود سے مشرف ہوں گے۔

مقام ثالث:- جنت میں آپ مقام خلود سے نوازے جائیں گے۔

مقام رابع:- چوتھا مقام شہود ہے۔ یہ رویت الٰہی کے لئے مخصوص ہے اور اسے مقام قاب قوسین بھی کہتے ہیں۔

67- لہذا آپ ﷺ کی شخصیت دنو و شہود کے ساتھ مخصوص ہوگئی۔ کیونکہ تمام کائنات کا مقصود آپؐ ہی ہیں۔ جب تقدیر کے مقصار نے شان محمدیؐ کی حکومت و سیاست کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے جوہر احسان کی غذا سے اور شراب محبت کے پیالے سے مستفیض فرمایا اور اس کی خوشبوؤں سے گلشن ہستی معطر ہوگیا تو یہ خوشبوئیں عارفین کی ارواح کے لئے غذا، مومنین کی نظروں کا نور، محبوں کے آستان کا پُر خوشبو سبزہ، عاصیوں کی مجلس کی بساط، تشنہ لب گناہ گاروں کی فریاد بن گئی۔

68- اللہ نور السمٰوات والارض سے آگے لفظ مصباح آتا ہے مصباح سے مراد نور محمدیؐ ہے۔ اور مصباح کو مشکوٰۃ الوجود قرار دیا گیا ہے۔ پس کائنات کو مشکوٰۃ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور سرکار دو عالمؐ کے زجاجہ (شیشے) کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ کے قلب کے نور کو مصباح سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پس آپ کا نور باطن آپ کے ظاہر پر اس طرح چمکا جس طرح مصباح زجاجہ میں چمکتا ہے۔

69- صدر الدین قونوی نے ایک مرتبہ ابن عربی سے پوچھا یا حضرت آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جارہے ہیں؟ فرمایا ہم علم سے عین میں آگئے ہیں تاکہ یہاں اور وہاں دونوں طرف ہم ہی ہوں۔ اسی طرح ہم اللہ کے ہم میں بھی ہیں

Marfat.com

اور یہاں اس دنیا میں بھی ہیں ۔

70- فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر شئے کی ایک ہی تسبیح سنے وہ کشف میں مکمل نہیں ۔کشف مکمل یہ ہے کہ ہر ایک سے اپنی اپنی تسبیح سُنے اور یہ اقطاب عارفین کی کشف ہے اور حقیقی کشف ہے۔

فرماتے ہیں کہ حال کی لذت سے پرہیز کرو۔اگر ایک لذت پر بیٹھ گیا تو پھر آگے ترقی نہیں کر سکے گا ۔حالت منزل مقصود نہیں ہے۔

71- اپنی کتاب آداب الشیخ والمرید میں ابن عربی فرماتے ہیں مسلمان بہت سے مراتب پر منقسم ہیں ۔ان میں سے ہر ایک مرتبہ تصوف ہے جس کو ایک جماعت نے اختیار کیا ہے جو صوفیائے کرام کے نام سے نامزد کی جاتی ہے۔اور جس کا حال یہ ہے کہ وہ آخرت کو دنیا پر اور حق تعالیٰ کو تمام مخلوق پر ترجیح دیتے ہیں ۔اور خوب سمجھ لو کہ یہی طریق سب راہوں سے زیادہ بڑا اور سب سے زیادہ اعلیٰ ہے ۔وہ اس لئے کہ اس طریق تصوف کی غایت حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔اس لئے اس کا راستہ بھی سب سے اشرف و افضل ہے اور جو شخص اس راستہ کا رہبر ہے وہ سب رہبروں اور رہنماوں سے اکمل و اعلیٰ ہے۔اور جو اس راستہ پر چلنے والا ہے ہے وہ سب راستوں کے چلنے والوں سے زیادہ خوش نصیب ہے۔اس لئے عقلمند کے لائق ہے کہ اس راستہ کے سوا کسی دوسرے راستہ کو اختیار نہ کرے۔کیونکہ اسکا تعلق اس کی ابدی سعادت و راحت کے ساتھ ہے۔

72- یہ سمجھ لیجئے کہ اللہ کے راستہ پر چلنے والے دو قسم کے لوگ ہیں ایک صادق اور دوسرا صدیق یعنی ایک تابع و خادم دوسرا مخدوم و متبوع ۔تابع کو مرید یا سالک یا شاگرد کہتے ہیں ۔اور مخدوم و متبوع کو شیخ اور استاد اور معلم کہا جاتا ہے ۔شیخ سے مراد وہ شخص ہے جو شیخ اور معلم بننے کی استعداد و قابلیت رکھتا ہو۔یہ زمانہ بھی لمبے چوڑے جھوٹے دعووٴں سے بھرا پڑا ہے۔نہ کوئی مرید ہی صادق اور سلوک میں ثابت قدم نظر آتا ہے اور نہ کوئی شیخ ہی محقق نظر پڑتا ہے جو مرید کی خیر خواہی کرے اور اس کو نفس کی رعونت اور خود رائی سے نکالے۔

73- خوب سمجھ لو کہ دعوت الی اللہ کا مقام وہ نبوت کا مقام ہے یا نبوت کی وراثت کاملہ

Marfat.com

کا مقام اور جو شخص اس مقام میں قائم ہوتا ہے اس کو زمان نبوت میں نبی کہا جاتا ہے اور زمانہ نبوت کے بعد اس کو شیخ اور استاد اور وارث کہا جاتا ہے اور شیخ وہ ہے کہ جس کے حق میں اکابر اہل طریق نے فرمایا ہے کہ جس شخص کا کوئی استاد نہ ہو اسکا استاد شیطان ہوتا ہے۔

74- سالک کے لئے معلم اور شیخ کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔اس لئے کہ یہ طریق چونکہ شرف وعزت میں انتہائی درجہ رکھتا ہے اس لئے اُس پر ہر طرف سے آفات اور موانع اور ایسے امور کا ہجوم ہوتا ہے جو انسان کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ اس لئے اس راستہ پر وہی چل سکتا ہے جو بہادر قوی ہمت والا اور پیش قدمی کرنے والا ہو۔اور اس کے ساتھ کوئی ماہر تجربہ کار رہبر بھی ہو۔اس لئے شیخ کے ذمہ واجب ہے کہ وہ اپنے مرتبہ کا حق پورا کرے اور مرید کے ذمہ واجب ہے کہ طریق کا حق ادا کرے۔

75- خوب سمجھ لیجئے کہ مقام شخیت انتہائی مقصود نہیں کیونکہ شیخ بھی اپنے رب سے اُس مرتبہ کا طالب ہے جو اس کو حاصل نہیں۔اسی لئے حق تعالیٰ نے نبی کریمؐ سے فرمایا ہے'' اور دعا کیجئے کہ اے میرے رب میرا علم زیادہ فرمادیجئے۔''اس لئے شیخ کے لئے واجب ہے کہ وہ خواطر نفسانی و شیطانی اور ملکوتی و ربانی سے پورا واقف ہو۔شیخ کیلئے ضروری ہے کہ جو خطرات قلب میں پیدا ہوتے ہیں ان سے آگاہ ہو (قلب میں جو خطرات پیدا ہوتے ہیں وہ کبھی تو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اور کبھی فرشتہ کی طرف سے)۔لہذا شیخ کے لئے ان خطرات کے درمیان تمیز کرنا ضروری ہے۔اور ان میں جو امراض وعلل ہیں جو ہمیں حقیقت کی طرف پہنچنے سے روکتے ہیں پورا واقف ہو۔اور یہ بھی ضروری ہے کہ امراض کی دواؤں اور ان کی کیفیات و حقیقت سے بھی واقف ہو اور ان اوقات سے بھی واقف ہو جن میں مرید کو ان دواؤں کے استعمال پر آمادہ کیا جائے۔اور ان مریدوں کو اختلاف مزاج اور خارجی لائق وموانع کو بھی جانتا ہو اور ان کی سیاست و تدبیر سے واقف ہو۔

76- ابن عربی نے رسالہ آداب الشیخ والمرید میں آداب شیخ کو شروط کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔(ا) شیخ کیلئے یہ شرط ہے کہ مرید کو آزاد نہ چھوڑے کہ جہاں چاہے جائے

Marfat.com

بلکہ جب گھر سے نکلے تو اجازت لے کر نکلے اور جس کام کے لئے جائے شیخ کی اجازت سے جائے ۔(۲) مرید کو ہر لغزش پر جو اس سے صادر ہو تنبیہہ و زجرو توبیخ کرے ۔عفو در گزر کو راہ نہ دے ورنہ اس نے حق مشیخت ادا نہ کیا۔(۳) مرید سے عہد لے کہ وہ شیخ سے کوئی خطرہ قلبی یا حال باطنی پوشیدہ نہ رکھے گا ۔اور جب کہ طبیب جڑی بوٹیوں کی صورت و خواص سے واقف نہ ہو اور ترکیب دوا کو نہ جانتا ہو تو وہ مریض کے لئے مہلک ہے۔(۴) شیخ اپنے مرید کے ہر سانس اور ہر حرکت کا محاسبہ کرے اور جتنا زیادہ اس کو مطیع و متبع دیکھے اس پر اس معاملہ میں تنگی کرے کیونکہ یہ راستہ ہی شدت کا ہے اس میں نرمی کو دخل نہیں کیونکہ رخصتیں تو عوام کے لئے ہیں۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے سینے پر موتیوں کا ہار دیکھے اس کے لئے ضروری ہے کہ تعر دریا کی ظلمت کو برداشت کرے اور سانس کو چلنے سے روک دے۔(۵) شیخ کے لئے ضروری ہے پیری کی جگہ پر اُس وقت تک نہ بیٹھے جب تک اس کو کوئی شیخ (مرشد کامل) اس جگہ پر خود نہ بٹھائے ۔(۶) شیخ جب کسی مسئلہ میں کلام کرے اور اس کے مقابلے میں کوئی جھگڑا کرنے والا کھڑا ہو جائے تو اپنے کلام کو قطع کر دے وہ اس لئے کہ حضرات صوفیاء جھگڑا کرنے والوں کے ساتھ کوئی کلام نہیں کرتے کیونکہ ان کے علوم جھگڑے کو قبول نہیں کرتے اس لئے کہ یہ علوم وراثت ہیں ۔

77- شیخ کے لئے تین مجلسیں ہونی چاہئیں ۔ایک مجلس عوام کے لئے اور دوسری اپنے تمام مریدین و اصحاب کے لئے اور تیسری ہر مرید کے لئے جداگانہ ۔عام مجلس میں تصوف کی دقیق مضامین ،علوم مکاشفہ اموال و کرامات کا ذکر نہ کرے۔ مجلس خاص میں شیخ کے لئے ضروری ہے کہ اذکار اور غلوات اور مجاہدات سے اور ان کے راستوں کو توسیع وتبیین سے تجاوز نہ کرے۔

78- مجلس انفراد میں جب شیخ اپنے مرید کے ساتھ جداگانہ بیٹھے اس کے لئے لازم ہے کہ آسکو زجر و توبیخ کرتا رہے اور جو حالات مرید پیش کرے اس کے متعلق ظاہر کرے کہ یہ ادنیٰ درجہ کا اور ناقص حال ہے اور اس کو اس کی کم ہمتی پر متنبہ کرے اور اپنے حال پر مغرور اور فریفتہ نہ ہونے دے۔

Marfat.com

79- شیخ پر واجب ہے کہ اپنے لئے کوئی وقت خلوت مع اللہ کے لئے رکھے اور اس وقت حضور پر اعتماد نہ کرے جو اس کو حاصل ہو چکی ہے ۔اس لئے نبی اکرم فرماتے تھے کہ میرے لئے بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ جس میں خدا کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہوتی۔لہذا شیخ ہر روز اپنے حالات کی نگرانی اسی طریق سے نہ کرے جس سے اسکو یہ تمکین (یعنی دوام اطاعت اور کثرت ذکر کی عادت) حاصل ہوئی ہو تو (عجب نہیں) کہ وہ دھوکہ میں پڑ جائے۔

شیخ کے لئے ضروری ہے کہ جب مرید اس سے اپنا کوئی خواب بیان کرے یا کوئی کشف و مشاہدہ جو پیش آیا ہو ظاہر کرے تو اس کی حقیقت پر اس کے سامنے پر ہرگز کلام نہ کرے لیکن اس کو ایسے اعمال بتلا دے جس سے اس کی مضرت وحجاب دور ہو جائے ۔یا اس کو اعلیٰ حال کی طرف متوجہ کر دے۔غرض یہ کہ اس کی وجہ سے مرید کو اپنے اس حال سے بڑائی پیدا نہ ہو۔اور مرید کو کسی کے پاس نہ بیٹھنے دے سوائے ان برادران طریقت کے جو اس کے ساتھ اس کام میں اس شیخ کے زیر حکم جمع ہیں ۔اور شیخ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مریدین کے ساتھ مجالست رات دن میں ایک مرتبہ سے زیادہ نہ کرے اور اس کے اپنے لئے (شیخ) ایک گوشہ تنہائی گھر میں ہونا چاہئے جس میں اس کی اولاد میں سے بھی کوئی نہ جاسکے سوائے اسکے جس کو یہ خاص کردے ۔مگر بہتر یہی ہے کہ اس تنہائی میں کسی کو خاص نہ کرے ۔ شیخ کے لیے یہ بھی ضروری کہ اپنے ہر مرید کے لیے ایک گوشہ تنہائی مقرر کردے جو اس کے لئے مخصوص ہو اور دوسرا کوئی اس میں نہ جا سکے اور شیخ کے لئے ضروری ہے کہ مریدین کو آپس میں بھی اپنی مجالس کے علاوہ جمع نہ ہونے دے اور جو شیخ اس میں فرق کرے وہ مریدین کے حق میں برا کرتا ہے۔

22

امام عبدالوہاب شعرانیؒ (وصال 1565ء)

1- عارف عبد کامل ہونا چاہتے ہیں۔ اپنے کسی عمل کا اجر اپنے آقا سے نہیں مانگتے۔ بلکہ ہر ایک عمل اس کی رضا مندی کے واسطے کرتے ہیں۔ نہ ثواب کی امید اور نہ

Marfat.com

عذاب کے ڈر سے کیونکہ یہ کام عبد مکاتب کا ہے نہ عبد مطلق کا اور وہ عبد مطلق ہونا چاہتے ہیں نہ کہ عبد مکاتب۔

2- جب آقا اپنے بندے کو محبت و تعظیم سے عبادت و خدمت کرتے دیکھتا ہے تو اسے اپنی رضا مندی و خوشنودی کی خلعت پہناتا ہے اور اس پر اس قسم کے احسان و اکرام کرتا ہے جو کبھی اسکے خیال وضمیر میں بھی نہیں آئے ہوتے۔

3- جو مرید کا ادنیٰ اور پہلا درجہ ہے وہ عالم فقیہہ متقی کا اعلیٰ درجہ ہے کیونکہ فقیہہ کا اعلیٰ درجہ یہی ہے کہ اس کی عبادت و تلاوت کسی ثواب کے حصول اور عذاب سے نجات کے واسطے نہ ہو اور مرید کو یہ سلوک کی پہلی ہی منزل میں چھوڑنی پڑتی ہے۔

4- اگر کوئی بندہ اپنی حالت موجودہ سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا چاہتا ہے تو وہ خدا کے عطیہ کو پسند نہیں کرتا گویا کہ در پردہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ اپنی مصلحت و بہتری بہ نسبت خدا کے اچھی سمجھتا ہے۔

5- اہل حق عارفوں کے نزدیک دعوئی ملکیت عبودیت سے خارج ہے۔

6- عارف کامل جب نعمت کو وسیلا بلاء و محنت بھی جانتا ہے تو وہ نعمت کے ملنے سے مغرور نہیں ہوتا۔

7- دنیا میں تکالیف بہ نسبت آرام کے زیادہ ہے کیونکہ کوئی نعمت و راحت ایسی نہیں ہے جو بلا و تکالیف سے خالی ہو۔ مصیبتوں پر صبر کرو۔ اس کی شکایت کسی کے سامنے نہ کرو۔ شکایت کا لب بند کرو۔ نہایت حوصلہ و دلیری سے انہیں برداشت کرو۔ معلوم ہوا کہ دنیا بلا اور محنت کا گھر ہے۔ کسی صورت میں کوئی نعمت تکلیف سے کوئی فائدہ نقصان سے اور کوئی راحت رنج سے خالی نہیں۔

8- جوں جوں بندہ کی معرفت بڑھتی جاتی ہے اس کے اوامر و نواہی عظمت و رفعت اس کے دل میں زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اور جس قدر انسان معرفت سے دور ہوتا جاتا ہے خدا کی محبت و ذوق میں کاہل و سست ہوتا جاتا ہے۔ جس قدر انسان زیادہ عارف ہوتا ہے اتنا ہی اپنے مولا سے زیادہ ڈرتا ہے۔

9- تقرب الیٰ اللہ کے واسطے راہ عبودیت سے زیادہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ راہ عبودیت محض عجز و انکسار و خضوع وخشوع و تواضع وفروتنی و کم بینی و نفس

Marfat.com

کشی کا راستہ ہے۔

10- عارفوں کے دل سے ایک لحظہ بھی خوف جدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ انہیں ہر لحظہ تحویل و تبدیل کا ڈر لگا رہتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں خدا کسی امر کا مقید نہیں ہے۔

11- کاملین کے کلام یکساں ہوتے ہیں ناقصوں کے کلام مختلف اور اپنے اپنے مذاق کے موافق ہوتے ہیں۔

12- جو شخص اپنے وقت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اس کی بات کسی کو نفع نہیں پہنچاتی۔ بس عارف وہی ہے جو لوگوں کو ان کے کاموں اور پیشوں میں ہی سلوک کا راستہ بتائے۔ کیونکہ دنیا سے الگ ہونا ہرگز فقیری نہیں ہے۔

13- سالکین کا ایک مقام دنیا و آخرت کے حظوظ کا ترک کرنا ہے۔ لیکن عبودیت کے درجہ میں یہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عبد کامل کے نزدیک ان کا ترک کرنا اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ عبد اور آقا میں حجاب ہو۔ جب حجاب اٹھ گیا تو تکلف کیسا اور زہد کیسا۔

14- ہر انسان کا زہد و ترک دنیا اسکے مرتبے و مقام کے مطابق ہوتا ہے۔ پس انبیاء اور ان کے وارثوں کا زہد ایسے امور میں جو ذوق سے تعلق رکھتی ہیں ان کی ہمت و اعزاز اور مرتبے و مقام کی مناسبت ہوتا ہے۔ نبی و رسول کے مقامات کو نبی و رسول ہی سمجھ سکتا ہے اور ولی کے حالات و مدارج کو ولی ہی خیال کر سکتا ہے۔ دوسرے لوگ ان کے مقامات کے الفاظ ادا کر سکتے ہیں نہ کہ ان کی حقیقت۔

15- سالک ہر حال میں یکساں خدا کو اپنے ساتھ دیکھتا ہے۔ خدا کو دور سمجھنا حجاب کا باعث ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ بندہ ہر حالت میں اس کے ارادہ کا مطیع و فرما بردار ہے۔ بلحاظ ارادے کے کوئی بھی عاصی نہیں ہے۔ اسی واسطے عارفوں نے کہا ہے کہ نجات طاعت پر موقوف نہیں بلکہ بغیر طاعت کے نجات زیادہ متوقع ہے کیونکہ نجات اس کا فضل و احسان ہے۔ اور اعمال تو محض دار آخرۃ میں جزا اور ترقی درجات کے لیے ہیں۔

16- بندہ ہر وقت تقدیر کے قبضہ میں ہے لیکن اسکے حق میں عاجزی و خاکساری سے ہی

Marfat.com

موصوف ہونا بہتر ہے اور ہر حال میں اپنی ذلت و تقصیر کا اقرار کرنا ہی سعادت مندی ہے۔ اللہ کا کمال ارادہ یہی ہے کہ اس کے بندے گناہ اور توبہ کریں اور اللہ جزا دے۔ اگر یہ جزا نہ ہو تو خدا کے فضل میں نقص آئے گا۔ اسی واسطے آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو اور استغفار نہ مانگو تو اللہ تمہیں ہلاک کر دے گا۔ اور گناہ گار قوم پیدا کرے گا جو گناہ کریں گے اور بخشش مانگیں گے۔ پھر اللہ انہیں معاف کر دے گا۔

17- جو نیکی تجھے پہنچے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔ انبیاء بھی ہمیشہ بُرے کاموں کو اپنے نفس کی طرف منسوب کرتے رہے اور نیک کو اپنے رب کی طرف تاکہ ادب ملحوظ رہے۔ خضرؑ نے عیب اپنی طرف منسوب کیا اور کہا ''میں نے اسے معیوب کرنا چاہا اور حسن کا خدا کی طرف لگایا۔ اور کہا ''تیرے رب کا ارادہ ہے کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ جائیں۔'' حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل اللہ میں اپنے ارادے و مشیت کو پورا کرنا چاہتا ہے تو ان کی عقول سلب کرتا ہے اور جب وہ پورا ہو چکتا ہے تو عقل کو واپس کر دیتا ہے۔

18- جس کام میں خلوص و اخلاص نہ ہو اس کا نہ کرنا کرنے سے اچھا ہے۔ جس بیداری میں فائدہ نہ ہو اس سے سو رہنا بہتر ہے۔ ہاں اہل اللہ کی بیداری اصل بیداری ہے کہ وہ اس میں اپنے آقا کے تمام افعال کا مشاہدہ کرتے ہیں مگر یہ باتیں ذوق کے متعلق ہیں۔

19- عبودیت کا ایک مقام یہ بھی ہے کہ عبد رویت ذات میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ عبودیت سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے سوائے جلوہ حق کے اس کے باطن سے سب خیال محو ہو جاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو آقا کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا دیکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس سے ان نعمتوں کا معاوضہ احسان و شکر نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مفلس ہے

20- سالکوں کا ایک مقام یہ بھی ہے کہ وہ اسباب و وسائط کو نظر انداز کر دیتے ہیں لیکن عبد کامل کے نزدیک حکمت الٰہی کے واسطے وسائط و ذرائع کا ہونا ضروری ہے

Marfat.com

اگرچہ وہ انہیں پر نہیں ٹھہرتے اور ان کو مقصود بالذات تصور نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے ہر چیز کے واسطے ایک سبب بنایا ہے تو اس کا ہونا ضروری ہے اسی واسطے وہ ہر چیز کو اسکے قاعدہ و قانون کے موافق کرتے ہیں اور یہی ادب ہے یہی حکم ہے لیکن عوام کی نظر صرف اسباب پر پڑتی ہے اور مسبب کی طرف نہیں جاتی۔

21- اہل صبر ہونا بھی ایک مقام ہے لیکن عبد کامل اس کا بھی مدعی نہیں ہوتا کیونکہ اس میں یہ دعویٰ پایا جاتا ہے کہ وہ بلا محنت کے برداشت کی قوت رکھتا ہے حالانکہ خدا کے سوا کسی میں قوت نہیں۔ صبر کے مدعی اشیاء کو اپنی طرف رد کرتے ہیں۔ لیکن ادب یہ ہے کہ عبد بلا کو بلا والے (خدا) کی طرف سے قبول کرے۔ اور اس کے فعل پر رضا مندی ظاہر کرے۔ لیکن ہمیشہ اس میں رہنا پسند نہ کرے بلکہ اس کی شکایت اپنے رب کے سامنے کرے ورنہ اس بلا میں رہنے سے دوسری بلا میں گرفتار ہو جائے گا اور وہ یہ کہ اس کا نفس اللہ کے فعل (بلا) کو مکروہ ناپسند جانے گا اور یہ زیادہ مصیبت ہے۔ اسی واسطے بڑے بڑے اکابر سے دفع بلا کی طلب ثابت ہے۔

22- بندے کے واسطے ادب یہ ہے کہ خدا کے کاموں میں اپنے ارادے سے دخل نہ دے اور جو کچھ اس نے ہمارے حق میں رنج و راحت مقدر کر دیا ہے اس پر راضی رہے۔ بعض عارفوں نے اپنی خواہش کے مطابق اپنی مصلحت کی استدعا کی تھی آواز آئی کہ جو کچھ ہم نے تیرے واسطے پسند کیا ہے وہ اس سے اچھا ہے جس کو تو اپنے واسطے پسند کرنا چاہتا ہے۔ ہماری تقدیر و اندازہ کے ماتحت رہ۔ ابراہیم ادھم کا قول ہے کہ میں نے اللہ سے قیام اللیل کا سوال کیا۔ تین دن ادائے فرائض سے ہی محروم ہو گیا۔ پھر آواز آئی کہ بندہ ہو آرام کر۔ جب ہم تجھے سلائیں گے تو سو جانا۔ جب اٹھائیں گے اٹھ کھڑا ہو۔ پس میں بندہ ہو گیا میرے نزدیک خواب و بیداری مساوی ہوگی۔ اور میں سمجھ گیا کہ جو کچھ میرے واسطے ہے وہ پہلے ہی اسکے پاس ہے اور اس میں میری بہتری ہے میں (شعرانی) نے بھی ایک دفعہ اللہ سے سوال کیا تھا کہ مجھ پر معصیت غالب نہ ہو تو اس کے بدلے مجھ پر معاصی کا پل

Marfat.com

بند گیا۔ یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ کہیں اسی حالت پر نہ مر جاؤں۔ پھر میں نے اپنے اختیار کو چھوڑ دیا اور یہ راز مجھ پر منکشف ہو گیا۔

23- ذلت و انکسار کے طریقے سے امور خیر کی زیادتی کا طالب ہونا عبودیت کے منافی نہیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا تھا ''رَبِّ اِنِّی لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ'' (28:24)اس سے معلوم ہوا کہ عبد کو اسی پر کفایت نہیں کرنی چاہیے۔'' جو اس کے پاس ہو بلکہ زیادتی کا طالب ہونا چاہیے۔ تاکہ غنا کی حد تک نہ پہنچے اور عبودیت وفقر کے اندر محدود رہے۔ پس عبد ہر حال میں اسکا محتاج ہے چاہے یا نہ چاہے، سالک غیر کامل یہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا کی نعمتوں پر شاکر ہے گویا اس کی نعمتوں کا معاوضہ دے رہا ہے۔ لیکن عبد کامل یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بے حقیقت خیال کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اس کی کیا مجال و طاقت ہے کہ اپنے سید کی نعمتوں کی کسی چیز سے مکافات کر سکے۔ حالانکہ اس کی ہر چیز اسی کے خزانوں سے ملی ہے پھر کون سی چیز اس کے عطیہ سے خارج ہے جس کو وہ مکافات کے طور پر دے سکے۔

24- سالک کا ایک مقام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر حال میں ذاکر خیال کرتا ہے۔ لیکن عبد کامل کے نزدیک یہ دعویٰ بھی بڑا مشکل ہے کیونکہ حقیقت میں ذکر اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ ذاکر اس کے مقابلہ میں ہر شے بھول جائے۔ اس کے علاوہ ذکر میں تو ہر ایک چیز لگی ہوئی ہے تمام کائنات ذکر میں مصروف ہے مگر اس کا معائنہ اہل کشف ہی کرتے ہیں۔ میں نے بھی یہ تماشہ (ایک دفعہ) مغرب سے لے کر ایک تہائی رات تک مشاہدہ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ تمام کائنات اونچی اونچی آوازوں سے تسبیح و تذکر میں مصروف ہے میں ان کی آوازوں کو سنتا تھا۔ اس حال کے مشاہدہ سے مجھ پر یہاں تک خوف طاری ہوا کہ دیوانہ سا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے وہ نظارہ اٹھا لیا۔

25- سالک ناقص کا ایک مقام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو موحد خیال کرتا ہے یعنی اپنے آپ کو بندہ سمجھ کر اور اپنی ذات کو الگ خیال کر کے ایک اور ذات کو لائق عبادت سمجھتا ہے۔ اس قسم کی توحید کو توحید الوہیت کہتے ہیں لیکن عبد مطلق توحید

Marfat.com

ذات کے مقام پر پہنچا ہوا ہوتا ہے اس توحید میں ہر ایک قسم کی غیریت توحید ذات کے منافی ہوتی ہے۔ عبد کامل توحید ذات کے مرتبہ میں کوئی دوئی قائم نہیں کرتا یعنی ایک ذات کے سوا اس کی نظر میں کوئی اور ذات نظر نہیں آتی گویا وہ خود ہی خود ہے۔ نتیجہ یہ کہ جو کچھ عبد کامل پر ملکوت السموات والارض کے حالات منکشف ہوتے ہیں وہ بھی اسی کی طرح مخلوق ہی ہوتے ہیں نہ خالق۔ گویا مخلوق مخلوق ہی کو دیکھتا ہے اور کسی چیز کی حقیقت منکشف ہو جانے سے ذات حق کا انکشاف نہیں ہوتا ہاں ان چیزوں کے وجود سے معرفت ذات حق پر استدلال ہو جاتا ہے۔

26- فرمایا تمام اولیاء اللہ کا اس میں اجماع ہے کہ تمام علوم میں حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جلیل القدر ہیں جیسا کہ حضور کی کتابیں شہادت دیتی ہیں۔ آپ کی کلام بڑی ادق اور نکات بڑے باریک ہیں۔ اسی واسطے حکم ہے کہ جس نے ریاضت کا طریقہ حاصل نہیں کیا وہ حضور کی کتابیں مطالعہ نہ کرے کیونکہ ایسا نہ ہو کہ شبہ کرے اور پھر ایسی حالت میں مر جائے۔ آپ کے شیخ ابو مدین آپ کو سلطان العارفین فرماتے ہیں۔

27- فرمایا میں نے اتنی کتابیں پڑھیں کہ جن کا شمار ہی نہیں ہو سکتا مگر شیخ اکبر جیسی بلند کلام کسی کی نہ تھی۔ آپ کی کلام سے زیادہ جامع اور کوئی کلام ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ آپ ولایت خاصہ محمدیہ کے خاتم الاولیاء ہیں۔

28- فرمایا کہ مجھے کسی وقت کسی بندہ سے خوف نہیں آیا۔ سو جن کے دل میں خدا کا خوف آ جائے خلقت کا خوف دل سے نکل جاتا ہے۔

29- فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی کلام جوں جوں پڑھتے جاؤ ساتھ کے ساتھ شرح صدر بھی ہوتی جاتی ہے کیونکہ آپ کا کلام کشفی کلام ہے اور الہامی کلام ہے۔ کتاب کا نام فتوحات مکیہ اس واسطے رکھا کہ یہ مکہ معظمہ میں بیٹھ کر لکھی گئی۔ حضور جوں جوں تحریر فرماتے گئے ساتھ ساتھ اوراق بیت اللہ شریف کی چھت پر پھینکتے گئے۔

30- طبقات الکبریٰ میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اگر تجھ میں انسانی صفات پائی جاتی ہیں تو تو انسان ہے اور تو اپنے اصل پر ہے۔ اور اگر تجھ میں شیطانی صفات ہیں تو پھر شیطان ہے۔ اور اگر تیرے اندر ہر دو انسانی اور شیطانی صفات کا ظہور ہے تو

Marfat.com

اس وقت نہ تو خالص انسان ہے اور نہ ہی محض شیطان ہے بلکہ انسان بھی ہے اور شیطان بھی۔ لیکن یاد رکھ کہ حکم ہمیشہ غالب کا ہوتا ہے یعنی اگر تجھ میں انسانی صفات شیطانی صفات سے زیادہ ہیں تو انسان ہے ورنہ شیطان۔

31- امام صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین ابن عربی اسم لطیف کے مظہر ہیں کیونکہ آپ ہر بات کو رحمت کی طرف لے جاتے ہیں۔ شیخ اکبر سنت نبوی کے بھی اس قدر پابند تھے کہ تین ماہ آپ نے ایک ہی وضو سے نماز پڑھی۔

23

شاہ کمال قادری کیتھلیؒ (وصال 981ہجری)

آپ کے القابات میں امام العارفین ، سلطان الاوتاد اور قطب ارشاد شامل ہیں۔ غوث اعظم کے 334 سال بعد اس عالم ظہور میں تشریف لائے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں ''جب ہم کو خاندان قادریہ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا بزرگ نظر نہیں آتا۔ اور جس طرح کہ آسمان کے ستاروں کا گننا محال ہے اسی طرح حضرت شاہ کمال قادری کی کرامات کا شمار محال ہے۔'' (کیتھل شہر دہلی سے 124 میل کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے)۔

1- آپ سرخ لباس پہنتے تھے۔ فرمایا ''میں یہ سرخ لباس اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق پہنتا ہوں۔ میں تو ایک میت کی طرح ہوں جسے اللہ تعالیٰ حرکت دے رہا ہے۔ یہ وہ جانے کہ میرے لیے سرخ لباس کیوں مخصوص کیا گیا ہے۔'' آپ غوث اعظم کی مانند سلاب الاحوال تھے۔ یعنی آپ کے گرد ونواح میں دس دس بارہ بارہ میل تک کوئی ولی یا صاحب کشف بغیر اجازت چلنے پھرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا اور اگر کرتا تو اس کی ولایت سلب ہو جاتی تھی۔

2- آپ نے شیخ جلال الدین تھانسریؒ سے فرمایا ''فقیر کو چاہیے کہ فقیر سے دنیا کی بات نہ کرے اگر آپ نے بادشاہ کا حال دریافت کرنا ہے تو سر راہ بیٹھ جایئے اور آتے جاتے لوگوں سے دریافت کیجئے۔''

Marfat.com

3- ایک مرتبہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری سے فرمایا ''فقیر مخلوق کے لیے باعث رحمت ہوتا ہے باعث زحمت نہیں ہوتا۔ تم تو جلوہ الٰہی میں سرشار ہو اور مخلوق خدا روٹی کو ترس رہی ہے۔ یہ شان فقر نہیں۔''

4- ایک مرتبہ تین رجال غیب سے فرمایا: ''اللہ تعالٰی نے فقراء کو یہ طاقت دے رکھی ہے جس سے وہ عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ مگر انہیں کوئی دیکھ نہیں سکتا۔'' پھر فرمایا ''فقیر کو آمد و رفت کی ضرورت نہیں ہوتی فقیر تو خود دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور خود اس دنیا سے باہر ہے وہ جہاں چاہے چلا جائے۔''

5- ایک موقعہ پر اپنے بیٹے حضرت شاہ موسیٰ ابوالمکارم سے فرمایا (جب کہ وہ آپ سے دور افتادہ علاقہ میں رہنا چاہتے تھے۔) ''دنیا میں تقدیر الٰہی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا اور کسی کی نیکی یا بدی خدا کے حکم کے بغیر اعمالنامے میں درج نہیں ہوتی۔ چونکہ تم نے درخواست کی ہے اس لیے کوٹ قبولہ کی ولایت تم کو دی جاتی ہے۔ اگرچہ یہ ولایت مجذوب باوا حیدر نامی کی ہے مگر وہ اپنی ولایت سے کچھ حصہ کاٹ کر بطور نذر حضرت غوث اعظم تمہیں دے دیں گے۔ اس لیے اب تم وہاں چلے جاؤ۔ اور مخلوق خدا کو اللہ کی طرف بلاؤ۔'' لوگوں نے دیکھا مجذوب باوا حیدر اپنی داڑھی سے گلی کوچوں کی صفائی کر رہا ہے۔ لوگ پوچھتے ایسا کیوں کرتا ہے۔ وہ جواب دیتے بغداد سے ایک شیر آ رہا ہے۔

6- ایک مرتبہ تین چار روز تک سر جھکائے ہوئے گھر تشریف لے جاتے اور اسی حالت میں گھر سے برآمد ہوتے۔ ایک مقرب نے خلوت میں اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا۔ ''آج کل عرش سے انوار و تجلیات کا زور میرے اوپر اس قدر ہے کہ میرا سر زخمی ہو گیا ہے۔ اسی وجہ سے جھکا جھکا چلتا ہوں۔''

7- ایک مرتبہ شیر شاہ سوری نے گیارہ سو اشرفیاں گورنر ملتان حمید خاں کے توسط آپ کو بھجیں۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ غربا میں تقسیم کر دو وہی اس کے مستحق ہیں اس لیے کہ ہمارے لیے تو حضور غوث اعظم کا نام ہی کافی ہے اور شیر شاہ کو اطلاع دے دو کہ نذر قبول ہوئی۔

8- مبدء و معاد میں حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ مجھے نسبت فردیت کا سرمایہ جو

Marfat.com

اولیاء اللہ کا آخری عروج ہے اپنے والد بزرگوار سے ملا اور انہیں ایک مرد خدا سے جو نہایت صاحب جذبہ کرامات و خوارق میں مشہور تھے یعنی فرد زمانہ حضرت شاہ کمال قادری سے ملا۔''

9- ایک مرتبہ علی خان حاکم نے ملا حسین کی معرفت 50روپے آپ کو بھیجے آپ نے وہ رقم قبول نہ کی اور فرمایا۔''اے فضول انسان دنیائے فانی کے مال و متاع پر درویشوں کا امتحان کر کے اپنا منہ کالا کرتا ہے۔ایسے کاموں سے بچنا چاہیے۔'' علی خاں نے معافی مانگ لی۔

10- مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ ہم کو جب خاندان قادریہ عالیہ کے سلسلہ کے مشائخ کا کشف ہوتا ہے تو حضرت غوث الثقلین کے بعد حضرت شاہ کمال قادری جیسا علومرتبت بزرگ نظر نہیں آتا۔'' جس سے ظاہر ہے کہ آپ کی ولایت اور قطبیعت روحانی دنیا میں ایک عظیم ترین منصب ہے۔

11- فرمایا مذہب فقر میں ذات صفات اور حسب نسب خود ستائی اور خود پرستی کے مترادف ہے۔ ہمارے آقا ﷺ سید اولاد آدم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مسکین فرماتے ہیں۔مزید۔(حضرت عبدالاحد کے سوال کرنے پر) فرمایا ہمارا نسب نامہ بارہ پشت میں شیخ عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے اور ہم کو خلافت بھی اسی بارگاہ سے ملی ہے۔ ہمارا وطن باداد کوفہ ہے اور ہم سیرو سفر کے لیے بغداد آئے ہوئے ہیں۔ ہم حسب و نسب کا ذکر زبان پر نہیں لاتے کیونکہ یہ آئین فقر کے خلاف ہے۔ یہ محض آپ کی خاطر داری کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

12- کسی کو خط میں جواب دیا: اللہ تعالیٰ کے عاشقوں پر توقف حرام ہے یعنی اولیاء اللہ کے قلوب پر سکون حرام ہے۔ جس کا آج کا دن کل کے دن جیسا گزرا وہ نقصان اور خسارہ میں ہے۔ فرمایا اے فرزند! نہ عاشقوں کا جلال نفسانی ہے نہ ان کا حلم انسانی ہے۔عوام اس جلال وحلم میں اور باتیں خیال کرتے ہیں لیکن عاشقان خدا اس جلال وحلم میں خدا کے سوا کچھ نہیں دیکھتے اور ہمیشہ ذات الٰہی میں غرق اور مشغول رہتے ہیں۔

13- اے فرزند! یہ ناقصوں کا کام ہے جو کہا کرتے ہیں کہ فلاں درویش کے اہل وعیال

Marfat.com

زیادہ ہیں۔ لیکن عشاق عیال و اطفال کے پابند نہیں جس طرح کہ عوام ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کاملوں کا شیوہ یہ ہے کہ ان کے اہل و عیال جتنے زیادہ ہوتے ہیں حق تعالٰی کے ساتھ ان کی مشغولیت اتنی ہی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اہل وعیال سے دور رہنا اور ان سے بھاگنا ناقصوں کا کام ہے۔ عشاق ایک لمحہ اور لحظہ بھی خدا سے جدا نہیں ہیں اور ہمیشہ انوار رحمانی اور مشاہدہ ربانی میں مستغرق رہتے ہیں۔

14- اے فرزند! میری یہ کیفیت کچھ نفس کی رہنمائی سے پیدا نہیں ہوئی بلکہ جو کچھ ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ پردہ غیب میں جو کچھ پوشیدہ ہوتا ہے راز رحمانی اور حکمت ربانی سے عیاں ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے خود کرتا ہے۔ ہمیں کرنے نہ کرنے سے کیا واسطہ۔ عوام اللہ کے دوستوں کی ہزار ہا شکائتیں اور ان پر بے شمار طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ یہ قدیم سے ہوتا آیا ہے۔ یہ اللہ، رسول ﷺ ، انبیائے کرام، صحابہ کرام کی سنت قدیم ہے اور خدائی طریق کار تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اے فرزند! بے خودی کے مکتب میں پڑھنا شروع کر جب تک یہاں کی الف بے نہیں پڑھے گا تب تک عاشقوں کے راز کو نہیں پائے گا۔

15- اے فرزند غور سے سن! نہ صالحین کے ساتھ رہ نہ زاہدوں کے ساتھ رہ نہ اہل آخرت کے ساتھ نہ اہل دنیا کے ساتھ۔ بلکہ بے خود ہو جا۔ دیوانہ بن جا۔ بے خودوں اور دیوانوں کے ساتھ رہ۔ خاک ہو جا اور خاک میں سے بن جا۔

16- اے فرزند سن! نہ زاہد بن نہ صالح بن نہ فاسق بن نہ آقا بن۔ نہ تاجر بن، نہ امیر بن نہ فقیر بن، نہ دنیا کا بن نہ دین کا بن۔ اگر بنے تو یہ بن'' عَدَمًا وَجُودَ لَہٗ'' (تیری موت و حیات سب اس کے لئے ہے)۔ جس طرف دیکھو اللہ ہی کا چہرہ ہے۔ اس مقام میں زیادہ قیل و قال وہی کرتا ہے جو راز سے ناواقف ہے۔ سلام علیکم'' سلام علیکم میرا قلب میری روح میرا راز تیری طرف ہے......

17- اے فرزند! جتنی مرید کی ارادت اور عقیدت میں ترقی ہوتی جاتی ہے اتنا ہی اس کے دل میں مرشد کے کمال اور جمال کا نور بڑھتا چلا جاتا ہے یقیناً معرفت ازلی کی بنا پر مرشد اور مرید کے درمیان محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر عشق و محبت کی چاشنی اپنا دیدار دکھاتی ہے۔ عاشق صادق مرید کے لئے مرشد کا جمال نور حق تعالٰی

Marfat.com

کی تجلی بن جاتا ہے۔ اسی وقت مرید پیر پرستی کا درجہ پاتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ پیر پرست مرید خدا پرست سے بہتر ہے چونکہ پیر پرست حق تعالیٰ کے مشاہدہ میں رہتا ہے اور درحقیقت خدا پرستی کرتا ہے اور جو خدا پرستی کا دعویٰ دار ہے وہ اپنے مشاہدہ میں مصروف اور اپنی ذات میں مشغول رہتا ہے اور یہ خود پرستی ہے جو خدا پرستی سے دور ہے۔ مرشد سے جتنی زیادہ محبت ہوگی اتنا ہی مرید کے کمال و جمال میں اضافہ ہوگا۔

18- اے فرزند! عاشق پوشیدہ نہیں رہتا اور دیگ بغیر جوش کئے نہیں رہتی۔ منہ سے کف نکالتی ہے۔ عاشق مجبور بھی یونہی فریاد کرتا ہے مصروف کار ہو جا رازوں کو تلاش کر اور حق تعالیٰ کا رازداں ہو جا۔ وقت اپنے موقع پر خود پکار اٹھتا ہے کہ اٹھ شراب پی اور جوش و خروش پیدا کر جب حقیقت آشکا ہوتی ہے نبی نبی بن جاتا ہے اور ولی ولی۔ نبی صاحب وحی ہوتا ہے اور ولی اپنے کام میں پوشیدہ رازوں کا محرم ہوتا ہے۔ نبی صاحب دعوت ہوتا ہے اور وہی دعوت ولی کے لئے تربیت ہوتی ہے۔ نبی صاحب اعجاز ہوتا ہے اور ولی صاحب کرامت۔ نبی صاحب نبوت اور ولی صاحب ولایت ہوتا ہے۔ نبی کے لئے غایت ہوتی ہے اور ولی کے لئے اقامت۔ دونوں کے حضور میں کوئی کمی بیشی نہیں۔

19- سنو! یہاں ایک راز ہے جسکا راز داں ایک رند ہے۔ اس کے سوا اس راز کا کوئی محرم نہیں۔ تو اپنی جان گنوا دے۔ دنیا لٹا دے اور راز دار بن جا۔ وہ آفتاب ہرگز یہاں نہیں چمکا۔ جو کچھ وہاں کا وعدہ تھا وہ ہرگز یہاں پورا نہیں ہوا۔

20- اے فرزند! جن لوگوں نے فقر اختیار کیا اللہ تعالیٰ کی محبت نے ان کو غنی بنا دیا فقر و غنا ان کے جسم کا لباس ہے۔ دنیا کا مال و منال ان پر غالب نہیں آتا۔ اور جہاں آب و گل کا گرد و غبار ان کے دامن ہمت کو آلودہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے عشق مولا میں گھر بار اور مال و دولت سب کو ترک کر دیا۔ اور پورے طور سے آزاد ہوگئے۔ عشق و محبت کی منزل میں ان کا یہ پہلا قدم ہے۔ دوسرا قدم یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ذات اور اپنی ہستی کو بالکل مٹا دیا۔ وہ ایک عالم بے خودی میں جیتے ہیں۔ اپنی طرف سے جیتے ہیں اپنی طرف سے مردہ ہوتے ہیں اور خدا کی طرف سے زندہ،

Marfat.com

یہ بات سمجھ لینا کافی ہوگا۔

21- بیٹے ابو المکارم مسعود عرف موسیٰ کو لکھا۔ ایک مدت سے تم ملاقات کے لئے نہیں آئے۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم یہاں آؤ تو درویشی اور تصوف کے کچھ نکات بطور تعلیم و تربیت کے تمہیں سکھاؤں جو کہ اب تک تمہیں پورے طور پر تعلیم نہیں کیے گئے۔ نیز تمہیں بیعت کرنے کے بعد خلافت عطا کی جائے۔ طریق مشائخ یہی ہے کہ بعد بلوغ بیعت کرتے ہیں۔ تمہیں طفولیت کے زمانہ میں بیعت کیا گیا تھا اور سر تراشا گیا تھا اور شاید تمہیں یاد بھی نہ ہو۔ دوسرے تم مجھ سے بیعت ہو۔ اگر تمہاری توجہ کسی اور کی طرف ہوئی تو یہ امر میری ناراضگی کا باعث ہوگا۔ اس طرح جو فائدہ تمہیں اب تک ہوا ہے یہ سب ضائع ہو جائے گا۔ جب تک تم یہاں نہ آؤ گے اور درویشی کے متعلق کچھ راز مجھ سے نہ سمجھو گے تب تک تمہاری درویشی مکمل اور مستقل نہ ہوگی۔ نیز جب تک تمہارے حوالے خلافت نہ کردوں اور وہ ایک حرف کہ جس کے بغیر درویشی تکمیل نہیں ہوتی نہ سمجھا دوں اور تمہارے سپرد نہ کر دوں تب تک تمہیں توحید خالص و مکمل کا درجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور تم درجہ کمال کو نہیں پہنچ سکتے۔ تمہاری کمالیت میں کوئی بھی شک و شبہ نہیں لیکن یاد رکھو حق تعالیٰ کی کوئی انتہا نہیں۔ کمال کے بعد کمال ہے۔ جس کو انتہا خیال کیا جاتا ہے وہ بھی بے انتہا ہے۔ اس منزل کا کوئی اخیر نہیں اور نہ کوئی اسکی انتہا و غایت ہے۔ جس کے دونوں دن برابر ہوں وہ دراصل خسارے میں ہے۔

22- شیخ عبدالاحد کابلی کو لکھا۔ اے عزیز من! دریا میں غوطہ زنی کر۔ اگر موج نے راحت کے ساحل پر ڈال دیا تو سبحان اللہ! یہی سب سے بڑی سرفرازی ہے۔ اور اگر نہنگ قعر دریا کی گہرائیوں میں کھینچ لیا تو تجھ پر کوئی اعراض کر سکتا ہے نہ ہم کر سکتے ہیں۔ اگر ساحل پر بیٹھے بیٹھے وقت گزار دیا تو مردہ مچھلی کا مستحق ہے اور اگر غواص کی طرح سمندر کی گہرائیوں میں غوطہ لگایا تو در آبدار کا حق دار ہے۔

23- بہت سے جرائم کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ وہ محبت پیدا کرنے کا باعث بن جاتے ہیں۔ چونکہ جرم بندہ کی فطرت ہے، اور محبت حق تعالیٰ کی صفت اور طالبان درگاہ اور عاشقان بارگاہ محبت کے جرائم کی نوعیت بھی مختلف ہوتی ہے۔ جو شخص ہر وقت

Marfat.com

عیال و اطفال میں گرفتار ہے اس سے گفتگوئے توحید بے کار ہے۔ مردان خدا کا کمال یہ ہے کہ جب وہ عرفان وصال سے بہرہ ور ہو کر مرتبہ بلند پر پہنچے تو توحید میں گم ہو جاتے ہیں اور اپنے ہوش حواس کھو بیٹھے ہیں۔ پھر جب حق تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے تو بندگان خدا کی ہدایت کے لئے ہوش میں آ جاتے ہیں۔ چنانچہ تو بھی دیگر مخلوق کا چلن اختیار کر۔ ظاہر میں دنیا والوں کے ساتھ باطن میں حق تعالیٰ کے ساتھ مصروف رہ۔

24- عزیز من! جب ایک شخص نے اپنے آپ کو دریائے توحید میں غرق کر دیا تو پھر اس میں بشریت کہاں رہی۔ نہ یہ رہا نہ وہ رہا۔ وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن اور وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے (آیت ھوالاول...... وھو بکل شیءٍ محیط) پس جو شخص جلال و جمال میں محو ہے وہی کامیاب ہے اور درجات بلند کا حق دار ہے۔ جو شخص اپنے آپ سے گزر گیا فقط خدا رہ گیا۔ بشریت اور غیر خدا کا قدم درمیان میں سے جاتا رہا۔ جب فقط ذات خداوندی رہ گئی تو زوال کہاں۔ بقا ہی بقا ہے۔ فنا اس کے لئے مقدر ہے جو حق تعالیٰ سے دوری اور مہجوری رکھتا ہے۔ اور قانون یہی ہے کہ مہجور ہمیشہ دور رہتے ہیں۔ جو لوگ جلال و جمال کے مفہوم سے آگاہ ہو جاتے ہیں وہ بھی آخر کار حضوری سے محروم ہو جاتے ہیں۔ جلال و جمال میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور حالات بدلتے رہتے ہیں۔ جلال و جمال کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ شاعر ابو الحسن نے خوب کہا ہے حسن و کمال کو مجازی محبوب کہتے ہیں اور اس کے درمیان حق کو تلاش نہیں کرتے۔ البتہ قید میں رہ کر آزاد کو تلاش کرنا مشکل ہے۔ مرشد کامل کے بغیر اس مقام پر کمال کو بھی زوال سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس جگہ دین و دنیا کے کمال کو زوال سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو لوگ ناپائیدار دورخی دنیا سے محبت و الفت پیدا کرتے ہیں اور کبھی دینی مملکت اور دنیوی ملکیت پر مغرور و مسرور ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو حضوری میں محسوس کرتے ہیں تو ان کا ان اشیاء میں مقید ہو جانا ان کے زوال کا باعث بن جاتا ہے۔ جو شخص توحید کے حرف خالص سے بہرہ ور ہے وہ زوال سے محفوظ ہے۔ کمال وہ ہے جو حق تعالیٰ کی ذات کا کمال ہے یہ کمال توحید کے حرف سے مالا مال ہے یہاں کمال ہی

Marfat.com

کمال ہے۔

25- اے عزیز من! سالک کے لئے تجلی کے تین درجے ہیں۔ اول صوری دوئم معنوی سوم ورائے صوری و معنوی۔ سیر صوری یہ ہے کہ ایک طرح کا مشاہدہ حق ہے کہ سالک اپنی ذات کو دیکھتا ہے۔ سیر معنوی یہ ہے کہ سالک خود تو بیٹھا رہے اور اس کی روح اپنے وطن میں سفر کرے اور پھر اپنی جگہ واپس آجائے۔ اے عزیز یہ روح القدوس کا مقام ہے اگر روح صفائی حاصل کرے تو پھر وہ اپنے مقام پر جا کر واپس آجاتی ہے لیکن یہ مقام مکانی ہے روح کے لئے ایک مقام مقرر ہے اور روح اپنے مقام کی سیر کرتی ہے۔ البتہ ورائے مکان روح کے لئے جانے کی گنجائش نہیں۔ ماورائے مکان سبحانیت ہے۔ عالم مکانی نہیں۔

26- فرمایا جب بایزید بسطامی کی روح کو مقام قدس میں لے گئے تو فرمان الٰہی ہوا اے بایزید تو ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو" عرض کیا میں اپنے وجود کی نفی کر کے تیری درگاہ میں آیا ہوں"۔ ارشاد ہوا کہ "وجود انسانی پروردگار کی حکمت ہے تو نے اپنے پروردگار کی حکمت کو کیوں نفی کیا" عرض کیا" تیری صفات کا ادراک کرنے کے لئے میں نے اپنے وجود کی نفی کی تھی بایزید کو حکم ہوا کہ خوف نہ کھا اور غم نہ کر۔ جو خیال کہ تیرے دل میں آیا وہ ہماری درگاہ سے جدا نہ تھا۔ ہم نے تجھ کو سلطان العارفین بنایا ہے۔ لیکن اس مقام میں کمالیت نہیں تھی کہ اس میں ہمیشگی نہیں ہوتی اس کے بعد محو و ایمن کا مرتبہ ہے۔ فنا باالبقا کے بعد شہود دائمی کا درجہ ہے یہاں جو تجلی نظر آتی ہے وہ ورائے صوری و معنوی ہے۔ ایک مقام اس سے بھی بلند تر ہے جسکا بیان کسی اور خلوت پر منحصر ہے۔ جب رسالتماب مقام قاب قوسین اَو ادنیٰ پر پہنچے تو وہاں اپنی امت کے فقرا کو دیکھا۔ ان کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اصحاب نے آپ کی دست بوسی کی۔ اس مقام پر آپ نے قرب الٰہی حاصل کیا اور محرم اسرار ربانی ہوئے۔ یہ مرتبہ ورائے صوری و معنوی ہے کہ انسان کو حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہوا کہ اس اسرار گاہ کا محرم کوئی نہیں ہے۔ نہ حضورؐ نے اپنی اصحاب سے اور نہ دنیا سے اس راز کا ایک شمہ بھی بیان کیا۔ جو کچھ آپؐ نے دیکھا وہ کسی اور کو نظر نہ آیا۔ اور جو کچھ سنا وہ کسی نے نہ سنا پس یہ قرب جو آپؐ نے حاصل کیا

Marfat.com

بے جہت و بے مکان تھا۔ یہاں نہ کون و مکان ہے نہ این و آں ہے آپ ﷺ نے اس کا راز نہاں کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ مشائخ اس احوال سے قطعی بے خبر ہیں۔ اس مقام پر وہ ھل من مزید کی صدا لگاتے اور خم خانہ توحید سے پیالے نوش کرتے ہیں اور قطعاً خاموش رہتے ہیں۔

24

شاہ سکندر قادری کیتھلیؒ (وصال1614ء)

آپ شاہ کمال قادری کے بیٹے عمادالدین کے نور نظر ہیں۔ آپ نے بچپن ہی میں اپنے جد امجد کی صحبت میں رہ کر روحانی اور باطنی علوم کی تکمیل فرمائی۔

1۔ حضرت شیخ طاہر بندگی فرماتے ہیں کہ میں حضرت شاہ سکندر کیتھلی کی خدمت میں رہتے ہوئے چلہ کشی کیا کرتا تھا ایک دفعہ میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے ارد گرد زر وجوہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ مخلوق کا اژدہام ہو رہا ہے اور آپ دونوں ہاتھوں سے زرو جواہرات تقسیم فرما رہے ہیں مگر زرو جوہرات کے ڈھیر میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے۔ جب میں مراقبہ سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: ''طاہر! جو کچھ تم نے دیکھا ہے یہ اس شفقت بے پایاں کا نتیجہ ہے جو حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی کی ہم پر ہے''۔

2۔ ایک مرتبہ طاہر بندگی کو فرمایا سارے شہر میں منادی کر دی جائے کہ جس کو لڑکے کی ولادت منظور ہو وہ نذر و نیاز لے کر حاضر ہو جائے۔ ہزاروں حاجت مند مع نذرو نیاز حاضر ہو گئے بعد قبول نذر کے آپ فرما دیتے تھے کہ جاؤ لڑکا ہو گا۔

3- ایک مجلس میں فرمایا مردان خدا جس جگہ بیٹھتے ہیں اللہ تعالی بیت اللہ شریف اور عرش و کرسی کو ان کے سامنے کر دیتا ہے اور ایسی روحانی قوت بخشتا ہے کہ وہ کائنات کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں۔

4- حضرت شیخ احمد سرہندی شادی کے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گئے حضرت شاہ سکندر نے فرمایا'' گھبرانے کی ضرورت نہیں شیخ احمد صحت یاب ہو جائیں گے اور ان کے وجود

Marfat.com

سے دین کو فروغ حاصل ہو گا“

5- سنت نبوی‘ اجماع امم اور ان کے اخلاق حسنہ پر قائم رہو۔

6- انسان کی تمام حرکتیں محض اللہ جل شانہٗ کے لئے ہونی چاہئیں۔

7- جس حد تک ہو سکے خواہشات نفسانی کو دباؤ۔

8- عزت‘ بزرگی‘ غنا‘ خالص نقش صافی‘ توکل صافی اس میں ہے کہ ابن آدم سے طمع کی ذرہ بھر امید نہ رکھی جائے۔ مخلوق پر بوجھ نہ بنو۔ کیونکہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور یہ عادت بد یقین اور اعتماد علی اللہ میں حارج ہوتی ہے۔ مصائب کو دور کرنے والا اللہ تعالے سے بہتر کوئی نہیں۔ لہذا اپنے مصائب و احوال کی شکایت عوام الناس سے نہ کرتے پھرو۔ جھوٹ ایک ناسور ہے جو آہستہ آہستہ تمام نیکیوں پر غالب آجاتا ہے۔

9- گناہ ظاہری ہوں یا باطنی‘ ان سے بالکل قطع نظر کر لو اور اپنے جوارح کو بھی بچاؤ مبادا تمہاری نیکیاں بھی ختم ہو جائیں۔

10- حسد ایک آگ ہے جو انسان کی نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

11- عبرت استاد شفیق اور ناصح مشفق ہے۔

12- قناعت دافع طمع و لالچ ہے۔

13- بندگان خدا سے ہمدردی کرو کہ اس سے مرتبہ بلند ہوتا ہے۔ ادب خدا کی رحمت ہے۔

14- ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرو کہ یہ محتاجی سے نجات دلاتی ہے۔ شکر خدا کی رحمتوں کا دروازہ ہے۔

15- صحبت اولیاء سے وہ فوائد مرتب ہوتے ہیں جو کتابوں کے ڈھیر سے حاصل نہیں ہوتے۔

16- عرفان کا متحمل وہ دل ہو سکتا ہے جس دل میں دنیا کی حرص و ہوا نہ ہو اور جو جاہ و مرتبہ کا خواہش مند نہ ہو۔

17- ایک روز حضرت شاہ سکندر کیتھلی قدس سرہ کی خدمت میں حضرت شیخ احمد سرہندی حبیب اللہ سرہندی‘ حضرت شیخ طاہر بندگیؒ اور دیگر مشائخین جمع تھے۔ آپ نے

Marfat.com

فرمایا سخن مردان خدا نامرداں رامرد کند و مرداں رافرد کند

18- ایک سالک کے مصائب ایام کے بارے میں شکایت کرنے پر فرمایا کہ ابتلاء ایک نعمت ہے۔ اس لیے خاصان خدا اس میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔ راہ حق میں تکالیف کا سامنا بہت ہوتا ہے۔ صبر و استقامت سے کام لینا چاہیے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ عشق جانبازی است نہ کہ طفل بازی...... پھر یہ آیت پڑھی۔

ام حسبتم ان تد خلوا الجنة ولما یا تکم مثل الذین خلوا من قبالکم مستحصر الباساء والضراء وزنو لوا حتیٰ یقول الرسول والذین امنوا معه متی نصر الله الا ان نصر الله قریب۔

19- پھر فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ذات الٰہی سے کلام کرنے کے لیے کوہ طور پر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک مرد خدا کو دیکھا کہ وہ پابہ زنجیر ہے' اس نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور کہا یا موسیٰ جناب الٰہی میں میرا سلام و نیاز عرض کر کے کہنا۔ اے الٰہی تو گردش زمانہ سے مجھے گندم کے آٹے کی طرح پیس دے۔ تو پھر بھی میں یک سرمو تیرے حکم سے منہ نہ پھیروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا پیغام پہنچایا۔ ارشاد ہوا۔ نعم العبد۔ یعنی بہت اچھا بندہ ہے۔ ہماری آزمائش میں پورا اترتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس اجمال کی تفصیل چاہی تو ارشاد باری ہوا۔ اے موسیٰ یہ ہمارا راز ہے۔

20- ایک طالب کے سوال پر کہ حق کی پہچان کے کتنے راستے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ''موجودات کے ہر ذرے سے خدا کی طرف راستہ ہے۔''

21- سلوک کی اصل بنیادوں کی صلاحیت کو قرار دیتے ہوئے فرمایا تکبر کفر کے برابر ہے۔

22- علمائے ظاہر کا علم وسیع ہوتا ہے اور علمائے باطن کا عمیق۔

23- مرتبہ اس کا بلند ہے جس کو علم و عمل دونوں کی توفیق ہوئی۔

24- جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اسے سوال کرنے کی حاجت نہیں اور جس نے نہ پہچانا وہ حاجت مند ہی رہے گا۔

25- جس نے شہرت کو اچھا جانا اس نے خدائے پاک کو نہ جانا۔

Marfat.com

26- فقراء کو ایذا دے کر خدا کی خوشنودی ناممکن ہے۔

27- مردان خدا اللہ جل شانہ کی یاد کے سوا اور کوئی کلمہ اپنی زبان سے نہیں نکالتے۔

28- عادت پرست حق پرست نہیں ہوتا۔ خود پرستی بت پرستی ہے اور نفس پرستی بھی در حقیقت بت پرستی ہے۔

29- جس نے خواہشات نفسانی کو ترک کیا وہ واصل بحق ہو گیا۔

30- متکبر کبھی معرفت الٰہی کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

31- درویش وہ ہے جو دنیا اور عاقبت کی طرف رغبت نہ کرے کیونکہ یہ ایسی چیزیں نہیں کہ ان کا تعلق دل سے ہو۔

32- طالب کو چاہیے کہ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ کے لیے چھوڑ دے۔

33- اکثر اوقات آیت مبارکہ والذین امنوا حبا للہ کی روح پرور تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ حب اللہ ہی عین راز حیات ہے۔ اگر یہ محبت دل سے نکل جائے۔ تو وہ بے جان گوشت کا لوتھڑا ہے۔ اس سلسلے میں مزید فرماتے ہیں کہ خلق خدا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کی رضا کو مقدم رکھنا جہاد بزرگ ہے۔

34- سالک کو کسی لمحے بھی یاد خدا سے غافل نہیں بیٹھنا چاہیے۔ جو سالک بغیر ذکر کے سانس لیتا ہے۔ وہ اپنے حال کو ضائع کر دیتا ہے۔ نیز ذکر کے وقت وساوس شیطانی اور خواہشات دنیاوی سے گریز کرنا چاہیے۔ جب یہ صفت پیدا ہو جائے تو خواہش نفسانی نور ذکر سے خود بخود مٹ جاتی ہے اور قلب میں نور ذکر جگہ پا لیتا ہے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ذکر اللہ تمام اذکار سے بہتر و افضل ہے۔

35- جب کبھی اقسام قلب زیر بحث آئیں تو فرمایا کرتے کہ قلب تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو دنیا کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دوسرے عقبیٰ کی جستجو کرتے ہیں اور تیسرے صرف اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھتے ہیں۔

36- اور جب مجلس کیفیت قلب کا ذکر ہوتا تو فرماتے کہ قلب آئینہ کے مانند ہے جب اس پر گناہ کے حجابات سایہ کر دیتے ہیں تو دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور جب یہ حجابات دور ہو جاتے ہیں۔ تو نئے سرے سے اس میں صورت نظر آنے لگتی ہے۔

Marfat.com

25

حضرت میاں میر صاحب لاہوریؒ (وصال 1635ء)

1- جو شخص حق تعالیٰ سے گھڑی بھر کو غافل ہے اس وقت وہ کافر ہوتا ہے لیکن پوشیدہ۔

2- معرفت کے طریقے کی پہلی شرط جانتے ہو کیا ہے؟ دونوں جہاں کو ترک کرنا اور پشت پا سے ٹھکرانا۔

3- ایک گھر میں دو مہمان نہیں سما سکتے۔

4- اگر کسی نے ترک علائق کیا ہو اور ایک بھی دنیاوی اندیشہ اس کے دل میں باقی رہے تو وہ تعلقات سے بری نہیں ہوتا نہ وہ مجرد کہلا سکتا ہے اس کی باطنی ناپاکی برقرار رہتی ہے۔

5- تجرید و تفرید اس لیے ضروری ہے کہ جو شخص تجرید میں کامل ہو جائے وہ جلد مراد کو پہنچ جاتا ہے۔

6- جس کا سو بار امتحان نہ کر لیا جائے اسے تو صاحب اسرار مت سمجھ۔

7- اگر جہاں خون سے پُر اور مالا مال ہو جائے تو بھی مرد خدا حلال کے سوا اور کچھ نہیں کھاتا۔

8- جس کا خدا ہو وہ فقیر نہیں غنی ہے۔ جس کا اللہ ہو وہ فقیر نہیں۔

9- صوفی وہ ہوتا ہے جس کی نظر میں پتھر اور جواہر برابر ہوں۔

10- آپس میں باتیں کرنے سے دل شغل حق سے غافل ہو جاتا ہے۔ بازاروں اور گزر گاہوں میں اکٹھے مل کر نہ چلو۔ اگر تنہا چلو گے تو یاد الٰہی میں مشغول رہ سکو گے۔

11- صوفی کامل ہو جائے تو اس کا دل خطرات سے پاک ہو جاتا ہے۔ کوئی چیز اسے ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ وہ خود بادشاہ ہوتا ہے۔ سب دنیاوی بادشاہ اس سے مسخر ہو جاتے ہیں۔

12- لباس اس قسم کا پہننا چاہیے کہ کوئی پہچان نہ لے کہ اس کا مسلک درویشی ہے۔ فقر کے لباس کی آپ ہمیشہ مذمت کرتے تھے۔

13- میں حیران ہوں کہ شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی کیسے فقیر تھے! بہتر ہوتا کہ دنیا میں

Marfat.com

وہ پھر آتے اور مجھ سے فقیری سیکھتے انہیں معلوم ہو جاتا کہ درویشی اور فقیری سے کیا مراد ہے۔

14- وفات کے بعد مجھے شور والی زمین میں دفن کرنا کہ میری ہڈیوں کا نشان باقی نہ رہے اور قبر کی صورت بھی نہ بنانا۔

15- صوفی وہ ہے جو نہ ہو۔ اگر ہو تو بھی نہ ہو۔

16- آپ توحید کے مسائل کو عام آدمیوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور وحدت کی بات تو سراب کی مانند ہے۔ اے فرزند سراب سے کون سیراب ہوتا ہے۔ وحدت کی بات اگر کوئی عاصی کرتا ہے تو سوائے بدنامی کے اس سے کیا حاصل ہوگا۔

17- حسین منصور حلاج بے حوصلہ تھے کہ اونچی بات ان کی زبان سے نکلی ۔ اس گروہ کے بعض ایسے بھی ہیں کہ اگر دریائے حقیقت کو پی بھی لیں تو خاموش رہیں اور کبھی جوش میں نہ آئیں۔

18- سلوک کے مرتبوں میں پہلا مرتبہ شریعت ہے۔ شریعت کی پیروی کی برکت سے اس کے دل میں طریقت کا مرتبہ کمال حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوگی۔ طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے مقام حقیقت کو سمجھنے' فنائے وجود کی اصلیت کا ادراک کرنے' ماسوا اللہ سے دل کو خالی کرنے اور درجہ قرب میں واصل ہونے کا موجب ہے۔

19- صوفی جب وجد میں آتا ہے تو وہ اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق میں مل کر باقی ہو جاتا ہے۔ پس جب وہ بقائے حق میں مل جائے گا تو یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ چنے کا دانہ گرنے سے یا اس سے کمتر کسی چیز کے گرنے کی بھی اسے خبر ہو جائے گی۔

20- زندگی میں اور موت کے بعد بھی اولیاء اللہ کا تصرف ایک سا رہتا ہے۔ بلکہ موت کے بعد ان کی توجہ اور تصرف بیشتر اور بہتر ہو جاتا ہے کیونکہ زندگی میں تو جسمانی حجاب اور ستر احوال بعض چیزوں میں مانع ہوتے ہیں۔ لیکن موت کے بعد سب حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ گویا شمشیر نیام سے باہر آتی ہے۔

21- اولیاء کے لیے کرامت موجب اضطراب ہے۔ جہاں تک ممکن ہو خوارق و کرامات

Marfat.com

کو مخفی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

22- حق کی طلب آسان نہیں جب تک تم اس کی طلب میں یگانہ نہ ہو گے اسے پا نہیں سکو گے۔

23- شریعت کے معاملات کی نگہداشت اور مرتبہ طریقت کے حصول اور طریقت بری خصلتوں سے باطن کو پاک کرنے اور مرتبہ حقیقت کے ادراک کا موجب ہے۔ اور حقیقت کیا ہے؟ وجود کو فعال بنانا اور دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرنا۔

24- خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک اختیاری' دوسرا اضطراری۔

25- انسان تین چیزوں' نفس' دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اصلاح خاص چیز سے ہوتی ہے۔ چنانچہ نفس کی اصلاح شریعت سے' دل کی طریقت سے اور روح کی حقیقت سے

26- صوفی وجد کی حالت میں ہوتا ہے تو اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق سے باقی۔

27- اولیاء اللہ کی موت ان کے نفس کا مرنا ہے اور جب ان کا نفس مر جاتا ہے تو پھر وہ ابدالا آباد تک زندہ ہی رہتے ہیں۔

26

حضرت محمد نوشہ گنج بخشؒ (وصال 1654ء)

1- اے درویش ابلیس کے مکروفریب سے بچنے کی کوشش کرو۔ دنیا دون کی حرص کو دل سے نکال کر خدا کی محبت جو نفیس ترین ہے اس کو معمور کرو۔

2- اذکار پاس انفاس ونفی اثبات وسلطان الاذکار جو از قسم اشغال درویشوں نے اختیار کئے ہیں یہ اس لیے ہیں کہ بیہودہ کاموں سے بچے رہیں اور ان کے دم ضائع اور خدا کی یاد سے خالی نہ جائیں ورنہ حق تعالیٰ کی معرفت کا تعلق عقل سے ہے۔ جب تک ہوش کو دنیا کی طرف سے فراموش نہ کریں اور وحدت کے سمندر میں غوطہ نہ لگائیں اور خدا کی الوہیت اور اپنی عبودیت کو نہ پہچانیں اذکار و اشغال سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

Marfat.com

3- اصل مدعا اس امر میں اپنے خیال کی حفاظت کرنا ہے۔ خیال ہی پر کام میں پیش رفت ہے۔ دل کی زنجیر خیال ہی ہے۔ اس کے سوا اس کو پابند نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رکھو خدا کا وصول سوائے پاکیزگی خیال کے نہیں ہو سکتا۔ انسان کا خیال ہوا وہوس میں پراگندہ ہے۔ اس کے جمع کرنے کے لیے بزرگوں نے اذکار مذکورہ اختیار کیے ہیں۔ تاکہ کسی وجہ سے خیال ایک جگہ استقامت پکڑے۔

4- اگر تم منزل مراد پر پہنچنے کا ذوق رکھتے ہو تو اپنے آپ کو اس دنیا کے کمند سے خلاص کرو۔ اور غفلت کا پردہ دور کرو' اسی وقت راہ راست دیکھ لو گے اور منزل حقیقی پر پہنچ جاؤ گے۔

5- جب تم ہمہ اوست کے بھید سے واقف ہو جاؤ گے تو اس کی بارگاہ میں بے شک مقبول ہو جاؤ گے۔ جو خیال میں آئے اسی سے جانو جو وہم میں آئے اسی سے سمجھو۔ جس سے تم کو جدا کرتا ہے اس سے علیحدہ ہو جاتے ہو جس سے تم کو وابستہ کرتا ہے اس سے تم مل جاتے ہو۔ تمہاری حرکات گیند کی طرح ہیں۔ اور چوگان اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری ہستی کا قیام اسی کی ذات و صفات کے پرتو سے ہے۔ اس کے حکم کے بغیر تمہاری زبان گویا نہیں ہو سکتی ناک سونگھ نہیں سکتی' سانس لے نہیں سکتے۔ دیکھنا اور سننا تمہارے وجود میں کس سے ہے؟ اخلاط اربعہ کا توازن کس طرح ہے؟ یہ اسرار حکمت وہی حکیم جانتا ہے وہ ہر زمانہ میں اور ہر حال میں موجود ہے۔

6- اس کے دیکھنے میں سب لوگ برابر ہیں مسجد اور مندر میں بٹھانے والا وہی ہے۔ نیکی وبدی اسی کے حکم سے ہے۔ تمام خواہشات اسی سے ہیں اور وہ خواہش سے بری ہے۔ ہر راہ کی رہبری اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے ملک میں حکم چلاتا ہے اور خود جدا ہے کوئی جگہ اس سے خالی نہیں۔ اور وہ جگہ سے پاک ہے۔ خالق و مخلوق میں یہی فرق ہے کہ خالق جو کچھ چاہے وہ کرتا ہے اور مخلوق بے حس و بے حرکت ہے۔

7- بزرگوں نے بندہ کو فاعل مختار آداب پروردگار کے لیے کہا ہے ہماری کیا مجال ہے کہ گناہ کی نسبت اس کی طرف منسوب کریں ہم فعل میں' ہماری عزت و ذلت

Marfat.com

ہمارے فاعل کے اختیار میں ہے۔فعل کو کیا قدرت و طاقت ہے کہ فاعلی کرے۔ ہم پتوں کی طرح بے حرکت ہیں۔ ہماری حرکات اس کی رضا کی ہوا کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اپنے آپ کو بگولہ کی طرح جانو ہوا اس میں پوشیدہ ہے۔ کبھی بلندی پر لے جاتی ہے۔ کبھی پستی پر لے آتی ہے۔ پس اے مرد! جان لو کہ ہم بے شک گرد و غبار کی طرح ہیں۔ جس طرح وہ چاہے ہم کو رکھے۔

8- مذہب فقر یہ ہے کہ کسی سے کوئی غرض نہ رکھے۔ سب کچھ اسی ذات سے سمجھے۔ جب تک درویش کا اعتقاد ہمہ از وست پر راسخ نہ ہوگا اپنے آپ کو درویشوں کے سلسلہ میں مت شمار کرے۔ اور جو کچھ درویشان متقدمین کے احوال کتابوں میں ملتے ہیں ان سے استفادہ کریں کیونکہ تجربہ کاروں کے فرمان پر چلنے سے کشود کار ہوتا ہے۔

9- ہمہ اوست کمال معرفت کا درجہ ہے۔ وہاں ہم اور تم ہست اور نیست کچھ نہیں۔ شمع کی طرح ہر طرف ایک ہی رخ ہے۔ ہر چہرہ میں وہی ذات اپنا جلوہ دیکھتی ہے۔ ہر طرف وہی وہ ہے فاعل مفعول سب ایک ہیں۔

10- غصہ و حیا علامت دوئی ہیں۔ جہاں سوائے ایک کے کچھ مشہود نہ ہو وہاں غصہ کس پر اور حیا کس سے۔ درویش جو صورت سے گذر جائے اور معنی کو پالے اس کی نظر میں سوائے ذات واحد کے کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ ہر صورت میں اور ہر جگہ وہ ایک کو ہی دیکھتا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ صورت سے گذر جاؤ اور معنی تک پہنچو۔

11- جب کثرت میں وحدت ظاہر ہو جائے تو ظاہری بصارت پر اعتبار نہیں رہتا۔ درویش اہل بصیرت اور محقق نظر ہو جاتا ہے۔ اس کو ذات واحد کے سوا کچھ نظر نہیں آتا بلکہ سب موجودات میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ مخلوقی خیال اس سے برطرف ہو جاتا ہے۔

12- سب مدعا خیال کی مشق میں ہے اہل دنیا کہ دن رات دنیا کے خیال میں محو ہیں۔ خالق سے کنارہ کر کے مخلوق میں سرگردان ہو جاتے ہیں اور بے شمار آفات و غم و اندوہ ان کو لاحق ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر تم دن رات وحدت کا خیال رکھو گے تو آہستہ آہستہ ایسا وقت آئے گا کہ سوائے ایک ذات کے کچھ نہ رہے گا۔

Marfat.com

13- اس دنیا میں بت کدہ کو دیکھو۔ ہر بت میں بت ساز اور بت شکن کو دیکھو۔ جب آنکھیں کھولو گے تو سب شیشہ ہیں۔ ہر جمال میں اپنا چہرہ دیکھو گے۔ اے فقیر اگر تو اپنے مقام کو پہنچانے تو تیری کوئی جگہ نہ رہے نہ یہ رہے نہ وہ رہے۔ نہ تیرا گھر رہے۔ زندگی کی خواہش او، موت کا خوف کچھ نہ رہے گا۔ ہر آواز میں اور ہر سانس میں تیرے ہی گیت گائے جائیں گے۔

14- پرہیز گاری کا بیج عذاب الٰہی سے ڈرنا اور خوف کرنا ہے۔ چاہیے کہ عذاب نزع اور عذاب قبر سے ڈرتا رہے اور خدا کے اوامر پر پابند رہے اور نواہی سے بچے۔ خدا کو حاضر دیکھے اور ناظر جانے۔ اس کے قہر سے ہر دم ڈرتا رہے خود بخود پرہیز گار ہو جائے گا۔

15- خدا تعالیٰ کے امر و نہی کو آپس میں ملا نہ دو کیونکہ اس کی تقدیر کی تلوار بہت تیز ہے۔ اس کی ذات سے ڈرتا اور کانپتا رہ۔ یہی پرہیز گاری ہے۔

16- پرہیز گاری یہ ہے کہ اپنے پیر کا فرمان زندگی سے پیارا جانے اور اس کا ڈر موت سے زیادہ رکھے۔ یہ نفس مست ہاتھی کی طرح ہے اس کا ہاتھ شیطان کے ہاتھ میں ہے۔ اس کو محنت و مشقت میں ڈال دو اور اعتقاد کی زنجیر سے اس کو باندھ دو۔ سب نیک صفات اور بلند مراتب تجھے مل جائیں گے۔

17- دنیا کی انجمن ویران اور عقبیٰ کی انجمن آباد اور دائمی ہے اگر اس جگہ دل لگاؤ گے تو وہاں تمہاری کوئی جگہ نہ ہوگی۔ دنیا والے اصحاب ظلمت ہیں اور عقبیٰ والے اصحاب رحمت دنیا والے ٹھیکریوں کے خریدار اور عقبیٰ والے موتیوں کے خریدار ہیں۔ ان کو ایک جیسا شمار نہ کرو۔

18- اے درویش! قانون درویشاں کی طرح ہستی کا نقش دور کرو اور صورت نیستی ثابت نہ کرو۔ رنگین صورتوں کو اپنے دل سے دور کرو۔ ورنہ انجام کار سولی پر چڑھائے جاؤ گے۔ اور بے صورتی اور بے رنگی کا نقش دل پر قائم کرو بہت نفع اٹھاؤ گے۔

19- دنیا ہزاروں رنگ رکھتی ہے اور لوگوں کو اپنے اوپر مائل کرتی ہے یہ منقش سانپ کی طرح ہے جس کا زہر جان سے مار ڈالتا ہے۔ اگر سانپ کو مار دو اور اس کا کشتہ بنا کر کھا جاؤ تو زہر مار کے لیے تریاق ہو جاتا ہے اور علاج کے کام آتا ہے۔

Marfat.com

20- دنیا پارے کی طرح ہے جو صورت میں چمکیلا اور جولان و دلربا ہے لیکن اس کا کھانا بلا ہے۔ جو شخص اسکو کھائے گا لاعلاج ہوگا اور اگر اس کو مار دے یعنی کشتہ کرے تو وہی اکسیر بے نظیر بن جائے گا۔

21- اہل دنیا دیوانہ ہیں اور اپنے آپ سے بیگانہ ہیں۔ اس کے ظاہری سفید رنگ پر فریفتہ ہیں اور اس کی حقیقت سے نا آشنا۔

22- درویشوں کا کارخانہ زرنگاروں اور باز داروں کی طرح ہے زرنگاروں کا قاعدہ ہے کہ پہلے کاغذ کی زمین کو صاف اور چمکیلا اور پُر جلا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس پر لکھتے ہیں۔ جہاں سے کاغذ داغ دار یا ناہموار ہو وہاں زرنگاری نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح برے افعال سے دل گرد آلود اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہدایت کا نقش قبول نہیں کرتا۔ پہلے تختہ دل کو صاف کرو پھر یہ نیستی کا نقش قبول کرے گا۔ اس کے بعد نقش ہمہ ازوست اور ہمہ اوست ظہور کرے گا اسی طرح باز داروں کا قاعدہ ہے کہ نئے باز کو پکڑ کر اس کی آنکھیں سی دیتے ہیں اور اس کو ہمیشہ بیدار رکھتے ہیں سونے نہیں دیتے۔ اس کو غذا بہت تھوڑی دیتے ہیں اور بے لذت دیتے ہیں۔ اور دن رات ہاتھ پر رکھتے ہیں۔ بہت عرصہ تک وہ مضطر اور بے قرار رہتا ہے۔ ان تکلیفوں میں اس کی بری عادتیں دور ہو جاتی ہیں۔ فرمانبرداری کا جوہر اور بوجھ اٹھانے کا گوہر اس میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس کا نشیمن بادشاہوں کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اس نفس پیل مست کی پیلبانی کرو اور باز داروں کی طرح اس کو قبضہ میں رکھو۔ ایک لحہ بھر اس کے فعل سے غافل نہ رہو۔ یہی قانون فقر کی حکمت ہے۔ درویشی کا طریقہ بھی یہی ہے۔

23- جب صورت ظاہری فنا ہوگئی اور نیستی کا نقش کمال کو پہنچا تو پھر ہستی واجب الوجود کی ہستی کو ثابت کرو اور یہ جان لو سب اسی ذات سے ہے (ہمہ از وست) میں ذرہ ہوں وہ آفتاب ہے۔ اسکی تابش سے میری یہ حرکت ہے۔

24- اگر درویش ہر کام کو خدا کی طرف سے نہ دیکھے تو اس کو درویش نہ کہنا چاہیے بلکہ وہ بے ہوش اور لباس فروش ہے۔

25- اے درویش! میں تیرے ساتھ اس قدر محنت اور کوشش کرتا ہوں اگر میری نصیحتوں

Marfat.com

پر عمل کرو گے تو فائدہ دیکھو گے اور اگر ان کو افسانہ جان کر سنو گے تو کچھ نفع نہ پا سکو گے۔ درویشوں کے کلام سے درویشی سیکھو اور فائدہ حاصل کرو۔

26- اے درویش! میری باتیں سنو اور طالب مولا فقیر بنو' امیر نہ بنو۔ بیکس اور عاجز و حقیر بنو۔ آسمان پر چڑھ جانے اور کچھ بننے کی آرزو نہ کرو بلکہ دل کے خیال میں بھی انانیت کو راہ نہ دو۔ نفس گمراہ کی ایسی گوشمالی کرو کہ ٹیڑھا پن چھوڑ کر سیدھی راہ پر چلنے لگے۔

27- اے درویش! اگر تو یک رنگی کا لباس پہنے اور وحدت کی شراب کا جام نوش کرے تو اس کے نشہ میں کفر اور اسلام کی قید تجھ سے دور ہو جائے گی۔

28- ہم نے تمام ذرات عالم میں دیکھا اور ہر خیال میں غور کیا۔ تو بس خدا ہی خدا نظر آیا۔ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو۔

27

سلطان باھوؒ (وصال 1691ء)

1- فقیر وہ ہے جسے دائمی حضور حاصل ہو اور وہ صاحب امر ہوتا ہے جس کا امر روکا نہ جائے۔ کیونکہ فقیر کی زبان رحمانی تلوار ہوتی ہے جس چیز کے لیے وہ لفظ کن کہتا ہے وہ امر الٰہی سے دیر میں یا جلدی ضرور ہو جاتی ہے۔

2- فقیر وہ ہے جس کا علم اس کے حال کے لیے کافی ہو۔ بعض صرف فقیری سے فقر کو پہنچتے ہیں اور بعض حال سے' بعض احوال سے' بعض اعمال سے' بعض اقوال سے اور بعض افعال سے' ہزاروں میں سے کوئی شخص ہوتا ہے جو سلطان الفقر کی لازوال معرفت کو حاصل کرتا ہے اور جسے عین جمال کا وصال حاصل ہوتا ہے۔ فقر ایک نور ہے جس کا نام سلطان الفقرا ہے۔

3- فقر کے متعلق چار چیزیں ہیں۔ ازل' ابد' دنیا اور عقبیٰ۔ جسے فقر کا ملک مل جاتا ہے وہ ان چار پر حکمران ہوتا ہے اور دونوں جہان اس کے غلام ہو جاتے ہیں۔

4- واضح رہے کہ تمام پیغمبروں نے فقر کے مرتبے کی التجا کی ہے لیکن نہیں ملا۔ صرف جناب سرور کائنات ﷺ کو حاصل ہوا جو آنحضرت نے اپنی امت کے سپرد کیا۔ فخر

Marfat.com

محمدی ﷺ فیض رسالت ہے۔

5- فقر کے تین مراتب ہیں جس میں بے شمار غیبی خزانے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں پہلا قدم طریق ہے۔ دوسرا قدم توجہ ہے۔ جس سے جس مقام یا منزل پر چاہے پہنچ سکتا ہے۔ یہ توجہ محض توفیق ہے۔ تیسرا قدم غرق فنا فی نور اللہ ہونا اور مجلس محمدی ﷺ کا حضور حاصل ہونا ہے۔ جس فقیر کا قلب نور اور قالب (جسم) کوہ طور کی طرح ہے اور خود بمنزلہ کلام اللہ ہے وہ حضرت موسیٰ کی طرح جواب باصواب سنتا ہے۔ ایسا شخص دراصل پیر و مرشد ہونے کے لائق ہے۔

6- اگر نفسانی اور شیطانی تمام آفات وحوادث کو ایک مکان میں بند کر دیا جائے تو اس کی چابی دنیا ہے۔ اسی طرح انسان کے وجود میں معرفت' توحید نور اور قرب حضور کے خزائن بند ہیں جن کی چابی اسم اللہ ذات کے حاضرات ہیں۔

7- فقر کے تین مراتب ہیں۔ مکان لاہوت میں رہ کر انوار معرفت کا دیدار کرے اور دونوں جہاں کی زندگی کی قوت اس میں ہو۔ ہمیشہ خاموش ہو کر غرق فی التوحید ہو۔ نہ اسے طالب کی ہو نہ مرید کی۔ وہ شخص کامل ہے جو مرید کو اللہ کے حضور میں پہنچائے اور سائل کو محروم نہ رکھے۔

8- مرشد کسوٹی کی طرح ہوتا ہے اور حضوری حکمت سے حکیم ہوتا ہے کامل مرشد طالب اللہ کو کھانے پینے پُر شکم کرواتے ہیں اور قسم قسم کی نعمتیں اور میوے کھلاتے ہیں اور توجہ باطنی کے توفیق سے حضوری میں پہنچا دیتے ہیں۔ ناقص مرشد طالبوں کو ذکر فکر میں عاجز کر دیتا ہے۔ نیز مرشد کامل مرید کو پہلے ہی روز کامل بنا دیتا ہے۔ مکمل مرشد سے پہلے دن ہی طالب مکمل ہو جاتا ہے اور اکمل مرشد سے طالب اللہ پہلے روز اکمل ہو جاتا ہے۔

9- جو شخص فقر میں قدم رکھتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اپنے آپ کو علم ظاہری و باطنی میں آزما لے۔ کیونکہ اگر جاہل آدمی فقر شروع کرے گا تو آخر کار وہ مجنوں و پریشان ہو کر پلٹ کر دیوانہ اور کافر بن جائے گا۔ اور اس کا دل سلب کر لیا جائے گا۔

10- کامل مرشد وہ ہے جو جامع نور تک پہنچانے والا' حضوری سے مشرف کرنے والا'

Marfat.com

باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔ پیرو مرشد کے لیے لازم اور فرض عین ہے کہ اسم اللہ ذات اور کلمہ طیبہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کے حاضرات طالب اللہ کو کنہ کن کے ذریعے ابتداء سے انتہا تک کا مشاہدہ کرا دے اور دیدار سے مشرف کر دے۔ اور ہر گھڑی بلا ریاضت و طاعت حضوری میں پہنچا کر منصب دلائے اور شغل الٰہی میں مشغول کر دے۔

11- معرفت کی اصل نور ہے جس سے عارف کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے یہ دائمی حضوری بعض کو وہم سے جو وحدانیت سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض کو خیال سے جو قرب وحضوری وصال اللہ سے ہو۔ بعض کو توجہ سے جو توحید تحقیق کی توفیق سے ہو۔ بعض کو فکر سے جو فنائے نفس اور روح کی فرحت ہے۔ بعض کو تصور سے جو ترک و توکل ہے، کہ نیک بخت کے لیے ہر روز سعادت کا دن ہے اور بد بخت کے لیے ہر روز بدبختی کا دن ہے۔

12- کامل اس شخص کو کہتے ہیں جو صرف ایک ہی نگاہ سے طالب اللہ کو حضوری میں پہنچا دے اور توجہ ہی سے ہر مشکل آسان کر سکے اور جہاں کہیں اسے کوئی یاد کرے وہ جسہ نفسانی یا قلبی یا روحی یا سری یا نوری سے امداد کے لیے حاضر ہو جائے۔ جو ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ کامل نہیں بلکہ لدّو (بار برداری کرنے والا) جانور ہے۔

13- معرفت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک باطن میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے دست بیعت نہ کرے۔ مرشد کی کاملیت یہی ہے کہ طالب اللہ کو باطن میں مجلس محمدی ﷺ کے حضور میں پہنچا دے اور آپ ﷺ سے تلقین دلائے۔ ایسے شخص کو مرشد کہہ سکتے ہیں۔ جو مرشد ان صفات سے متصف نہیں وہ ناقص ہے۔ اس سے تلقین لینا حرام ہے۔

14- اہل توحید فقیر کی دو علامتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اسم اللہ ذات کے تصور اور ذات نور حضور کے مشاہدہ میں مستغرق رہتا ہے۔ دوسرے علم دعوت سے اہل قبور کی روحانیت سے ملاقات اور ان کے مراتب اور فنا فی اللہ حضور کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ مرشد کامل یہ دونوں مرتبے پہلے ہی روز طالب صادق کو بخش دیتا

Marfat.com

ہے۔اور تلقین کرتا ہے۔

15- فقیر عارف باللہ دو مراتب سے پہچانا جاتا ہے۔ ظاہر میں باتوفیق ہو اور باطن میں باتحقیق ہو۔ ظاہری توفیق یہ ہے کہ دنیاوی خزانوں کا تصرف حاصل ہو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اس کی قید میں ہو۔ ان مراتب والے کو لایحتاج اور کریم صفت کہتے ہیں۔ ان خزانوں میں سے دن رات جس قدر چاہے خرچ کرے۔ جس کے قبضے میں الٰہی خزانے ہوں اس کو اللہ تعالیٰ کا خزانچی کہتے ہیں۔ جس کو یہ تصرف حاصل نہیں وہ قربت و معرفت پروردگار سے بے خبر ہے۔ باطنی تحقیق یہ ہے کہ باطل توفیق کو چھوڑ دے اور حقیقت حق کی معرفت کو لے لے۔ صاحب مراتب وہ شخص ہے کہ صدیق اور عارف باتصدیق ہو۔ توحید قرب اور حضور کی اسے خبر نہ ہو اور غرق فی التوحید غرق فی الدیدار ہو۔ مجلس اولیاء اور انبیاء سے مشرف ہو۔

16- دیدار کسی خاص مقام کے متعلق نہیں۔ نہ آج نہ کل۔ دیدار یہ ہے کہ سر سے قدم تک انوار ہی انوار ہوتے ہیں اور ان انوار میں دیدار ہوتا ہے اس وقت کسی مقام کا نشان تک نہیں رہتا اور لاہوت لامکان ہوتا ہے۔

17- غوث' قطب خواہ ساری عمر ریاضت اور مجاہدہ میں صرف کریں تو بھی فقر کے ابتدائی مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے کیونکہ فقر کا ابتدائی مرتبہ مشرف بلقا ہوتا ہے لقا سے مشرف ہونا فنائے نفس اور حیاتی قلب اور بقائے روح سے ہاتھ آتی ہے۔ پس فنا و بقا سے بھی لقا سے مشرف ہوئے بغیر معرفت توحید حاصل نہیں ہوتی۔ غوث قطب اور فقیر کے مراتب میں یہ فرق ہے کہ غوث قطب تو عرش سے تحت الثریٰ تک تمام طبقات زمین و آسمان کی سیر طیر' علم' لوح محفوظ کا مطالعہ اور عرش سے اوپر ستر ہزار منزلوں کی سیر کر سکتا ہے اور بس اسی کو انتہائی مراتب کہتے ہیں۔ لیکن فقیر ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ کیونکہ وہ ہر وقت دیدار حق میں مستغرق رہتا ہے۔

18- تصوف کے چار حرف ہیں۔ یعنی ت' ص' و' ف۔ یعنی ت سے مراد یہ ہے کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔ حرف ص سے مراد صراط مستقیم ہے۔ حرف

Marfat.com

واد سے مراد وعدہ خلافی نہ کرنا ہے اور حرف ف سے مراد فتح الغیب اور فنا فی النفس ہوتا ہے۔ جو ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے۔

19- تصوف کا علم چار سلک پر منسلک ہے۔ اول سلک سلوک تصوف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت ہے۔ دوسرا سلک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے جس کا مقام طریقت ہے۔ تیسرے کا تعلق حقیقت سے ہے اور چوتھے کا توحید سے ہے جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے۔ اے طالب جو کوئی علم تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ بدتر از شیطان ہے بلکہ حرص وہوا کا بندہ ہے۔

20- جو شخص عارف باللہ ہو وہ مراتب غوثیت اور قطبیت اور ابدال اور اوتاد اور اخیار کے مرتبوں کو اختیار نہیں کرتا۔ وہ اس لیے کہ یہ مراتب حق تعالیٰ سے جدا ہیں۔ اور غرق مع اللہ ہونا دلیل یکتائی ہے۔

21- اے طالب صادق تجھ کو بتا دوں کہ معلوم کیا ہوتا ہے جب علم وجود میں داخل ہو اس وقت وجود میں جہل اور شرک کفر اور عجب حجابات ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں اس کیفیت کو معلوم کہتے ہیں۔

22- جو شخص رسول اللہ ﷺ کی متابعت کے بغیر اپنی شیخ زادگی کے بھروسے رہبری اور پیشوائی کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

23- فرماتے ہیں فقر اور معرفت الٰہی دریائے رحمت کی موجیں ہیں اور سخاوت اور کرم ایسی صفات ہیں جو خدا تعالیٰ سے ملاتی ہیں۔

24- پیری مریدی کوئی آسان کام نہیں۔ یہ ایک راز و نیاز' سر و اسرار کا نام ہے۔ یعنی بندے کو رب سے ملانے کی ایک سائنس ہے جو نہایت پر اسرار طریقے سے مرید کو روشن ضمیر ولی اللہ بنا دیتی ہے۔ یہ دنیوی لوٹ کھسوٹ کا نام نہیں۔ یہاں چاروں نفسوں کے چاروں پرندے ذبح کرنے ہوتے ہیں۔ یعنی شہوت کا مرغ' حرص کا کوا' زینت کا مور اور حرص کا کبوتر۔

25- اپنے دیوان میں لکھتے ہیں۔ ''اے بے خبر جانتے ہو طور سینا کیا ہے؟ طور سینا تیرا اپنا سینہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے طور سینا پر مست ہو جا۔ اور کہو رب

Marfat.com

ارنی (اے رب اپنا دیدار کرا) اور رب تعالیٰ کا دیدار کر۔

26- غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی شان میں لکھتے ہیں کہ آپ کے مرید دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نیک و صالح' دوسرا گنہ گار اور طالع مرید صالح آپ (غوث اعظم) کی آستین میں ہوتا ہے اور آپ خود گنہگار کی آستین میں ہوتے ہیں۔ جب کوئی بدبخت آپ کے مرید کو نقصان پہنچاتا ہے تو آپ جلالیت سے آستین جھاڑتے ہیں۔ تو نقصان پہنچانے والا سات پشتوں تک برباد ہو جاتا ہے۔

27- معرفت خدائی بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جو عاشقوں کو رسول اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔

28- عارف دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر وہ بیدار ہوتا ہے تو عبادت و بندگی میں ہوشیار اور چست رہتا ہے اور اگر خواب میں ہوتا ہے تو مشاہدہ میں غرق ہو کر با ادب رہتا ہے اور یہ سب یعنی مرتبہ ظاہر و باطن میں شریعت محمدیؐ کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔

29- مرشد کامل صاحب قلب ہوتا ہے مگر ناقص کتے کی طرح ہوتا ہے مرشد کامل تہ دل سے ہمدردی کرتا ہے مرشد ناقص خود فروش ہوتا ہے۔

30- فرمایا مقام فنا فی الشیخ یہ ہے کہ جب طالب اللہ صورت شیخ کا تصور کرے تو صورت شیخ حاضر ہو کر طالب کو جس مقام پر چاہے پہنچا دے۔ درحقیقت مقام فنا فی الشیخ اسے کہتے ہیں ورنہ صرف صورت شیخ کا تصور کرنا بت پرستی ہے۔

31- مقام فنا فی الرسولؐ یہ ہے کہ جب طالب اسم محمدؐ کا تصور کرے فوراً مجلس محمدیؐ میں حاضر ہو جائے اور جناب سرور کائناتؐ کی ملازمت سے مشرف ہو اور اس کے اخلاق و عادات میں خلق محمدیؐ کی خوشبو پیدا ہو جائے اور اس کا نفس باطل سے بالکل جدا ہو جائے۔

32- مقام فنا فی اللہ کی نشانی یہ ہے کہ جب طالب اللہ اسم اللہ کا تصور کرے تو اسم اللہ اس کے وجود میں ایسا اثر کرے کہ اس کا وجود سر سے پاؤں تک معرفت الٰہی سے پر ہو جائے اور اس میں وحدت مطلق جلوہ گر ہو۔ اور اگر معرفت کے دریا میں غوطہ لگائے تو ازل سے ابد تک مدہوش رہے۔

33- انسان کے وجود میں چار چیزیں ہیں: نفس، قلب، روح اور سرّ باری تعالیٰ نفس اور

Marfat.com

اہل نفس دنیا اور ذکر دنیا سے پہچانے جاتے ہیں، اور قلب و اہل قلب ذکر الٰہی اور صفائی باطنی اور غرق و استغراق سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور روح و صاحب روح تلاوت قرآن پاک و ذکر احادیث و مسائل فقہ سے اور سِرّ و صاحب سِرّ مشاہدہ معرفت الٰہی سے۔

34- فقیری بغیر علم کے مذموم ہے۔ سالک کو چاہئے پہلے علم حاصل کرے پھر راہ طریقت اختیار کرے ورنہ اس راہ میں گمراہ ہو جائے گا۔

35- جس راہ کو شریعت رد کر دے وہ کفر ہے۔ شریعت کی اصل قرآن و حدیث ہے۔ اور قرآن و حدیث کی اصل اسم اللہ و ذکر اللہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: ''تمام اذکار سے افضل کلمہ لا الہ الا اللہ ہے جس کے وجود میں کلمہ طیبہ کا ذکر اپنا اثر کرتا ہے وہ اپنی خودی سے گم ہو جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ وسیلہ پیشوا رہبر اور رفیق راہ ہے۔ یہ کلمہ طالب کو مقام حضور اور مجلس محمدیؐ میں لے جا کر مشاہدات انوار سے شرف حاصل کراتا ہے۔

36- تاثیر تصور اسم اللہ سے چشم باطن روشن ہو جاتی ہے۔ اس کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ''میری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا، دل کے سونے سے اس کی غفلت اور اس کے جاگنے سے اس کی بیداری اور یادالٰہی کرنا مراد ہے۔ اسی طرح فقیر کا حال ہے کہ جب اسے ذکر قلبی حاصل ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ خواہ سوتا ہو یا جاگتا ہو ہر وقت یاد الٰہی میں رہتا ہے۔

37- جب قلب اس طرح خواب میں بیدار رہتا ہے اور صاف کہنے لگتا ہے۔ یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ، اسی صاحب قلب کی نسبت حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو دیکھو کہ مخلوق کے ساتھ تو خواب غفلت میں ہے اور ہمارے ساتھ ذکر و مشاہدہ میں ہے اس لئے جب بندے کا دل اللہ کہتا ہے تو حق تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے لبیک عبدی۔

38- ذکر قلبی کی شناخت یہ ہے کہ جب صاحب ذکر قلبی سوتا ہے اس کا قلب غرق وحدانیت ہو کر مجلس محمدیؐ میں پہنچتا اور منظور ہوتا ہے۔ جو شخص یہ مراتب نہ رکھے اسے ذکر قلبی حاصل نہیں ہے۔

39- مرشد کامل وہ ہے جس کی توجہ سے طالب کے وجود میں محبت الٰہی پیدا ہو۔ اس کی

Marfat.com

توجہ سے نور الٰہی طالب کے دل پر جلوہ گر ہو۔ اور اس کی توجہ سے ماسوا اللہ سے نکل آئے۔ اور راہ باطن اختیار کرے مشاہدہ حقیقی اور لذت تحقیق اسے حاصل ہو۔ درمیان میں کوئی حجاب نہ رہے ہمیشہ غرق و استغراق میں رہے۔ اور جو مرشد مردار دنیا کا طالب ہوگا اس کے مرید اہل دنیا اور اہل بدعت ہوں گے۔ مرشد کو چاہئے کہ مرید کے وجود سے سات بال تراش ڈالے۔ مثلاً حرص، حسد، تکبر، ہوائے نفس، خواب و غفلت، معصیت وگناہ اور جہالت۔ جو شخص مرید کے یہ ساتوں بال تراش کر مقامات بالا میں پہنچا دے وہ مرشد کامل ہے ورنہ حجام ہے۔ کیونکہ مرشد ناقص مقام ناسوت سے ہے اس کو مقام لاہوت کی کچھ خبر نہیں۔

سلطان باہو ابیات میں دنیائے تصوف کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں جو راہ طریقت کے مسافروں کو اس راستہ میں پیش آتے ہیں۔ ان میں سے چند اسباق پیش کئے جاتے ہیں تاکہ سالکین کی عملی زندگی میں پیش نظر رہیں۔ اور ہمت کے ساتھ قدم آگے بڑھائیں۔

40- ہر ایک ایمان کی سلامتی چاہتا ہے لیکن عشق کی سلامتی کو چاہنے والا کوئی ایک ہوتا ہے۔ یہ ایمان تو چاہتے ہیں مگر عشق الٰہی سے گریز کرتے ہیں۔ انسان کو جس منزل پر عشق پہنچا دیتا ہے ایمان کو اس کی کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

41- یہ جسم انسانی رب کریم کا حجرہ ہے (Locus of Light) اے فقیر! تو اس کے اندر جھانک کر دیکھ۔ آب حیات کی خاطر خواجہ خضر علیہ السلام کی منت سماجت نہ کر۔ یہ آب حیاتی تو تیرے اندر موجود ہے۔ اپنے اندر ذوق شوق کا چراغ جلا۔ اندرونی ظلمت کو دور کر اور حق کی رمز پہچان۔

42- یہ ناسوتی دنیا تو ایک حائضہ عورت کی طرح ناپاک ہے اور ناپاک رہے گی خواہ اسے کتنا ہی دھویا جائے۔ جو دنیوی دولت کے پجاری ہیں وہ کبھی سکھ کی نیند نہیں سوتے۔

43- غوث اعظم کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بغداد شہر کی کیا نشانی ہے؟ وہاں اونچی لمبی پگڈنڈیاں ہیں۔ میرا تن پرزے پرزے ہو کر درزی کی کترنیں بن چکا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے انہیں کترنوں کا کفن بنوا لوں اور پہن

Marfat.com

کر بغداد شہر کے گلی کوچوں میں گداگروں کی طرح روٹی کے ٹکڑے مانگتا پھروں اور پکاروں ''میراں میراں'' یعنی اے غوث پاک میری دستگیری کیجئے۔

44- علمائے ظاہر جو پیروں کا روپ دھار لیتے ہیں کی بابت فرماتے ہیں۔علم پڑھ پڑھ مشائخ کہلاتے ہیں' دگنی عبادت کرتے ہیں۔ حال یہ ہے کہ اندر سے کٹیا لٹی جا رہی ہے لیکن انہیں اس کی خبر نہیں۔ رب سے لو لگانے والا ہمیشہ سکھی رہتا ہے۔تو اپنے دل کے اوپر سے دھویں کی جمی ہوئی تہہ اتار دے یعنی غفلت سے جان چھڑا لے۔رب کو تو وہی پاتے ہیں جو کبھی ظاہر و باطن میں چوری نہیں کرتے۔

45- پیر ملے تو درد' دکھ تکلیف نہ جائے نہ ہی ہدایت مل سکے' ایسے رہبر کا کیا فائدہ؟ یعنی جھوٹے پیروں اور راہزنوں سے کیا حاصل وصول!۔

46- جنہوں نے عشق حقیقی کو پا لیا وہ خاموش رہتے ہیں۔ وہ ہر دم اور ہمیشہ ذکر و فکر میں رہتے ہیں۔ وہ لوگ نفسی قلبی روحی سری خفی اور اخفیٰ کے ساتھ منازل سلوک طے کرتے ہیں۔ میں ان پر قربان جو ایک نگاہ سے مردہ زندہ کر دیتے ہیں۔

47- قلوب دریاؤں اور سمندروں کی طرح گہرے ہوتے ہیں۔ دل کے اندر ہی کشتیوں کے بیڑے' ہنگامے' چپو اور ملاح موجود ہیں۔ چودہ طبق بھی دل کے اندر خیمہ زن ہیں۔ جو اسرار ربوبیت سے آگاہ ہوتا ہے وہی ان بھیدوں کو جان سکتا ہے۔ اغیار کو کیا خبر۔

48- دین اور دنیا سگی بہنوں کی طرح ہیں یہ دونوں ایک کے نکاح میں نہیں آ سکتیں۔ آگ اور پانی یک جا نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ تو دونوں جہانوں میں نقصان میں رہتے ہیں جنہوں نے ''میں'' کا دعویٰ کیا۔

49- یا پیران پیر (غوث اعظم)! میری عرض غور سے سنیے۔ میرا بیڑا ایسے بھنور میں پھنسا ہے جہاں مگرمچھ بھی ڈرتے نہیں تیرتے ۔ اے شاہ جیلانی ''محبوب سبحانی'' جلد میری مدد فرمایئے۔جن کے پیرو مرشد شاہ جیلاں ہوں وہی ایسے خون خوار سمندر کو تیر کر عبور کرتے ہیں۔

50- شریعت کے دروازے بلند ہیں۔فقر کا راستہ ایک سوراخ ہے۔ عالم فاضل لوگ بڑے دروازوں سے گذرنے نہیں دیتے ، جو رب تک پہنچتا ہے چوری ہی یہ سفر

Marfat.com

طے کرتا ہے۔ اغیار کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

51- غوث اعظم کے مرید کبھی پیچھے نہیں رہتے۔ جن کے اندر رتی بھر عشق الٰہی موجود ہو وہ ہمیشہ اپنے محبوب سے ملنے کے لیے فریاد کرتے رہتے ہیں۔ اس کی یاد میں مگن ہمیشہ خوش وخرم رہتے ہیں۔ یہ لوگ ہمہ وقت اسم ذات کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں۔

52- سلطان باہو اپنے متعلق کہتے ہیں کہ عشق حقیقی نے مجھے کمزور سمجھا۔ اس نے میرے جگر کے اندر نقب لگائی اور ڈیرہ جما کر بیٹھ گیا۔ جونہی میں نے اپنے اندر جھانک کر دیکھا تو وہاں دوست بیٹھا نظر آیا۔ اب میں جدھر دیکھتا مجھے عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ مرشد کامل نے میرے دل کے دریچے کھول دیئے۔ اور اسرار الٰہی سے آگاہ کیا۔

53- جو عشق کی انتہاء کو پہنچے وہ سراپا عشق بن گے۔ عشق ان کی ہڈیوں تک رچ بس گیا۔ ان کے رگ رگ اور نس نس میں لاکھوں زبانیں ہونے کے باوجود وہ خاموش اور گونگے بن کر رہتے ہیں۔ عشاق دریائے وحدت میں نہاتے ہیں اور اسم اعظم کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں۔

54- عشق ایک ایسا شعلہ ہے کہ جب بھڑک اٹھتا ہے تو معشوق کے علاوہ سب کچھ جلا ڈالتا ہے۔ عاشق بھی آگ میں پڑ کر آگ بن جاتا ہے۔

55- غوث اور قطب ادھر ادھر پھرنے والے ہیں۔ عشاق کا مقام ان سے بہت آگے ہیں۔ جس جگہ عشاق پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں غوث قطب تو چکر بھی نہیں لگا سکتے۔ عاشق لوگ ہمہ وقت وصال میں رہتے ہیں۔ ان کے ڈیرے بسیرے لامکان میں ہوتے ہیں۔ میں ان لوگوں پر جان نچھاور کرتا ہوں جن کا بسیرا ذات احد میں ہے۔

56- مرشد کامل ایسا ہونا چاہیے جو محض توجہ سے ہی مرید کا باطن پاک صاف کر ڈالے نہ کہ دوسروں کی طرح سخت ریاضات و مجاہدات میں مبتلا کرے جیسے دھوبی کپڑے کو تختے یا پتھر پر مار مار کر صاف کرتا ہے۔ اس ضمن میں راقم الحروف کو شاہ نعمت اللہ ولی کا قول یاد آیا گیا۔ فرمایا کرتے تھے ''ہمیں وہ بھی قبول ہے جس کو دنیا میں کوئی

Marfat.com

قبول نہ کرے۔ دوسروں کا راندہ ہوا ہمارے پاس آئے ہم اس کو اس کی حیثیت کے مطابق کامل بنا دیں گے۔"

57- بڑے بڑے اولیاء اللہ بعض اوقات جب سخت ریاضات کے باوجود اس کی راہ نہیں پاتے تو شدید درد و کرب کے ساتھ بارگاہ ربوبیت کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ تب کھل جاتا ہے۔ اس کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ سلطان باہو بھی ایک بیت میں اس کا اظہار کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں اے دل فریاد کرتا رہ شاید رب دردمندوں کی آہیں سن لے۔ میرا سینہ بھی درد سے بھرا پڑا ہے اور اندر آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ جس طرح تیل کے بغیر مشعل نہیں جلتی ایسے ہی درد و کرب کے بغیر آہ نہیں نکلتی۔ جن لوگوں کی دوستی آگ کے ساتھ ہو تو ان کا کام جلنا ہی تو ہے۔

58- سلطان باہو ایک بیت میں سخت ریاضات و ابتلا کے دور کی تصویر کشی ان الفاظ میں کرتے ہیں جو سالک کو سلوک کی منازل طے کرتے ہوئے پیش آتی ہیں۔ لوہا بن کر کوٹے جاؤ گے تب تلوار کہلاؤ گے۔ لکڑی کی کنگھی مانند چیرے جاؤ گے تب محبوب کی زلفوں کو سنوار سکو گے۔ مہندی کی طرح رگڑے کھاؤ گے تب محبوب کے ہاتھوں کو رنگین کر سکو گے۔ عاشق صادق بنو گے تب ہی محبت کا رس پیو گے۔

59- ایسے مرشد کی صحبت اختیار کرو۔ جو دونوں جہانوں میں خوشی دکھائے۔ پہلے اپنے مرید کا غم معاش مٹائے' جو کلر والی زمین کو چاندی بنا دے۔ پھر رب کے راستے پر ڈالے۔ جس مرشد نے یہاں اس دنیا میں کچھ نہ کیا اس کے سب وعدے جھوٹے ہیں۔

60- جس نے بھی بغیر مرشد فقر کمانے کی کوشش کی بالآخر کفر میں ڈوب گیا۔ یہ نقلی پیر شیخ مشائخ بن کر حجروں میں بیٹھتے ہیں۔ مسجدوں کے اندر تسبیحیں لیے بیٹھے نظر آتے ہیں جیسے چوہا اپنے بل میں بیٹھا ہوتا ہے۔ سلوک طریقت تو اندھیری رات ہے سفر مشکل ہے۔ اس راستے میں سینکڑوں ٹھوکریں لگتی ہیں۔

61- نہ میں جوگی ہوں نہ میں سادھو ہوں نہ میں نے کبھی چلا کشی کی ہے۔ نہ میں نے مسجد میں بیٹھ کر تسبیح پھیری ہے۔ "جو دم غافل سو دم کافر" میرے مرشد نے تو مجھے یہی سبق دیا۔ مرشد نے میرے ساتھ نیک و نرم سلوک کیا کہ ایک پل میں منزل

Marfat.com

مقصود پر پہنچا دیا۔

62- نام نہاد فقیر رقص کرتے اور ہو ہو کے نعرے لگاتے سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتے ہیں۔ اس کا نام فقیری نہیں ہے۔ بہتی ندیوں میں سے خشک گذر جانے کا نام بھی فقیری نہیں ہے۔ نہ ہی ہوا میں مصلے بچھا کر بیٹھنے کا نام فقیری ہے۔ فقیری تو دل میں محبوب کو بسا لینے کا نام ہے۔

63- عشاق کی زندگی کیسی ہے؟ عشاق دریائے وحدت میں تیرا کی کرتے ہیں۔ غوطے لگاتے ہیں اور توحید کے موتی نکالتے رہتے ہیں۔ انہیں وہ بے مثل گوہر بھی مل جاتا ہے جو چاند کی طرح شعاعیں پھیلا رہا ہے۔

64- سر دھڑ کی بازی لگاؤ گے تو یار یگانہ مل جائے گا۔ اللہ کے عشق میں مست ہو کر ھوھو پکارا کرو۔ اسم ذات اللہ کے تصور کے ساتھ سانس کو پابند کر دو۔ جب ذات کے ساتھ ذات مل جائے تب ''باہو'' کہلوانا۔

65- حضرت سلطان باھو نے فرمایا کہ اسم ذات اور ذکر الٰہی کی تاثیر سے قلب میں دس صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔

1- قلب آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے جس سے وجود مین تاریکی نہیں رہتی۔

2- قلب گہرے دریا کی مانند ہو جاتا ہے یعنی کسی غلاظت سے گدلا نہیں ہوتا (آپ کا فرمان دل دریا سمندروں ڈونگے'' اسی نوعیت سے ہے۔)

3- دل عشق کی آگ سے لبریز ہوتا ہے جو ماسوا اللہ کو جلا دیتا ہے۔

4- دل چشمہ آب حیات بن جاتا ہے اور حیات ابدی حاصل کرتا ہے۔ ذاکر کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جاتا ہے اور ایسے دل کو قلب خضر بھی کہتے ہیں۔

5- دل ظاہر و باطن میں معبود کی عبادت میں غرق رہتا ہے۔

6- دل طلسمات روحانی میں سے بن جاتا ہے جس کی وجہ سے دل بغیر محنت و مُشقت کے عرفان کا خزانہ پا لیتا ہے۔

7- ہر حقیقت کو آئینہ کی طرح دیکھ لیتا ہے۔

8- دل روشن چراغ کی طرح چمکنے لگتا ہے جس سے جسم بھی روشن ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

9- مردہ دل ذکر الٰہی سے مردہ گھاس کی طرح سرسبز ہو جاتا ہے جس پر باران الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

10-دل قرب الٰہی کا واصل بن جاتا ہے اور ہمیشہ خدا اس کے مدنظر رہتا ہے ایسے دل کو قلبِ حضور کہتے ہیں۔

علامہ اقبال کہتے ہیں۔

نویس اللہ بر لوح دل من کہ ہم خود راہم او را فاش بینم

میری تختی دل پر اللہ کا لفظ لکھ دیں کہ میں خود کو اور خدا کو واضح دیکھ لوں

28

شاہ محمد غوث لاہوریؒ .(وصال 1703ء)

1- طریقت نام ہے سلوک باطنی کے راستے کا۔ جو لوگ مرتبہ ولایت پر فائز ہوئے وہ سب اسی راستے کو اختیار کرنے کے بعد اس مرتبہ تک پہنچے اور انہیں یہ نعمت جناب رسالت مآب ﷺ سے سینہ بہ سینہ ملی۔

2- مرتبہ ولایت تک پہنچنے اور راہ طریقت پر چلنے کی کچھ شرائط اور اصول ہیں وہ یہ ہیں۔ کم کھانا' کم گفتگو کرنا' لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔

3- سلوک نام ہے باطن کو صاف کرنے کا۔ صفائی باطن کی پانچ شرائط ہیں۔ صدق' توکل' یقین' صبر' عزم۔

4- صدق اس کا نام ہے کہ سالک خواہ خالق کے ساتھ معاملہ کرے یا مخلوق کے ساتھ ہر دو کے ساتھ معاملہ کرنے میں صادق ہو۔

5- توکل کے معنی ہیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بھروسہ کرنا۔ دنیوی اسباب اور لوگوں پر تکیہ نہ کرے۔ بلکہ ان میں سے ہر ایک سے ترک تعلق کر کے خداوند تعالیٰ سے رشتہ جوڑے اور اس یقین پر پختہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر دنیا کی ساری طاقتیں ایک شخص کو نقصان پہنچانا چاہیں مگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

6- عزم اس کا نام ہے کہ انسان جب کسی امر کا ارادہ کرے تو اس پر نہایت مضبوطی

Marfat.com

سے رہے اور اپنے ارادے میں اتنا مستحکم ہو کہ جان دینا گوارا کرے مگر اس کا پائے ثبات متزلزل نہ ہو۔

7- صبر اسے کہتے ہیں کہ انسان مصائب و آلام میں صبر وشکر کا مظاہرہ کرے۔ اس پر نہ تو ظاہراً گھبراہٹ طاری ہو اور نہ باطنی طور پر۔ اسے جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو اس پر قناعت کرے اس سے زیادہ کا خیال تک دل میں نہ لائے۔ سالک کا حقیقی مقام تو یہ ہے کہ اسے جو کچھ عطا ہو اسے روک کر نہ رکھے بلکہ مستحقین میں تقسیم کر دے۔ ارکان شریعت سے غافل نہ ہو۔ ارکان شریعت میں یہ بھی شامل ہے کہ ذکر اور شکر کرنے کے نتیجے میں مرشد کی توجہ سے جو کچھ حاصل ہو اس پر عمل کرے۔

8- اول مرشد کامل کی جستجو کرے اور جب وہ مل جائے تو اس کی ہدایات کو مشعل راہ بنائے۔ اس عاجز نے اپنے مرشد اور دیگر بزرگان دین سے اس سلسلے میں جو کچھ حاصل کیا ہے اس میں سے چند باتیں درج کرتا ہوں۔

اول: تہجد کی نماز کے بعد یا کسی اور وقت خلوت میں بیٹھ جائے اور اپنے مرشد کی صورت ذہن میں لائے۔ یہ عمل اسقدر تواتر سے کرے کہ اس کی تصویر دل میں پختہ ہو جائے۔ تصوف کی اصطلاح میں اس کا نام برزخ یا رابطہ ہے۔ اس طریقے سے فیوض و برکات کا بکثرت نزول ہوتا ہے۔ ہمہ وقت اس کے حضور تصور میں رہنے کی کوشش کرے حتیٰ کہ فنا فی الشیخ ہو جائے۔

دوم: بلند آواز سے لا الہ اللہ کا ورد کرے۔ پہلے لا الہ کی ضرب لگائے پھر محمد رسول علیہ ﷺ کی، اور محمد رسول اللہ ﷺ متواتر گیارہ مرتبہ کہے۔ اسکے بعد یہ الفاظ کہے کہ اے خداوند کریم تو اور تیری محبت ہی میرا منتہائے مقصود ہے۔

•گو ذکر جہر (بلند آواز سے ذکر) کی اجازت ہے اور ذکر خفی (دل میں ذکر کرنا) مقام عزیمت ہے لیکن مبتدی کے لیے ذکر خفی ابتلا کا باعث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ابتداء میں غفلت کا غلبہ ہوتا ہے اور اس ابتلا کا امکان ذکر جہر کے بغیر دور نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مبتدی کو چاہیے کہ بآواز بلند ذکر الٰہی کرے۔

ذکر جہر کی خوبی یہ ہے کہ خطرات سے نجات دیتا' غفلت کو دور کرتا اور قلب کے نور

Marfat.com

میں اضافہ کرتا ہے اور یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ذوق وشوق سوز عشق اور بے خودی غالب آ جائے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے بزرگوں نے ذاتی تجربات اور کشف سے معلوم کیا ہے۔ (یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ) باآواز بلند ذکر کرنے کا مقصد لوگوں کو سنانا ہے۔ یہ تو ریاکاری میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کے حال سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس کا مقصد دراصل نفسانی خیالات اور شیطان پر غلبہ پانا ہے تاکہ نفس کے تمام خطرات جاتے رہیں اور نور قلب میں اضافہ ہو۔ بزرگان دین کے تمام سلسلوں میں یہی طریقہ رائج ہے۔ البتہ نقشبندی سلسلے میں ذکر جہر نہیں ہے لیکن اس سلسلے کے بعض قدیم بزرگوں کا اس پر عمل رہا ہے۔

9- جس قدر اذکار ہیں ان میں روح کا ذکر سب سے بلند مقام کا حال ہے روح کے ذکر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل خداوند کریم کی ذات وصفات کی معرفت میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کی ذات کے سوا اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

10- حقیقت اس وقت تک ادراک میں نہیں آ سکتی جب تک کہ اس کے مختلف درجوں کو سمجھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ نوافل کی ادائیگی اس کا درجہ اول ہے۔ مطلب یہ کہ نوافل پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کہ نوافل ہم پر فرض نہیں کیے گئے بلکہ حقیقت کا متلاشی خود اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ بندہ فاعل ہے۔ اگر قرب الٰہی فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوگا تو اس طرح خدا کا فاعل ہونا ثابت ہوگا۔ اس صورت میں بندے کی حیثیت مثل ایک آلے کے ہوگی جسے خداوند تعالیٰ نے استعمال کیا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس طرح بندہ خود فاعل نہیں ہے یعنی یہ فرض اس نے اپنے طور پر عائد نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ فرض عائد کیا۔ یہ درجہ اصطلاح تصوف میں تقرب فرائض کہلاتا ہے۔ اگر ایک شخص تقرب نوافل اور تقرب فرائض دونوں مراتب حاصل کر لے اور اس تقرب کے باعث اس کی ہستی درمیان میں سے گم ہو جائے تو اس حالت کو جمع الجمع اور قاب قوسین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

11- مرتبہ اطلاق یہ ہے کہ سالک جس درجہ میں چاہے خود کو داخل کر لے اور وہ صفات اپنے اندر پیدا کر لے۔ یہ مرتبہ احدیت کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مرتبہ وحدت آتا

Marfat.com

ہے یہی حقیقت محمدی ﷺ ہے کہ اس مرتبہ پر تمام تعینات کا انحصار ہے عقل کل اور قسم اعلیٰ بھی اسی مرتبے کے دوسرے نام ہیں اور یہی تعین اول کہلاتا ہے اس لیے کہ صوفیا کے نزدیک ذات کے لیے صفات کی قابلیت کا درجہ رکھنے والا یہی مرتبہ یعنی تعین اول ہے اور چونکہ حقیقت محمدی ﷺ پر تمام ممکنات کا مدار ہے پس یہی تعین اول ٹھہری۔ یہی سارے مراتب و مناسب کی جامع ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب اسی کا مظہر ہے۔ جب سالک ان مراتب میں داخل ہو جاتا ہے تو سیر الی اللہ مکمل ہو جاتا ہے اور صوفیوں کی اصطلاح میں یہی مرتبہ حقیقت کہلاتا ہے۔ اسکے بعد وہ درجہ آتا ہے جسے سیر فی اللہ کہتے ہیں۔ اسکے معنی ہیں صفات الٰہی اور تجلیات باری کا ہر وقت مشاہدہ کرتے رہنا اس کے بعد سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اس پر ہر روز اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی صفات منعکس ہوتی رہتی ہیں اور چونکہ تجلیات باری تعالیٰ کی کوئی حد نہیں اسلیے سالک کی یہ کیفیات بھی لامحدود ہو جاتی ہیں۔

12- معلوم ہونا چاہیے کہ جب سالک کی نگاہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ ہستی باری تعالیٰ کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی ہستی میں اس طرح گم کر لے کہ وہ خود تو فنا ہو جائے مگر ہستی باری تعالیٰ میں جذب ہو کر زندہ ہو جائے تو اس عالم میں سالک کی نظر سے ہر چیز اوجھل ہو جاتی ہے اور صرف خدا باقی رہ جاتا ہے۔ اس صورت میں سالک کو جو کچھ نظر آتا ہے وہ نور خداوندی کے کرشمے ہوتے ہیں یعنی اسے سوائے ذات واحد کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس کا نام توحید شہودی ہے۔

13- اصطلاح تصوف میں ذات حق تعالیٰ اپنی صفات سے مجرد ہونے کی حالت میں مرتبہ احدیت سے موسوم کی جاتی ہے اور اس ذات کو صفات کے ساتھ ہونے کی صورت میں مرتبہ وحدت کہتے ہیں جس طرح بیج اکیلا ہوتا ہے مگر اس میں شاخیں پتے اور پھل لانے کی قابلیتیں اور صلاحتیں مضمر ہوتی ہیں۔ یہی حقیقت محمدیؐ اور تعین اول بھی کہلاتا ہے۔ جب ذات صفات سے متصف ہو یعنی صفات کا ذات میں ظہور ہو جائے تو یہ حالت مرتبہ واحدیت کہلاتی ہے۔ اس مرتبہ کا پہلا درجہ

Marfat.com

ذات میں صفت الوہیت کا ظہور ہے اور یہ وہ صفت ہے جو صفت ذات کے لیے وجوب کا درجہ رکھتی ہے۔ الوہیت کے بھی دو مرتبے ہیں۔ اگر ذات تمام صفات سے متصف ہو تو یہ مرتبہ لاہوت کہلاتا ہے اور اگر ہر صفت کو الگ الگ ذات سے متصف کیا جائے تو یہ مرتبہ جبروت کہلاتا ہے۔

14-عالم ملکوت میں جو شے سب سے پہلے ظہور پذیری ہوئی وہ نور محمدیؐ تھا۔ گو حقیقت محمدیؐ مرتبہ احدیت ہی میں تھی۔ احدیت عین حقیقت محمدی ﷺ کا دوسرا نام ہے اور احدیت الوہیت کے مرتبہ میں مضمر تھی بعدہ مرتبہ ملکوت کا نور کی شکل میں ظہور ہوا۔ پھر اسی سے ساری دنیا کی تخلیق ہوئی ارواح اور ملائکہ کی تخلیق نور سے ہوئی اور نور ہی عناصر اربعہ کا مرکز تخلیق ہے۔ اس لیے کہ جب نور حرارت پذیر ہوا تو اس سے صفت آتش کا ظہور ہوا۔ آتش سے ہوا' ہوا سے پانی اور پانی سے مٹی عالم وجود میں آئی گویا ان چاروں کا مبدا نور ہے اور پھر اسے عالم اربعہ وجود میں آئے۔ حدیث مندرجہ ذیل میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ **الخلق کلھم من نوری وانا من نور اللہ۔**

15- سالک کو چاہیے کہ اول خود کو نور محمدی میں فنا کردے۔ اگر وہ مرتبہ لاہوت سے گذر کر وحدت واحدیت کے مرتبہ میں داخل ہوگیا تو یہ مرتبہ لاہوت ہوگا۔ اگر پھر درجہ بہ درجہ تنزل کرے تو بقا و معرفت کے مراتب ہیں۔ اگر یہ مراتب بغیر کسی ترتیب کے بہ جذب ایزدی طے کرے تو اس کو جذبہ سے موسوم کریں گے اور جو ان مراتب کو طے کرے گا وہ مجذوب کہلائے گا۔ لیکن اس کے لیے سلوک کے راستے سے داخل ہونا شرط نہیں ہے۔ لیکن جو یہ مرتبہ سلوک کی ترتیب کے موافق حاصل کرے گا وہ سالک کہلائے گا اور اگر پہلے سلوک اور پھر جذبہ ہو تو وہ مجذوب سالک کہلائے گا اور جذبہ مقدم ہونے کی صورت میں بھی مجذوب سالک ہوگا۔

16- اگر فنا و بقا کے مراتب کامل یقین اور تدبر و جستجو کے ذریعہ سے حاصل کیے جائیں تو یہ علم الیقین کہلائے گا اور اگر اسکے حصول میں مشاہدے کو دخل ہو۔ مگر کسی شرط اور حجاب کے بغیر تو اس حالت کو عین الیقین کہیں گے لیکن یہ کیفیت شاذ ہی ہوتی ہے لیکن اگر اس حالت کا ورود مستقل ہو جائے تو اس مرتبہ کا نام حق الیقین

Marfat.com

ہوگا...... جس وقت سالک ہر شے کو ذات واحد میں ڈوبا ہوا دیکھے اور اسے صرف ایک ہی وجود نظر آئے تو اس مرتبے کا نام حقیقت ہے۔ لیکن جب اسے وجود مطلق ظہور میں جلوہ نما نظر آئے اور مراحل مختلفہ میں صفات کے ذریعہ فرق کرنا آجائے تو یہ معرفت کہلاتی ہے۔

17- اللہ تعالیٰ کی تجلیات چار قسموں پر مشتمل ہے۔

1- تجلی عینی علمی: اس میں صدر علیہ کا ظہور ہوتا ہے۔

2- تجلی وجودی: اس سے اشیائے خارجی کا ظہور ہوتا ہے۔

3- تجلی شہودی: اس کا ظہور اہل شہود پر ظاہر ہوتا ہے۔ یہ بھی دو قسموں پر مشتمل ہے۔ اول سالک کی نگاہ شہود غیریت کے جاے سے الگ ہو جائے اور اشیائے خارجی کا مشاہدہ اسی تجلی سے کرے اور حق کے سوا ہر شے اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے۔ دوم اللہ تعالیٰ عالم مثال میں ظہور پذیر ہو۔ عالم مثال کی تشریح یہ ہے کہ صورت انوار' صورت موجودات یا صورت معانی ذوقیہ۔ اس کو تجلیات ذاتیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

4- تجلی اعتقادی: یہ وہ تجلی ہے جو صاحب افضال خداوندی کے مقتدات کی پیروی کرنے اور ان پر تدبر و تفکر کرنے سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔

18- متبدی کے لیے دو چیزیں لازمی ہیں۔ ایک تو ذکر دوام دوسرا فکر تام ذکر سے شوق و محبت پیدا ہوتی ہے اور فکر سے فنا اور معرفت۔ جب سالک کے قلب پر ذکر جاری ہو جاتا ہے تو بند بند رگ رگ بلکہ اسکے وجود کا ذرہ ذرہ ذاکر بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اعضا اور عروق کا ذکر مسموع اور محسوس ہونے لگتا ہے۔ بلکہ دنیا کی تمام دیگر اشیاء اور ذرات عالم کے ذکر کو سن سکتا ہے۔ اور تجلیات اور انوار الٰہی اس کو نظر آتے ہیں۔

فکر وہ ہے کہ اس کی قوت متخیلہ ہر وقت ذات باری کی طرف متوجہ رہے غیر اللہ سے متعلق خالی رہے اور ہر وقت اس کے خیال میں مستغرق رہے یہاں تک کہ اپنے معمولی دنیاوی کاموں میں بھی مشغول ہو تو اس طرح کہ دل بیار و دست

Marfat.com

20- سالک کو مناسب ہے کہ حضورﷺ کی اطاعت کی کوشش کرے اور ہرگز آپﷺ کے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھے۔

21- ہر وقت باوضو رہے۔ لغو گوئی اور بے فائدہ کام کو چھوڑ دے اور جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے اول نماز استخارہ اور دعائے استخارہ پڑھ لیا کرے۔

22- آپﷺ پر بکثرت درود پڑھے کیونکہ اس سے نہ صرف گناہ ہی معاف ہوتے ہیں بلکہ ہر قسم کے دینی و دنیاوی مطالب بر آتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرے۔

29

سیّد محمد فاضل الدین گیلانی بٹالویؒ (وصال 1151 ہجری)

بیان الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

1- یہ اسرار جو میرے دل پر وارد ہوتے ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جو میرے رب نے اوراد کی قرات اور قرآن مجید کی تلاوت کے بعد الہام کئے اور بعض ایسے ہیں جو میرے ذہن میں فرض نمازوں کے اوقات میں وارد ہوئے اور بہت تھوڑے ایسے ہیں جو ان اوقات کے علاوہ معلوم ہوئے۔ لیکن تمام کے تمام اس بات میں مشترک ہیں کہ یہ اس جذب کی کیفیت میں وارد ہوئے جس سے مجھے غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی نے اپنی عنایات سے مشرف فرمایا اور مجھے اپنے تحفہ جات میں سے تحفہ دیا۔

2- مجھ پر علم و عرفان کے دروازے اس حد تک کھول دیئے گئے ہیں کہ عمر نوح علیہ السلام بھی مل جائے اور تمام عمر لفظ یٰسین کے معارف بیان کرتا رہوں تو تکمیل بیان نہیں ہو سکے گی۔

3- تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے غوث اعظم کے اس کلام کو کہ ''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے'' برسر عام اولیائے کاملین تک پہنچانے کا آپ کا حکم دیا سکر پر محمول کیا ہے۔ واضح ہو جس کو برسر منبر تبلیغ کا حکم ہو وہ معذور نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ اہل سکر معذور ہوتے ہیں اور اپنی سکر کے وقت کی باتوں

Marfat.com

سے توبہ کرتے ہیں لیکن جو کرسی خطاب پر جلوہ افروز ہو اور وصل محبوب کی خلعت زیب تن کیے ہوئے ہو اور اسرار ربوبیت سے آگاہی رکھتا ہو وہی ایسی بات کرے گا جو رب کے مخفی دفینے سے ہوگی۔ اس کلام میں تو سکر کا شائبہ بھی نہیں۔

4- خدا تعالیٰ کی محبت کے لیے بہت سے طریقے ہیں۔ سب سے زیادہ آسان طریقہ یہ ہے کہ شیخ کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اس سے خدا کی محبت میسر آجاتی ہے۔

5- یہ تمام شیخ بزرگ ترین (غوث اعظم) کے علوم کے سمندروں میں سے ہیں۔ میں وہی لکھتا ہوں جس کی مجھے اجازت ہے۔

6- اس سر (سلوک) میں قانون یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی متابعت ظاہر اور باطن دونوں طرح ہو۔ شریعت ہی ہے جو انسان کو خباثت اور نجاست سے پاک کرتی ہے۔ اگر شریعت محمدی نہ ہوتی تو توحید اور الحاد اور بے دینی کبھی الگ الگ نہ ہو سکتے۔ یہ حدود ہیں اللہ تعالیٰ کی۔ جو آدمی ان سے تجاوز کرے تو یہی لوگ فاسق ہیں۔

7- اے دیدار احمدی ﷺ کے عاشق تجھے چاہیے کہ پہلے نفس اسم محمد ﷺ پر غور کرے اور عبرت و اعتبار کی آنکھوں سے دیکھ کہ ان چاروں حروف میں کتنے راز ہیں میم کو دوبارہ نہ سمجھو بلکہ دونوں میموں کو اسرار کا حلقہ جانو۔

8- دنیا ایک خوبصورت سانپ ہے۔ ایک بڑی مصیبت ہے۔

9- شریعت علماء کے لیے ہے اور مجذوب اور واصل تو راستہ طے کر چکے اور خالص شراب پی چکے۔ اب وصول کے بعد عبادت کیسی؟ یہ سمجھنا خالص کفر ہے۔ اس کی موافقت نہ کتاب اللہ کرتی ہے نہ سنت اور نہ ہی یہ چیز کسی صحابی اور تابعی سے منقول ہے۔ سرور کونینؐ کا ارشاد ہے جس نے میری سنت کو چھوڑا اسے میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

10- آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کے یہودیوں کو سلام نہ کیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت کے یہودی کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو مساجد میں اذان سنتے ہیں اور نماز کے لیے جماعت میں شامل نہیں ہوتے۔

Marfat.com

11- افسوس ان پر ہے جو نسبت قادریہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر شریعت محمدیہ ﷺ پر عمل چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ جھوٹے صوفیاء اور ملمع ساز بدعتی' نفس پرستوں کی جھوٹی باتیں ہیں جو کہتے ہیں کہ باطن کا علم اور طریقہ علم شریعت اور ظاہر سے الگ ہے۔ یہ ان کا کفر اور نفاق ہے۔ یہ باطل پرست دجال لوگ ہیں۔ ان پر ہلاکت اور تباہی ہو جو لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو ان کے پیچھے جانے والے ہیں۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ اے اللہ ہمیں ان کے مکرو فریب اور جادو سے محفوظ رکھیو۔

12- شیخ کے لیے ضروری ہے کہ ہر آن اپنے مرید کے حال سے واقف رہے اس طرح کہ اس مرید کے حالات سے ایک ذرہ برابر بھی اس کے علم سے باہر نہ ہو اور اگر مرید اپنے شیخ کے کمالات کا دعویٰ کرے تو اس کی مدد کے لیے فوراً پہنچے۔

13- مرید اپنے شیخ کے حکم کا تابع رہے۔ اس کا مطمع نظر صرف شیخ ہی ہو نہ کہ کوئی دوسری چیز خواہ وہ کعبہ ہی کیوں نہ ہو۔

14- مجذوب اپنی عقل کے جل جانے اور وجود کے فنا ہونے کی وجہ سے بحر عدم میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس سے تکالیف شرعیہ اٹھائی جاتی ہیں اور اس سے مواخذہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں عقل نہیں رہی۔

15- شریعت کی اتباع کے بغیر مجاہدہ ایک پرانی بیماری ہے جس کو یہ جاہل لوگ نہیں سمجھ رہے۔ سو تم جاہل صوفیوں سے بچو یہ شیخ بزرگ کا حکم ہے۔

16- مرید اپنے اختیار سے دستبردار ہو جائے بلکہ اپنے شیخ کی نسبت سے ایک دودھ پینے والے بچے کی طرح ہو جائے جو دایہ کی گود میں ہوتا ہے یا جس طرح گیند چوگان کے قبضہ میں یا میت غسل دینے والے کے قبضے میں ہوتی ہے۔

17- مرید کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شیخ کی سامنے اس طرح ہو جیسے بندہ اپنے معبود کے سامنے کہ وہ کس طرح اپنے وجود سے فانی اور اس کے شہود میں محو اور اس کے حکم کی تعمیل میں کوشاں ہوتا ہے۔ غلام کی یہی کیفیت ہوتی ہے اور یہ عین اس کی سعادت ہے۔ مرید کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شیخ کے کھائے پیئے جوٹھے کو غنیمت سمجھے کیونکہ وہ برکات کا باعث ہے۔

Marfat.com

18- دوسرے اولیاء اللہ حضور غوث اعظم کے اس طرح محتاج ہیں جیسے زمین بادلوں کے فیض کی محتاج ہے۔ غوث اعظم احوال کے سلب کرنے والے ہیں وہ بڑے بڑے ابدالوں اور طاقت ور مردوں کے احوال چھین سکتے ہیں۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ رک جاؤ۔ قطب تو میرے خادم اور غلام ہیں۔

19- کوئی ولی کسی صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ پھر صحابہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے امت مرحومہ میں سے کسی ولی کو وہ مرتبہ عطا نہیں فرمایا جو اس نے غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی کو عطا فرمایا ہے۔

20- جو شریعت نہیں رکھتا اور حقیقت کا دعویٰ کرتا ہے وہ سراسر بے دینی ہے شریعت کے بغیر ترقی کا قائل ملحد' دجال اور منافق ہے۔ اس کو قتل کر دینا ضروری ہے تاکہ مخلوق اس کے گمراہ کرنے سے محفوظ ہو جائے۔ لہذا شریعت تو نفس چراغ ہے اور طریقت اس کے انوار ہیں اور حقیقت اس کا عین۔ پس کامل خلیفہ اور قطب وہ شخص ہے جس کی شریعت کمال درجہ کی ہو یہاں تک کہ مستحبات کا تارک بھی نہ ہو۔ بہترین عادات سے آراستہ ہو تو اس کی چشم بصیرت کھول دی جاتی ہے اور اس سے بشری حجابات اٹھا لیے جاتے ہیں۔

21- اے میرے بھائیو! اس زمانہ میں بدعات عام ہو چکی ہیں۔ جاہل مدعیوں نے اپنے لیے جذبہ قادریہ کی نسبت کر رکھی ہے اور اپنے آپ کو یہ لوگ اہل نظر اور صاحب جذبہ کہتے ہیں۔ قرآن نہیں پڑھتے بلکہ اس کے برخلاف کچھ اور ہی قسم کے اذکار وظائف وضع کر رکھے ہیں۔ طنبورہ، ڈھول، دف کی آواز کے ساتھ گانے سنتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی نئی چیزیں ایجاد کر رکھی ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ نصیحت ہے۔ یہ محض جھوٹ ہے اور یہ سب بدعات ہیں۔ خدا کی پناہ۔

22- اولیاء اللہ کی کرامات زندگی میں اور موت کے بعد بھی ثابت ہیں۔ ان کی موت سے یہ منقطع نہیں ہوتیں اور ان کے منکر پر خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا خطرہ ہے۔ اس سے خدا کی پناہ۔

23- جمعہ کی نماز کے بعد علماء کے ہاتھوں کو بوسہ دینا بہت بڑے ثواب کا باعث ہے۔

24- تجھے یہ جاننا ضروری ہے کہ الہام کا مرتبہ ہر ولی کو نصیب ہوتا ہے۔

Marfat.com

آپ کنز القادر میں تحریر فرماتے ہیں:

25- اے فاضل جو دل میں ہے اسے بیان نہ کر اور شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی کے حکم کے سوا قدم نہ اٹھا۔

26- ہر زمانہ میں تیری جان کے لیے شاہ (محی الدین) ایک سورج ہے اور اسی سے تیری جان محفوظ ہے۔ اس کے نور نے سینوں سے تمام اندھیرے دور کر دیئے۔ بدر کیا ہے: وہ تو بدر البدور ہیں اس کا سینہ نور ہے اور وہ نور مصطفیٰ سے ہے۔ جس کے قدموں کے نیچے اولیاء نے اپنا سر رکھا۔ اس کے پاؤں کے نیچے تمام گردنیں آ چکی ہیں۔ اس کے دروازے کی خاک سے قدسی دریا جاری ہے۔ اور عرش و فرش اس کے مریدوں میں سے ہیں۔ فرشتے اس کے دروازے کے حاجی ہیں اور بادشاہ اس کے دروازے کے گداگر ہیں۔ آسمان اس کے نور کے جلوہ پر قربان ہے اور زمین اس کے نور سے کوہ طور ہے۔ میں اس کی کیا تعریف کروں کیونکہ وہ ایک بے کنار سمندر ہے۔ اے فاضل تو اس کی تعریف کو اپنے دل میں رکھ تا کہ تو نور احمد کو بہار میں دیکھ سکے۔ چونکہ وہ اپنے دادا کے نور سے ظاہر ہوئے لہٰذا ان کو اٹھارہ عالموں نے پرورش کیا۔ اپنے دل میں سمجھ لے کہ اگر کوئی بہترین مددگار ہے تو محی الدین ہیں محی الدین ہیں۔

27- جو کچھ اس بندہ کو محی الدین نے عطا کیا ہے اگر میں اس کا بیان اور شرح لکھوں تو خدا کی قسم اس کے اسرار سے یقیناً کئی جلدیں مرتب ہو جائیں۔ لیکن جو کچھ شاہ جیلان حکم دیں گے وہی بیان کروں گا باقی میرے دل میں رہ جائے گا۔ وہ شاہ جو اپنی برکت سے چوروں اور آتش پرستوں کو قطب بنا دیتا ہے۔ اس کی شہرت عرش اور کرسی سے آگے جا چکی ہے۔ اس کا لقب محبوب سبحانی ہے۔

28- جاننا چاہیے کہ توحید کی کئی اقسام ہیں۔ اعتقادی' افعالی اور ارادی اور ہر ایک توحید کا دوسری توحید سے ربط ہے۔ فرق صرف محل کی نسبت سے ہوگا۔

29- اے مبتدی خدا تعالیٰ کے اسماء کا ذکر کر تا کہ تو ان کے مسمیٰ تک راہ پا سکے۔ خودی سے باہر آ اور اپنے آپ کو فانی کر اور اصل دیکھ۔ سرور کونین کی ذات کو نور حق سمجھ

Marfat.com

اور روشنی حاصل کر۔ آپ ﷺ کا چہرہ ایک مقدس کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جس صفت کو بھی تو چاہے اس سے پڑھے۔ اس کتاب کا ایک ایک حرف اس کے راز کو بیان کرتا ہے۔

30- احمد مصطفیٰ ﷺ کے افعال کا نام چونکہ شریعت ہے لہذا ان کا تابع رہ کر ان کی اتباع ہی پرہیز گاری ہے۔

30

سائیں بُلّھے شاہ (وصال 1758ء)

1- مرشد اللہ تعالیٰ میں سمایا ہوتا ہے اس لیے مرشد کی ذات میں اپنی ہستی کو فنا کر دینا ہی اللہ تعالیٰ میں سما جانا ہے۔ ''پیا پیا کرتے ہمیں پیا ہوئے'' میں مالک کُل کے عشق کے رنگ میں اس طرح رنگا گیا ہوں کہ خودی کا احساس بالکل ختم ہوگیا ہے اور مجھے جسم کے پردے میں نہاں اپنی اصلی ہستی کا علم ہوگیا ہے۔ اب مجھے کل عالم میں محبوب کا ہی جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ میرے لیے سبھی اپنے ہوگئے ہیں کوئی بیگانہ نہیں رہا۔

2- میرا مرشد سچا عارف' روح کا مالک اور لوہے کو سونا بنانے والا پارس ہے۔ مرشد ایک عاجز اور نااہل مسافر کو بحرِ ہستی سے پار اتارنے والا ماہر تیراک ہے۔ وہ روح کو حقیقت کے رنگ میں ڈبو کر اس کو اونچی پرواز کا انداز سکھا کر خدا سے واصل کرانے والا ثالث ہے۔

3- مرشد کامل خواہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ ذات میں آئے ہوں ان کا دامن پکڑ کر ہی انسان بحرِ ہستی سے پار اتر سکتا ہے۔

4- ایک کافی میں دنیاوی رجحان والی روح کو مغرور' گنوار' بے خبر دیوانی وغیرہ کی ناموں سے مخاطب کرتے ہیں۔ اور آپ روح کو تنبیہ کرتے ہیں کہ اگر تو دنیا میں وہ کام نہیں کرے گی جس کے ذریعہ تو محبوب کے ساتھ وصال کے قابل بن سکے تو تو یہاں سے خالی ہاتھ چلی جائے گی۔ اگر تو خدا کے عشق کا سوت تھوڑا تھوڑا کر کے بھی کاتے گی تو تو ہرگز تہی دامن نہ جائے گی۔

Marfat.com

5- دنیا میں دو قسم کے انسان ہیں ایک ہوشیار' دوسرے غافل' ہوش مند انسان دنیا کی اصلیت کو سمجھتے ہوئے ایسا راستہ اپناتے ہیں کہ دین اور دنیا دونوں سنوار لیتے ہیں لیکن لا پروا نفس پرست جاہلانہ اعمال کر بیٹھتے ہیں جن سے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں تباہ کر لیتے ہیں۔

6- دنیا ایک سرائے کی مانند ہے جہاں فقط ایک رات کا قیام ہے یہ پاؤں پھیلا کر سونے کی جگہ نہیں۔

7- جب تک سانسوں کا سلسلہ جاری ہے تب تک مرشد کی بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق زندگی کی رات میں عرفان کی شمع روشن کر کے خدا کی عبادت کا سوت کات لینا چاہیے۔

8- کافر کو کفر اور مومن کو دین مبارک ہو' عاشق کو تو صرف عشق کے درد کا ایک ذرہ ہی کافی ہے۔

9- عشق اللہ کی ذات ہے۔ اس لیے آپ نے اپنی ذات کو محبوبہ اور خدا کو محبوب کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ آپ کے لیے خدا سجن یا ساجن' ماہی یا سائیں' شوہ یا شوہ' رانجھا یا رانجھن' ہوت یا پنوں اور کرشن یا کاہن کہا ہے۔ آپ اس محبوب حقیقی کو لیلیٰ' مہینوال' ڈھولا' دلبر' یار وغیرہ کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ آپ کا محبوب حقیقی کے ساتھ ایسا انوکھا رشتہ ہے کہ آپ اسے چھلیا' جادوگر' بھیکھی' چور اور ٹھگ بھی کہہ دیتے ہیں۔

10- اس کا محبوب حقیقی وحدت میں رنگ' روپ شکل وصورت سے بالاتر تھا۔ وہ لاثانی اور بے مثال تھا۔ اپنے جیسا آپ ہی تھا اس کا کوئی مد مقابل نہیں جس کے ساتھ اس کو تشبیہ دی جا سکے۔ پھر وہ خود ہی ہزاروں رنگوں میں رونما ہوگیا۔ وہ کہیں آدم بن گیا' کہیں پیغمبر اور کہیں مرشد۔

11- وہ محبوب ایسا بہروپیا ہے جو ہر ادا کار میں کھیل رہا ہے۔ وہ ایسا پتلی گر ہے جو بے شمار پتلیوں میں سے ہو کر ناچ رہا ہے۔ خود ہی مرنے والا ہرن اور خود ہی مارنے والا چیتا' خود ہی منصور کو سولی پر چڑھانے والا اور خود ہی ایک طرف تماشائی بن کر ہنسنے والا ہے۔ کافر اور مومن کا جھگڑا کھڑا کرنا ہی سب سے بڑا کفر ہے۔ سچے

Marfat.com

عاشقوں کا صلح کل وطیرہ سب کے ساتھ ایک جیسا پیار کا ہے۔

12- محبوب کے وصال میں باہر کا شور وغل ناگوار لگنے شروع ہو جاتے ہیں باطن میں محبوب سے وصال ہونے پر اندر دلکش گلزار مہک اٹھتی ہے فرقت کی خزاں وصل کی خوشگوار اور دائمی بہار میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن جب تک باطن میں دیکھنے والی آنکھ نہیں ملتی اندر رب کا دیدار نہیں ہو سکتا۔

13- روح اور خدا کے درمیان ایک تاریک پردہ حائل ہے یہ پردہ پرانے جنموں کے تاثرات کا ہے۔ ان تاثرات کو دھو کر روح کو پاک صاف کرنے کا کام ذکر اور تصور کرتے ہیں۔

14- روحانی ریاضت کے ذریعہ روح بغیر روک ٹوک چودہ طبقات کی سیر کر سکتی ہے جس سے اس کی دنیاوی رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں روحانی ریاضت کے عمل میں جسم بے حس ہو جاتا ہے اور روح جسم اور من سے الگ ہو کر خود کو پہچان لیتی ہے۔

15- مالک کل کے حقیقی عاشق جیتے جی مرنے کی مشق کرتے ہیں جس سے اپنے باطن میں جھانکتے ہی وہ سراپا ناقابل بیان روحانی مسرت سے مخمور ہو جاتے ہیں اور ان کا اپنے محبوب کے مقام کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے۔

16- جب میرے باطن میں کلمہ کی مخفی بانسری کا راگ ظاہر ہوگیا تو من وجد میں آ گیا اور دنیا سے بے نیاز ہوگیا۔ اور محبوب کے ہجر کا احساس گہرا ہوگیا۔

17- بلھے شاہ مرشد کو سوداگر اور لعل و گوہر کا بیوپاری بتاتے ہوئے روح کو آگاہ کرتے ہیں کہ جب تک تو جسم میں ہے اور مرشد کا قالب خاکی قائم ہے تو کلمہ کا بیوپار کر لے۔ مرشد کے چلے جانے کے بعد نہ تو کلمہ کا راز مل سکتا ہے اور نہ ہی وقت آخر کی کمائی ہو سکتی ہے۔

18- فرماتے ہیں کہ میرا مرشد ہی کعبہ ہے' مرشد ہی قبلہ ہے مرشد ہی شوہر ہے اور اسی نے مجھے سرخ و سبز لباس پہنا کر اپنے عشق میں ناچنے کے لیے مجبور کیا ہے۔ مرشد ہی سچی ہدایت دینے والا ہادی ہے اور وہی راز الٰہی کے بھیدوں کو کھولنے والا عارف ہے۔ وہی اللہ کے کلمہ کا پیغام دینے والا پیامبر ہے۔

Marfat.com

19- مذہبی کتابوں کا عمل سے خالی علم عذابوں کی گٹھڑی ہے۔ عام لوگ اندرونی راز سے ناواقف ہیں۔ علم کا مقصد سچ کا راستہ دکھانا اور اس کے حصول میں مدد کرنا ہے۔ جس علم سے نیت صاف نہ ہو۔ نفس پر قابو نہ پایا جا سکے ایسے علم کا کیا فائدہ؟

20- تمام فقرا ایک الف کے عمل کو ہر قسم کے علم سے افضل مانتے ہیں۔ اس عمل سے علم لدُنی کے بے پناہ خزانے کھل جاتے ہیں۔ اس علم میں ایک الف (احد یا رب) اور م (مرشد) کے علاوہ دوسری کسی شے کی ضرورت نہیں۔

21- عبادت گاہوں کو مذہبی پیشہ ور لوگوں نے اپنا پیٹ بھرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ جب تک دل سے سچی دعا نہیں نکلتی مندروں مسجدوں میں ماتھا رگڑنے سے کیا فائدہ۔

22- عاشقوں کو راہ عشق میں کئی مصائب و آلام جھیلنے پڑتے ہیں۔ زکریا کا سر آرے سے کاٹ دیا گیا۔ یحیٰؑ کے سر کو خنجر سے علیحدہ کر دیا گیا منصور کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی گم کرائی گئی جس میں طلسمی طاقت تھی اس کو تنور میں لکڑیاں ڈالنے کا پیشہ اختیار کرنا پڑا۔ یہ تمام اذیتیں ان سب کو خدا کے عشق کی وجہ سے اُٹھانی پڑیں۔

23- عالم فرقت (جدائی) میں روم روم زخم کی طرح درد کرتا ہے۔ عاشق کی ہر رات بیداری کی رات ہے۔ اس کی ہر رات آنسو بہاتے اور وصال کی آرزو کرتے گذر جاتی ہے۔ عاشق اپنے محبوب کی خوشی کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اس کا محبوب کس بات سے خوش ہوگا۔

24- محبوب حقیقی کہیں دور نہیں۔ وہ جنگلوں اور بیابانوں میں نہیں ملتا۔ وہ عاشق کے دل کے اندر ہی بستا ہے۔

25- تیرے عشق کا ذرہ پہاڑ سے بھی بھاری ہے لیکن میں نے سارا پہاڑ سر پر اٹھا لیا ہے۔ جس دن عشق کیا اسی دن جو ہونا تھا سو ہو گیا سینے میں پیار کے تیر اور گلے میں دنیا کی پھانسی ہے۔

26- خداوند کریم خود انسان کے اندر اپنا عشق بیدار کرتا ہے۔ اگر یہ تڑپ وہ خود پیدا کرتا ہے تو اس کی راحت بھی خود ہی مہیا کرتا ہے۔

Marfat.com

27- جب ہیر (روح) کا رانجھا (خدا) سے وصال ہوگیا تو اسے احساس ہوا کہ وہ لاعلمی کے باعث اسے باہر ڈھونڈ رہی تھی۔ جس نے بھی محبوب کو پایا ہے نور کی صورت میں پایا ہے۔

31

امام احمد رضا خان بریلویؒ (وصال 1921ء)

1- شریعت اصل ہے اور طریقت اس کی فرع۔ شریعت منبع ہے اور طریقت اس سے نکلا ہوا دریا۔

2- طریقت کی جدائی شریعت سے محال و دشوار ہے۔ شریعت پر ہی طریقت کا دارومدار ہے شریعت ہی اصل کار اور کسوٹی ومعیار ہے۔

3- شریعت ہی وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ ہے۔ اسکے سوا آدمی جو راہ چلے گا اللہ تعالٰی کی راہ سے دور جا پڑے گا۔

4- طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت مطہرہ ہی کے اتباع کا صدقہ ہے۔ جس حقیقت کو شریعت رد فرما دے وہ حقیقت نہیں بے دینی اور زندقہ ہے۔

5- تصوف میں عشق رسول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے گستاخانِ رسول ﷺ کا مسکت جواب دیا ہے۔ فرمایا اللہ اور رسول نے دولت مند کر دیا اللہ اور رسول نگہبان ہیں۔ اللہ اور رسول بے والیوں کے والی ہیں اور مالکوں کے مالک ہیں۔ اللہ اور رسول دینے والے ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ نے نعمت دی۔ عزت بخشی۔

6- آپ ﷺ اپنی امت کے حافظ و نگہبان ہیں آپ ﷺ کی ہی طرف سب کے ہاتھ پھیلے ہیں۔ آپ ﷺ کے آگے گڑگڑا رہے ہیں۔ حضور ﷺ تمام کائنات انسان اور تمام امتوں کے مالک ہیں۔ دنیا کی ساری مخلوق آپ ﷺ کے قبضہ میں ہے۔

7- مدد کی کنجیاں آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں نفع کی کنجیاں حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جنت و دوزخ کی کنجیاں آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہیں۔ آخرت میں عزت دینا بھی حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ حضور ﷺ مصیبتوں کے دور فرمانے والے ہیں سختیوں کے ٹالنے والے ہیں۔

Marfat.com

8- حضور کے خادم رزق آسان کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کے خادم بلائیں ٹالتے ہیں۔ بلند مرتبے دیتے ہیں۔ حضور کے خادم تمام کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے سبب بلا دور ہوتی ہے اولیاء اللہ کے سبب روزی ملتی ہے۔ اولیاء کے سبب بارش ہوتی ہے اولیاء اللہ کے سبب زمین قائم ہے۔

9- خاصان خدا کا کیا مقام ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ عزوجل دوست رکھتا ہے اپنے خلق سے اتقیاء اصفیاء ابرار کو جن کے بال پریشان منہ غبار آلود پیٹ دبلے ہیں۔ جب وہ امرا کے آنے کی اجازت چاہیں تو ان کو اجازت نہ دی جائے۔ اگر مال دار عورتوں سے نکاح کا پیغام کریں تو ان سے نکاح نہ کریں۔ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کریں۔ مر جائیں تو جنازہ میں حاضر نہ ہوں۔ زمین والوں میں مجہول مگر آسمان والوں میں معروف ہیں۔ اگر اللہ کی قسم کھائیں تو ان کی قسم کو سچی کر دے۔

10- اللہ کے محبوب بندے زمین و آسمان کی ہر مخفی چیز کو اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے ان کو اپنے پر قیاس کر کے ذلیل نہ کیا کرو۔

11- علم و عرفان بصیرت و بصارت کی پہلی منزل خود مقام صوفیاء ہے۔ مرید اگر اپنے پیرو مرشد میں استقامت حاصل کرے تو پھر اسی نور سے اللہ اور رسول کو بھی دیکھ سکتا ہے۔ اسی نسبت کو حاصل کرنے کے لیے اکابر صوفیا نے سلاسل میں نسبت حاصل کرنے پر زور دیا ہے۔ یہ درست ہے جس کا کوئی مرشد نہیں ہوتا اس کا شیطان پیر ہوتا ہے۔

12- سواد اعظم جس کو ولی مان رہا ہے وہ بے شک ولی اللہ ہے۔ خلاف شریعت ہر وقت بکتے رہنے والے کو حالت سکر کا عذر سمجھ کر معاف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ولی سمجھا جا سکتا ہے۔

13- مرتبہ غوثیت کی توجیہات علم لدُنی پر مبنی ہیں۔ اس لیے اس قسم کی باتیں صرف سینہ بہ سینہ ہی منتقل ہو سکتی ہیں۔ کہیں کسی کتاب میں اس طرح کی بحث پڑھنے کو نہیں ملتی۔

14- بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

غوث کو مراقبے سے حالات منکشف نہیں ہوتے بلکہ انہیں ہر حال میں یونہی مثل آئینہ پیش نظر ہے وہ دنیا کو ہتھیلی میں رائی کے دانے کے مانند دیکھتے ہیں ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب عبداللہ اور وزیر دست راست عبدالرب و وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب بائیں' غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ممتاز ہوئے اور ان کے دو وزیر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے اسی طرح یہ سلسلہ حضرت امام حسن عسکری تک آیا اور بعد میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ غوث ہوئے اب ان کے بعد جتنے غوث ہوئے سب ان کے نائب ہوئے اب حضرت غوث اعظم تنہا غوثیت کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں۔ اور سید الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے اب ہوں گے۔ حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

15- صوفی کے راستے میں تا دم زیست شیطان سب سے زیادہ کانٹے بچھاتا ہے۔ اس کے بہکاوے ایسے پُر فریب ہوتے ہیں کہ اچھے اچھے الہام و عرفان سمجھ کر جھوٹ کو سچ سمجھنے لگتے اور سیدھی راہ سے دور جا پڑتے ہیں۔ بغیر علم کے صوفی کو شیطان کچے دھاگے کی لگام ڈالتا ہے۔ جتنا علم وسیع ہوتا جاتا ہے سالک سمندر کی طرح پھیل کر گہرا ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح راہ سلوک کے متوالوں کو چاہیے کہ تمام تر ضروری علم حاصل کریں۔ غیر ضروری دنیاوی علم کو حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ بسا اوقات تضیع اوقات ثابت ہوتا ہے۔

16- بعض اوقات مرید عالم فاضل اور صاحب شریعت و طریقت ہونے کے مراد نہیں پاتا۔ غالبًا اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ اکثر علمائے دین اپنے آپ کو پیر سے افضل سمجھتے ہیں۔ یا علم کا غرور اور کچھ ہونے کی سمجھ ان کو کہیں کا نہیں رہنے

Marfat.com

دیتی۔ وگرنہ سعدی کا مشورہ سنیں فرماتے ہیں ''بھر لینے والے کو چاہیے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہے مگر اپنے کمالات کو اپنے دروازے پر چھوڑ دے اور یہ جانے کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ خالی ہو کر آئے گا تو کچھ پالے گا۔ اور اگر اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا تو پھر برتن میں اور کوئی چیز نہیں ڈالی جا سکتی۔''

17- بزرگان دین کے اعراس کے ضمن میں فرمایا اولیائے کرام کی ارواح کو ان کے وصال کے دن قبور کی طرف توجہ زیادہ ہوتی ہے چنانچہ وہ وقت جو وصال کا ہے اخذ برکات کے لیے زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ آپ قادری ہونے کے باوجود سلسلہ چشتیہ کے تمام بزرگان دین کی بے پناہ عزت و احترام کرتے تھے۔ فرمایا خواجگان چشت کے مزارات پر بہت کچھ فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔ آپ سچی اور قلبی ارادت کو فیض کی کنجی سمجھتے تھے اور مرشد کی توجہ سے بیڑا پار جانتے تھے۔

18- شیخ کے حضور میں خاموش بیٹھنا افضل ہے، ضروری مسائل پوچھنے میں حرج نہیں۔ شیخ کے حضور بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے۔ یہ بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بتوسط ہوگا یہ اس سے بدرجہا افضل ہے۔ اصل کار حسن عقیدت ہے۔

19- مجذوب اپنے سلسلہ میں منتہی ہوتا ہے۔ اپنا سا کوئی دوسرا مجذوب پیدا نہیں کر سکتا۔ وجہ غالباً یہ ہے کہ مجذوب مقام حیرت ہی میں فنا ہو جاتا اور بقا حاصل کر لیتا ہے۔ اس لیے غیر کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔

20- ولایت کی توجہ الی اللہ ہوتی ہے اور نبوت کی توجہ الی الخلق۔ نبوت اسی طرح سے غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

21- اہل اللہ کی زندگی اللہ تعالیٰ کی ایک اعلیٰ نعمت ہے ان کی ذات سے ہر مصیبت ٹلتی ہے اور مشکل حل ہو جاتی ہے انہی نفوس قدسیہ کی بدولت وہ عقدہ لاینحل چٹکی بجاتے حل ہو جاتے ہیں جنہیں قیامت تک کبھی بھی ناخن تدبیر نہ کھول سکے نہ کوئی میزان عقل میں تول سکے۔

22- کسی نے پوچھا علم باطن کا ادنیٰ درجہ کیا ہے؟ جواباً حضرت ذوالنون مصری کا قول نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا میں ایک بار سفر پر گیا اور وہ علم لایا جسے خواص و عام

Marfat.com

سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے تو قبول کیا مگر عوام نے رد کر دیا۔ تیسری مرتبہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کی سمجھ میں نہ آیا۔

23- کسی نے سوال کیا حضور نبی اکرم ﷺ کا نام اقدس کیا ہے؟ فرمایا کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن مجید میں محمد ﷺ ہے اور حضور ﷺ کے صفاتی نام انگنت ہیں۔ علامہ احمد قسطلانی نے پانچ سو نام جمع کیے' سیرت شافی میں تین سو اور اضافہ کیے گئے اور میں نے چھ سو ناموں کا اضافہ کیا۔ اس طرح آپ ﷺ کے چودہ سو صفاتی نام ہوئے۔ اور حضور ﷺ کے نام ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں۔ دریا میں اور نام ہیں۔ پہاڑوں میں اور ہیں۔ یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔

24- پوچھا گیا وحدت الوجود کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا وجود ہستی بالذات واجب تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس کے سوا جتنے وجود ہیں سب اس کے ظل پر تو ہیں۔ تو حقیقتاً وجود ایک ہی ٹھہرا۔

25- عذاب فقط روح پر ہوتا ہے یا جسم پر بھی؟ فرمایا روح اور جسم دونوں پر۔ اور ثواب بھی دونوں پر۔

6 - ہر ایک کے ساتھ کتنی روحیں ہیں؟ جواب دیا صرف ایک ہی روح ہے۔ اگر مسلمان ہے تو علین میں' کافر ہے تو سجین میں۔ جو شخص قبر پر جاتا ہے اس کو بخوبی دیکھتی ہیں۔ اس کی بات سنتی اور سمجھتی ہے۔ مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو خواہ کافر کی۔ شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ روح کو قرب و بعد مکانی یکساں ہے۔

27- مجاہدہ کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشات سے روکے تو بے شک جنت ٹھکانہ ہے اور یہی جہاد اکبر ہے۔

28- کیا روح عالم امر سے ہے؟ فرمایا ہاں، عالم امر اور عالم خلق میں فرق ہے۔ عالم خلق مادے سے بتدریج پیدا فرمایا اور عالم امر صرف کن سے، روح عالم امر سے محض کن سے بنی اور جسم عالم خلق سے کہ نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ سے۔

29- فرمایا عبرانی اور زبان ہے سریانی اور ہے۔ عبرانی زبان میں انجیل نازل ہوئی اور

Marfat.com

سریانی میں تورات نازل ہوئی۔

32

علامہ محمد اقبالؒ (وصال 1938ء)

1- جو دل اسلام کے ذوق وشوق سے سرشار نہیں اور صحبت صالح سے دور ہے، قلب ونظر کی رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

2- بندہ مومن کو موت کے مقام سے آگاہی نہیں ہے۔ موت تو اسکے مقامات زندگی میں سے ایک مقام ہے۔ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے دلوں میں جب شہادت کا شوق پیدا ہوا تو وہ موت پر اس طرح جھپٹتے تھے جیسے شیر ہرن پر۔ اور فرمایا کہ مومن کی یہ علامت ہے کہ جب موت آتی ہے تو اس کے چہرے پر تبسم ہوتا ہے۔

3- آج کا مسلمان انگریز کا غلام اور دنیا کا دلدادہ ہے۔ صبح وشام مال جمع کرنے کی دھن میں رہتا ہے۔ اس لیے اس کو موت کی تلخی برداشت کرنا پڑتی ہے اور مرنے کے بعد اس کا نام بھی مر جاتا ہے۔ جبکہ مومن ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

4- اے مومن تو تو نور کے موتی پرونے کے لیے آیا ہے نہ کہ سونے کے لیے۔ تو دل کی بیداری کے لیے آیا ہے نہ کہ اس کی ناز برداری کے لیے۔

5- مردہ دلوں کو زندہ کرنا مشکل کام نہیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور ذکر الٰہی سے چند دنوں میں قلب کی حالت بدل جاتی ہے۔

6- لوگ علامہ اقبال کو محض شاعر اور فلسفی خیال کرتے ہیں۔ وہ یہ جاننے کی کوشش ہی نہیں کرتے کہ ان کی شاعری کون سا رنگ پیش کر رہی ہے۔ حالانکہ علامہ صاحب خود فرما رہے ہیں۔ ''مری نوائے پریشان کو شاعری نہ سمجھ کہ میں ہوں محرم راز درون میخانہ۔'' علامہ صاحب بھی اسی میخانہ کے شرابی ہیں جہاں سے بوعلی قلندر، مولانا روم اور دیگر کامل ہستیوں نے پی اور سیدنا غوث اعظم نے بھی پی اور پلائی۔ یہ وہ مے کدہ ہے جس کے ساقی سرور کونین ﷺ ہیں۔

7- فرماتے ہیں کہ یہ اہل حضور لوگ ہی ہیں جو جلال کبریائی اور جمال بندگی کی دولت سمیٹتے ہیں۔ اپنے من میں ڈوب کر سراغ زندگی پانے کے مزے لوٹتے ہیں۔ اپنے

Marfat.com

پہلو میں قلب بیدار سے دونوں جہانوں کے جلوے دیکھتے ہیں۔ دنیوی دولتوں سے کنارہ کش رہتے ہیں اور خالق کائنات سے ہم کلامی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ عاشق الٰہی بن کر اپنے دلوں کو اس کی محبت میں گرماتے ہیں۔

8- چونکہ قلب مومن لامکانی ہے۔ فرماتے ہیں یہ رنگا رنگ آسمان اور یہ زمین کی پستی اور بلندی سب اپنی وسعتوں کے باوجود عاشق کے دل میں سما گئے ہیں۔

9- فرماتے ہیں کہ عالم کا یہ ہنگامہ جو ہمیں ہر سو نظر آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے صرف خاکی انسان کے دیدار کرنے کے لیے اور اس سے ہم کلام ہونے کی خاطر بپا کیا ہے۔ حیات انسانی کے موتی کائنات میں اور خود انسان کے بدن میں اس طرح مخفی ہیں کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ گم شدہ موتی ہم ہیں یا وہ ہے جو خود ہم میں گم ہو چکا ہے۔ علامہ صاحب لکھتے ہیں۔ ''اس کی تلاش کرو گے تو اپنے سوا کچھ نہ دیکھو گے۔ اپنی تلاش کرو گے تو اس کے سوا کسی اور کو نہ پاؤ گے۔'' ''ہم اللہ تعالیٰ کی گم شدہ متاع ہیں اور وہ مرد کامل کی تلاش میں ہے۔ وہ ہماری طرح خواہش مند ہے اور اسی آرزو میں رہتا ہے۔ کبھی وہ لالے کے پتے پر اپنا پیام لکھتا ہے' کبھی پرندوں کے سینے میں سے ھاوھو کے ذریعہ پیام دیتا ہے' کبھی وہ نرگس میں بیٹھ کہ ہمارے جمال کو دیکھتا ہے۔ کائنات کا تمام ہنگامہ خاکی آدم کے دیدار کے لیے ہے۔ یہ تماشائے رنگ و بو اسی کے نظارے کا بہانہ ہے۔''

10- علم اس جہان رنگ و بو کی ایسی تفسیر پیش کرتا ہے جس سے دیدہ دل کی پرورش ہوتی ہے۔ وہ تمہیں مقام جذب و شوق پر لے آتا ہے پھر وہ تمہیں جبرائیل کی طرح اس مقام عشق پر لاکر چھوڑتا ہے میں نے دیکھا حق تعالیٰ اپنے تمام اسرار کے ساتھ ظاہر تھے بلکہ وہ میری نگاہ سے اپنا دیدار کر رہے تھے۔ بندہ و مولا ایک دوسرے کی تلاش میں ہیں۔ دونوں ذوق نظر کے سبب بے تاب ہیں۔ زندگی جس رنگ میں بھی ہو محض جستجو کا نام ہے۔

11- زندگی سراسر جہد ہے استحقاق نہیں۔ یہ سوائے علم النفس و آفاق کے اور کچھ نہیں۔

12- اللہ کے حضور میں اپنے آپ کو محکم کر د اس کے نور کے سمندر میں گم نہ ہو جا۔ یعنی قطرہ سمندر میں خود کو ملا کر اپنی انفرادیت ختم نہ کرے بلکہ اپنی انفرادیت برقرار

Marfat.com

رکھتے ہوئے اپنے اندر سمندر ہونے کے کمالات پیدا کرے۔ فرماتے ہیں یار کی جلوہ گاہ میں اس طرح جل جاؤ کہ ظاہر میں تو چمک اٹھے اور تیرے باطن میں اس کی چمک نظر آئے۔

13- مومن کی جنگ کیا ہے؟ اپنے محبوب (خدا) کی طرف ہجرت کرنا۔ دنیا چھوڑ دینا اور کوئے دوست اختیار کر لینا۔ عشق ہجر و وصال میں سکون نہیں پاتا خدائے لم یزل کے جمال کے بغیر اس کو چین نہیں آتا۔ عشق ہر دم سفر میں رہتا ہے۔

14- تم اپنی ہی طرف رجوع کرو اور اپنی دل کا دامن تھام لو اور اپنے سینے کو ہی اپنی منزل بنا لو۔ زندگی یہ ہے کہ پہلے موتی کی طرح اپنے اندر غوطہ لگا پھر اپنی خلوت گاہ سے سر باہر نکال اور اپنا سراغ پا لے۔ یہ کیا نور ہے جو جان کو چمکا دیتا ہے اور سینے میں گرمی پیدا کرتا ہے۔ اس کی ایک شعاع آفتاب سے بھی بڑھ کر ہے۔

15- کمال یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو۔ اس کا طریقہ مکان کی حدود کو توڑ کر باہر نکلنا ہے۔ ذات حق سے اس طرح خلوت حاصل ہو کہ وہ تجھے دیکھے اور تو اسے دیکھے۔

16- نور من یّرانی فرمانے والے رسول ﷺ سے نظر نہ ہٹا ورنہ تو خود بھی باقی نہ رہے گا۔ تیری شخصیت کے ذرے کو ایسا اضطراب نصیب ہو کہ وہ حریم آفتاب میں بھی چمکتا رہے۔ یار کی جلوہ گاہ میں اس طرح سوختہ ہو کہ ظاہر میں تو چمک اٹھے اور باطن میں وہ چمک جائے۔

17- جس نے اللہ کو دیکھ لیا وہی جہان کا امام ہے۔ سب ناتمام ہیں اور وہ مکمل ہے۔

18- علامہ صاحب مرشد کامل کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں اگر تو ایسا راہنما نہ پائے تو اس کی تلاش کر اور اگر پا لے تو اس کے دامن سے وابستہ ہو جا۔ اگر اپنی مشت خاک کو سونا بنانا چاہتا ہے تو کسی مرد کامل کے آستان مقدس پر بوسہ دے تاکہ تجھ میں تمیز معرفت و حقیقت پیدا ہو سکے۔

19- خودی ایک نور ہے جو ہمارے جسم خاکی میں مستور ہے جو عشق سے چمک حاصل کرتا ہے۔ عشق کی وجہ سے خودی میں سوز پیدا ہوتا ہے جس سے وہ کائنات کو منور کرسکتی ہے اور مٹھی بھر خاک کو کیمیا بنا سکتی ہے۔ عشق میں عاشق اپنے محبوب (اللہ

Marfat.com

تعالیٰ) کی عادات کی تقلید کرتا ہے۔ اور اپنے محبوب کے اوصاف اپنے اندر جذب کر کے اس کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ علامہ صاحب فرماتے ہیں۔ ''خودی نے آدم کے دل میں اپنا نشیمن بنا لیا ہے اس کا پانا اس خاکی انسان کے نصیب میں ہوا۔ تیرے سینے میں خودی کا چراغ ہے۔ یہ عجیب نور ہے کہ جو تیرے (قلب کے) آئینے میں ہے۔ غافل نہ ہو! تو اس نور خودی کا امین ہے کتنا نادان ہے کہ تو اپنے آپ کی طرف نہیں دیکھتا۔'' پھر فرماتے ہیں خودی کا خودی میں سما جانا (فنا ہونا) محال ہے خودی میں اپنا وجود قائم رکھنا کمال ہے۔

20- دل بے نیاز کا تعلق اس دنیا سے نہیں اس کے شب و روز آسمان کی گردش سے نہیں بنتے۔ تو اپنے قیام کا وقت خود دریافت کر کیونکہ نماز عشق و مستی کی کوئی اذان نہیں ہوتی۔

21- مرد میدان اللہ ھو سے زندہ ہے اور یہ جہان چہار سو اس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ مومن اپنے وجود کے سوز سے جلتا ہے اور ہر سر بستہ راز اسی سوز سے کھلتا ہے۔ مومن کے قیام میں جلال کبریائی ہے اور اس کے سجدوں سے جمال بندگی ظاہر ہوتا ہے۔

22- علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ عشق کی آگ لوگوں کے ساتھ زیادہ میل جول رکھنے سے سرد ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ خود کو سوز عشق سے آشنا رکھنا چاہتے ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آشناؤں سے بیگانہ رہیں۔ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں۔ ''زیادہ لوگوں سے میل جول رکھنا نا پختہ خودی کو ظاہر کرتا ہے۔ اے درد آشنا تو آشناؤں سے بیگانہ رہ۔'' اس کی آہ سوز ناک پر سینہ کھول دے کیونکہ اس کی ایک آہ سے سو سال کا غم چلا جاتا ہے۔

23- سب سے الگ رہ کسی آشنا کی (یعنی پیر کامل) صحبت میں آ۔ خدا سے استحکام خودی اور خودی سے خدا کو طلب کر۔ جب فقر کمال کو پہنچے تو بادشاہی کا ذریعہ ہوتا ہے تو کیقباد کا تخت فقراء کے آستانوں سے طلب کر۔ یعنی اولیائے کرام کی صحبت سے جو فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ وہ برسوں کی عبادات سے بھی نہیں مل سکتے۔

24- اپنے سینے میں داغ محبت روشن رکھ کیونکہ شب ہستی میں اس چراغ کے بغیر اپنی

Marfat.com

پہچان ممکن نہیں۔

25- جب شمس تبریزی کی برقی نگاہ مولانا روم کے دل کی زمین پر پڑی تو ان کی خاک آپ کے سوز سے شعلہ بن گئی۔

26- بے حضور نماز ادا کرنے والوں کو آزاد (عشاق) مردوں کے مقام کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ جب مرد آزاد سجدہ کرتا ہے تو یہ نیلا آسمان اس کے گرد طواف میں سرگرم ہو جاتا ہے۔

27- علامہ صاحب نے خرقہ (گدڑی) وعمامہ کو کبھی اپنی مشہوری کے لیے استعمال تو نہ کیا مگر حضور قلب کے ذریعے محبوب حقیقی کی بو پالی۔ فرماتے ہیں ''تمہیں تو گدڑی اور دستار سے کام ہے مگر میں خود سے محبوب حقیقی کی خوشبو حاصل کرتا ہوں۔ جب میں نے اپنے آئینہ قلب کا جوہر دیکھا تو اپنے سینے کے اندر خلوت گزیں ہوگیا۔'' راقم الروف کو ایک مرد قلندر نے بتایا کہ جب علامہ صاحب قونیہ (ترکی) میں مولانا روم کے دربار پر حاضر ہوئے تو مولانا کی روح مجسم ہو کر تربت سے باہر علامہ صاحب سے ملاقی ہوئی اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ مولانا نے علامہ صاحب کو عشق حقیقی سے آگاہ کیا۔ اور ایسی شراب معرفت پلائی جس کا نشہ تمام عمر قائم دائم رہا اور آپ کی شاعری سے اس کا مختلف انداز میں اظہار ہوتا رہا۔ اور آپ مسلمانوں کو درس عبرت اور درس حقیقت دیتے رہے۔ اسی لیے علامہ صاحب مولانا روم کو اپنا رہبر مانتے ہیں۔

28- بچشم عشق دیکھ تاکہ تجھے اس کا سراغ ملے۔ عقل کی نظر میں تو یہ سحر و ساحری ہے۔ میری تیری منزل آسمان سے بھی بلند تر ہے ورنہ ہمارے قافلے کی راہ میں سورج تو سنگ میل ہے۔

29- ذرہ بھر مشکل سے خائف تو خود کو بھول چکا ہے ورنہ بحر میں رہ کر گوہر نہ بننا تو شرمندگی ہے۔ تو اپنی قدر نہیں جانتا ورنہ لعل درخشاں جو پتھر کا ایک ٹکڑا ہے تجھ سے ہی قیمت پاتا ہے۔

30- رندان بادہ کشوں (شراب معرفت پینے والے) کے حلقے میں شریک ہو جا مگر ایسے پیر کی بیعت نہ کر جو ہنگامہ سرا نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو بے پردہ دیکھنا چاہتا ہے تو

Marfat.com

اپنی خودی کو فاش تر دیکھنا سیکھ۔

31- جنت بھی اللہ تعالیٰ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے مگر وہاں بھی اگر دیدار الٰہی لوگوں کو نہ ملے تو جنت بھی کچھ نہیں۔ بندے کو بھی علم سے اسی وقت فائدہ ہوتا ہے اگر اس کا مقصود دیدار جمال الٰہی یا معرفت الٰہی ہو اور جمال الٰہی کو دیکھنے کا شوق بیدار کر دے۔

32- اگر حق تعالیٰ نے تجھے تاب نظر دی ہے تو اپنے دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی قدوسیت کا نظارہ کر۔ ایسی تاب نظارہ کے حاصل کرنے کا طریقہ عبادات کی کثرت کے بعد ذکر وفکر سے دل کو فراست کے نور سے آراستہ کرنا ہے۔ ایسا شخص جس کی قلب کی آنکھ کھل جائے تو اپنے آپ کو اللہ کے حضور میں پاتا ہے۔اور اس کا دیدار کرتا ہے۔

33- جب تک علم زندگی سے سوز حاصل نہ کرے اس وقت تک دل واردات غیبی کی لذت سے آگاہ نہیں ہوتا۔علم تو صرف مقاصد انسانیت کی شرح ہے۔علم تیری ذات کے خزائن کی نشان دہی کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ عالموں سے خواہ کتنی ہی کتابیں پڑھتے رہو مگر جو درس بزرگوں کی نظروں سے ملتا ہے وہی باطن کے دروازے کھلنے میں مدد دیتا ہے۔

34- علامہ اقبال کے نزدیک رنج والم کا زندگی میں ایک مقام ہے۔آپ نے غموں کو قبول کرنے کو بھی سخت کوشی اور جفا طلبی کا ایک حصہ قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ پوری کائنات میں انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جو سیلاب رنج و بلا کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ اللہ نے دنیا بھر کے غم ورنج زمین و آسمان کے سامنے پیش کئے مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔مگر انسان نے ان مصائب اور اس سے متعلق تمام ذمہ داریوں کو فوراً قبول کر لیا۔

35- فرمایا انسان کا دل اسی وقت کارآمد ہو سکتا ہے جب یہ چوٹ خوردہ ہو۔ چوٹ لگنے سے اس دل سے آہ و فریاد کی گونج اٹھتی ہے تو اس وقت یہ آمادہ جہاد اور قوت مدافعت پیدا کر لیتا ہے۔ جس دل میں آہ و فغاں اور نالوں کی پکاریں نکلتی ہیں تو یہ پکاریں دل شکن بلکہ فلک شکن ہونے کے باعث حصول مقصد کے لیے تریاق کا اثر

Marfat.com

رکھتی ہیں۔

36- روح کی حفاظت کثرت ذکر و فکر میں ملے گی اور بدن کی سلامتی جوانی میں ضبط نفس سے حاصل ہوگی۔

37- یا الٰہی تیرا جمال تو آج بھی بے پردہ ظاہر ہے۔ حیرت تو یہ ہے کہ کل قیامت کو تیرے دیدار کا وعدہ کس لیے ہے۔

38- قال کو چھوڑ اور روحانی کیفیت کا دروازہ کھٹکھٹا اور اعمال کی تاریکی پر اللہ کا نور بکھیر۔ اپنے ہر عمل کا مقصود خدا کو رکھ تاکہ تجھ سے جلال خدائی ظاہر ہو جائے۔

39- فرماتے ہیں کبھی تو ایک معمولی تنکا میری آنکھوں کا پردہ بن جاتا ہے اور کبھی ایک نگاہ سے دونوں جہاں دیکھ لیتا ہوں۔ وادی عشق کا فاصلہ بڑا دور و دراز کا ہے لیکن کبھی سو سالہ راہ ایک آہ بھرنے سے طے ہو جاتی ہے۔

40- اے سالک راہ طریقت اپنی نگاہوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی مرکوز رکھ کسی اور کی طرف نظر نہ اٹھا۔ آئینے کی مانند دوسروں کے حسن میں محو نہ ہو دوسروں کا خیال اپنے دیدہ دل سے نکال دے۔ فرماتے ہیں اے وہ مخفی ذات جو ہماری جان سے بھی قریب ہے مجھے آپ کا ہجر دوسروں کے وصل سے عزیز ہے۔ (یعنی اقبال کے نزدیک ہجر و وصل ایک ہی چیز ہے۔ دونوں صورتوں میں دوئی پائی جاتی ہے۔ جب فنا کے بعد بقا حاصل ہوئی وہاں یہ بحث نہیں۔ جہاں اکائی ہے یکتائی ہے دوئی کا کیا محل)

41-

ے تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

ے نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

Marfat.com

33

خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ (وصال 1390ء)

1- فرمایا کہ اہل حقیقت کا قول ہے کہ اس راستہ کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستہ میں نہیں ہے۔

2- لوگوں کے ساتھ رہتے ہوئے مشغول بحق ہونا ظاہر و باطن میں حق کے ساتھ مشغول رہنا' اپنے باطن سے آشنا ہونا اور باقی ساری دنیا سے بیگانہ رہنا اس سے بہتر روش دنیا بھر میں نہیں ہے۔

3- ہمارا طریقہ صحبت شیخ ہے اور خلوت اور گوشہ نشینی میں خواہ مخواہ کی شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے یعنی لوگوں کے ساتھ رہنے میں خیریت ہے۔ اور جمعیت صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ ہر شخص اپنے نفس کی نفی کرے۔

4- سرِ توحید تک پہنچنا آسان ہے لیکن سر معرفت تک رسائی مشکل کام ہے۔

5- سنت نبوی ﷺ پر چلنا بہت بڑا کام ہے' حضرت رسالت پناہ ﷺ کا اتباع اور صحابہ کرام کی اقتداء یہ دونوں مختصر کام ہیں' لیکن اس سے نفع عظیم ہوتا ہے فرمایا "لا الٰہ" میں الٰہ طبیعت کی نفی ہے (یعنی اپنے نفس کی نفی) اور "الا اللہ" میں اثبات حق جل جلالہ ہے۔ (یعنی فنا فی اللہ) اور "محمد الرسول اللہ" سے مراد اپنے آپ کو فاتبعونی کے مقام پر لانا ہے (یعنی اتباع رسول خدا ﷺ) ذکر کا مقصد یہ ہے کہ کلمہ توحید کی حقیقت تک رسائی ہو اور حقیقت کلمہ توحید یہ ہے کہ ماسوائی کی بالکل نفی کر دی جائے۔ زیادہ کہنا شرط نہیں ہے۔

6- ہمیں فضل کے دروازے سے اندر لایا گیا۔ ہمارا طریقہ فرض' واجب اور سنت موکدہ کا ادا کرنا ہے۔ جو ہمارے اصحاب میں سے ہے اسے ہماری پیروی کرنی چاہیے ورنہ ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

7- بے اختیار ہو جاؤ اور عمل اس طرح کرو کہ اس کی رضا حاصل ہو۔

8- درویش کے لیے خدمت مشائخ نفلی عبادت سے افضل ہے۔ جب کوئی ملاقاتی

Marfat.com

آپ سے ملنے آتا تو پہلے آپ اس کی خدمت کرتے پھر اس کے جانور کی خدمت کرتے۔ فرماتے آنے والے کا احسان ہماری گردن پر ہے۔

9- جسے یار کا وصل نصیب ہوا ادب کے باعث نصیب ہوا اور جو محروم رہا ترک ادب کی وجہ سے محروم رہا۔

10- ہمارے طریقے میں ریاضت نہیں ہے۔ جو شخص مخالفت نفس کی توفیق رکھتا ہو اس کے تھوڑے کام کو بہت خیال کیا جاتا ہے۔

11- اس راستہ کے چلنے والے بہت سے ایسے لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے دوسروں کے گناہ کا بوجھ خود برداشت کیا اور ظاہر و باطن میں اپنے آپ کو اس دوست پر سے فدا کیا ہے۔

12- آپ کا قول ہے کہ اللہ جل شانہ کے کلام یا ایھاالذین امنو امنوابالله ورسوله میں یہ اشارہ ہے کہ اس طبعی وجود کی نفی کرو اور معبود حقیقی کا اثبات کرو۔ اگرچہ نماز' روزہ' ریاضت و مجاہدہ سب اللہ کی درگاہ کے راستے ہیں مگر زیادہ سے زیادہ قریبی راہ نفی وجود ہے۔ یہ بات صرف اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جب آدمی ترک اختیار کرے اور اپنے اعمال میں قصور دیکھے۔ ماسوا اللہ کے باقی تمام تعلقات قطع کر دے اور جس شے کی طرف دل مائل ہو اس سے اجتناب کرے۔ جب سالک پر وجودی علامات کی راہ نظر آئے تو عنایت حق سے اسکی نفی کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ جب تک وہ احوال و صفات' حرکات و سکنات' خطرات و تعلقات قلبی و قالبی دوسری سے قطع تعلق کر کے خدائے جل شانہٗ کی طرف مشغول نہ ہو گا اس وقت تک بندہ کا اطلاق اس پر نہ ہوگا اور اخلاص کی سعادت سے مشرف نہ ہو گا۔

13- کسی نے پوچھا نماز میں حضوری کیسے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا حلال روزی سے۔

14- ولایت ایک نعمت ہے' ولی کو اپنی ولایت کا جاننا لازم ہے تاکہ وہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکے۔ ولی عنایت الٰہی کی مدد سے محفوظ ہوتا ہے۔ تمام آفات سے اسے بچاتے ہیں۔ خوارق عادات اور احوال و کرامات قابل اعتماد نہیں ہیں۔ کام کی بات اقوال و افعال پر قائم رہنا ہے۔ اس راہ کے چلنے والے کو اللہ جل شانہ کے احکام کی تعمیل سے ولایت خاصہ عنایت ہوتی ہے۔ اس گروہ کی تین قسمیں ہیں' مقلد'

Marfat.com

کامل، اور کامل مکمل۔ مقلد بنے ہوئے پر عمل کرتا ہے اور کامل اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ ارادہ تسلیم و عدم اختیار بڑی صفتیں ہیں اور ان کا پیدا کرنا بڑا کام ہے ارادہ سے مراد ترک ارادہ ہے۔ مرید کو چاہیے کہ مقتداء کی مرضی پر اپنی مرضی کو بالکل چھوڑ دے، یہ تسلیم ہے۔

15- مرشد بمنزلہ طبیب حاذق کے ہے۔ ضرورت کے مطابق مرید کا علاج کرتا ہے مرید کا اپنے علاج میں اختیار سم قاتل ہے۔ فرمایا ہمارا طریقہ سنت رسول ﷺ کی پیروی اور صحابہ کرام کے آثار کی اقتداء کرنا ہے، اس راہ میں فضل کے دروازے سے ہمیں اندر لائے۔ اول سے لے کر آخر تک یہی خدا کا فضل ہم نے مشاہدہ کیا ہے۔

16- ذکر کی تلقین کامل و مکمل پیر سے ہونی چاہیے، تاکہ اس کا اثر نظر آئے اور نتیجہ ظاہر ہو۔ ذکر کا مقصد یہ ہے کہ ذکر کلمہ توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے۔ اس کا بہت کہنا شرط نہیں۔ کلمہ کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے تکرار سے ماسوا کی نفی کلیۃً ہو جائے۔

17- جن اسباب کی بنا پر عارف لوگ خدا کی راہ پالیتے ہیں تین ہیں: مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ۔ مراقبہ یہ ہے کہ خالق پر اس طرح ہمیشہ نظر جمی رہے کہ مخلوق پر نظر ہی نہ پڑے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ واردات غیبیہ کا نزول قلب پر ہو۔ چونکہ گزرنے والے زمانہ کی طرح اسے بھی قیام نہیں اس لیے تم ان کا ادراک نہیں کرتے۔ ہاں اگر قبض و بسط کی صورت میں ہو تو دریافت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ حالت قبض میں ہم جلالی صفت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور حالت بسط میں جمالی صفت کا۔ محاسبہ یہ ہے کہ ہر پل کا ہم حساب کرتے رہیں کہ حضوری میں گزرا ہے یا غیر حضوری میں۔ اگر غیر حضوری میں ہے تو نقصان ہی نقصان ہے ہمیں بازگشت کرنی چاہیے اور از سر نو عمل شروع کرنا چاہیے۔ عمل کرنے میں یہ خیال نہ ہو کہ ہم نے کوئی عمل کیا بلکہ اپنے آپ کو ہمیشہ حقیر اور پُر تقصیر سمجھنا چاہیے۔

18- عبادت میں وجود کی طلب ہے اور عبودیت میں وجود کا تلف کرنا ہے۔ جب تک خود باقی ہے کسی عمل کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔

19- جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس کا غیر سے التجا کرنا شرک میں داخل ہے۔ یہ شرک عام لوگوں کے لیے قابل مواخذہ نہیں مگر خواص کے لیے قابل

Marfat.com

مواخذہ ہے۔ فرماتے ہیں متوکل کو چاہیے کہ اپنے آپ کو متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے رکھے۔ فرماتے ہیں ہم نے تو اس راہ میں اپنے لیے خواری کو پسند کیا' لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں عزت عطا فرمائی۔ فرماتے ہیں عادت محبت ہو جایا کرتی ہے۔ سالک کے لیے نفلوں کے ترک کی الفت کبھی کبھی جائز ہے تا کہ اسے عادت سے انس نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں باہر سے بے رنگ اور اندر سے بے جنگ ہونا درویشی ہے۔ اول اول ہم نے اپنے آپ کو مطلوب بنایا اور دوسروں کو طالب لیکن اب ہم نے یہ طریقہ چھوڑ دیا ہے۔ اصل مرشد وہی اللہ ہے اور جسے اس راہ کی طلب ہوتی ہے' اسے وہی ہمارے پاس بھیج دیتا ہے جو اس کا حصہ ہو اسے مل جاتا ہے فرماتے ہیں المجاز قنطرۃ (مجاز حقیقت کا پل ہے) سے مراد ہے کہ تمام عبادتیں خواہ ظاہر ہوں خواہ باطنی اور خواہ قولی اور خواہ فعلی' سب مجاز ہیں۔ جب تک سالک ان سے گزر نہ جائے وہ حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔

20- ایک شخص نے آپ سے پوچھا سیر وسلوک سے کیا مقصود ہے؟ فرمایا تفصیلی معرفت، اس نے پوچھا وہ کیا ہوتی ہے۔ فرمایا جو کچھ مخبر صادق سے بطور اجمال قبول کیا گیا ہے' اسے مفصل پہنچایا جائے اور دلیل و برہان کے مرتبے سے کشف وعیاں کے مرتبے کو پہنچ جائے۔ کسی نے پوچھا بلا اور بلوی میں کیا فرق ہے۔ فرمایا بلا ظاہری ہوتی ہے اور بلوی باطنی۔

21- پوچھا گیا اگر اللہ تعالیٰ کسی فقیر سے حال چھین لے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا اگر اس کا حال ذرہ بھر بھی اس میں باقی ہے تو اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ فقیر سے تضرع اور نیاز مطلوب ہے اور اگر بالکل جاتا رہا ہے تو اس سے صبر و رضا مطلوب ہے۔ وظیفہ محبت کے لیے یہ لازم ہے کہ محب محبوب کو تلاش کرتا رہے۔ محبوب جتنا زیادہ عزیز ہوگا اتنی ہی اس کی طلب کی راہ میں مصائب زیادہ ہوں گے۔ فرماتے ہیں اس راہ کے طالب کا کمال یہ ہے کہ طالب بے قرار و بے آرام رہے۔

22- کسی نے پوچھا الفقیر یحتاج الی اللہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے سوال کی ضرورت کی نفی مراد ہے۔ حسبی من سوالی علمہ بحالی۔ کسی نے پوچھا اذا تم الفقر فھو

Marfat.com

اللہ سے کیا مراد ہے۔ فرمایا اس سے مراد بندے کی ہستی اور فنا اور اللہ کی صفات میں مٹ جانا ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جب طالب کی روحانیت کا پرند کسی صاحب دولت کی تربیت کے وسیلہ سے بیضہ بشریت سے باہر نکل آتا ہے تو یہ اس کی پرواز حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ فرماتے ہیں مغز کی حفاظت چھلکے سے ہوتی ہے اگر چھلکے میں کوئی خلل ہو تو مغز پر بھی اثر پڑتا ہے شریعت چھلکا ہے اور طریقت مغز۔ اگر شریعت میں خلل ہوگا تو طریقت پر ضرور اس کا اثر پڑیگا۔

23- صاحب نفحات لکھتے ہیں کہ خواجہ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ کی درویشی موروثی ہے یعنی ورثہ میں ملی ہے یا مکتسب ہے (حاصل کردہ) فرمایا "بحکم جذبۃ من جذبات الحق بایں سعادت مشرف شدم"۔ (یہ ایک جذبہ ہے جذبات حق سے جس کی بدولت میں فیض یاب ہوا) آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے طریق میں ذکر جہری، سماع اور خلوت ہوتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ کے طریق کی بنا کس چیز پر ہے فرمایا خلوت در انجمن' ظاہر و باطن باحق۔

24- فرمایا حضرت اویس قرنی کی روحانیت کا اثر علائق ظاہری و باطنی سے تجرد کلی اور انقطاع تمام ہے اور امام محمد علی حکیم ترمذی کی روحانیت کا اثر بے صفتی محض ہے۔

25- فرمایا میں نے سلطان بایزید بسطامی اور شیخ جنید اور شیخ شبلی اور ابن منصور حلاج کے مقامات کی سیر کی۔ جہاں وہ پہنچے تھے میں بھی وہاں پہنچا۔ یہاں تک کہ صفات انبیاء کی سیر میں ایسی بارگاہ میں پہنچا کہ جس سے بڑی کوئی بارگاہ نہ تھی۔ میں نے جان لیا کہ یہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی ہے۔

26- بادشاہ نے سوال کیا کہ بعض مشائخ کہتے ہیں کہ ولایت افضل ہے نبوت سے۔ وہ کون سی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے؟ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اسی نبی کی ولایت افضل ہے اس کی نبوت سے۔

27- ولایت ایک نعمت ہے ولی کو چاہیے کہ جانے کہ میں ولی ہوں تا کہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔

28- مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی حال مستقبل) سے باخبر ہو تا کہ اسکی تربیت کر سکے۔ طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے

Marfat.com

دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو تو اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانہ کا گذشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے۔ پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ فرق دیکھے تو اس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے۔

29- وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار ہے یہ ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے کہ ہر زمانہ میں اس کا حال کیسا ہے۔ موجب شکر ہے یا موجب عذر خواہی۔

30- مشائخ میں سے ہر ایک کے آئینہ کی دو جہت ہیں اور ہمارے آئینہ کی چھ جہت ہیں۔ چالیس سال سے ہم آئینہ داری کر رہے ہیں ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔

31- متوکل کو چاہیے کہ اپنے آپ کو متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

32- حق تعالی نے مجھے دنیا کی خرابی کے لیے موجود کیا ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی امارت طلب کرتے ہیں۔

33- اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے۔ کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

34- اہل اللہ بار خلق اس لئے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے۔ اس لئے کہ کوئی ولی اللہ ایسا نہیں کہ حق تعالی کی نظر عنایت اس کی طرف نہ ہو خواہ وہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔ پس جو شخص اس ولی سے ملے گا اس نظر الٰہی سے اس کو فیض پہنچے گا۔

35- جس شخص نے کسی دن ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہے ہم اس کی شفاعت کریں گے۔

36- یہ ضروری نہیں جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔

37- اولیاء کو اسرار پر آگاہی ہے اور آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے۔

38- میں نے اکابر دین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ذلت وخواری۔

39- درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ

Marfat.com

کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

40- جب تک سالک تمام عبادات ظاہری' قولی یا فعلی سے نہ گزرے گا حقیقت کو نہ پہنچے گا۔

41- خدا طلبی بلا طلبی ہے۔ احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے مجھے دوست رکھا میں نے اسے ابتلاء میں ڈالا۔

42- لوگوں نے خواجہ صاحب سے کرامت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم روئے زمین پر چل سکتے ہیں۔

43- کسی نے دریافت کیا کہ اذا تمر الفقر فھو اللہ (جب فقر کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے) کے کیا معنی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بندہ کی فنا اور نیستی اور اس کی صفات کے محو ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

44- حقیقت اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہوتی ہے حاصل نہیں ہوتی۔

45- ہم فضلی ہیں۔ ہم دوسو آدمی تھے جنہوں نے اس کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔

46- فرماتے ہیں کہ ابتدائے حال میں ایک رات زیورتوں کی مسجد میں ایک ستون کے پاس قبلہ رو بیٹھا تھا کہ فنا کا اثر مجھ پر ظاہر ہونے لگا اور اتنا اثر ہوا کہ فنائے کامل حاصل ہوگئی مجھ سے کہا گیا کہ تو نے اپنا مقصود پالیا۔ پھر کچھ دیر بعد میں اصلی حالت پر آ گیا۔

47- فرماتے ہیں منازل ومقامات طے کرنے میں دربار حضرت حسین منصور حلاج کی صفت میرے وجود میں ظاہر ہوئی قریب تھا کہ وہی آواز میرے منہ سے بھی نکلے جو ان کے منہ سے نکلی تھی۔ بخارا میں ایک سولی تھی میں دونوں بار اس کے قریب گیا اور کہا میرا اسی سولی کا سر ہے' لیکن خدا کے فضل سے میں اس مقام سے گزر گیا۔

48- فرماتے ہیں میں نے ایک گرگٹ کو دیکھا جو آفتاب کی طرف ٹکٹکی جمائے محو نظارۂ جمال تھا یہ دیکھ مجھ پر بھی حالت ذوق طاری ہوگئی اور دل میں کہا اس بارگاہ میں

Marfat.com

اس سے سفارش کی خواہش کروں۔ میں نے ادب سے کھڑے ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ گرگٹ نے استغراق چھوڑ کر اپنی پیٹھ زمین پر رکھ دی اور آسمان کی طرف منہ کر دیا گویا میرے لیے دعا کر رہا ہے۔ میں دیر تک آمین کہتا رہا۔

49- فرماتے ہیں ایک دفعہ ابتدائے سلوک میں مجھے اللہ تعالیٰ کے ایک دوست سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے فرمایا تم اللہ کے آشنا معلوم ہوتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میری آرزو بھی ہے کہ اولیاء کرام کی نظر شفقت سے دوست بن جاؤں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری وجہ معاش کیا ہے میں نے جواب دیا کہ کچھ مل جائے تو شکر کرتا ہوں' نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں۔

انہوں نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا یہ تو آسان کام ہے۔ اصل کام یہ ہے کہ تمہارا نفس اس قدر رام ہو جائے کہ اگر ایک ہفتہ کچھ نہ ملے تو سرکشی نہ کرے، میں نے بعد عجز و نیاز ان سے امداد چاہی انہوں نے فرمایا۔ ضعیفوں' ناتوانوں' محتاجوں اور دل شکستگان کی دل جوئی میں کمر بستہ ہو جاؤ اور ان کے ساتھ عجز و نیاز سے پیش آؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی اور کافی عرصے تک اس طریق سے سلوک طے کرتا رہا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اب حیوانات کی تیمارداری میں مشغول ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ بھی مخلوق خدا ہے اور حق تعالیٰ کو ان کی دل جوئی بھی مطلوب ہے۔ جہاں کہیں زخمی جانور دیکھو۔ اس کے علاج میں کما حقہٗ کوشاں ہو جاؤ۔ چنانچہ میں ایک مدت تک یہ کام کرتا رہا۔ جہاں کہیں مجھے ایسا جانور ملتا اس کو جانے دیتا اور رات کو اس کے سموں کے نشان سے تلاش کر کے جاتا اور علاج کرتا، سات سال تک یہی کرتا رہا۔ اس کے بعد اس بزرگ نے فرمایا کہ اس درگاہ کے کتوں کے ساتھ بھی نیاز سے پیش آؤ اور ان سے مراد طلب کرو۔ اس اثناء میں تجھے ایک کتا ملے گا جس سے تجھے سعادت ہوگی۔ یہ اشارہ پا کر میں نے اس خدمت کو غنیمت سمجھا اور بدل و جان سے کمربستہ ہو گیا ایک رات میں نے ایک کتا دیکھا اسے دیکھتے ہی میرا حال دگرگوں ہو گیا میں نہایت عجز سے اسکے پاس گیا اور مجھ پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس وقت وہ کتا پیٹھ کے بل ہو گیا اور اپنا منہ اور چاروں پاؤں آسمان کی طرف کر کے گریہ کی سی آواز نکالنے لگا۔ میں نے بھی نیاز کے ساتھ

Marfat.com

اپنے ہاتھ اٹھا لیے اور آمین کہتا رہا حتیٰ کہ وہ خاموش ہو کر کھڑا ہو گیا اس سے مجھے سعادت نصیب ہوئی۔ یعنی واصل باللہ ہو گیا۔

50- فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوای اللہ کی نفی ہے اور ہماری نماز خدا کا دیدار ہے۔ چنانچہ اپنی ایک رباعی میں فرماتے ہیں: جب تک کہ تیرا دیدار پیش نظر ہے نہ کوئی کام ہو سکتا ہے اور نہ کسی صوم وصلوٰۃ کی ادائیگی۔ تیرا دیدار ہی میری نماز ہے اور تیری جدائی میرے لئے بڑا گناہ ہے۔

51- فرمایا حقیقتِ اخلاص فنا کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔ جب تک کہ بشریت غالب ہے میسر نہیں ہو سکتی۔

52- یوں تو ہم شراب الست سے پہلے ہی سے مخمور ہیں۔ مگر ایک جام ساقی اور دے تاکہ ہم بالکل بے خبر ہو جائیں۔ ہم کو ہماری خودی سے چھوڑا دے کہ جب تک ہم اس قید میں پھنسے رہیں گے خدا پرستی سے دور رہیں گے۔

53- فرمایا درویش دو قسم کے ہوتے ہیں۔ بعضے ریاضتیں اور مجاہدے کر کے نتائج مانگتے ہیں اور بالآخر پا لیتے ہیں اور اپنے مقصد کو پہنچ جاتے ہیں اور بعض فضلی ہیں جو محض فضل خدا کے امیدوار رہتے ہیں۔ یہ لوگ جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نیک کاموں پر تکبر نہ کرے نہ یہ بات کہ نیک کاموں کے کرنے کو ترک کر دے۔

54- مردان خدا دید کی ہمت سے سلوک کی منازل طے کرتے ہیں جب کہ اس میں ان کی خودی کا ایک شمہ بھی باقی نہیں رہتا۔

55- گرمی اندرونی آگ کے سوا اور کسی چیز سے مت حاصل کرو۔

56- ذکر خفی کی حقیقت وقوف قلبی سے میسر ہو سکتی ہے اور وہ مقام حاصل ہوتا ہے کہ خود دل بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ ذکر میں مشغول ہے۔ اکابر طریقت کا ارشاد ہے کہ خود اگر قلب کو اس کا علم باقی رہے کہ وہ ذکر کر رہا ہے تو جان لے کہ تو ابھی غافل ہے حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ تو ذکر کو اپنے نفس پر ظاہر نہ کر ورنہ اس کا معاوضہ طلب کرے گا۔ بعض اکابر اولیاء اللہ نے کہا ہے کہ زبان کا ذکر بکواس ہے اور قلب کا ذکر وسواس ہے۔

57- فرمایا کہ میں نے دل سے کہا کہ تجھ کو اس کی یاد سے خوش کروں (گویا دل نے

Marfat.com

جواب دیا) جب میں بالکل اسی میں محو ہوں تو پھر کس کی یاد کروں۔

58- فرمایا ہمارے خواجگان کی تصوف میں چار طرح کی نسبتیں ہیں۔ ایک حضرت خضر علیہ اسلام سے دوسرے حضرت جنید بغدادی سے، تیرے سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے جو حضرت علیؓ سے ان کو ہے، چوتھے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ سے۔ اسی لئے اس طریقہ کے درویشوں کو نمک مشائخ کہتے ہیں۔

59- فرمایا ذکر غفلت کے دور ہونے کو کہتے ہیں۔ جب غفلت دور ہو جائے تو خواہ تو خاموش رہے تو ذاکر ہے۔

60- فرماتے ہیں دل کی نگرانی کا لحاظ ہر حالت میں رکھے کھانے، پینے بولنے، سننے ،چلنے، پھرنے، خرید و فروخت اور عبادت کرنے ،نماز پڑھنے، قرآن پڑھنے اور کتابت کرنے، سبق پڑھنے اور وعظ کہنے وغیرہ میں۔ چاہیے کہ پلک جھپکنے میں بھی حق تعالیٰ سے غافل نہ رہے تاکہ مقصود حاصل ہو۔

61- فرمایا جو شخص پلک مارنے کے برابر اللہ تعالیٰ سے غافل رہا وہ عمر بھی اس تک نہ پہنچ سکے گا۔

62- خدا اور خاصان خدا کی عنایت کے بغیر فرشتہ سیرت آدمی کے بھی نامہ اعمال کی سیاہی دور نہیں ہو سکتی اور ایسے دوستان خدا جو ہم سبق ہوں اور ان میں باہم کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اصول صحبت کے پابند ہوں تو ان کی صحبت میں مقصود جلد حاصل ہوتا ہے اور پیر کامل و مکمل کی ایک توجہ کی برکت سے اتنی صفائی باطن کی حاصل ہوتی ہے جو ریاضات کثیرہ سے بھی پیدا نہیں ہو سکتی

63- فرمایا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرمؐ صحابہ کرام کے ساتھ ہم سفر تھے۔ جب بلند جگہ پر پہنچے تو صحابہ کرام نے بلند آواز سے تکبیر اور تہلیل کہی۔ اس پر سید المرسلینؐ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو ڈرو اپنی جانور پر کیونکہ تم بہرے اور غائب شخص کو نہیں پکار رہے بلکہ تم ایسے کو پکار رہے ہو جو سننے والا ہے اور نزدیک ہے۔ اس پر مشائخ کا اتفاق ہے کہ ذکر خفی افضل اور اولیٰ ہے۔

64- فرماتے ہیں کہ ابتدائے جذبہ میں مجھ کو ارشاد ہوا کہ تم اس راستہ کو کس طرح طے کرنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ میں کہوں اور چاہوں وہ ہوا کرے۔

Marfat.com

خطاب ہوا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں وہ تم کو کرنا چاہئے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے۔ میں جو کچھ کہوں اگر وہ ہو جائے تو میں اس راستہ میں قدم رکھ سکوں گا۔ ورنہ مجھ سے یہ راستہ قطع نہیں ہو سکتا۔ دوبارہ اسی طرح کے سوال و جواب ہوئے۔ اس کے بعد سے مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ پندرہ روز تک میرا حال خراب رہا اور میں بالکل خشک ہوگیا۔ نا امید ہو جانے کے بعد خطاب ہوا کہ آؤ جیسے تم چاہتے ہو ویسے ہی رہو۔

65- فرماتے ہیں کہ جو کچھ ارادہ الٰہی کے مطابق حضرت رسالت مآبؐ پر گزرا تھا وہ ہم پر بھی گزرا۔ آپ کے صاحب زادہ کی اسی زمانہ میں وفات ہوئی جب کہ آپ کی زبان سے یہ کلام نکلا تھا۔ پھر فرمایا کہ جو نسبت حضور اکرمؐ کی ہم تک پہنچی کہ حضرت رسالت مآب نے صحابہ کرام کے ساتھ تنور میں روٹی لگائی اور تنور کے منہ کو بند فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد تنور کھولا تو سب کی روٹیاں سوائے حضورؐ کی روٹی کے پک چکی تھیں مگر آپ کی روٹی ویسی ہی خمیر تھی۔ ہم نے بھی آنحضرتؐ کی اتباع میں تنور میں روٹیاں لگائیں سب فقیروں کی روٹیاں پک گئیں مگر ہماری روٹی ویسی ہی خمیر رہی۔ مطلب یہ ہے کہ جس روٹی کو سرور کونینؐ کا دست مبارک چھوئے آگ کی کیا مجال کہ اس پر اثر کر سکے۔

ز 6- آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ میری امت کے حصہ میں نار جہنم ایسی ہوگی جیسے حضرت ابراہیمؑ کے حصہ میں آتش نمرود۔

67- فرماتے ہیں ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کو نہیں جاننا چاہئے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔ فرمایا کہ عبادت میں اپنی ہستی کی طلب ہے اور عبودیت میں اپنی ہستی کا کھونا ہے۔ جب تک سالک میں کچھ بھی ہستی باقی ہے کوئی عمل نتیجہ بخش نہیں ہو سکتا۔

68- فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ کو سلامتی حق سبحانہ و تعالیٰ میں سونپ دے اس کی التجا غیر خدائے پاک سے شرک ہے۔ یہ شرک عوام سے معاف کر دیا جاتا ہے لیکن وہ خواص سے معاف نہیں کیا جاتا۔

69- فرماتے ہیں کہ شمع کی مانند بن مگر شمع کی طرح مت رہو۔ یعنی شمع دوسروں کی روشنی دیتی ہے۔ ایسا بن اور شمع خود تاریک رہتی ہے تو ایسے مت رہو۔

Marfat.com

70- فرماتے ہیں پہلے خستہ حال آدمی کو اصلی حالت پر لانے کی کوشش کرو اس کے بعد دل شکستہ کی اصلاح پر توجہ کرو۔

71- اگرچہ خدا کے اور تیرے درمیان بہت کچھ حجاب ہیں۔ لیکن کوئی حجابؔ تیری خود پسندی سے بڑھ کر نہیں ہے۔

72- فرماتے ہیں کہ مست عاشقوں کی صحبت کے سوا کچھ اور پسند نہ کرو اور اپنے دل میں نا اہل لوگوں سے ملنے کی آرزو نہ رکھو۔ ہر گروہ تم کو اپنی طرف کھینچتا ہے اُلو ویرانہ کی طرف اور طوطی قند کی طرف۔

73- بندے کا اختیار باقی رہنے میں بہت سعادت ہے تا کہ اگر کوئی کام رضائے الٰہی کے خلاف اس سے سرزد ہو جائے تو وہ شرمندگی اور پشیمانی سے عذر اور توبہ میں مشغول ہو سکے۔ اور اگر رضائے الٰہی کے موافق ہو اور اس کے اختیار سے ہو تو اس کی توفیق کے شکر میں مصروف ہو جائے۔

74- شیخ نیک روز بخاری حضرت خواجہ کے مریدوں میں سے تھے۔ نقل کرتے ہیں کہ جب بھی میرے راستہ میں امیر برہان الدین سے اتفاقاً ملاقات ہوتی تو وہ میرے احوال باطنی سلب کر لیتے۔ ایک روز میں اپنے شیخ (خواجہ بہاء الدین) کی خدمت میں امیر برہان الدین کی شکایت کرنے آیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم امیر برہان الدین کی شکایت کرنے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور یہی بات ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آئندہ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہوں تو تم میری طرف اس طرح متوجہ ہو جایا کرو کہ میں میں نہیں ہوں جو کچھ ہیں حضرت خواجہ ہیں۔ اس کے بعد جب امیر برہان الدین سے اتفاقاً ملاقات ہوئی تو انہوں نے چاہا کہ میری طرف متوجہ ہوں میں نے فوراً خواجہ صاحب کی صورت کا تصور کیا اور کہا کہ میں نہیں ہوں میرے حضرت خواجہ صاحب ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ امیر برہان الدین کا حال متغیر ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے کبھی مجھ میں تصرف کرنے کی جرات نہیں کی۔

Marfat.com

34

حضرت خواجہ باقی باللہؒ (وصال 1012 ہجری)

مبتدی کو چاہیے کہ وہ اوراد وظائف میں مشغول رہے اور اپنی امیدوں کو کم کر دے اور جان لے کہ میری زندگی بس یہی ایک سانس ہے جو آ رہا ہے اور اسی سانس کو آخری سانس سمجھ کر لا الہ الا اللہ کے ذکر میں اس طرح مشغول ہو جائے کہ لا الہ کے کہنے کے وقت جو کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا ہے سب دل سے دور کرے اور الا اللہ کے وقت حق تعالیٰ کو معبود اور محبوب ملاحظہ کرے۔ اس ذکر میں ہمیشہ مشغول رہے کبھی ترک نہ کرے۔ پہلا قدم طریقت میں یہی ہے کہ خالص توبہ کرے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے موافق اپنے عقیدہ کو درست کرے اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے۔ حضرت ایشاں فرمایا کرتے تھے کہ جب تک حق تعالیٰ بندہ پر ارادہ کی صفت میں تجلی نہ کرے تب تک وہ بندہ اہل اللہ کا سلوک طے نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کا مرید ہو سکتا ہے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے دونوں جہان کی سعادت اس بات میں ہے شریعت پر چلیں۔ سنت کے موافق عمل کریں۔ خدا اور اس کے رسول ﷺ اور ان کے فرمانبرداروں اور نیازمندوں کے ساتھ محبت رکھیں اور جس بات میں خدا اور رسول ﷺ راضی ہوں ان کو خوشی سے بجا لائیں۔ مقامات میں سے مقام رضا' جود و سخاوت' بندوں پر شفقت اپنی طاقت کے بموجب لطف و قہر سے شریعت کو رواج دینا وغیرہ حاصل کریں۔ حق تعالیٰ آپ کو کامل میراث سے بہرہ مند کرے۔ یاد رکھو آنحضرت ﷺ کی میراث علم و حال اور مقام ہے۔

رات کے درمیان خواہ آخری تیسرے حصہ میں خواہ آخری نصف حصہ میں خواہ پچھلی دو تہائی میں خواہ درمیانی دو چوتھائی رات میں خواب سے بیدار ہو کر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر مل کر کسی ذکر میں مشغول ہو جائیں خواہ تسبیح میں' خواہ تہلیل میں' خواہ تکبیر میں (یعنی سبحان اللہ' والحمد للہ و اللہ اکبر) خواہ قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھنے میں مشغول ہو جائیں۔ اگر ان فی خلق السموات والارض

Marfat.com

و اختلاف اللیل والنہار اخیر تک پڑھیں تو یہ بھی بہتر ہے۔ اس کے بعد دو رکعت شکرانہ وضو ادا کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسالت پناہ ﷺ پر درود و سلام بھیج کر بعد ازاں بارہ رکعت نماز تہجد ادا کریں۔

4- حضرت ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں کہ راستے دو ہیں ایک وہ ہے جو بندہ کی طرف سے حق کی طرف جاتا ہے۔ دوسرا جو حق تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی طرف آتا ہے۔ پہلے راستہ میں گمراہی ہی گمراہی ہے اور دوسرا راستہ سراسر ہدایت ہی ہدایت ہے۔ ہاں جب دل کا آئینہ خوب صاف ہو جاتا ہے اور حق تعالیٰ کی ہستی کے ظہور کا نور چمکتا ہے تو ''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی ہدایت دیتا ہے'' کے معنی روشن ہو جاتے ہیں اور اس پر ایمان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس وقت دل کے ساتھ جس چیز کی طرف رجوع کرتا ہے گویا حق تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے۔ قلب المومن عرش الرحمٰن (مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے) یہی وجہ ہے کہ یہ دل ہزار ہا اسرار و انوار کا خزانہ ہے۔

5- یاد رہے کہ توبہ کے بھی بہت درجے ہوتے ہیں۔ پہلا درجہ کفر سے توبہ کرنا پھر ایمان تقلیدی سے پھر گناہوں سے' پھر ان صفات سے جن سے یہ گناہ پیدا ہوتے ہیں جیسے کھانے کی حرص۔ کلام کی خواہش' مال و جان کی دوستی' حسد' کبر ریا وغیرہ یہ سب کی سب ہلاک کرنے والی ہیں۔ پھر نفسانی وسوسوں اور خطروں اور ناجائز اور بیہودہ اندیشوں سے۔ پھر ذکر الٰہی کی غفلت سے خواہ ایک ہی دم ہو۔ حضرت سہل تستری فرماتے ہیں کہ توبہ یہ ہے کہ تو گناہ کو نہ بھولے۔ اور حضرت جنید بغدادی سے مروی ہے کہ توبہ یہ ہے کہ گناہ بھول جائیں وغیرہ۔

6- پوشیدہ نہ رہے کہ تجلی معنی علوم و معارف اور اذواق کی صورت میں ہوتی ہے اور علم اور صورت مثالی میں بہت فرق ہے۔ اس علم سے مراد سالک کا علم ہے اور تجلی ذاتی اس اسم کی صورت میں جو صاحب تجلی کا مبدو تعین ہے ذات کے ظہور سے مراد ہے۔ لیکن جمال مطلق کا مشاہدہ جس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں وہ اور چیز ہے۔ وہ ہستی حقیقی کے جمال کی طرف اس کیفیت کے ساتھ روح کے کھنچا جانے سے مراد ہے کہ اس کا انجذاب شعور بھی نہ رہے جیسے کہ وہ خواص کی طرف متوجہ ہونے

Marfat.com

والوں کا حال ہوتا ہے۔ اور اسی اسم کے پردے میں ذاتی جمال کا مشاہدہ ہے مثالی صورتوں کو جنہیں عالم جبروت کہتے ہیں حق تعالیٰ کی صفات نہیں جانتے۔ صفات حقیقیہ علم و قدرت ہیں اور صفات اضافیہ خالقیت و رازقیت وغیرہ ہیں۔ نیز ملکوت و جبروت کا وہ کشف جو صوفی اصطلاح کے مطابق ہے اور عالم حس اور مثال کے کشف سے مراد ہے یہ کشف اس عالم میں ہے جو حقیقت میں موجود ہے۔

7- ایک خط کے جواب میں آپ نے لکھا کہ ہماری طرح جنگل میں پھرنے والے آوارہ گرد نہ بنیں اور اپنے آپ کو اپنی نسبت پر لگائیں اور اسی نسبت کو عزیز رکھیں کیونکہ یہ نسبت (نقشبندیہ) سرخ گندھک یعنی کیمیا سے بڑھ کر عزیز اور نایاب ہے۔

8- برگزیدہ لوگوں کی عنایت اور ان کے دلوں کی التفات تمام سعادتوں کا مجموعہ ہے۔ دور والوں کو راہ پر لے آتی ہے اور مستعدوں کو آگاہ کر دیتی ہے خاص طور پر جب کہ یہ توجہ صحبت اور نشت و برخاست کے ساتھ جمع ہو جائے۔

9- اہل ارشاد فنا اور بقا کے بعد علیم اور حکیم اور متکلم کا مظہر ہوتے ہیں جیسے کہ طریقت کی کتابوں میں لکھا ہے۔ آپ کو ہمیشہ نیاز مند اور مستفید رہنا چاہئے۔ مرید کو ہمیشہ کے لئے پیر کی حاجت و ضرورت ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ اب فلاں شخص کو مرشد کی ضرورت نہیں ہے۔ تو اس کا یہ معنی ہیں کہ وہ اب وصل کے نور سے قائم ہے۔ اس وقت اگر مرشد اپنا آپ درمیان سے ہٹا لے تو اس کے حق میں فتور اور نقصان کا باعث نہ ہوگا۔

10- آپ نے پوچھا ہے کہ بعض مرضوں یا تکلیفوں کے دور کرنے کے واسطے جو توجہ کی جاتی ہے تو کیا اس بات کا علم ضروری ہے کہ یہ توجہ پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ توجہ اختیاری فعل میں سے ایک فعل ہے اور فعل اختیاری یا ناپسندہ ہے یا مباح۔ وہ توجہ جو ناپسندیدہ امور کے لئے کی جائے وہ توجہ بھی ناپسندیدہ ہے اور جو توجہ مباح امور کی طرف کی جائے وہ توجہ بھی مباح ہے۔ لیکن عارفوں کے نزدیک بے ادبی ہے۔ اس واسطے بعض عارفوں نے تصرف کو ترک کیا ہے۔ اور اپنے آپ کی عاجز و انکسار کے مقام پر رکھا ہے۔

Marfat.com

11- لقمہ حرام سے بچنا اور نفس کی بری صفتوں کو ظاہر نہ ہونے دینا شوق کو بڑھاتا ہے۔ کوشش کریں لقمہ حرام اور مشتبہ نہ کھائیں۔ نفس کی بری صفات یعنی غضب اور بد خلقی اور ناجائز شہوت اور خواہش ظہور میں نہ آئیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کے حضور اچھی طرح عاجزی اور التجا نہ کریں ایسی ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچ نہیں سکتے۔ اس لئے ہمیشہ نیاز مند اور خاکسار رہنا چاہئے۔

12- دل کی حرکت جب ذکر کی حرکت کے موافق ہو جائے تو اس کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ ذکر قلبی حقیقت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگار میں حضور اور شہود حاصل ہو جائے جب یہ بات حاصل ہو جائے تو آپ کے دل سے سب غیر خطرے نکل جائیں گے۔ اس وقت ذکر کو چھوڑ کر اس کی محافظت کریں۔ اگر کچھ سستی یا فتور آئے تو پھر ذکر شروع کریں۔ حتیٰ کہ یہ دولت دائمی طور پر حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد ذکر کو اس حضور کے ساتھ جمع کر کے اللہ تعالیٰ کی بے نہایت مہربانیوں کے منتظر رہیں۔

13- فرمایا حضرت ابو سعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ جو کچھ تو سر میں رکھتا ہے دور کر دے اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے دیدے اور جو کچھ تجھ پر آئے اس سے نہ گھبرائے۔

14- یاد رکھو جذب اور کشش اس وقت حاصل ہوتی ہے جب تجھے محبوبی کی صفت سے موصوف کیا جائے۔ یہ عطیہ سیدالمرسلین ﷺ کی ظاہری اور باطنی متابعت پر موقوف ہے۔ کبھی غفلت نہ آنے دیں۔ غفلت کو بڑا گناہ جانو۔ غم و الم کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں بڑے درد و کرب کے ساتھ روئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ بشریت کی بری صفتیں تجھ سے دور کرے۔ ہمیشہ عاجز اور خاکسار بنا رہے تاکہ وہ بے چاروں کی دعا قبول کرنے والا تیرا بھی کام بنا دے۔ تجھے چاہیے کسی پر اعتراض نہ کرے۔ کسی کے دل کو نہ ستائے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی محبت کو دونوں جہانوں کی سعادت جانے۔ جاہل صوفیوں کی مجلس سے دور رہے۔ خدا تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کچھ طلب نہ کرے کیونکہ غیروں سے طلب کرنا بڑا بھاری حجاب اور مانع ہے۔ جو کچھ تیرا محبوب اور مقصود ہے وہی تیرا معبود ہے۔

Marfat.com

15- اللہ تعالیٰ ہم کو ہستی کی قید اور خود پرستی کے حجاب سے خلاصی بخشے۔ اس کی بارگاہ تک پہنچنے کا بڑا بھاری سبب یہی ہے کہ اہل دل یعنی اللہ والے لوگوں کی دل آزاری اور ناراضگی سے بچتے رہیں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص عرش سے گر جائے تو اس کا اس قدر ڈر نہیں جتنا کہ کسی اہل دل کے دل سے گر جانے کا اس راہ میں خون جگر کھانا پڑتا ہے اور ہمہ تن مؤدب بننا پڑتا ہے۔ خود سری اور خود پرستی سے کچھ نہیں بنتا۔

16- سیر فی اللہ بے نہایت ہے۔ جب شعور کا کچھ اثر باقی نہ رہے اور فنا اور بے خودی اپنے کمال تک پہنچ جائے تو پھر اس مقام میں ٹھہرنا سراسر نقصان اور بے کاری ہے۔ اصل معاملہ بندگی او عجز اور لا متناہی شیون کا مظہر بننا ہے۔ غرض جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو شعور کے مقام میں رکھنا چاہیے۔ بشرطیکہ شعور اور آگاہی محفوظ ہو۔ سیر فی اللہ بے نہایت ہے ہرگز ہرگز نقصان اور کمی پر راضی نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ بات اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند ہمت والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بغیر کسی عوض اور غرض کے اس کی عبادت کرنی چاہیۓ۔ حضور ﷺ کی متابعت ضروری ہے حضرت جنید بغدادی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شراب کا پینا اس حال سے بہتر ہے جو شریعت کے کسی رکن کے بجا لانے سے روکنے والا ہو۔

17- سب اندیشے اور خطرے صفات بشری سے پیدا ہوتے ہیں ان اندھیروں اور سیاہیوں سے باطن کے صاف اور نورانی ہونے کا بڑا بھاری ذریعہ برگزیدہ بندوں کی توجہ اور التفات ہے جو اپنے آپ سے فانی ہوں اور رد و قبول کا مظہر بن گئے ہوں۔ ان کا مقبول اللہ تعالی کا مقبول اور ان کا مردود اللہ تعالیٰ کا مردود ہوتا ہے۔

18- جس شخص کے دل میں معرفت الٰہی کی طلب نہ ہو اس کے ساتھ صحبت نہ رکھو اور دنیا کے عالموں سے جنہوں نے علم کو جاہ و مرتبہ اور فخر و شہرت کا وسیلہ بنایا ہے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔

19- جب تک حقیقت ذات کی تجلی نہ ہو تب تک حالت تفرید متصور نہیں ہوتی۔ اس سعادت کا نشان یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی تمام نعمتوں سے دل سرد ہو جائے اور

Marfat.com

تمام احوال و مشاہدات جناب احدیت کی طرف انجذاب اور دائمی قلق سے بے نیازی اور بے پروائی حاصل ہو جائے۔ حالت تفرید کے حاصل ہو چکنے کے بعد پھر بھی مشاہدات کی خواہش کا باقی رہنا بے وقوفی اور بے سمجھی ہے۔

20- سعادت عظمیٰ کے حاصل ہونے کا سب سے اقرب اور بہتر طریق یہ ہے کہ ایسے شخص کی خدمت میں حاضر ہوں جس کی باطنی توجہ کامل طور پر جناب الٰہی کی طرف لگی ہو۔ اور اس نے اس توجہ میں اپنے آپ کو برباد کر دیا ہو اور پھر اس توجہ سے بھی مفلس ہو گیا ہو ایسے شخص کے حضور میں بڑی نیاز مندی اور عاجزی کے ساتھ رہیں۔ اور ادب سے پیش آئیں اور اس سے ذکر اور مراقبہ سیکھیں۔

21- سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ دائمی حضور اور آگاہی ہے بغیر اس بات کے کہ ارادہ کی پراگندگی اور فتور حائل ہو خواہ ذکر کے لباس میں خواہ توجہ کی صورت میں خواہ رابطہ کے وسیلہ میں خواہ کچھ ہو۔ مقصود حضور مع اللہ ہے۔ جب اس کیفیت کا حضور حاصل ہو جائے کہ غیر کے وجود کو شعور اس کا مزاحم اور مانع ہو اس حضور کو وجود عدم کہتے ہیں۔ جب یہ امر سالک کا ملکہ ہو جائے۔ تو اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔ اور جب حضور کی کیفیت کو بھی اپنی طرف سے نہ دیکھے تو گویا فنا حقیقی سے مشرف ہو گیا۔ اس مقام میں ''اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ ہی پہچانتا ہے'' کے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔ اس مقام میں نہ ارواح ہیں نہ اشباح۔ شہود مشاہدہ کی طرف جا پڑتا ہے۔

22- فرمایا شادی کرنے کے تین نقصانات ہیں۔ ایک نقصان تو نفس کی طرف عود کرتا ہے کیونکہ اس وقت نفس کے لئے خواہشوں اور شہوتوں کا ایک ابھارنے اکسانے والا پیدا ہو جاتا ہے جیسے سردی کا مارا ہوا سانپ کہ بے حس و حرکت پڑا دفعتاً اسے سورج کی گرمی پہنچی اور اس نے جان تازہ پائی۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خواہش نفسانی اور کامرانی میں غرق نہ ہو۔ اور محتاط رہے۔ دوسرا نقصان دل کی طرف رجوع کرتا ہے یعنی آدمی کا یقین جاتا رہتا ہے کیونکہ آدمی کو شادی سے پہلے جو رازق حقیقی کی رزاقیت کا یقین حاصل ہوتا ہے اس وقت اس میں فتور آ جاتا ہے اور خدا پر جو بھروسہ ہوتا ہے اس میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہے

Marfat.com

کہ روزی کا غم نہ کرے کیونکہ حق تعالیٰ جو رازق مطلق ہے بندوں کی روزی کا ذمہ دار ہے۔ پھر فرمایا توکل اس کا نام نہیں ہے کہ یہ ظاہری اسباب چھوڑ کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھ جائے۔ یہ تو ایک طرح کی گستاخی اور بے ادبی ہے بلکہ سبب مشروع۔ اور مسبب پر نظر رکھنا چاہئے کیونکہ سبب ایک دروازہ کی مانند ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسبب تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا ہے ایسی صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر دے اور توقع رکھے کہ اسکا خدا اوپر سے پھینک کر دے گا تو یہ اسکی گستاخی اور بے ادبی ہے کیونکہ دروازہ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آدمی اسے کھول کر بیٹھے۔ بعد ازاں اللہ کے اختیار میں ہے چاہے دروازے سے بھیجے چاہے اوپر سے پھینک دے۔ باوجود کمائی پر قدرت رکھنے کے فتوحات پر نظر رکھنی سراسر بے ہمتی اور ترک اسباب ہے۔ کتخدائی کا تیسرا نقصان روح کو پہنچتا ہے اور وہ انجذاب میں سستی کا ہونا ہے۔ اور روح خدا تعالیٰ کے انجذاب کا محل ہے تو جس وقت آدمی کو خوشرو صورتوں یعنی خوبصورت عورتوں کی طرف میل پیدا ہوگا انجذاب خداوندی میں کمی واقع ہوگی۔ اسکا علاج یہ ہے کہ خوبصورت عورتوں کی طرف میل پیدا نہ ہو۔ کیونکہ جو شخص اس دنیا میں کسی صورۃ کے عشق میں مبتلا رہا وہ ابدآلاباد تک حجاب عظیم میں قید رہے گا۔

23- ایک شخص نے حضور بے مزاحمت نفی و اثبات کے معنی دریافت کئے جو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے بہت سے رسالوں میں مذکور ہے۔ فرمایا جب حضور صاف یعنی حضور ذاتی حاصل ہوئی مزاحمت نفی و اثبات کی گنجائش نہیں رہی۔ فرمایا تاوقتیکہ سالک کو حضور ذاتی حاصل نہیں ہوتی وہ توحید جسمانی کی قید سے رہائی نہیں پاتا کیونکہ جسمانی وصوری توحید مراتب اجسام میں دائر و سائر رہتی ہے۔ یہاں تک کہ سالک اپنے اور غیر کے جسمانی وجود کو وجود حق جانتا ہے۔ اس وقت تک تمیز و تفرقہ باقی رہتا ہے اور روح فنا و اضمحلال کے درجہ تک نہیں پہنچتی کیونکہ ہر چیز میں امتیاز صرف روح سے حاصل ہو سکتی ہے اس طرح کا موحد ابھی تک اس توحید کے درجے تک نہیں پہنچا جو صوفیا محققین کے نزدیک مقرر ہے۔ اور وہ عبارت ہے اس آیت کے مدلول سے وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَائِهِمْ مُحِيْطٌ یعنی تنزیہ صرف جو صفات تنزیہ

Marfat.com

سے منزہ ہے...... جب تک روح فنا و اضمحلال کے مرتبہ تک نہ پہنچا دے گی روح مقصود سے پردہ نہ اٹھے گا۔

24- محبتِ ذاتی اور محبت وصفی کے بارے میں فرمایا۔ محبت وصفی یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی سے اس لیے محبت رکھتا ہے کہ وہ عالم ہے یا بہادر ہے تو اس وقت اس کی محبت موقوف ہوگی صفت علم اور شجاعت پر۔ یہاں تک کہ اگر یہ اوصاف اس سے منقطع ہو جائیں تو اس کی محبت بھی جاتی رہے۔ اور محبت ذاتی یہ ہے کہ کسی شخص کو بغیر لحاظ کسی صفت کے دوست رکھے۔ فرمایا ذاتی محبت اہل شہود میں سے اسے نصیب ہوتی ہے جس کی کوئی غرض درمیان میں نہ ہو۔ چنانچہ بعض اس وجہ سے دوست رکھتے ہیں کہ اس کے مشاہدہ سے لذت و سرور حاصل ہو۔ اور بعض اس وجہ کو بالائے طاق رکھ کر صرف اس کی ذات سے محبت رکھتے ہیں پھر اگر اس مقام میں اس کے جمال کی تجلیوں سے انہیں لذت و سرور حاصل ہو تو یہ محبت ذاتی کے خلاف نہیں بلکہ کمال محبت ذاتی ہے۔ اس وقت یہ حدیث بیان کی ''جسے میری محبت نے قتل کیا اس کی دیت میں ہوں۔'' فرمایا اس حدیث میں خدا نے مراقبہ کا طریق ذکر کیا ہے کہ جب محبت ذاتی فنا اور اماتت کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے تو محبت ذوقیہ اور تجلی ذات فائز ہوتی ہے دیت سے مراد محبتِ ذوقیہ ہے کہ فنا ہونے کے بعد محبت ذاتی میں ظہور کرتی ہے۔

25- روزہ رکھنا حقیقت میں خدا کی ایک صفت کو اختیار کرنا ہے کیونکہ خدا کھانے پینے سے پاک ہے۔ بندہ چاہتا ہے کہ تھوڑی دیر خدا کی اس صفت کے ساتھ متصف اور اس کی عادت سے خوگر ہو۔ لیکن اظہار عجز کے لیے ضروری ہے کہ سحری کا کھانا کھائے اور پھر ادب و عجز کے ساتھ روزہ شروع کرے تاکہ بندگی کے دائرہ سے خارج نہ ہو۔ اور قدرت و قوت جو خدا کی صفت خاصہ ہے اسی کے ساتھ مخصوص رہے۔ اسی طرح شب بیداری میں بھی خدا کی ایک صفت کو اختیار کرنا ہے کیونکہ وہ نیند سے پاک اور منزہ ہے بندہ کو مناسب ہے کہ اس صفت میں اس کی اقتدا کر کے تہجد کی نماز پڑھے اور شب بیداری کرنی شروع کرے اسے چاہیے کہ اپنی قوت و طاقت کے ساتھ گستاخانہ اس صفت کا اظہار نہ کرے اور رات کے ابتدائی حصہ

Marfat.com

میں کھانے کی طرف جلدی کرے اور برغبت جلدی کرے تاکہ اپنے عجزو انکسار کا پورے طور پر ثبوت دے۔

26- ایک شخص نے حضرت امیرالمومنین علیؓ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ آپ پیغمبر کے اہل بیت میں سے ہیں اور قرابت میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔ اس سے خیال کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ آپ سے ارشاد کیا ہوگا دوسروں سے نہ فرمایا ہوگا۔ امیرالمومنین نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہوا اور ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے جو کچھ دوسروں سے فرمایا ہم سے بھی فرمایا اور جو کچھ ہم سے ارشاد کیا اس کی دوسروں کو اطلاع دی۔ البتہ ہمیں خدا نے فہم وادراک عنایت کیا جو اوروں کو نہیں دیا۔

27- مجذوب نے پوچھا کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور صواب پر بھی ہوتا ہے تو کیا جس طرح ائمہ شرع باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ اولیاء بھی رکھتے ہیں اور جس طرح ان سے خطا سرزد ہو جاتی ہے ان سے بھی ہوتی ہے؟ فرمایا اولیاء اللہ کا گروہ باہم ایک دوسرے کا کلام سمجھنے میں خطا کرتا ہے نہ کہ اصل مسئلہ میں ۔ اصل مسئلہ میں تو سب متفق ہیں ہاں مفہوم میں خطا سرزد ہوگئی ہے اور اس وجہ سے ہوگئی ہے کہ کسی مضمون کا قائل فصیح نہیں ہے عبارت میں قصور ہوگیا ہے کہ الفاظ سے مطلب و معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ یا اس وجہ سے خطا ہوگئی کہ ایک شخص کا حال دوسرے شخص کے حال کے برابر نہیں ہوتا۔ تو یہ شخص جو دوسرے سے رتبہ میں کم ہے اس کے زائد احوال پر اپنے حال کے مطابق دوسرا رنگ چڑھاتا اور خطا کی طرف منسوب کرتا ہے شیخ علاء الدین سمنانی نے جو شیخ محی الدین ابن عربی کو خطا کی طرف منسوب کیا ہے وہ اسی قسم کی خطا ہے۔ دونوں بزرگوں کے معتقدین نے تحقیق کر کے فرمایا ہے کہ دونوں حضرات میں جس قدر بھی مخالفت ہے صرف مفہوم میں ہے ورنہ اصل مسئلہ میں کسی طرح کا اختلاف و جھگڑا نہیں۔ فرمایا نفحات میں یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ علاؤ الدولہ نے جو فتوحات کے حاشیہ میں شیخ کی نسبت لکھا ہے ''اے محقق اے بڑے سچے اور دوسری جگہ ان کا تخطیہ بلکہ تکفیر کی ہے تو یہ اس وجہ سے تھا کہ وہ مطلب سمجھ نہ سکے یعنی جو کچھ سمجھ میں آیا اسے تسلیم کر لیا اور جو ذہن

Marfat.com

میں نہ رہا اس کو رد کر دیا۔۔ مجذوب نے پوچھا کیا ان لوگوں نے یہ استعداد دین خود پیدا کی ہیں کہ ایسے ہو گئے یا مرشد کی توجہ سے ولایت کے مرتبے پر پہنچے ہیں۔ فرمایا ان میں خود بھی استعداد تھی اور مرشد کی توجہ بھی کیونکہ کیمیا گر استاد خاک سے نہیں بلکہ چند جوہر جیسے کہ پارہ اور تانبے وغیرہ سے سونا بناتا ہے۔

28- پھر احتیاط لقمہ کے بارے میں ایک بزرگ کا نام لے کر فرمایا کہ اس کا قول ہے کہ کھانا کھاتے وقت آدمی کو حاضر رہنا چاہیے تاکہ حالت غفلت میں نہ کھایا جائے کیونکہ لقمہ بیج کی مانند ہے۔ اگر کھاتے وقت حضور کو کام میں لایا گیا ہے تو حضوری پیدا کرے گا ورنہ سراسر پریشانی و غفلت گو لقمہ پاک اور بے لوث ہے۔

29- بعض لوگ جو ظاہری عشق کی اجازت دیتے ہیں وہ اپنے اندر اتنی قوت تصرف پاتے تھے کہ جب چاہتے تھے طالب کو اس سے پھیر دیتے تھے۔ اور ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ مرید میں عشق ظاہری ہی کی استعداد دیکھتے تھے اور بغیر اس کے آگے کام چلنا مشکل نظر آتا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ عشق ظاہری سے کوئی شخص کسی مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا بلکہ طالب کے حق میں بے حد مضر ہوتا ہے۔ آدمی کو جو چیز کسی مرتبہ پر پہنچا دیتی ہے وہ اس کی باطنی راہ ہے۔

30- حقائق و مصارف کے ضمن میں فرمایا کہ آدمی حقائق و معارف کا نہیں بلکہ شرائع کی بجا آوری کا پابند ہے۔ حضور ﷺ کسی کو معارف صوفیہ کی تکلیف نہیں دیتے تھے بلکہ ہمیشہ شریعت کی تلقین فرماتے تھے اور اس سے بڑی سعادت مندی اور کیا ہوگی کہ کوئی شخص آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی متابعت پر ثابت قدم رہ کر عمل میں کوشش بلیغ کرتا رہے۔ پھر فرمایا معرفت کی بہت سی اقسام اور بہت سے مرتبے ہیں۔ اگر آدمی حقائق و معارف کا بہت سا حصہ رکھتا ہو تو بہتر ہے اور بہت اچھا ورنہ اصل بات شریعت پر ثابت قدم رہنا ہے۔ پھر فرمایا توحید سالم اسے کہتے ہیں کہ تو نقائص و عیوب کو اپنے نفس کی طرف اور تمام کمالات کو خدا کی طرف راجع کرے۔ ہر چند کہ تو لا موجود الا اللہ ہی کا معتقد کیوں نہ ہو۔

31- فرمایا پیر تین طرح کے ہوتے ہیں ایک پیر خرقہ دوسرے پیر تعلیم تیسرے پر صحبت۔ پیر خرقہ اسے کہتے ہیں جس سے خرقہ ارادت لوگوں نے پہنا ہو اور جس سے لوگوں

Marfat.com

نے خرقہ تبرک و اجازت پایا ہو۔ پیر تعلیم وہ ہوتا ہے جو ذکر و اشغال کی تعلیم دیتا ہو۔ اور پیر صحبت اسے کہتے ہیں جس سے لوگ صحبت رکھیں۔ اور اس کی صحبت سے منافع اور ترقیات حاصل کریں۔ پھر فرمایا ہندوستان کے چشتیوں اور سہروردیوں کے سلسلہ میں خرقہ پر دار و مدار ہے ان لوگوں کی اصطلاح میں پیر خرقہ کو پیر مطلق کہتے ہیں۔ اور اس واسطے ایک شخص کے لیے کئی پیروں کے ہونے کو تسلیم نہیں کرتے اور پیر تعلیم اور پیر صحبت کو مرشد کہتے ہیں۔ آپ نے اسی مطلب کے مطابق ایک بزرگ کا نام لے کر فرمایا کہ وہ لکھتے ہیں کہ پیر خرقہ کا متعدد ہونا مکروہ ہے اور اسی طرح پیر تعلیم کا۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے لیے پیر صحبت کئی ہوں بشرطیکہ پہلا پیر اسے اس بات کی اجازت دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے بعد ازاں فرمایا کہ ہاں ایک شخص کے لیے پیر خرقہ کئی نہیں ہو سکتے مگر پیر تعلیم۔ اور اس طرح پیر صحبت کئی کئی نہیں ہو سکتے فرمایا ہمارے سلسلہ میں حبس نفس اور اس کے ساتھ محمد ﷺ کو ملانا جناب صدیق اکبر سے ہم تک بطریق عنعنہ پہنچا ہے اور طریق صحبت بھی آپ ہی سے پہنچا ہے۔ اصل بات اس کام میں صحبت ہے اور رابطہ اس کا سایہ اور فروع۔ یہی وجہ ہے کہ جب صحبت ظاہری مفقود ہوتی ہے تو اس طریقہ کے متقداؤں نے صرف رابطہ پر اکتفا کیا ہے جو صحبت معنوی کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔ پھر فرمایا اگر کوئی شخص پیر صحبت کے فیض سے مرتبہ کمال کو پہنچ جائے تو اسے پیر تعلیم کی جس سے کہ یہ تلقین ذکر حاصل کرتا ہے کچھ حاجت باقی نہیں رہتی۔

32- جو لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں انہیں کشف کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ کشف اصل میں دو طرح کا ہوتا ہے ایک کشف دنیوی اور یہ بالکل کام کا نہیں دوسرے کشف اخروی اور اس کا بیان قرآن و حدیث میں نہایت صراحت و وضاحت کے ساتھ ہوا ہے یہی عمل کے لیے کافی ہے اور کوئی کشف اس کے برابر نہیں کر سکتا۔

33- مشائخ کو خلق کی تربیت و ارشاد کے لیے تین چیزیں ابھارتی اکساتی ہیں (۱) خداوندی الہام (۲) پیر کا حکم (۳) خلق پر شفقت و مہربانی یعنی خلقت کو مبتلائے گمراہی دیکھتے ہیں تو ان سے ضرر کے دفع کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ خلق کا

Marfat.com

ضرر ہے عذاب دوزخ اور قیامت کے ہولناک مناظر وغیرہ۔ شفقت یہ ہے کہ مشائخ شریعت کے رواج دینے کو اپنے اوپر لازم کر کے خلق کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ انہیں واصل کریں کیونکہ واصل کرنا شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ وہ ایک زائد بات ہے۔ مشائخ جو ایک دوسرے پر شرف رکھتے ہیں تو یہ شرافت صفات کے لحاظ سے ہے یعنی اس معنی میں ہے کہ ایک دوسرے سے معرفت میں زیادہ ہیں۔

34- فرمایا محض لقمہ کے حلال ہونے پر بس نہ کرنا چاہیے بلکہ لکڑی پانی برتن وغیرہ بھی کسب حلال ہونے چاہیں اور کھانا پکانے والا حق آگاہ ہو اور نیز کھاتے وقت حضور و آگاہی کام میں لائی جائے۔ کیونکہ بے احتیاط لقمہ سے ایک ایسا دھواں دار غبار پیدا ہوتا ہے جس سے فیض رسانی کے مقامات بند ہو جاتے ہیں اور پاک روحیں جو فیض کا پرتو ہیں دل کے مقابل نہیں رہتیں۔ پھر فرمایا جن کے دماغ ضعیف ہوں انہیں ایسی غذا لینی چاہیے جو طبیعت کے موافق اور دماغ کے لیے تقویت دینے والی ہو اگر کوئی کمزور دماغ جو کی روٹی کھائے گا تو ضروری ہے کہ خشکی دماغ میں پیدا ہوگی اور فیض کی راہ بند ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ فیض کی ایک خاص قسم ہے جو دماغ میں پہنچتا ہے اور جب دماغ میں خشکی ہوتی ہے تو وہ فیض وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ پس غذا مناسب استعمال کرے اور زیادہ روزے رکھنے کا کام کرے۔ کیونکہ ضعف دماغ کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ خاص طور پر اہل کشف کو تقویت دماغ میں بہت کچھ احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ اکثر اوقات دماغ کی خشکی سے کشف میں غلطی واقع ہو جاتی ہے۔

35- اس حدیث کے بیان میں ''خدا فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے اس گمان کے ساتھ ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے'' (انا عندظن عبدی) فرمایا خدا کے ساتھ نیک گمان اور اپنے نفس کے ساتھ بدگمان اور خائف رہنا چاہیے۔ ایمان دار بندے کو اکثر اوقات امیدوار رہنا چاہیے یا خائف اس میں مشائخ کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بڑھاپے میں امیدوار اور جوانی میں خائف رہنا چاہیے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ ہمیشہ امیدواری غالب رہنی چاہیے۔

Marfat.com

36- ترقی بعد از موت پر گفتگو شروع ہوئی۔ فرمایا کہ شیخ ابن عربی نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی صحیح نیت اور درست اعتقاد کے ساتھ خدا کی راہ میں آئے اور احکام شریعت بجا لائے مگر اسے دنیاوی زندگی میں اس گروہ کے ذوق وجد کا کوئی حصہ حاصل نہ ہو تو موت کے بعد اسے اس گروہ کے احوال اور اذواق خدا کی طرف سے حاصل ہوں گے۔ خواجہ صاحب نے تھوڑی دیر تامل کر کے فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی عالم میں سکرات موت کے وقت اس دولت سے مشرف فرمائیں گے۔

37- فرمایا میں نے تصوف میں خواجہ نقشبند سے وہ طریق اختیار کیا ہے جو ٹھیک خدا کی طرف پہنچا دیتا ہے اور وہ طریقہ محبت و انجذاب کا ہے۔ اسکا رخ بجز ذات خدا کے اور کسی طرف نہیں ہے۔ بخلاف اور طریقوں کے کہ ان کا رخ انوار کی طرف بھی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے بعض لوگ صرف انوارات کی حد تک پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ خواجہ نقشبند فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کا وعدہ حشر میں پورا ہوگا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اسے دل کی آنکھ سے دیکھنا اس دنیا میں بھی ممکن نہ ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ جس طرح ظاہری آنکھوں سے دیکھنا حشر میں موعود ہے اسی طرح دل کی آنکھ سے دیکھنا بھی اسی عالم میں موعود ہے کیونکہ دیکھنے سے مراد کامل اور پورا انکشاف ہے اور تاوقتیکہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہے پورا انکشاف حاصل نہیں ہو سکتا ہر چند آدمی بے تعلق محض ہی کیوں نہ ہو مگر کم سے کم علاقہ حیات تو ضرور ہی باقی رہتا ہے اور یہ بھی نہ ہو تو مائی اور منی کا تعلق تو کہیں نہیں جاتا۔

38- ایک روز شیخ احمد سرہندی (مجدد الف ثانی) کو سرہند کی طرف رخصت کرتے ہوئے مخاطب کیا اور اخفاء نسبت کی بابت فرمایا کہ صبح کی نماز کے بعد سے اشراق کے وقت تک مصلے پر بیٹھے رہا کرو لیکن حلقہ نہ کرو۔ اشراق سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہو۔ لیکن طالب علمی کی باریکیاں بیان نہ کرو اور اکثر اوقات کتابوں کی تصحیح اور مطالعہ میں مصروف رہا کرو۔ اگر وعظ کہنے کا اتفاق پڑے تو عالمانہ وعظ کہو نہ کہ صوفیانہ اور اگر اتفاقاً کوئی بات صوفیانہ کہہ بیٹھو تو اجمال اور پیچیدہ طریقہ کے ساتھ کہو تا کہ جسے خطاب کرنا منظور ہو وہی سمجھے دوسرا شخص نہ سمجھ

Marfat.com

سکے اور اس سے کوئی بات اخذ نہ کر سکے جو اس کی لغزش کا باعث ہو۔ پھر تہجد اور صبح کے درمیان مجلس سکوت کرو۔ اور فرمایا کہ کسی کو فائدہ پہنچانے یا کسی سے فایدہ حاصل کرنے کا طریقہ بس یہی ایک باہمی جنسیت اور مناسبت ہے نہ کہ خوارق و تصرفات۔ فائدہ حاصل کرنے والا بقدر اس مناسبت کے جو فائدہ پہنچانے والے کے ساتھ رکھتا ہے اس کے کمال کا معتقد ہوتا اور فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور بقدر جنسیت اس کے خوارق و تصرفات کا مشاہدہ کرتا ہے اور جنسیت کے مقدار اس کی طرف میلان اور توجہ رکھتا ہے۔ حضورﷺ نے ابو طالب کے بارے میں بہت کچھ تصرفات کیے اور طرح طرح کے معجزے دکھائے مگر ابو طالب نے باوجودیکہ پیغمبرﷺ کے بچپن کے زمانہ سے آپ کے بہت سے خوارق و تصرفات اور معجزات دیکھتے تھے لیکن چونکہ مناسبت مفقود تھی کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ قرآن میں آیا ''تم جس کو چاہو راہ پر نہیں لگا سکتے لیکن خدا جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھا سکتا ہے۔'' یعنی پیغمبر کے معجزات ایمان لانے کا سبب نہیں ہیں بلکہ جنسیت کی بو صاحب معجزات کے صفات کو کھینچ لیتی ہے۔ معجزے تو بس دشمنوں کے مغلوب کرنے کے لیے ہوتے ہیں اور جنسیت کی بو دلوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔

39- فرمایا ابو عبداللہ مروزی کی یہ کیفیت تھی کہ جس جلسہ میں مشائخ کی کوئی بات سنتے کسی سے فرماتے کہ یہ بات مجھے لکھ دو۔ اس طرح انہوں نے مشائخ کی سود مند باتوں کی ایک بڑی کتاب تیار کر لی جسے ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ ایک دن کسی دریا کے کنارے طہارت کر رہے تھے کہ وہ کتاب پانی میں گر گئی۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں مجھے اس کا بڑا قلق ہوا اور ایک عرصہ تک اسی قلق و رنج میں رہا۔ یہاں تک کہ ایک رات حضرت سہل تستری کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے تھے کہ مشائخ کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے لکھنے اور جمع کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ اس بات کو ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گزرا تو جناب رسالت پناہﷺ خواب میں ظاہر ہوئے اور مجھے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ سہل تستری سے کہہ دو کہ مشائخ کی باتیں قید کتابت میں لانی حقیقت میں ان کی محبت کا اثر ہے۔

40- ایک دن مولف کتاب حیات باقیہ کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ جب میں تم

Marfat.com

کو دیکھتا ہوں فوراً خیال پیدا ہوتا ہے کہ تم ہمارا وعظ اور باتیں سننے کی غرض سے آتے ہو۔ یہ کچھ کام کی بات نہیں ہے۔ ایسی کوشش کرو تاکہ خود تم سے اس طرح کی باتیں صادر ہونے لگیں۔ فرمایا دیکھو ہم کسی کی صحبت میں نہیں بیٹھے اور یہ باتیں کسی سے نہیں سنیں۔ فرمایا بزرگان سلف کا طریقہ یہ تھا کہ شروع شروع میں نفس کے تزکیہ اور مقامات کی تحصیل میں مشغول ہوتے تھے اور جب قرب الٰہی کے موانع (خاطر اور ہوا) تزکیہ نفس کی وجہ سے دور ہو جاتے تھے تو بقدر تزکیہ ان کا ایمانی نور قوت پاتا تھا اور یہاں تک نوبت پہنچ جاتی تھی کہ ان کی بینائی (Vision) دل کے مقابلہ میں خدا کی کوئی باقی نہیں رہتی تھی وہ تمام افعال و اوصاف کو خدا کی طرف سے دیکھتے تھے ان کے نزدیک صورتوں اور جسموں کی وقعت سراب سے زیادہ نہیں ہوتی تھی ان میں سے بعض کو نزول کے توحید صوری حاصل ہوتی تھی اور بعض کو نہیں فرمایا حضرات نقشبندیہ کا طریقہ عین سلف کا طریقہ ہے۔ لیکن شروع شروع میں مقامات کی تحصیل مفید نہیں پڑتی اور جو لوگ توحید صوری کے راستے کو طے کرتے ہیں انہیں بڑے خطرناک مواقع پیش آتے ہیں۔

41- فرمایا ولایت (زیر) اور ولایت (زبر) میں بڑا فرق ہے۔ وِلایت بندہ کے اس قرب کو کہتے ہیں جو وہ خدا کے ساتھ رکھتا ہے اور وَلایت وہ چیز ہے جو خلق کی قبولیت کا موجب ہوتا ہے یعنی دنیا والوں کے دل اسکی طرف گرویدہ ہوتے ہیں اور یہ مخلوقات کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور خوارق و تصرفات پہلی قسم یعنی وِلایت میں داخل ہیں۔ صاحبان استعداد کو جو برکتیں پہنچتی ہیں یہ وِلایت کا اثر ہے۔ پھر فرمایا جب طالب کا آئینہ مرشد کے آئینہ کے مقابلہ میں ہوتا ہے تو جو کچھ طالب کے آئینہ میں ہوتا ہے مرشد کے فیض کا اثر ہوتا ہے کہ بقدر مناسبت طالب کے آئینہ میں پرتو ڈالتا ہے۔ فرمایا ہو سکتا ہے ایک شخص کو دونوں باتوں یعنی وِلایت اور وَلایت سے کافی حصہ نصیب ہو اور ایک شخص کو ایک سے حصہ حاصل ہو دوسرے سے نہ ہو یا ایک میں سے زیادہ ہو اور دوسرے میں سے کم ہو۔ مگر مشائخ نقشبندیہ کی وِلایت کو وَلایت پر ہمیشہ غلبہ رہا ہے۔

42- فرمایا اہل اللہ کے تین فرقے ہیں: عبادؔ صوفیہؔ ملامتیہ۔ عباد وہ لوگ ہیں جو ظاہری

Marfat.com

عبادت پر بس کرتے ہیں اور فرائض وسنن کے بعد نفلی عبادتوں اور خیرات پر قیام کرتے ہیں۔ اچھے کاموں میں سے کسی بھلائی کو نہیں چھوڑتے مگر اہل تصوف کے ذوقوں اور وجدوں سے محروم و بے نصیب رہتے ہیں اگرچہ بعض عابد لوگ صوفیہ کے ذوق و وجد سے بھی مستفید ہوتے ہیں لیکن اب وہ عابد نہیں رہے بلکہ گروہ صوفیہ میں داخل ہوگے اور اپنے مرتبہ سے باہر نکل آئے فرقہ صوفیہ وہ ہے جو ذوقوں اور وجدوں سے تمام وکمال بہرہ مند ہو اور اپنی خوارق و کرامات کو مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ نہ رکھتا ہو۔ ان کی نظر تمام کاموں میں خدا پر ہو اور مخلوق کو بظاہر حق اعتقاد رکھتے ہوں۔ مگر اس فرقہ میں ایک طرح کی رعونت ونخوت کا مادہ ابھی تک باقی ہے۔ ملامتیہ وہ لوگ ہیں جو عوام کے لباس میں رہتے اور ان سے اپنے آپ کو ممتاز نہیں کرتے ہیں اور ظاہر میں صرف فرائض اور سنن موکدہ پر بس کرتے ہیں اور اخلاص میں انتہا سے زیادہ کوشش کرتے ہیں اور اپنے تئیں خوارق کے ظاہر کرنے کے ساتھ مشہور و ظاہر نہیں کرتے۔ وہ اپنے تئیں مخلوق کی نظروں سے پوشیدہ رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگ ان کو اپنے جیسا خیال کرتے ہیں۔ ان میں رعونت ونخوت تکبر حسد کا نام بھی نہیں ہوتا۔ ان وجوبات کی بنا پر وہ مقام عبودیت کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں شیخ اکبر ابن عربی نے اس جماعت کے لیے کئی سردار ٹھہرائے ہیں۔ سب سے بڑا سردار حضورﷺ کو بتاتے ہیں اور اصحابہ کرام سے حضرت ابوبکر صدیق اور سلمان فارسی کو اور مشائخ سے بایزید بسطامی اور ابوسعید خراز اور ابوالمسعود اور سب سے آخر میں اپنے آپ کو۔ مگر ان کے علاوہ کچھ دیگر احباب کی نفی بھی نہیں کرتے۔

43- فرماتے ایک مرتبہ ایک بزرگ کی کتاب کا ہم مطالعہ کر رہے تھے کہ ہم پر ایک تجلی کی گئی۔ اور ہم کو ہم سے بھلا دیا گیا اور حضرت خواجہ بہاء الحق والدین کی روحانیت کی کشش ذکر کی تلقین اور القاء جذبات سے ہم کو نوازتی رہی اور ہم تلاش حق میں مصروف ہوگئے اور بزرگان طریقت کی تلاش شروع کر دی۔

44- ایک مرتبہ کسی دوست کو فرمایا کہ اگرچہ ہم نے بڑی بڑی سخت ریاضتیں اور مجاہدے نہیں کیے جیسا کہ اہل سلوک کرتے ہیں لیکن ہم نے بڑے انتظار اور قلق اٹھائے

Marfat.com

ہیں جو ہمیں بڑی بڑی ریاضتوں اور محنتوں کا کام دے گئے ہیں۔ غرض ابتداء سے انتہا تک انتظار ہی میں رہے۔

45- فرماتے ہیں کہ یاد کرو کا مطلب زبان سے ذکر خدا کا کرنا اور بازگشت یہ کہنا کہ اے خدا میرا مقصود تو ہی ہے اور نگہداشت دل کو خطرات سے نگاہ رکھنا اور یادداشت حق سبحانہ و تعالیٰ کی حضوری کا غلبہ حب ذاتی کے ساتھ۔ فرماتے ہیں کہ توبہ گناہ سے باز آنے کو کہتے ہیں چونکہ ہر ایک حجاب گناہ ہے پس کمال توبہ خلق سے منقطع ہونے میں ہے جو خدا سے ملنے کے لئے ضروری ہے

46- فرمایا زہد یہ ہے کہ آدمی رغبت کے کاموں سے باز رہے۔ اور چونکہ رغبت متاع دنیوی کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے کمال زہد نامرادی میں ہے جو مراد حقیقی سے پیوستہ ہے۔

47- اگر دنیا سے تعلق توڑ لو گے تو خدا سے واصل ہو جاؤ گے۔ اور توکل خدا پر بھروسہ کر کے اسباب سے نکل جانے کو کہتے ہیں اور کمال توکل اس میں ہے کہ عالم پر نظر نہ رہے جو شہود حق مطلق کی فرع ہے۔

48- مراقبہ اپنے فعل و قدرت اور اپنے اوصاف و احوال سے منقطع ہو کر فیضان الٰہی کے منتظر ہونے اور حق تعالیٰ کے دریائے محبت میں ڈوب جانے کو کہتے ہیں۔

49- رضا اپنے نفس کی مرضیات سے باز آنے اور رضائے الٰہی میں داخل ہو جانے اور احکام ازلیہ کو تسلیم کرنے اور سر ذات ابدیہ کے تفویض کرنے کو کہتے ہیں۔

50- فرمایا اکابرین سلسلہ نقشبندیہ فرماتے ہیں کہ جس کو اس راستہ کا درد دامنگیر ہو تو اس کو چاہئے کہ توبہ نصوح کے بعد بقدر طاقت زہد و توکل وقناعت، عزلت وصبر سب مقامات پورے کر کے ذکر الٰہی میں اپنے اوقات کو صرف کرے۔ اس کو سفر در وطن کہتے ہیں۔ سب سے زیادہ اہتمام ذکر اور توجہ کا کرے جس کو بازگشت کہتے ہیں۔

51- اکابر طریق فرماتے ہیں کہ ہمارے طریق کا ذکر جذبہ کی طرف کھینچتا ہے اور جذبہ کی مدد سے تمام مقامات سہولت اور استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

35

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (وصال 1624ء)

1- توحید سے مراد یہ ہے کہ دل حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف توجہ کرنے سے بالکل خالی ہو جائے۔ جب تک دل ماسوائے حق میں گرفتار رہے گا اگرچہ بہت ہی تھوڑا سا ہو وہ شخص توحید والوں میں سے نہیں ہے۔ اس دولت (توحید) کے حاصل کیے بغیر ایک کہنا اور ایک جاننا ارباب اصول کے نزدیک فضول ہے۔

2- حق تعالیٰ اپنی ذات و صفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی امر میں خواہ وجودی ہو یا غیر وجودی کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

3- خلقت انسانی سے مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا اور حق تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہونا ہے اور یہ مطلب اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ظاہری اور باطنی طور پر سید الاولین و الآخرین ﷺ کی کامل تابعداری نہ کریں۔

4- باطنی امراض کی جڑ اور اندرونی بیماریوں کا سردار دل کا ماسوائے حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتار ہونا ہے۔ جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر آزادی حاصل نہ ہو جائے (ایمان کی) سلامتی محال ہے۔

5- حق تعالیٰ کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہو سکتی ہے۔

6- تمام عالم حق تعالیٰ کے اسماء و صفات کا آئینہ و مظہر ہے اگر ممکن میں حیات ہے تو اسی واجب الوجود (حق تعالیٰ) کی حیات کا آئینہ ہے اور اگر علم ہے تو وہ بھی اسی ذات سبحانہ و تعالیٰ کے علم کا آئینہ ہے اور اگر قدرت ہے تو وہ بھی اسی کی قدرت کا آئینہ ہے۔ لیکن حق تعالیٰ کی ذات کا عالم میں نہ کوئی مظہر ہے اور نہ کوئی آئینہ بلکہ اس سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کو عالم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز میں شراکت ہے۔

7- آنحضرت ﷺ اس قدر بلندی شان و جاہ و جلال کے باوجود ہمیشہ ممکن ہیں اور ہرگز کبھی امکان سے نکل کر وجوب کے ساتھ نہیں ملیں گے۔ کیونکہ یہ امر الوہیت کے ساتھ متحقق ہونے کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمسر و شریک ہونے سے برتر و

Marfat.com

اعلیٰ ہے۔

8- حق تعالیٰ جس طرح بندوں کا خالق ہے اسی طرح ان کے افعال کا بھی خالق ہے۔ وہ افعال خیر ہوں یا شرّ سب اسی کی تقدیر سے ہیں لیکن خیر سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور شر سے راضی نہیں۔ اگرچہ دونوں اسی کے ارادہ اور مشیت سے ہیں صرف تنہا شر کو ادب کے باعث حق تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنا چاہئے بلکہ خالق خیر و شر کہنا مناسب ہے۔

9- قضا دو قسم پر ہے ۔قضائے معلق و قضائے مبرم۔ قضائے معلق میں تغیر و تبدل کا احتمال ہے اور قضائے مبرم میں تغیر وتبدل کی گنجائش نہیں ہے۔

10- حق تعالیٰ کی تجلی سعادت مندوں کو ہمیشہ اسماء صفات کے پردہ میں ہوتی رہتی ہے لیکن کچھ مدت کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ان اسماء و صفات کا حجاب دور ہو جاتا ہے اور تجلی حق تعالیٰ اسماء و صفات کے پردہ کے بغیر جلوہ گر ہوتی ہے۔

11- لوگ سمجھتے ہیں کہ ریاضت کے معنی بھوکا رہنا اور روزہ رکھنا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ کھانے میں توسط رکھنا دوام روزہ سے زیادہ مفید ہے۔ جب لذیز کھانا سامنے رکھا ہوا ہو تو آدھی بھوک تک کھانا اور پھر کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا بہت بڑی ریاضت ہے۔ اور ان لوگوں کی ریاضتوں سے بدر جہا بہتر ہے کیونکہ ان لوگوں نے تو وہ کھانا دیکھا ہی نہیں اور کھانے سے باز رہے اور یہ لوگ تو اس میں سے کچھ چکھ کر باز رہے ہیں۔

12- لوگ ریاضتوں اور مجاہدوں کی ہوس کرتے ہیں لیکن آداب شریعت کی رعایت کے برابر کوئی ریاضت اور مجاہدہ نہیں ہے۔ خصوصاً فرض واجب اور سنت نمازیں اور ان کے ادا کرنے کا طریقہ جیسا کہ حکم دیا گیا ہے بہت دشوار ہے۔

13- توکل یہ نہیں ہے کہ ظاہری اسباب کو چھوڑ دیا جائے اور بیٹھے رہیں کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے۔ بلکہ سبب مشروع مثلاً کتابت وغیرہ کو اختیار کرنا چاہئے اور نظر سبب ہی پر نہ رکھنی چاہئے کیونکہ سبب مثل دروازے کے ہے جو حق تعالیٰ نے مسبب پر پہنچے کے لئے بنایا ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص دروازے کو بند کر لے کہ خدا اوپر سے پھینک دے گا تو یہ بے ادبی میں داخل ہے۔

Marfat.com

14- مشائخ جو لوگوں کے ارشاد و تربیت میں مشغول ہوتے ہیں اس کا باعث ان تین چیزوں میں سے ایک ہوا کرتا ہے۔ حق تعالیٰ کا الہام یا پیرو مرشد کا حکم و امر یا بندگان خدا پر شفقت۔ یعنی جب وہ لوگوں کو گمراہی میں دیکھتے ہیں اور گمراہی کو ان کے عذاب و ضرر کا سبب جانتے ہیں تو نہایت شفقت سے ان کے عذاب کا دفعیہ چاہتے ہیں۔ مگر ان کو واصل بحق کرنا شفقت کی شرط نہیں بلکہ وہ ایک زائد امر ہے۔ اس طریقہ تربیت کا ماحصل انجذاب ایمانی ہے جس کی دعوت تمام انبیاء و رسل دیتے رہے ہیں۔

15- حق تعالیٰ سے بندہ کا نہایت قرب اور اتصال اس سے زیادہ نہیں کہ دوام آگاہی جو فنا کی طرف کھینچتی ہے اسکو حاصل ہو جائے۔ جب یہ نسبت حاصل ہو گئی تو سالک اس نسبت کے حصول سے مرتبہ ولایت سے مشرف ہو گیا اور وہ کمالات جو دوسرے طریقوں کے سالکوں کو حصول مقامات اور تجلیات اسماء و صفات میں بتفصیل حاصل ہوتے ہیں وہ اور شے ہیں۔ ذات حق سے قرب و اتصال کی نسبت کا یہ حصول ولایت خاصہ کے مرتبہ تک پہنچا دیتا ہے۔

16- انجذاب اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے اور اس کا رخ سوائے ذات حق سبحانہ کے اور کسی طرف کو نہیں ہے۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کا رخ انوار کی طرف بھی ہے۔ بعض ناچار ان ہی انوار میں رہ جاتے ہیں۔ یہ انجذاب و محبت تمام افراد انسانی میں ہے مگر پوشیدہ ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ اسی انجذاب کی تربیت کرتے ہیں۔

17- حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے تھے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بلند ہے۔ چونکہ حضرات نقشبندیہ کا طریقہ سنت کے اتباع اور عزیمت کی رعایت کے لحاظ سے دوسرے طریقوں سے زیادہ قوی اور بلند ہے۔ اس لئے ان کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے افضل ہے۔

18- ولایت (واوٗ کی زبر کے ساتھ) بندہ کے قرب کو کہتے ہیں جو وہ حق تعالیٰ سے رکھتا ہے اور ولایت (واوٗ کی زیر کے ساتھ) اس چیز کو کہتے ہیں جو خلق میں مقبول ہونے کا سبب ہے۔ اور اہل دنیا اس کی طرف گرویدہ ہوتے ہیں۔

Marfat.com

19- ہمارے طریقہ کا دارو مدار تین باتوں پر ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔ دوام آ گاہی اور عبادت ۔ اگر کسی شخص میں ان تین چیزوں میں سے ایک میں خلل و فتور آ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔ ہم عزت کے بعد ذلت اور قبول کے بعد رد سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

20- پیر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک پیر خرقہ ۔ دوسرے پیر تعلیم' تیسرے پیر صحبت۔ پیر خرقہ وہ ہے جس سے خرقہ ارادیت پہنا جائے۔ پیر تعلیم ذکر کے معنی ظاہر ہیں۔ پیر صحبت وہ ہے جس سے لوگ صحبت رکھیں اور اس کی صحبت سے منافع و ترقیات حاصل کریں۔ پیر تعلیم و پیر صحبت کو مرشد کہتے ہیں۔

21- خوارق کی دو قسمیں ہیں۔ اول قسم علوم و معارف آلہیہ ہیں جو ذات و صفات و افعال واجب تعالیٰ سے متعلق ہیں۔ اس قسم سے حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ممتاز کیا ہے۔ قسم دوم کشف صور مخلوقات اور اشیائے غائبہ کی خبر دینا ہے جو عالم کون سے متعلق ہے۔ پہلی قسم اہل حق و ارباب معرفت کے لیے مخصوص ہے اور دوسری قسم اصحاب حق و اصحاب باطل میں مشترک ہے کیونکہ یہ قسم اہل استدراج کو بھی حاصل ہے۔ پہلی قسم خدا کے نزدیک شریف و معتبر ہے۔

22- آپ نے میر محمد نعمان کو لکھا ''آپ کو معلوم رہے کہ خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ولی ہونے کی شرط نہیں۔ جس طرح علماء خوارق و کرامات کے حصول کے ساتھ مکلف نہیں ۔ اولیاء بھی خوارق کے ظہور کے ساتھ مکلف نہیں۔ کیونکہ ولایت سے مراد قرب الٰہی ہے جو حق تعالیٰ اپنے ماسوا کے نسیان کے بعد اپنے اولیاء کو عطا فرماتا ہے۔ ایک شخص کو یہ قرب عطا کیا جاتا ہے اور اسے مخلوقات کے مغیبات پر کچھ اطلاع نہیں دی جاتی۔ ایک دوسرا شخص ہے جس کو قرب بھی دیا جاتا ہے اور مغیبات (غیب کی چیزیں) پر بھی مطلع کیا جاتا ہے۔ ایک تیسرے شخص کو قرب سے کچھ نہیں دیا جاتا مگر مغیبات پر مطلع کیا جاتا ہے۔ یہ تیسرا شخص اہل استدراج سے ہے۔

23- مجدد الف ثانی نے ابن عربی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کے مقابلہ میں عقیدہ وحدۃ الشہود پیش کیا۔ وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود کو سمجھنے کے لیے آپ نے یہ نقشہ

Marfat.com

مرتب فرمایا۔

وحدت الشہود	وحدت الوجود
نظر۔ ہمہ از اوست	نظریہ۔ ہمہ اوست
ارتقا۔ پیدا کیا جانا	ارتقا۔ خود بخود ہونا
رجحان تصوف۔ جوش کی طرف مائل	رجحان تصوف۔ سکون کی طرف مائل
اس کے ساتھ میں اور میرے ساتھ وہ	میں اور وہ جدا نہیں وہ دریا تو میں قطرہ ہوں
عشق	وصل
حقیقت۔ حسن ازل (محبوب کل)	حقیقت۔ حق۔ حق۔ حق
اعتقاد۔ میں کون (انا عبد)	اعتقاد۔ میں کون۔ انا الحق
عاشق	عارف

24- فرمایا انا الحق کا مطلب یہ نہیں کہ میں خدا ہوں بلکہ یہ ہے کہ میں نہیں ہوں۔

25- انسان کو عالم صغیر کہتے ہیں۔ کیوں کہ قلب اس کا عرش ہے دل کو گوشت کا ٹکڑا تصور نہ کرو بلکہ وہ جوہر نفیس ہے جس میں عالم خلق کے اسرار پوشیدہ ہیں حتیٰ کہ عالم امر کے خفیہ دقائق بھی مدفون ہیں۔ دل کو اللہ کا سب سے زیادہ قرب حاصل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہمسایہ ہے۔ فرماتے ہیں قلب تمام مخلوقات میں افضل و اشرف ہے جس طرح انسان عالم مخلوقات میں افضل ہے قلب عالم کبیر کی اشیاء کا جامع اور مجمل ہے۔

26- جو کچھ عالم کبیر میں مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے وہ عالم صغیر میں مجمل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ عالم صغیر (یعنی دل) کو صیقل کر کے منور کر لیا جاتا ہے اور اس میں آئینہ کی طرح عالم کبیر کی تمام چیزیں مفصل دکھائی دینے لگتی ہیں حتیٰ کہ لوح محفوظ بھی اس میں نظر آ سکتی ہے۔

27- قلب اپنی ذات میں پاکیزہ اور نورانی ہے۔ اس کے چہرے پر زنگ اور میل کچیل تاریک نفس کی ہمسائیگی سے بیٹھ گیا ہے لیکن صفائی سے اپنی اصلی حالت کی طرف

Marfat.com

لوٹ کر آ سکتا ہے۔

28- نفس اپنی فطرت اور جبلت میں خبیث ہے تاریکی اس کی ذات کی صفت ہے۔ جب تک نفس قلب کی ریاست کے ماتحت رہ کر بمطابق سنت اور اتباع شریعت اور فضل خداوندی پاک اور صاف نہ ہو جائے اس کا خبث ذاتی دور نہیں ہو سکتا۔

29- مکتوبات میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے ''رسول اللہ ﷺ ہمیشہ غمگین اور متفکر رہا کرتے تھے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اللہ سے محبت کرتا ہے تو غم اس کی طرف اس طرح آتے ہیں جیسے پانی نیچی جگہ کی طرف آتا ہے۔

30- اَچھے آلام ومصائب بظاہر تلخ ہیں اور جسم کو تکلیف پہنچانے والے ہیں لیکن باطن کے لیے شیریں ہیں اور لذت عطا کرتے ہیں۔ مجدد صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر لوگ درویشوں کو کوئی تکلیف پہنچائیں اور یہ تکلیف اللہ تعالیٰ کی مراد کے موافق ہو تو رنج اور سینہ میں تنگی بے معنی ہیں اور دعویٰ محبت کے منافی ہیں کیونکہ محبوب کی تکلیف بھی اس کے انعام کی طرح محبوب اور مرغوب ہے۔

31- دلوں کی غفلت دور کرنے کے لیے ذکر الٰہی کے علاوہ تلاوت کلام پاک اور نوافل کی ادائیگی نہایت موثر اور کارگر ہتھیار ثابت ہوتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مبتدی کی غفلت دور کرنے کے لیے اسم ذات اور نفی اثبات کا ذکر متعین کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور متوسط کے لیے ذکر کو متعین کیے بغیر تلاوت کلام پاک سے بھی غفلت کو دور کیا جا سکتا ہے جبکہ منتہی کے لیے ذکر متعین کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ نوافل کی ادائیگی سے غفلت دور ہو جاتی ہے اور درجات میں بلندی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

32- نماز کے ٹھیک ہونے کا کمال (مجدد صاحب) کے نزدیک فرائض' واجبات' سنن اور مستحبات نماز کا بجا لانا ہے۔ خشوع وخضوع بھی ان چار امور میں درج ہے اور حضور قلب بھی ان چار سے وابستہ ہے۔

33- سماع اور وجد اس جماعت کے لیے نفع مند ہیں جن کے اوقات کے مطابق احوال بدلتے رہتے ہیں جو کبھی تو حاضر ہوتے ہیں اور کبھی غائب ہوتے ہیں۔ جو کبھی اپنے مقصود کو پا لیتے ہیں اور کبھی گم کر دیتے ہیں۔ یہ لوگ ارباب قلوب ہیں جو

Marfat.com

تجلیات صفاتیہ کے مقام میں ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف اور ایک اسم سے دوسرے اسم کی طرف منتقل ہوتے اور بدلتے رہتے ہیں۔ دائمی حال کا نصیب ہونا ان کے لیے محال ہے۔ کبھی وہ حالت قبض میں ہوتے ہیں اور کسی وقت بسط میں۔ یہ لوگ ابن الوقت ہیں اور حال کے مغلوب ہیں۔ ان کو کبھی عروج نصیب ہوتا ہے کبھی نزول۔ یہ لوگ صاحب تلوین ہوتے ہیں۔

34- کامل ولی جن کے نفوس ولایت میں وصول کے بعد مقام بندگی میں اتر آتے ہیں۔ ان کی ارواح نفس کی مزاحمت کے بغیر خدا کی طرف متوجہ رہتی ہیں ان کا نفس مطمعنہ ہر وقت مقام بندگی میں راسخ ہو چکا ہوتا ہے اور ان کی روح کو مدد پہنچتی رہتی ہے اس کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ سے خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے ان کی پیشانی متابعت شریعت سے روشن ہوتی ہے اور وہ دور ہی سے چیز کو دیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ مقام بندگی میں نور اصل سے منور ہوتے ہیں۔

35- ان مبتدیوں کے لیے جو ارباب قلوب نہیں ہیں ان کے لیے سماع اور وجد مضر ہے اور عروج کے منافی ہے۔ منتہی وہ ہے جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہو۔ ایسے لوگ واصل کامل ہوتے ہیں۔ سماع صرف متوسط اور منتہی حضرات کے ایک طبقہ کے لیے مفید ہے وہ بھی اگر سماع کی شرائط کے مطابق ہو۔

36- نسبت میں فتور آنے اور عبادات میں لذت نہ ہونے کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ جو وجہ فتور رابطہ کی ہوتی ہے وہی لذت کو بھی روک دیتی ہے۔ ان دو وجوہات میں ایک تو قبض ہے دوسری وجہ کسی لغزش کے ارتکاب سے کدورت کا طاری ہو جانا ہوتا ہے۔ دوسری وجہ کا علاج توبہ استغفار سے کرنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لغزش کا اثر زائل ہو جائے۔ قبض والی وجہ بری نہیں۔

37- ایسے بنے ہوئے (بناوٹی) صوفی نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔

38- مجدد صاحب ایک روز نماز فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا ایک نوجوان قبلہ رخ ہو کر داہنی کروٹ لیٹا سو رہا ہے۔ خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کر سو گیا ہوگا۔ ظہر، عصر اور مغرب میں بھی وہ اسی حالت میں پایا گیا۔ جب مغرب کا

Marfat.com

وقت تنگ ہو گیا تو اسے جگا دیا اور فرمایا کہ نماز قضا ہو رہی ہے۔ وہ شخص بیدار ہوا۔ وضو کیا تو پہلے فجر کی نماز کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا تڑکا ہے جب ظہر کی نیت کی تو ظہر کا وقت تھا اور عصر کی نیت کی تو عصر کا وقت ہونے لگا۔ اور جب نماز مغرب کی نیت کی تو مغرب کا وقت موجود تھا۔ پھر اس نوجوان نے مجدد صاحب سے کہا کہ نماز کے لیے تو آپ نے جگا دیا مگر میری نیند کی کیفیت کو نہ پہنچانا۔ جن کو یہ حالت میسر ہو وہ ہر لمحہ حالت نماز میں رہتے ہیں۔

39- عبادات میں لذت کا حاصل نہ ہونا اور رنج و تکالیف کا نہ ہونا بڑی نعمت ہے خاص طور پر نماز میں منتہی کو لذت نہیں ہوتی البتہ مبتدی کو نماز نفل میں اللہ تعالیٰ لذت بخشتے ہیں اور نہایت میں لذت فرائض سے وابستہ ہو جاتی ہے۔ اور نوافل میں منتہی خود کو بے کار جانتا ہے۔ اس کے نزدیک فرائض کا ادا کرنا ہی بڑا کام بن جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ یاد رکھیں وہ لذت جو نماز میں ملتی ہے اس میں نفس کو کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ نفس تو اس لذت میں نالہ و فغاں کر رہا ہوتا ہے۔

40- فرمایا جس قدر معرفت الٰہی نماز میں حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور عبادت میں حاصل نہیں ہوتی (آپ کے قول کی صداقت اس بات سے واضح ہو جاتی ہے کہ چونکہ نماز میں مومن کو معراج حاصل ہوتی ہے اور انسان کے لیے معراج سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ اور ارفع مقام بھی ممکن نہیں ہے)

41- مومن کا قلب لا مکانی ہونے کی وجہ سے کیت اور مقدار سے پاک ہے اور بے چونی (بے مثل) کی صفت سے موصوف ہے۔ فرماتے ہیں کہ کافر کا دل اس لا مکانیت کی بلندی سے نیچے آ چکا ہے چنانچہ مقدار اور کیف کا گرفتار ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لا مکانی شے (اللہ) مکان (کافر کا دل) میں سمانے کی گنجائش نہیں رکھتی۔

42- اللہ تعالیٰ کے ہاں وقت ایک بسیط آن واحد ہے جس میں ماضی اور مستقبل حال کی ہی صورت میں نظر آتے ہیں۔

43- معشوقوں کے عشق کو اپنے درجے کی بلندی کے باوجود عاشقوں کے عشق سے کسی طرح کی مناسبت نہیں ہے۔ کیونکہ معشوقوں کے عشق کا تعلق اسی ایک ذات عاشق

Marfat.com

سے ہے عاشق کی صفات سے نہیں ہے لیکن عاشق کے عشق کا تعلق معشوق کی صفات سے ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ایک وقت گزر جانے کے بعد عشق کا غلبہ معشوق کی صفات سے گزر کر معشوق کی ذات تک پہنچا دیتا ہے اس وقت اس کی محبت ذاتی ہو جاتی ہے اور معشوق کی محبت کو عاشق سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ (یعنی معشوق کی صفات خود عاشق میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں)۔

44- جس طرح ذات ہمارے ادراک اور تصور میں نہیں آ سکتی اسی طرح صفات بھی نہیں آ سکتے کیونکہ صفات میں سے جو بھی سالک کے ادراک میں آ سکتے ہیں وہ ظلال صفات ہیں۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ مطابق آیت کریمہ اذکرونی اپنا تمام وقت اس کی یاد میں مستغرق رکھیں تاکہ حق تعالیٰ بھی بحکم اذکرکم تم کو اپنے کرم سے یاد کرے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور اللہ کا ذکر حصول احوال و مکاشفات کی غرض سے نہ کریں اور دنیوی اغراض کو ذہن میں جگہ نہ دیں۔ بلکہ بغیر کسی غرض کے اپنی جان پر احسان اٹھا کر ذکر اور بندگی میں مشغول رہیں۔

45- فرمایا جس دن میں نے خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے تعلیم (روحانی) حاصل کی مجھے یقین ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ محض اپنے کرم سے مجھے اس راہ کی انتہا تک پہنچا دے گا اور ہر چند اپنے حال اور اعمال کی خامی کو دیکھ کر اس یقین کی نفی کرتا تھا مجھے اس نفی میں کامیابی نہ ہوتی تھی۔

46- حضرت خواجہ باقی باللہ اس وقت تک مریدوں کی تربیت میں پیش پیش تھے جب تک کہ میری تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ میری تعلیم سے فارغ ہوئے تو معلوم ہوا کہ انہوں نے خود کو اب مشیخت کے کام سے علیحدہ کر لیا ہے۔ انہوں نے مریدوں کو میرے حوالے فرما دیا اور میرے متعلق فرمایا کہ ''یہ بیج ہم بخارا اور سمرقند سے لائے ہیں اور ہندوستان کی مبارک سرزمین میں اسے بو دیا ہے۔''

47- احوال شریعت کے تابع ہیں' شریعت احوال کی تابع نہیں کیونکہ شریعت بالکل قطعی اور وحی الٰہی سے ثابت ہے اور احوال ظنی ہیں جو کشف اور الہام سے ثابت ہوتے ہیں۔

48- بڑا تعجب ہے کہ بعض ناقص اور خام قسم کے درویش اپنے کشف پر اعتماد کر کے

Marfat.com

شریعت بیضا کے انکار اور مخالفت کی جرات کرتے ہیں حالانکہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی حضور ﷺ کا زمانہ پاتے تو ان کے لیے بھی سوائے اس روشن شریعت محمدیؐ کی پیروی کے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔ تو پھر ایسے کور باطن پیروں کی کیا حیثیت ہے؟

49- جب تک کوئی ظاہری علم میں پوری مہارت نہ رکھتا ہو اس وقت تک وہ صوفیاء کی باتوں کے اسرار سے مستفید نہیں ہو سکتا۔

50- جب کوئی طالب کسی شیخ کے پاس آئے تو چاہیے کہ شیخ پہلے اس کو استخارہ کا حکم دے۔ تین استخارہ سے سات استخارہ تک تکرار کرائے۔ استخاروں کے بعد اگر طالب میں شیخ کی نسبت کوئی تردد پیدا نہ ہو تو شیخ اس طالب کے کام کو شروع کرے۔ پہلے اس کو طریق توبہ کی تعلیم دے اور دو رکعت نماز توبہ پڑھنے کا حکم دے۔ اس کے بعد طالب کو اس طریق کی تعلیم دے جو اس کی استعداد کے مناسب ہو اور وہ ذکر تلقین کرے جو اس کی قابلیت کے مناسب ہو اور اس کے معاملہ میں توجہ کو کام میں لائے۔ اور اس کے حال پر التفات کو ملحوظ رکھے۔ اور راہ سلوک کے آداب و شرائط اس سے بیان کرے وغیرہ۔

51- صوفیوں کے اعتقادات آخر کار یعنی منازل سلوک کے پورا ہونے اور ولایت کے درجوں کی نہایت کو پہنچنے کے بعد وہی ہیں جو علمائے اہل حق کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ علماء کو نقل یا استدلال سے حاصل ہوئے ہیں اور صوفیوں کو کشف یا الہام سے۔

52- خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا افضلیت پر دلالت نہیں کرتا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ولی جس سے کوئی خارق ظہور میں نہ آئے دوسرے ولی سے افضل ہو جس سے خوارق و کرامات ظہور میں آئے ہوں۔

53- منازل سلوک کے قطع کرنے سے مراد مقامات عشرہ کا طے کرنا ہے اور مقامات عشرہ کا طے کرنا تجلیات ثلاثہ سے وابستہ ہے یعنی تجلی افعال اور تجلی صفات اور تجلی ذات اور ان مقامات میں سے سوائے مقام رضا کے سب تجلی افعال و تجلی صفات سے وابستہ ہیں۔ اور مقام رضا وابستہ ہے تجلی ذات تعالیٰ تقدس سے اور محبت ذاتیہ سے

Marfat.com

جو محبت کے نزدیک محبوب کے ایلام و انعام کی مساوات کو لازم ہے۔ پس نا چار رضا ثابت ہو گی اور کراہت جاتی رہے گی۔

54- پیر کے حقوق تمام حقوق والوں کے حقوق سے مقدم ہیں۔ بلکہ پیر کے حقوق حق سبحانہ کے انعامات اور اس کے رسول ﷺ کے احسانات کے بعد دوسروں کے حقوق سے نسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ سب کے پیر رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگرچہ ظاہری ولادت والدین سے ہے مگر معنوی ولادت پیر کے ساتھ مخصوص ہے۔

55- جان لے کہ اس راستے کے سالک دو حال سے خالی نہیں۔ مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو ان کے لیے خوبی ہے۔ کشش و محبت کے طریق سے ان کو کھینچ کھینچ کر لے جائیں گے اور اعلیٰ مطلب تک پہنچا دیں گے اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلی ان کے حال کی کفیل ہے بذریعہ سبب یا بے سبب ان کے کام کو حق تعالیٰ پورا کر دیتے ہیں۔ اگر مرید ہیں تو ان کا کام بغیر واسطہ پیر کامل مکمل ہونا دشوار ہے ان کے لیے ایسا پیر چاہیے جو جذبہ سلوک کی دولت سے مشرف ہوا ہو اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرور ہو۔ اور سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کو تمام کیا ہو۔

56- ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے جس طرح کہ ہو سکے نہ یہ کہ ذکر کلمہ نفی و اثبات کے تکرار یا اسم ذات کے تکرار میں منحصر ہے جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اوامر شرعیہ کی بجا آوری اور نواہی شرعیہ سے باز رہنا سب ذکر میں داخل ہیں۔

57- ایک روز بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ جب کشفی نظر سے غور کیا جاتا ہے تو مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے بعد حضرت شاہ کمال کیتھلی کے مثل اور کوئی شخص نظر نہیں آتا۔

58- فرماتے ہیں کہ بلا تکلف و تعصب میں کہتا ہوں کہ نورانیت مذہب حنفی نظر کشفی میں دریائے عظیم کے طرح ہے اور دوسرے اور مذہب مثل حوضوں اور نہروں کے دکھائی دیتے ہیں۔

59- فرماتے ہیں کہ آفتاب کی طرف بے تکلف دیکھ سکتے ہیں مگر شاہ سکندر قادری پوتا شاہ کمال قادری کیتھلی کے دل کی طرف غلبہ شعاع انوار کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے۔

Marfat.com

وہاں رسائی نہیں ہوسکتی ہے۔

60- فرمایا کہ کشفاً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم کو بدعت کی تاریکیوں نے گھیر لیا ہے اور نور سنت اس میں کرمک شب افروز کی طرح بعض جگہ خال خال معلوم ہوتا ہے۔

61- ایک روز بتقریب تکرار کلمہ طیبہ **لا الہ الااللہ محمد الرسول اللہ** فرمایا کہ اے کاش تمام عالم بمقابلہ اس کلمہ طیبہ کے دریائے محیط کے ساتھ قطرہ ہی کی مناسبت رکھتا۔ یہ کلمہ مقدسہ جامع کمالات ولایت نبوت ہے۔

62- فرمایا ہم پر منکشف کیا گیا ہے کہ حضرت الرحمٰن کے خزائن رحمت کی حقیقت وجود سیّد المرسلینؐ ہے اور کوئی رحمت اس خزانہ سے الگ نہیں ہے۔

63- آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آرزو اس آرزو کے برابر نہیں رہی کہ گوشہ خلوت میں کلمہ طیبہ کی تکرار سے لذت حاصل کی جائے مگر کیا کریں کہ تمام آرزوئیں حاصل نہیں ہوتی ہیں۔ ان امور سے جو کہ عارف کو ملکیت سے بشریت کی طرف لاتے ہیں کھانا کھانا سب سے زیادہ برا ہے۔ کبھی کبھی تہجد کے وقت کھانے کی کدورتیں نظر آتی ہیں۔

64- فرمایا ایک روز ہم نے طہارت گاہ میں داخل ہوتے وقت دائیں پاؤں پہلے اندر رکھ دیا۔ اس روز مجھ پر احوال کے دروازے بند رہے۔ پھر ندامت اور استغفار کے بعد وہ حال ظہور پذیر ہوا۔

65- فرمایا کہ بعض ناقص درویش اپنے کشف پر اعتماد کر کے شریعت کا انکار اور مخالفت کرنے لگتے ہیں حالانکہ اگر حضرت موسیٰؑ بھی عہد رسالت ﷺ میں ہوتے تو سوائے اتباع شریعت محمدیؐ کے ان کو بھی کوئی اور چارہ کار نہ ہوتا۔ پھر ان کو رباطنوں کو مخالفت کا کیا حق ہے۔

66- فرماتے ہیں اکثر مجھے عرش مجید پر اٹھالیا جاتا۔ ایک دفعہ جب مجھے اٹھایا گیا اور میں عرش معلی سے اتنا اوپر چلا گیا جتنا کہ عرش مرکز ارضی سے اونچا ہے۔ میں نے وہاں خواجہ بہاء الدین نقشبند کا مقام دیکھا۔ آپ سے تھوڑا اوپر کچھ اور مشائخ کے مقام تھے۔ جن میں حضرت معروف کرخی اور ابو سعید خراز بھی شامل ہیں۔ اور کچھ مشائخ کا مقام خواجہ نقشبند کے ساتھ ساتھ تھا۔ حضرت کے مقام کے نیچے حضرت نجم الدین الکبریٰ، حضرت علاء الدین عطار تھے۔ اور باقی سب مشائخ کا مقام

Marfat.com

نیچے تھا۔ ان سب درجات سے اوپر آئمہ اہل بیت اور خلفائے راشدین کے مقامات تھے۔ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے مقامات ہمارے آقا نور مجسم سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پہلو اور ملائکہ کے مقامات آپ کے دوسرے پہلو میں تھے۔ سب مقامات کی انتہا ہمارے سرور کونینؐ کی ذات پاک کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ہوتی تھی۔ میں جب یہ چاہتاہوں مجھے یہ عروج حاصل ہو جاتا ہے اور کبھی بلا ارادہ بھی یہ عروج نصیب ہوتا ہے۔ (جامع کرامات اولیاء جلد دوم)

67- فرماتے ہیں کہ جب تک کسی کو علم ظاہری میں پوری پوری مہارت نہ حاصل ہو جائے اس وقت تک اسرار صوفیہ سے کماحقہ استفادہ نہیں کر سکتا۔

68- فرمایا کہ میں ماہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں ایک شب اد نماز تراویح کے بعد بستر خواب پر لیٹ گیا اور خادم میرے پاؤں دبا رہا تھا۔ میں بھول کر بائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ سونے میں ابتداء دائیں پہلو سے کرنا سنت اجماعی ہے۔ وہ اس وقت ترک ہوگئی۔ نفس نے کاہلی سے ظاہر کیا کہ سہو اور نسیان سے جو چیز سرزد ہو جائے وہ معاف ہے۔ لیکن میں فوراً اٹھا اور پھر لیٹا اور ابتداء دائیں پہلو سے کی۔ اس کے بعد عنایات اور فیوض و برکات اور اسرار بہت کچھ مجھ پر ظاہر ہوئے اور ندا آئی کہ اس رعایت سنت کی وجہ سے آخرت میں تجھ کو کسی طرح کا عذاب نہ دیا جائے گا اور تمہارے خادم کو بھی جو پاؤں دبا رہا تھا ہم نے بخش دیا۔

36

شیخ ابوالرضاء محمدؒ (وصال 1688ء)

شیخ ابوالرضا حضرت شاہ عبدالرحیم کے بڑے بھائی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تایا جی ہیں۔

1- فرمایا میں ایک مرتبہ مجلس ذکر میں بیٹھا ہوا تھا وہاں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پہلو میں تشریف فرما ہیں جب میں نے آنکھ کھولی تو کچھ محسوس نہ ہوا۔ وجہ شاید اس کی یہ تھی کہ مجھے یہ مشاہدہ عالم مثال (خواب کی حالت) میں کرایا گیا اور ظاہری

Marfat.com

آنکھوں سے دیکھنا عالم شہادت سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی کیفیت مختلف حالات میں دیکھنے والوں کے مختلف احوال کے سبب مختلف ہوتی ہے۔ آپ ﷺ ایک آئینہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر شخص کو اس میں اپنی شکل نظر آتی ہے۔ لہذا بدعتی آپ ﷺ کو ایک مریض کی شکل میں دیکھتا ہے گویا بدعتوں کو دیکھ کر آپ تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ حالانکہ اس لمحے ایک خالص سنی آپ ﷺ کو جوان صورت اور انتہائی خوش وخرم شکل میں مشاہدہ کرتا ہے۔ اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ جو اپنی ذات میں ترقی وتنزل بلکہ ہر قسم کی قید سے پاک ہے۔ جب بھی کوئی شخص حقیقت یا خواب میں حق تعالیٰ کو کسی صورت اور ہیت میں دیکھتا ہے تو گمان کرتا ہے کہ شیشہ شکل وصورت کی قید میں آ گیا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ شیشہ تو اپنی اصلی حالت میں ہے یہ سب اشکال اور صور کی قیود دیکھنے والے کی خود پیدا کردہ ہیں۔

2- فرمایا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کو چار راتوں میں متواتر خواب میں دیکھتا رہا ہوں۔ اور ان کے عجیب مقامات اور پسندیدہ نکات معارف سے مطلع ہوتا رہا۔ ان صحبتوں میں ان سے سنا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا اس کی ذات کے رعب داب کے اعتبار سے یعنی اس کے تصرفات کی وجہ سے ایک اسم ہے اور وہ ہے کہار۔ آپ نے فرمایا میں نے اس واقعہ سے پہلے یہ اسم کہیں بھی نہیں سنا تھا۔

3- فرمایا ایک دفعہ میں دعا میں مشغول تھا کہ اچانک ایک آدمی کو دیکھا کہ میری طرف پیٹھ کر کے دروازے پر کھڑا ہے۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوا تو میرے ضمیر میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ فرشتہ ہے جو تیری اس دعا پڑھنے کے نتیجے میں تیری حفاظت کرتا ہے۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے آپ کی طرف پیٹھ اس لیے کی ہوئی تھی کہ عالم ملکوت کا دروازہ دوسری طرف ہے اور عالم ناسوت کا دوسری جانب۔

4- میں نے لوح محفوظ میں لکھا ہوا دیکھا کہ ''طبقہ ابرار کی نیکیاں مقربین کے نزدیک گناہ کا درجہ رکھتی ہیں۔''

5- ایمان کی بھی ایک حد مقرر ہے یعنی مومن جب اس حد تک پہنچ جاتا ہے تو اس کا ایمان ہرگز سلب نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اعمال کی بھی ایک حد مقرر ہے۔ جب

Marfat.com

اعمال اس حد تک پہنچتے ہیں تو وہ مردود قرار نہیں دیئے جا سکتے اور ایمان کی کم سے کم حد یہ ہے کہ مومن اپنے سینے میں نور ایمان کو ظاہراً محسوس کرے۔ پھر فرمایا کہ ایک رات میں نے اپنے سینے میں نور دیکھا جو چراغ کی طرح چمک رہا تھا۔ اسی نور کی روشنی میں میں نے اپنے گھر کا سازو سامان اور کونے کھدروں کو بخوبی ملاحظہ کیا۔ اسی اثنا میں خداوند تعالیٰ نے الہام کیا' کہ ایمان کا وہ ادنیٰ درجہ جو میرے نزدیک مقبول ہے یہی ہے اسے میں سلب نہیں کرتا۔ اس لیے کہ کفر و نفاق کے بعض موٹے پردے اس نور ایمان سے اٹھ چکے ہوتے ہیں۔

6- ایک دن میں روزے سے تھا کہ بھوک اور پیاس نے مجھے سخت تنگ کیا۔ اسی حالت میں ہوتے ہوئے مجھ پر غیبت اور استغراق کی حالت طاری ہوگئی۔ میں نے عالم مثال میں دیکھا کہ ایک آدمی نے مجھے دودھ کا پیالہ دیا اور میں نے وہ پی لیا۔ جب ہوش آیا تو منہ سے دودھ کے قطرات ٹپکتے ہوئے محسوس ہوئے۔ یہ دیکھ کر روزہ ٹوٹنے کا خوف پیدا ہوا دل میں اسی وقت الہام ہوا کہ یہ غذا تیرے اختیار کے بغیر محض امادہ الٰہی سے ملی تھی اور یہ عالم شہادت کی نہیں۔ بلکہ عالم مثال سے تعلق رکھتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹا۔

7- فرمایا عادات بد سے خلاصی اور تہذیب اخلاق اختیار کرنے سے اگرچہ آدمی فرشتہ بن جاتا ہے مگر کمال ولایت کی بہ نسبت یہ کوئی کمال کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذکر میں فرمایا ہے ''ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک درجہ مقرر ہے۔'' مذکورہ صفات والا آدمی عنایات الٰہی کا مستحق اور خوارق عادات کا مظہر تو بن سکتا ہے مگر وہ ابھی ولایت حقیقیہ سے بہت دور ہے کیونکہ یہ ابھی اپنے آپ میں مشغول ہے اور ایسا آدمی جو خود بین ہو سالکان طریقت میں کیسے شمار ہو سکے گا۔

8- جب حضور قلب حاصل ہو تو لوگوں کے ساتھ ملنے جلنے سے یہ نعمت زائل نہیں ہوتی۔ البتہ تعلیم و تعلم اور باریک علوم میں مشغول ہو جائے تو حضور قلبی میں کچھ تھوڑا سا حجاب واقع ہو جاتا ہے۔ جسے حضور قلب کا ملکہ اس طور حاصل ہو جیسے آنکھ میں بصارت تو اسے علوم وفنون کے شغف سے بھی کوئی حجاب واقع نہیں ہوگا۔

9- بعض مشائخ کے نزدیک منزل سلوک میں تمام امور سے اہم یہ امر ہے کہ سالک

Marfat.com

ہر لمحہ اور ہر حالت میں حق تعالیٰ کا مشاہدہ مظاہر کائنات میں کرے یعنی وہ یہ تصور کرے کہ وجود باری کی حقیقت مختلف اور کثیر صورتوں کے ذریعہ قید و اطلاق کی صفات میں مشتمل ہو کر جو دکھائی جا رہی ہے اس کا وجود حقیقی نہیں بلکہ اعتباری ہے۔ قابل توجہ امر یہ ہے کہ تمام حجابات ختم کر کے سالک احدیت کے سورج کو تعینات کے پہاڑوں میں طلوع ہوتا دیکھ سکے۔ اسی مقام سے سالک پر حقیقت مخفی کے تمام رموز منکشف ہونے لگ جاتے ہیں۔ البتہ مظاہر میں معیت حق کا مطالعہ اس انداز سے کرتا رہے کہ ایک بسیط نور نظر آ رہا ہے جو ہر چیز سے اول ہے اور مثالی صورتوں اور خیالی ہیولوں سے تجاوز کر کے وہ نور بسیط ایک حقیقت ثابتہ کی شکل میں نظر آ رہا ہے۔

10- فرمایا کہ عالم امکان کے حجابات اور قوت وہمیہ کی انانیت سے چھٹکارا پانا منزل عرفان کا پہلا قدم ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ الصوفی ھواللہ یعنی جب ممکن (انسان) اپنے وجود سے اپنے امکان سے گرد و غبار جھاڑ دے گا تو ذات واجب الوجود کے سوا اس میں باقی کچھ نہیں رہے گا۔ پھر فرمایا وجود حق ہر چیز میں اس کی استعداد کے مطابق جلوہ گر ہوتا ہے اور جو کچھ بھی سمع اور بصر اور تمام صفات سے ظاہر ہوتا ہے وہ ان تمام قویٰ و صفات کی صلاحیت کی مقدار سے مطابقت رکھتا ہے ایسے مقام پر جب کوئی مبتدی خود کو علیحدہ سمجھتے ہوئے نگاہ ڈالتا ہے تو وحدت میں متردد ہو جاتا ہے۔ اور جونہی اسماء و صفات کے سایوں سے خود کو نکال لیتا ہے تو تمام تر اعتراضات وخیالات رفع ہو جاتے ہیں۔ جو خود محجوب نہیں وہ بغیر اعتبار قویٰ کے حقیقت وجود کو پا سکتا ہے۔

11- بصارت بھی دراصل بصیرت روح (حقیقی بنیائی) ہی کا اثر ہے مگر مخصوص فاصلے اور جہات میں مقید ہے کہ یہ فاصلہ وجہت نہ تو غایت درجہ دور رہے اور نہ قریب۔ جب بصیرت کو قوت و ادراک حاصل ہو جائے تو یہی بصارت اسکے تابع فرمان ہو کر جہت و مسافت کی تمام قیود سے بری ہو جاتی ہے۔

12- اہل اللہ کو دنیا میں وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کہ دوسروں کو قیامت میں عطا ہوگا۔ وہ ذات باری تعالیٰ کو واشگاف اور اشکال سے منزہ بالکل روز قیامت میں دیدار حق کی

Marfat.com

طرح (دنیا ہی میں) اچکتی ہوئی بجلی کی صورت میں دیکھتے ہیں اور ان میں سے بعض اس سے بھی زیادہ اور کچھ تو متواتر دیدار عام کرتے ہیں۔

13- اولیاء اللہ کے سلسلے میں داخل ہونے سے مراد عمل اور تسلیم کا مظاہرہ کرنا ہے۔ جب تک کوئی ان کی ریاضتوں اور اطوار کو نہ اپنائے' چاہے کوئی کتنا بھی ظاہری ارتباط پیدا کرلے اسے داخل سلسلہ نہیں کہا جا سکتا۔

14- میں نے عرفا و علماء کی ایک بہت بڑی محفل میں مسئلہ وحدۃ الوجو ثابت کر دکھایا مگر تمام بحث کے دوران ''وحدۃ الوجود'' کی اصطلاح کو لفظاً استعمال نہ کیا۔ انہوں نے دلائل تو قبول کر لیے مگر لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے۔

15- جب کسی کو ذوق مشاہدہ حاصل ہو جائے تو کوئی معصیت اسے زائل نہیں کر سکتی کیونکہ چاہے صالح ہو یا فاجر دونوں کے نزدیک شرینی محبوب تر ہے اور گناہوں سے حفاظت محض ذات باری کی عنایت پر مبنی ہے۔

16- احدیت و واحدیت میں تقدم و تاخر زمانی نہیں بلکہ رتبے کے لحاظ سے ہے جب کہ کچھ غیر حقیقت پسند لوگوں کے گمان میں یہ تقدم و تاخر زمانی ہے۔ تقدم رتبی کی مثال یوں ہے کہ ایک ہی وقت میں زید اپنے خارج میں زید بھی ہے اور انسان بھی! عالم بھی ہے اور پارچہ باف بھی مگر جب اسکی ذات خاص پر نظر ڈالی جائے تو اسے صرف انسان کا نام دیا جاتا ہے اور اگر صفات کی نفی کریں تو صرف انسان کہلائے اور اگر ان تمام صفات کو اس کے ساتھ ملحوظ رکھا جائے تو اسے باصفات انسان کہا جائے گا۔

17- فرمایا پردوں کے اٹھنے کے بعد کشف ذات کہ جس کا نام رویت ذات اور تجلی برقی ہے اس جہان میں تجلی امکانات کے پوری طرح اٹھ جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ جو کہتا ہے کہ یہ تجلی برقی نہیں ہوتی مگر موت کے بعد ایک اعتبار سے ہوتی ہے تو اس ضمن میں کہا گیا ہے کہ جب نوعی سے چھٹکارا پا لینا موت سے تعلق رکھتا ہے۔

18- جس کے سامنے سے پردے اٹھ گئے تو وہ اپنے پروردگار کو اپنی روح میں دیکھتا ہے اور اسی کو کشف ذات کہتے ہیں اور ایسے میں عارف عدم تناہی ذات کی طرف متوجہ

Marfat.com

نہیں ہوتا، کیونکہ یہ صفات میں سے ہے۔

19- مخالف شریعت کوئی بات منہ سے نکالنا کذب فی الاقوال ہے اور شریعت کے برخلاف کوئی کام کرنا کذب فی الافعال۔ اسی طرح ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متلون ہونا کذب فی الاحوال ہے۔

20- اہل شہود حسین و جمیل عورتوں اور بے ریش مونچھ کے نازک اندام لڑکوں کی طرف کبھی توجہ نہیں کیا کرتے کیونکہ ان کے نظر ان لوگوں سے تجاوز ہو کر منتہائے حقیقی پر پڑتی البتہ جو لوگ نعمت عظمیٰ سے محروم و محجوب ہوتے ہیں وہ خوبصورت عورت کی طرف مائل ہوتے اور بدصورت عورت سے اعراض کرتے ہیں لیکن عارف کے نزدیک دونوں مساوی حکم رکھتی ہیں۔ اسی طرح اہل شہود راگ سننے سے لطف اندوز نہیں ہوتے کیونکہ گانے والے کی آواز اور سننے والے کے کان کی مسافت ایک یا دو تیروں کی مسافت سے زیادہ نہیں ہوتی چاہے گانے والے کی آواز تیز بھی کیوں نہ ہو۔ جبکہ اہل شہود ان تمام سے بہت آگے اپنے مطلوب حقیقی تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

21- اہل شہود سانپ بچھو اور شیر چیتے اور چوروں اور ڈاکوؤں سے کبھی نہیں ڈرتے۔ یہی وجہ ہے بعض اکابرین نے امتحان کی غرض سے اپنے نفوس کو ان خطرناک اور دہشت انگیز مقامات میں ڈال دیا جو درندوں اور زہریلے جانوروں کا مسکن ہوتے تھے اور جہاں آب و دانہ کا نام ونشان تک نہیں پایا جاتا تھا۔ لیکن اس پر بھی جب ان کے دلوں میں کسی قسم کا خوف وخطر پیدا نہ ہوا تو معلوم کر لیا کہ اب ہم میں کمال پیدا ہوگیا ہے اور ہماری زندگی ایک بڑے عروج پر پہنچ گئی ہے۔

22- عارف کامل کبھی انجام اور خاتمہ پر نظر نہیں ڈالتا کیونکہ یہ اس کے حق میں قطعی نقصان دہ ہے۔ اگر ہزار مرتبہ یہ دل کے بجھا دینے والی ندا سنتا ہے کہ ہم نے تجھے بد بخت اور شقی کیا ہے یا خوشخبری کان میں پہنچتی ہے کہ تیرا خاتمہ بخیر ہے پھر بھی وہ تقدیر کی ان دونوں باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

23- جہاں تک حسین بن منصور حلاج کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں ابوسعید خراز نے یہ رائے دی ہے ''ابن منصور میدان وحدت میں یگانہ روز گار تھے اور ان کے

Marfat.com

زمانے میں مشرق و مغرب تک ان کے پائے کا کوئی آدمی نہیں تھا۔ اسی وجہ سے ان پر سر توحید کا ایسا غلبہ ہوا کہ وہ پیچھے نہ ہٹے، مگر مناسب بات تو یہ ہے کہ ابن منصور نے خود توحید حقیقی کے راز کو نہیں پایا تھا کیونکہ وہ اپنے قول انا الحق پر ہمیشہ قائم رہے جبکہ تجلی برقی آن واحد کی طرح ہے۔ اکثر عرفاء جو شہود کی کسی ایک قسم سے مشرف ہوئے اپنے تئیں یہ سمجھتے رہے کہ انہیں شہود ذاتی حاصل ہو گیا ہے حتیٰ کہ وہ اسی زعم میں چل بسے۔

24- فرمایا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ عاشقیت میں جو لذت ہے وہ دوئی کے اٹھ جانے میں نہیں غلطی پر ہے کیونکہ عاشق دوئی کے سبب آتش عشق میں جلتا رہتا ہے اور ایسے میں وہ شرک خفی کا مرتکب ہوتا ہے اگرچہ یہ مرتبہ حسنات الابرار کا ہے مگر سیئات المقربین میں شمار ہوتا ہے جب کہ صاحب شہود و عظمت استغنا اور جلال و جمال سے لذت یاب ہوتا ہے اور اس لذت کا درجہ لذت عاشقیت سے کہیں بلند ہے۔

25- مشاہدہ سے مراد ایسی توجہ قلب ہے جو کہ حقیقت الحقائق کی طرف مبذول ہو چاہے ایک ساعت کے لیے ہی کیوں نہ ہو اور جس نے ذات حق کو نہ پہچانا اور اس کے مظاہر کو نہ جانا وہ مشاہدہ حق سے بے خبر ہے۔

26- یہ بات عارف کے شایان شان نہیں کہ دوسرے عارف کے مرید کو اپنی طرف پھیر لے اور اس کی توجہ اس کے اپنے شیخ سے ہٹا دے اور اگر اس موقع پر مرید التجا و زاری بھی کرے تو بھی اسے اس کے شیخ کے حوالے کر دے۔ البتہ اگر اس کا شیخ کسی دوسرے شہر چلا جائے یا فوت ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

27- مشاہدے کو عالم مثال و ارواح کے طے کرنے کی حاجت نہیں اور ایک شہود وہ ہے جو محض جذبہ الٰہیہ سے حاصل ہوتا ہے لیکن اس طرح کے شہود کی بقا کا اعتبار نہیں بخلاف اس شہود کے جو سلوک کے بعد حاصل ہوتا ہے چونکہ یہ عبور کے بعد ہوتا ہے لہٰذا اس کی بقا کا اعتماد موجود ہوتا ہے۔

28- علوم توحید کے مقابلے میں تمام علوم بمنزلہ بھوسی کے ہیں اور علم توحید بمنزلہ آٹے کے۔ پھر علم توحید اور وصول و شہود کی مثال ایسی ہے جیسے آٹا اور مغز۔ وصول سے

Marfat.com

قبل علم توحید ہی میں محو ہو کر رہ جانے سے سالک ہرگز لذت یاب نہیں ہوتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ بیاہ رچانے والا بیاہ کے بعد مشاطہ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا۔

29- بسیار خوری اخلاق ذمیمہ پیدا کرتی ہے۔ ایک حدیث ''انسانوں کے دل موسم سرما میں نرم پڑ جاتے ہیں۔'' کے ضمن میں فرمایا موسم سرما میں انسانوں کے بدن باہر سے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور ان کے باطن گرم ہوتے ہیں اور موسم گرما میں اس کے برعکس۔ جب اس قلب صنوبری کی چربی پگھل جاتی ہے تو قلب معنوی شفاف ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر فاقہ اور ذکر بالجہر کثرت سے کیا جائے تو بھی اس کی چربی پگھل جاتی ہے سیر ہو کر کھانا غصہ اور شہوت جیسی چیزیں اوصاف ذمیمہ پیدا کرتا ہے۔

30- حضرت علیؓ سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا میں نے کبھی مشاہدے کے بغیر خدا کی عبادت نہیں کی۔ اس پر سائل نے پوچھا آپ نے رب کو کس طرح دیکھا؟ فرمایا اسے کھلے بندوں آنکھوں نے تو نہیں دیکھا لیکن اسے قلوب نے حقائق ایقان کے ساتھ دیکھا ہے۔

31- مجذوب واصل سے خوارق عادات اور کشف ظاہر نہیں ہوتے کیونکہ وہ وحدت ذاتیہ میں اس قدر مستغرق ہوتا ہے کہ کائنات کی طرف توجہ نہیں دے سکتا۔ لیکن سالک کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ مجذوب کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی شخص کو ہووج میں ڈال کر وادیوں اور راستوں سے گزارتے ہوئے ایک شہر سے دوسرے شہر لے جایا جائے تو ایسا شخص درمیانی راستوں کی تفصیل نہیں بتا سکتا جبکہ سالک اس راہ کے تمام مقامات سے پوری طرح آگاہ ہوتا ہے۔ اگر مجذوب واصل حقیقت کائنات سے آگاہی (کشف) حاصل کرنا چاہے تو اسے سلوک اختیار کرنا چاہیے۔

32- مکاشفہ حجابات کے اٹھ جانے کا نام ہے اور اس کا مبداء (آغاز یا بنیاد) محبت ذاتیہ ہے۔ عارف اس میں کائنات کو اس حد تک ترک کر دیتا ہے کہ بادشاہان جہان اور امرا دنیا اسے کتے' خنزیر اور شیطان کے بھائی معلوم ہوتے ہیں۔ اس مقام پر خداوند تعالیٰ دل میں محبت ذاتیہ کو جاگزین فرما دیتا ہے اور خلق سے نفرت'

Marfat.com

خلوت اور شب بیداری فنا فی اللہ ہونے کے مبادیات میں سے ہے۔ چنانچہ اس مقام پر عارف خود فانی ہو کر بقا باللہ کے مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کثرت مشاہدہ وحدت میں مزاحم نہیں ہوتی اور جلوت بھی خلوت ہو جاتی ہے۔ نیند بیداری سے بدل جاتی ہے اور آنکھیں سرمہ عنایت ازلی سے مخمور ہو جاتی ہیں۔

33- غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے بارے میں مشہور ہے کہ "آپ کی مجلس میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام تشریف لایا کرتے تھے" کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت غوث اعظم حقیقت روح (جو کہ تمام کائنات میں جاری و ساری ہے) سے واصل تھے اس لئے آپ اسی مرکز و منبع ہدایت سے وعظ و تبلیغ فرمایا کرتے تھے جہاں سے دوسرے اولیاء کرام یا انبیاء علیہم السلام فیضان حاصل کرتے تھے۔ اسی بات کو محبت کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا کہ آپ کی مجلس میں انبیائے کرام تشریف لاتے تھے۔

34- فرمایا بیس سال قبل مجھے یہ الہام ہوا کہ اگر تو میری رحمت کی امید پر نماز پڑھتا ہے تو تجھے رحمت سے نواز دیا۔ اور اگر تو میری رضا چاہتا ہے تو میں تجھ سے راضی ہو گیا۔" میں نے عرض کیا کہ بار خدایا! میرا مقصود تو بس تعمیل ارشاد ہے۔ لیکن اب تو معاملہ ہی اور ہے۔ یہاں آپ نے فرمایا۔ "یہ گروہ صوفیا احکام ظاہری میں غلام اور جہان باطن کا شہنشاہ ہے" پھر فرمایا اصحاب شہود کو عبادت کی تکلیف و ریاضت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن حق تعالیٰ ان پر عبودیت قائم رکھتا ہے۔ اور یہ نفوس قدسیہ نفس بلکہ روح سے بھی نجات حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ اس لیے زنا اور شراب ایسی برائیوں کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔

35- فرمایا خواجہ نقشبند نے بعض اسلاف کا ایک قول نقل کیا ہے کہ "توحید ایک تنگ گلی ہے۔" اس کی تشریح میں فرمایا جس وقت نظر عارف سے جمع کثیرہ صفاتیہ پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔ اور بجز وحدت ذات کے اسے کچھ دکھائی نہیں دیتا تو اس دوران کوچہ توحید ایک تنگ گلی ہو جاتی ہے۔ لیکن بقا کے بعد جب وحدت میں کثرت اسماء و صفات کا مطالعہ میسر آتا ہے تو اس مقام پر وہ عظیم وسعت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ صرف وحدت پر اکتفا کر لینا کمال نہیں بلکہ کمال توحید تو عین

Marfat.com

وحدت میں کثرت کا نظارہ ہے۔

36- حضرت خواجہ نقشبند کے اس قول "عارف سر حقیقت تک تو رسائی حاصل کر سکتا ہے مگر سر معرفت و علم تک نہیں پہنچ سکتا۔" کے بیان میں فرمایا کہ جب احدیت کا آفتاب کوہ عارف سے نمودار ہوتا ہے تو آسمان حقیقت روشن ہو جاتا ہے لیکن سر علم و معرفت! تو یہ تمام شیونات کی معرفت کے ساتھ وابستہ ہے جو محال ہے۔

37- ابن عربی کے قول "بندہ بہ ہر صورت بندہ ہی رہتا ہے چاہے کتنی ترقی کر لے اور رب ہر صورت رب ہے چاہے جتنا تنزل اختیار کر لے" کی تشریح میں فرمایا بندہ چاہے مراتب اعلیٰ پر پہنچ جائے وہ اپنی مقدار عین سے خارج نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس کے تمام تر کمالات اس کی استعداد عین کے دائرہ کار کے اندر ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ اپنی صرافت اور اطلاق کے ساتھ جلوہ گر ہے اگرچہ اس نے مظاہر میں بھی اپنا ظہور فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص پر اجمالاً تجلی فرماتا ہے اگرچہ وہ تجلی متجلیٰ کہ (جس پر تجلی کا ظہور ہو رہا ہے) کی استعداد کے مطابق ہوتی ہے تاہم اس میں سطوت تسخیر اور قہر وجوب نمایاں ہوتے ہیں اور مقام فنا میں ایسے مقام بھی آتے ہیں کہ بندہ کبھی کبھار اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے' لیکن یہاں بھی انفعال اور تاثر امکان واضح ہے۔

37

شاہ عبدالرحیمؒ (وصال 1718ء)

1- فرماتے ہیں کہ میں تیرہ برس کا تھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کو مجسم سامنے دیکھا۔ انہوں نے ذکر اسم ذات کی تلقین فرمائی۔ قوت نبوت کے سبب ان کی اس تلقین نے اس قدر تاثیر دکھائی کہ اس عمر میں تحصیل علم کی مشغولیت اور قلت توجہ کے باوجود برکات ذکر اس انداز میں ظہور پذیر ہوئیں کہ کامل اور قوی الطلب طالبان حق سے دیکھنے میں نہیں آئی۔

2- فرمایا کہ شیخ ادریسؒ نے حضرت شیخ آدم بنوری کی خدمت میں لکھا کہ "مجھے ہر چیز

Marfat.com

میں ایک خدا نظر آتا ہے ہر در و دیوار کو اس ایک نور کی تجلیات سے بھرپور پاتا ہوں۔" شیخ آدم نے جواب لکھا "کہ بابرکت اور عجیب حالت ہے لیکن کاملین سلوک کے حالات سے موازنہ کیا جائے تو مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ بھائی کسی کوچہ تنگ سے گذرنے کا سوال نہیں کہ راہ سلوک میں اتنے سمٹ کر رہ گئے ہو۔ یہاں تو ایک شاہراہ عظیم کھلی ہوئی ہے جس پر توسن فکر و خیال کو بڑھا چڑھا کر دوڑایا جا سکتا ہے۔"

-3 فرمایا کہ سید عبداللہ نے تذکرہ کیا کہ آغاز کار میں جب میں شیخ آدم بنوری کی خدمت میں پہنچا تو میرا قلب نسبت روحانی سے بالکل خالی ہوگیا اور جمعیت خاطر میں فتور ظاہر ہونے لگا۔ میں پریشان ہوا اور حضرت شیخ آدم کی خدمت میں عرض کی۔ فرمایا "پہلی نسبت سرکہ کا حکم رکھتی ہے اور جو جمعیت قلب ہماری صحبت میں پاؤ گے اس کی مثال گلاب کی سی ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر بوتل میں سرکہ ہو اور اس میں گلاب ڈالنے کا ارادہ کیا جائے تو سب سے پہلے بوتل کو خوب اچھی طرح دھو کر صاف کیا جاتا ہے تاکہ سرکے کا ذرہ بھر بھی اثر باقی نہ رہے۔ تب وہ بوتل گلاب کے قابل بنتی ہے۔"

-4 فرمایا کہ ابتدائے سلوک میں جب میں حضرت شیخ آدم کی بارگاہ میں پہنچا تو دیکھا کہ تمام ارادت مندوں نے شیخ کے گھر کا کاروبار آپس میں بانٹ لیا تھا۔ کچھ مدت بعد میں نے جنگل سے لکڑیاں لانے کا کام سنبھال لیا۔ مگر ابھی تک مجھے یہ شرف حاصل نہ تھا کہ شیخ کی مجلس میں باریاب ہوسکوں۔ کچھ مدت کے بعد شیخ ایک نہر پر غسل کرنے تشریف لے گئے۔ ارادت مند بدن کی میل دور کرنے اور مالش کرنے میں مشغول ہوگئے۔ میں بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیا۔ لیکن میں نے سب کی نسبت بہتر خدمت سرانجام دی جس کی بنا پر شیخ اسی وقت میری طرف متوجہ ہوئے اور ایک ہی نگاہ نے میرا کام تمام کر دیا۔ اور اسی نہر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ساتھی مجھے مردے کی طرح وہاں سے خانہ شیخ تک اٹھا لائے۔ چھ ماہ بعد پھر اس نہر پر شیخ کی مالش بدن میں مصروف تھا کہ از راہ کرم پھر مجھ سے دریافت حال فرمایا۔ اس التفات کی کیفیت سے میں پھر بے ہوش ہوگیا۔ میرے

Marfat.com

پاس جو کچھ بھی ہے یہ اسی نگاہ لطف کا صدقہ ہے جو شیخ نے دو مرتبہ مجھ پر مبذول فرمائی۔

5- فرمایا کرتے تھے کہ اوقات تدبر و تفکر میں سے ایک وقت میں حق سبحانہ وتعالیٰ سے میں نے تحقیق و اطمینان کی نیت سے ذات بے چوں کا مثالی صورتوں میں ظہور طلب کیا۔ میرے اوپر ایک حالت طاری ہوگئی اور اپنے آپ کو قیوم عالم کی صورت میں ملاحظہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ کائنات کے ذرے ذرے کا تعلق اور ربط میری ذات کے ساتھ اس حیثیت سے ہے کہ اگر وہ تعلق منقطع ہو جائے تو پوری کائنات لاشئے محض ہو کر رہ جائے۔

6- فرمایا ایک دفعہ میں نے کشفی کیفیت میں دیکھا کہ حق تعالیٰ کے اسماء حیٔ علیم اور بصیر روشنی بخش دائروں مثلاً سورج اور چاند کی شکل میں میرے لیے صورت پذیر ہوگئے ہیں اور یکے بعد دیگرے طلوع و غروب ہو رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ بسیط کے شکل پذیر ہونے کے لیے قریب تر صورت دائرے کی ہے۔ اسی وجہ سے اسمائے الٰہیہ دائروں کی شکل میں نمودار ہوتے رہے۔

7- فرمایا ایک دن عصر کے وقت میں مراقبے میں تھا کہ مجھ پر غیبت (اپنے سے غائب ہونا) کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرے لیے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا۔ اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔

8- فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دو آدمی دکھائے گئے۔ ایک ذکر حق میں اس قدر مستغرق تھا کہ ماسویٰ اللہ کی طرف کوئی توجہ نہیں تھی اور نہ ہی کچھ اپنا ہوش تھا۔ دوسرا آدمی اس سے بھی زیادہ کامل لیکن وہ اس قدر ذکر حق کے باوجود تمام کائنات پر بھی نظر رکھتا تھا اور اپنا شعور بھی رکھتا تھا اور ظاہری و باطنی آداب سے بھی کمال درجہ مزین تھا۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں الہام ہوا کہ پہلا ذات حق میں فانی ہے اور دوسرے کے مقام کو آیت کریمہ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً (البتہ ہم ایسے مردان خود آگاہ وحق آگاہ کو پاکیزہ دائمی زندگی عطا فرماتے ہیں) بخوبی بیان کر رہی ہے۔

9- اوقات عزیز میں سے ایک وقت مجھے فنائے کلی اور غیبت تامہ میسر ہوئی تو دیکھا کہ

Marfat.com

حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے فلاں بندے کو ڈھونڈ لاؤ۔ زمین و آسمان میں تلاش کیا نہ پایا جنت میں تلاش کیا وہاں بھی نہ پایا۔ اس پر حق تعالیٰ نے فرشتوں سے خطاب کیا کہ جو بھی مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمان میں ملے گا نہ زمینوں میں پایا جا سکے گا اور نہ ہی بہشت میں! یہ ہے شان عبدیت۔

10- ذکر اسم ذات کے دوران میں نے بعض فرشتوں کو دیکھا کہ میرے ارد گرد بیٹھے ہوئے تسبیح و تقدیس اور تحمید و تکبیر میں مشغول ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرے قریب آؤ اور ذکر اسم ذات میں میرا ساتھ دو۔ وہ کہنے لگے ہم تیرے نزدیک آنے اور تیرے ذکر میں شامل ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔

11- ابتدائے حال میں بازاری لوگوں کی آوازیں بھی مجھ پر اسم ذات کی صورت میں ظاہر ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ میں نے نیا جوتا پہنا تو چلنے میں اس سے جو آواز نکلتی اس پر بھی میں جل جلالہ کہتا جسے سن کر لوگ تعجب کرتے۔

12- فرمایا کہ رسالت مآب ﷺ کے عرس مبارک کے دنوں میں ایک مرتبہ اتفاقاً خزانہ غیب سے کچھ میسر نہ آ سکا کہ میں کچھ طعام پکا کر حضور ﷺ کی روح پر فتوح کی نیاز دلوا سکتا۔ لہذا تھوڑے سے بھنے ہوئے چنے اور قند پر اکتفا کرتے ہوئے میں نے آپ کی نیاز دلوا دی۔ اسی رات بچشم حقیقت دیکھا کہ انواع و اقسام کے طعام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ اسی دوران وہ چنے اور قند بھی پیش کئے گئے۔ انتہائی خوشی و مسرت سے آپ ﷺ نے وہ قبول فرمائے اور اپنی طرف لانے کا اشارہ فرمایا اور تھوڑا سا اس میں سے تناول فرما کر باقی اصحاب میں تقسیم فرما دیا۔

13- فرمایا ایک جن نے مجھ سے بیعت کے اشغال و اوراد سیکھے۔ ایک دن میں گھوڑے پر سوار جا رہا تھا کہ وہ متشکل ہو کر میرے سامنے آ گیا اور صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں پوچھنے لگا۔ میں نے اسے بتایا۔ جہاں میری بات اسے پوری طرح سمجھ میں نہ آتی وہ دوبارہ پوچھ لیتا یہاں تک کہ اچھی طرح سمجھ گیا۔ ایک دن محمد غوث کی چار پائی پریاں اٹھا کر لے گئیں اور اسے تکلیف دینے لگیں۔ یہی جن وہاں پہنچ گیا اور پریوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر محمد غوث کو چھڑا لیا اور اسے کہا حضرت والا سے سلام کے

Marfat.com

بعد کہنا کہ یہ پریاں جو تمہیں ایذا دے رہی تھیں میں نے انہیں ڈانٹ کر بھگا دیا ہے۔

14- فرمایا ایک دن میں نے لطف سون پتی کو دروازے پر پریشان حال دیکھا۔ میں نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوگیا ہوں۔ یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر لے گئے۔ ان کی ایک عزیزہ کو جن نے پاگل کر رکھا تھا مجھے دیکھتے ہی وہ تعظیم کے لیے اٹھا اور سلام کیا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میرا نام عبداللہ ہے اور میں محمد طاہر کے درس میں انسانی شکل میں پڑھتا ہوں۔ جس روز آپ اکبرآباد میں داخل ہوئے تھے اور محمد طاہر اپنے شاگردوں کے ساتھ آپ کے استقبال کے لیے شہر سے باہر آئے تو میں بھی ان میں موجود تھا۔ میں نے پوچھا آج کل کیا پڑھ رہے ہو؟ کہنے لگا کافیہ میں مفعول مطلق کی بحث وغیرہ۔ میں نے کہا اس کی نحوی تشریح کرو۔ اس نے کر دی۔ میں نے کہا میں محمد طاہر سے تمہاری سفارش کروں گا کہ وہ تم پر زیادہ توجہ دیں۔ اس جن نے کہا اگر محمد طاہر کو میرا پتہ چل گیا تو وہ مجھے درس سے نکال دیں گے۔ پھر اس نے اپنا معمول مجھے بتایا کہ میں رات کو چار حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصے میں نماز پڑھتا ہوں۔ دوسرے میں کلمہ نفی و اثبات کا ذکر کرتا ہوں۔ تیسرے حصے میں کافیے مطالعہ کرتا ہوں اور آخری حصے میں آرام کرتا ہوں۔ اور دن بھر محمد طاہر کے پاس رہتا ہوں۔ ایک اونچی کھڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ میں یہاں رہتا ہوں۔ اس عورت نے اس مقام پر پیشاب کر کے میری جگہ کو ناپاک کر دیا ہے اور میرے نظام الاوقات کو خراب کر دیا ہے اس لیے میں نے اسے تکلیف دی ہے شاہ صاحب نے حکم دیا۔ فوراً ہی اس جگہ کو پاک کر کے خوشبو میں بسا دیا گیا۔ چنانچہ اس انتظام سے وہ بہت خوش ہوا اور واپس چلا گیا۔ اسی وقت وہ عورت ہوش میں آگئی اور اسے صحت ہوگئی۔

15- ایک مرتبہ آپ بیماروں کے قارورے دیکھ کر نسخے تجویز کر رہے تھے۔ اس مجلس میں ایک ہندو طبیب بھی تھا۔ ایک قارورہ کو دیکھ کر شاہ صاحب نے فرمایا یہ ایک عورت کا قارورہ ہے جس کا نام یہ ہے۔ ہاتھ ایسے ہیں کردار یہ ہے اور اس کی

Marfat.com

بیماری کا سبب یہ ہے۔ اس ہندو طبیب نے سب کچھ سن کر عرض کی کہ حضرت طب میں یہ مسئلہ آپ نے کس کتاب میں دیکھا ہے؟ فرمایا یہ طب کی بات نہیں یہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیروکاروں کی سچی فراست ہے کہ وہ سب کچھ دیکھ لیتے ہیں۔

16- ذات الٰہی میں گم ہونے اور عرفان و آگہی میں پوری توجہ صرف کرنے سے قوت مشاہدہ اور حضوری حق میں دوامی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگ اس کیفیت سے متاثر ہوتے ہیں اور کچھ متاثر نہیں ہوتے۔ جب یہ نسبت دوامی کی کیفیت حاصل ہو جائے تو اس میں لحظہ بہ لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے اور تمام ہستی موہوم (عارضی) پس پردہ چلی جاتی ہے۔ طالب کو وجود حقیقی عطا ہوتا ہے۔اور عالم شہود میں وجود امکانی کے آثار کلی طور پر مٹ جاتے ہیں اور وجود حقانی کے انوار و آثار ظہور پذیر ہوتے ہیں اور سالک قرب نوافل کے مقام سے گزر کر قرب فرائض کے مقام میں جا پہنچتا ہے۔نوع انسانی تو کیا جانور بھی اس نسبت سے متاثر ہوتے ہیں۔

17- فرمایا میرے پیشوا حضرت خواجہ خورد قدس سرہ کی خدمت میں جب بھی جاتا تو فرمایا کرتے کہ اپنے آپ کو درس و تدریس، غیر ضروری کہانیوں اور کتابوں کے مطالعہ سے دور رکھو اور اپنی تمام تر توجہ اس نسبت پر مبذول رکھو جو تمام برگزیدہ بندوں کے لیے ضروری قرار دی گئی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جب تک ہم درس و تدریس وغیرہ کے اسیر رہے اس نسبت کے عجیب وغریب آثار ہم پر ظاہر نہ ہو سکے مگر جونہی ان چیزوں سے ہاتھ اٹھایا جو چاہا وہی پایا۔

18- نسبت آگاہی تجلی ذات کا آئینہ ہے اور یہ نسبت سطوت محبت اور غلبہ شوق کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس نسبت کا تعین صرف وہی علم کر سکتا ہے جو سالک کو باریک اور نازک تر مقامات تک پہنچا سکے۔

19- موت کے بعد ترقی درجات ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔ کشفی طور پر معلوم ہوا کہ وہاں ہر شخص کی ترقی اپنے اپنے مقررہ مقام کے اندر ہوگی کیونکہ اُس عالم کا ہر مقام اپنے اندر اتنے پہلو، شاخیں، مراتب اور درجات رکھتا ہے کہ جس کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ اسی مقام کے زینے، مراتب اور درجات طے کرنے کو یہ سمجھنا خلاف

Marfat.com

حقیقت ہے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر ترقی کر رہا ہے بلکہ اس کا یہ روحانی سفر اپنے ہی مقام کے آخری حدود تک جاری رہ سکے گا۔ شاہ ولی اللہ کے نزدیک موت کے بعد ترقی مدراج اس لیے نصیب ہوتی ہے کہ مادی وجود کے تمام اجزاء گھل کر ختم ہو جاتے ہیں اور ملکوتی قوتیں پوری طرح ظہور پذیر ہو جاتی ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو ایک خاص استعداد دے کر پیدا کیا ہے۔ جیسے فرمایا "ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے لیے ایک مقام معلوم مقرر نہ کیا گیا ہو۔" (37:164) لہذا مرنے کے بعد جب انسان کے اندر چھپی ہوئی حیوانی قوتیں اور مادی وجود کے فانی اجزاء منتشر ہو جانے سے صفائے روح اور رونق نوری پیدا ہوتی ہے تو انسان اپنے اس مقام کو پالیتا ہے جسے مقام معلوم کہا گیا ہے۔

20- کسی نے پوچھا کہ لوگوں میں زندگی کیسے گزارنی چاہیے؟ آپ نے فرمایا: "لوگوں میں ان جیسا ہو کر رہو" پھر پوچھا حق سبحانہٗ و تعالیٰ تک پہنچے کا کون سا راستہ ہے؟ فرمایا "خدا کو پانے والے وہ مردان راہ خدا ہیں جنہیں کاروبار اور مفادات خدا سے نہیں روکتے۔"

21- شاہ عبدالرحیم شیخ اکبر ابن عربی کی بہت تعظیم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر میں چاہوں تو فصوص الحکم کو برسر منبر بیان کر کے اس کے تمام مسائل کے اثبات کے لیے آیات قرانی اور احادیث سے دلائل پیش کروں اور اس انداز سے بیان کروں کہ کسی کا شک باقی نہ رہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ وحدۃ الوجود کے مسئلے کو بیان کرنے سے احتراز فرماتے تھے کیونکہ اس دور کے اکثر لوگ اس کے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے اور ناسمجھی کی بنا پر الحاد اور زندقے کے بھنور میں پھنس جاتے ہیں۔ اس احتیاط کے باوجود آپ کی کئی تقریروں میں وحدۃ الوجود کا رنگ جھلکتا ہے۔ اور اپنے بیٹے شاہ ولی اللہ کو بھی رسائل وحدۃ الوجود کے مطالعہ کی اکثر رغبت دلایا کرتے تھے۔

22- وھو معکم (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق معیت ایزدی کے مسئلے سے لطف اٹھاتا ہے۔ ایک گروہ نے یہ سمجھ لیا کہ حق تعالیٰ اپنے علم قدرت سمع اور بصر کے ساتھ ہم پر محیط

Marfat.com

ہے۔ ایک گروہ نے بچشم عیاں دیکھ کر کہا کہ ہر فعل اور انفعال اور ہر حرکت اور صفت جو عالم میں ظاہر ہوتی ہے حق تعالیٰ سے ہے۔ ایک جماعت نے مشاہدہ کیا کہ جو کچھ ہی ہے سب وہی ہے غیر تو ہے ہی نہیں جیسا کہ فرمایا گیا ''سب چیزیں ختم ہونے والی ہیں سوائے رب کی ذات کے'' اور وہی اول آخر ظاہر و باطن ہے۔ اور کچھ حضرات نے تو حق کو حق میں دیکھا اور اس مقام کی گہرائیاں بیان کرنے سے زبان قلم قاصر ہے۔

23- فرمایا کہ صفات ان معنوں میں عین ذات ہوتی ہیں کہ ذات محض صفات زائدہ قائمہ بالذات سے آثار کے ظاہر ہونے میں کفایت کرتی ہے۔

24- لطائف ستہ اور ان کے مقامات کی وضاحت کے لیے فرمایا کہ کاغذ اور قلم دوات لاؤ۔ جب لے آئے تو آپ نے ایک دائرہ بنا کر فرمایا یہ قلب ہے۔ پھر اس دائرے کے اندر ایک اور دائرہ بنا کر فرمایا یہ روح ہے۔ اس طرح دائرہ کے اندر دائرہ بناتے رہے یہاں تک کہ مقام انا تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا کہ لطائف کی صورت میں ہمیں سب سے زیادہ یہ پسند ہے یعنی انا۔ باقی سب مختلف رخ اور اعتبارات ہیں اور پھر حضرت خواجہ نقشبند کے اس قول کو ''ہمارے شیشے کے چھ رخ ہیں'' اس مسئلے کے ساتھ خوب مطابقت دی۔

25- شاہ ولی اللہ کو اپنی مجالس اور صحبت میں معاملات دنیوی کے طریقے اور حکمت عملی خوب سکھلاتے تھے۔ ان میں سے چند جواہر پارے یہ ہیں۔

☆ فرماتے تھے مجلس میں کسی بھی قوم کی تنقیص مت بیان کرو' یہ نہ کہو کہ مشرق والے ایسے ہیں اور پنجابی ایسے' افغان ایسے ہیں اور مغل ایسے! ہو سکتا ہے کہ اس مجلس میں اس قوم کا کوئی مرد میدان بیٹھا ہو یا اس علاقے کا کوئی باحمیت آدمی اور وہ اسے برا سمجھے اور اہل مجلس کا مزہ کرکرا ہو کر رہ جائے۔

☆ عوام کے خلاف ہرگز کوئی بات زبان پر نہیں لانی چاہیے' چاہے کتنی ہی سچی اور صحیح کیوں نہ ہو' ہو سکتا ہے کہ سب پھر جائیں اور مجلس بدمزہ ہو جائے۔

☆ اگر کسی آدمی سے کوئی کام ہو تو حاجت پیش کرنے سے پہلے بہت ہی خوب صورت تمہید باندھو اور پھر تدریجاً اپنی حاجت پیش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اپنی ضرورت کی بات

Marfat.com

کو اس شخص کے سامنے پتھر کی طرح دے مارو۔

☆ مجلس عام میں کسی شخص کی بھی کھلم کھلا تردید ہرگز نہ کرو۔

☆ آدمی کو ایسا لباس اختیار کرنا چاہیے جس سے اس کی صفت کمال کا اظہار ہوتا ہو مثلاً دانشمند کو دانشمندوں کا سا لباس پہننا اور ان جیسی زندگی گزارنی چاہیے اور فقیر کو فقیرانہ لباس پہننا اور طریق فقر اختیار کرنا چاہیے۔

☆ بزرگوں سے بات کرتے وقت پیچیدہ اور گنجلک الفاظ استعمال کرنا اور بہت ہی آہستگی سے بات کرنا مناسب نہیں۔

☆ اگر تم سے شجاعت' سخاوت یا جوانمردی کی کوئی خوبی ظہور پذیر ہو تو ایسا اہتمام کرنا چاہیے کہ لوگ تمہارے اس کمال سے باخبر ہو سکیں۔

☆ بیمار پرسی کا سب سے بڑا مقصد بیمار کی خوشنودی ہے نہ کہ صرف اس کے مزاج کی کیفیت سے اطلاع پانا۔ اسی طرح تعزیت سفارش اور اس قسم کی دوسری باتیں، پس جو شخص یہ سب چیزیں بجا لاتا ہے اور صاحب معاملہ کو اپنی محنت سے مطلع نہیں کرتا تو سمجھ لیجئے اس کی ساری محنت ضائع گئی۔ اور ہر وہ کام جس کے کرنے میں کوئی مصلحت یا لوگوں کے درمیان الفت و محبت پیدا کرنا یا صلح جوئی ہو اسی قبیل میں شمار ہوگا۔

☆ دوسروں کو رخصت کرتے وقت یا انہیں وصیت کرتے وقت آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف باد دشمناں مدارا

☆ اگر تم سے کمتر درجے کے لوگ تمہیں سلام کرنے میں پہل کریں تو اس بات کو انعامات الٰہی میں سے ایک نعمت سمجھو اور شکر بجا لاؤ ایسے لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آؤ اور ان کی خیر و عافیت پوچھو اس بات کا قوی امکان ہے کہ تمہاری معمولی توجہ انہیں بہت بڑی خوبی نظر آئے اور اس پر وہ ایسے مرمٹیں کہ دوبارہ اگر ایسی توجہ نہ پائیں تو دل شکستہ ہو جائیں

☆ بعض لوگوں کی یہ حماقت ہے کہ لباس یا کسی خاص عادت کو اپنے لیے ایک علامت

Marfat.com

بنا لیتے ہیں' یا کوئی تکیہ کلام مقرر کر لیتے ہیں یا کسی ایک طعام سے مصنوعی نفرت اختیار کر لیتے ہیں' اور پھر لوگ ان عادات کی بنا پر انہیں اپنی مزاح وظرافت کا نشانہ بناتے ہیں۔

☆ بعض دوست تجھ سے ذاتی محبت رکھتے ہیں یعنی اگر تیری محبت آہستہ آہستہ ان کے دل میں بس جائے تو پھر کسی حالت میں بھی ان کے دل سے نہیں نکل سکتی' نہ خوشی ومسرت کے عالم میں اور نہ رنج وغم کے حالات میں۔ ایسے دوست کو غنیمت جان کر اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھنا چاہیے۔ بعض دوستوں کی محبت کا سبب ان پر تیری فضیلت اور تجھ سے ان کی ضروریات کی وابستگی میں پنہاں ہوتا ہے اس لیے ہر دوست کی حیثیت پہچاننی چاہیے اور سب کو ایک مقام نہیں دینا چاہیے اور کسی دوست پر اس کی حیثیت سے زیادہ اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔

☆ اہل عقل اور ارباب حکمت کے نزدیک انسان کو ضروریات زندگی کے استعمال میں صرف لذت اندوزی مقصود نہ ہو بلکہ زندگی کی سب نعمتیں دفع حاجت' حصول فضیلت اور ادائے سنت کے ارادے سے حاصل کرنی چاہیں۔

☆ بول چال' سیر وسفر اور نشست و برخاست میں ضعف و نقاہت کے باوجود مردان اولوالعزم کی سی طرز و عادت کو اختیار کرنا چاہیے' اور اگر سو اتفاق سے کوئی عیب یا مکروہ فعل یا بخل تجھ سے صادر ہو تو اسے چھپانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور اس سے شرمندگی محسوس کرنی چاہیے اور اس عیب کی مد مقابل صفت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ وہ عیب یا عادتِ بد طبیعت میں راسخ نہ ہو جائے۔ جب آداب سفر پر گفتگو ہوتی تو آپ چوروں اور ٹھگوں سے بچنے کی بہت تاکید فرماتے اور اس قسم کے جو واقعات سفر اکبر آباد میں پیش آئے وہ بھی سنایا کرتے تھے۔

26- آپ اپنے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ جب سے دنیا پہ لات ماری ہے اب تک اپنے لیے بازار سے کبھی لباس نہیں خریدا' نہ دستار' نہ جامہ اور نہ جوتے۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ یہ چیزیں بوقت ضرورت کثرت سے دیتا رہا ہے ایک دن آپ نے قیمتی لباس پہن رکھا تھا۔ ایک خشک صوفی نے اس بارے میں بحث شروع کر دی آپ

Marfat.com

فرمانے لگے میرے لباس کی ہر تار جو شال در شال ہے محبت الٰہی کی کمند یعنی جال ہے کیونکہ یہ میرے سعی و ارادے کے بغیر اس کارساز حقیقی نے مجھے عطا فرمایا ہے اور تیرے لباس کی ہر تار اگرچہ موٹے کھدر کے دھاگوں پر مشتمل ہے مگر وہ تیرے لیے اژدہا ہے کیونکہ تو نے اسے اپنی سعی و کوشش سے حاصل کیا ہے۔

38

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (وصال 1763ء)

1- معلوم ہونا چاہیے کہ دین محمدی کی دو حیثیتیں ہیں۔ایک ظاہری اور دوسری باطنی۔ جہاں تک دین کی ظاہری حیثیت کا تعلق ہے۔ اس کا مقصود مصلحت عامہ کی نگہداشت اور اسکی دیکھ بھال ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ احکام و معاملات جو اس مصلحت عامہ کے لیے بطور ذرائع واسباب کے ہیں ان کا قیام عمل میں لایا جائے اور ان کی اشاعت میں کوشش کرے۔ باطن دین کا مغز اور نچوڑ ہے ''احسان'' یعنی اللہ کی اس یقین کے ساتھ عبادت کرنا کہ گویا عبادت کرنے والا اسے سامنے دیکھ رہا ہے یہ بزرگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس صفت ''احسان'' کا مظہر بنتا ہے اور باطن دین کی اشاعت اور اس کی حفاظت کا کام اس طرح اس بزرگ کے ہاتھ سے سرانجام پاتا ہے۔

2- بیعت واجب نہیں' سنت ہے اس لیے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب چاہا۔

3- بیعت لینے والے مرشد کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن اور سنت کا علم رکھتا ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ قرآن کا حافظ ہو۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ اصول فقہ' علم کلام' فقہ کی جزئیات اور ان کے فتاویٰ کا عالم ہو۔ مرشد کے لیے دوسری شرط اس کا عادل ہونا اور اس کا تقویٰ ہے۔ مرشد کو چاہیے کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچے۔ صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے نیاز ہو اور جو ذکر و اذکار صحیح احادیث میں مروی ہیں ان کا پابند ہو۔ اور اس کا دل برابر اللہ سبحانہٗ سے تعلق رکھے مرشد کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

Marfat.com

پر عمل کرنے والا ہو۔ مذبذب خیال نہ ہو نہ اس کی اپنی رائے ہو۔ صاحب مروت ہو۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ ایک مدت دراز تک مشائخ کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے اس نے تربیت پائی ہو۔ اور نور باطن اور تسکین قلب اخذ کی ہو۔ مرشد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس سے کرامات اور خوارق ہی ظاہر ہوں۔ یا وہ کسب معاش کو چھوڑ بیٹھے۔ کرامات اور خوارق، مجاہدات اور ریاضتوں کا ثمرہ ہوتے ہیں اور یہ چیز شرط کمال نہیں ہے۔ نیز جس مرشد سے پہلے بیعت کی ہے اگر اس میں کوئی خلل ظاہر ہو تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پہلے مرشد کی موت اور اس کے لاپتہ ہونے پر بھی دوسرے مرشد سے بیعت کی جا سکتی ہے۔ لیکن پہلی بیعت کو چھوڑ کر دوسرے مرشد سے بغیر کسی عذر کے بیعت کرنا تو ایک کھیل ہوگا۔

4- طریقت کی اصل ایک ہے گو اہل طریق کے سلوک کی راہیں الگ الگ ہوگئی ہیں۔ سب طریقوں کے بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے۔

5- جملہ طریق تصوف سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی طرف منسوب ہیں۔ اس لیے کہ حضرت جنید بغدادی وہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے تصوف کے اکثر قواعد و قوانین کو مدون کیا۔ موصوف کے زمانے میں بھی جو اہل تصوف تھے ان سب نے اپنے سلوک کی نسبت حضرت جنید سے ٹھیک کی تھی۔ سچ پوچھیے تو طریقت کا جو بھی سلسلہ اس وقت موجود ہے اس کا اصل سرچشمہ حضرت جنید بغدادی کی ذات گرامی ہے۔ بے شک اس ضمن میں کسی شخص کا طریقہ اویسی ہوا۔ یعنی کسی گذرے ہوئے بزرگ کی روح سے فیضان حاصل کرنا وغیرہ اور ظاہری اعتبار سے اس نے کسی اور طریقہ کا خرقہ پہن لیا۔ یا کبھی ایسا ہوا کہ ایک شخص بہت سے مشائخ کی صحبت میں بیٹھا لیکن اسکی دلی مراد حضرت جنید ہی کی دست گیری سے بر آمد ہوئی۔

6- طریقت میں سب سے پہلا قدم یہ ہے کہ سالک راہ طریقت اپنے عقائد کو درست کرے۔ چنانچہ اس ضمن میں اُسے صحابہ تابعین اور سلف صالحین کے عقائد کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے۔ اسلام کے تمام ارکان بجا لائے اور شریعت کی پاسداری کرے۔ یہ راہ طریقت کا پہلا قدم ہے اسی کا نام طاعت ہے اور طاعت در

Marfat.com

حقیقت تصوف اور احسان کی جڑ ہے۔ اس کے بغیر طریقت اور سلوک کبھی درست نہیں ہو سکتے۔

7- سالک کو چاہیے کہ سلوک کی ابتداء میں وحدۃ الوجود اور وجود کے تنزلات خمسہ کی بحثوں میں نہ پڑے۔ ان سے بچے۔ ان بحثوں سے بجائے نفع کے الٹا اسے نقصان ہوگا۔ یہ معاملات بے حد نازک اور دقیق ہیں۔

8- اگر سالک حدیث کی کتابوں کا مطالعہ نہ کر سکے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ فقہ کے چار مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کرے لیکن اگر سالک میں احادیث و آثار سے استفادہ کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو بہتر ہے کہ وہ خود ان کا مطالعہ کرے۔

9- سالک کو چاہیے کہ وہ اپنا تمام وقت ذکر و اذکار' تلاوت' نماز اور نوافل میں صرف کرے۔ اچھے اخلاق حاصل کرے اور برے اخلاق یعنی ریاکاری' حسد اور غیبت سے بچے۔ اور ریاکاری کی چھوٹی چھوٹی باتوں کی کرید میں نہ رہے۔ اس کے برعکس مرشد اس کو ایسے اذکار و وظائف میں لگائے جو محبت انگیز ہوں اور جن کی وجہ سے سالک کی توجہ دنیا کی پست اغراض سے ہٹ کر اعلیٰ اور ارفع مقاصد کی طرف مبذول ہو جائے۔

10- سالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی توجہ کو دنیاوی جاہ و مال سے اس قدر ہٹا لے کہ جب وہ ذکر و اذکار میں مشغول ہو تو اسے کوئی چیز دنیا کی طرف نہ کھینچ سکے تاکہ ذکر و اذکار میں اسے پورا اطمینان حاصل ہو اور اِدھر اُدھر کے خیالات اس کے دل کی طرف راہ نہ پا سکیں۔

11- سالک کو دن رات میں پچاس رکعتیں ضرور پڑھنی چاہیں۔ اس کے علاوہ صبح وشام اور سوتے وقت کے جو اذکار و اوراد احادیث میں مروی ہیں ان کا ذکر بھی کرنا چاہیے۔ مجھے میرے والد صاحب نے ذکر نفی و اثبات ہزار بار روز مستقل طور پر کرنے کی وصیت کی تھی۔ اور فرمایا تھا کچھ ذکر تو بلند آواز سے ہو اور کچھ آہستہ آہستہ خفی طور پر۔ اس کے علاوہ زیادہ سے زیادہ درود پاک اور استغفار پڑھے۔ لوگوں میں کم بیٹھے۔ صرف مجالس علم میں بیٹھے۔ لباس میں یا اپنے پیشہ میں دوسروں

Marfat.com

سے ممتاز اور الگ نظر نہ آئے۔ اپنے بھائیوں اور خاندان والوں کی سی وضع قطع رکھے وغیرہ۔

12- جب سالک ذکر و اذکار میں مستقر ہو جائے تو وہ وظیفہ ذکر ایسے کرے جس طرح کہ اہل عشق و محبت ذکر کرتے ہیں۔ ذکر کے معاملہ میں سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہے جو صحیح المزاج ہو اور اس میں جذبہ عشق و محبت کی شدت ہو۔ جمہور اہل طریقت کے نزدیک سب سے افضل ذکر ذات یعنی اللہ اور نفی و اثبات لا الہ الا اللہ کا ہے ذکر کرتے وقت سالک کی ایسی حالت ہونی چاہیے جیسے کہ ایک محبت زدہ شخص ہوتا ہے جو اپنے دل کا راز چھپانے کی بڑی کوشش کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس راز کو چھپا نہیں سکتا۔ اور کوشش کرے جب ذکر کرنے لگے تو وہ وجد و بے خودی کی کیفیت میں ڈوبا ہوا ہو۔

13- سالک کو جب وجد و شوق کی کیفیت حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ لوگوں سے بات چیت کم کر دے اور دنیا کے کاروبار سے کنارہ کش ہو جائے اور جسمانی لذتوں اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کو ترک کر دے۔ جب سالک راہ طریقت میں اس مقام پر پہنچ جائے تو پھر اسے مراقبہ کرنا چاہیے۔ مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ سالک اپنی قوت ادراک کو پوری طرح اللہ تعالٰی کی صفات کے تصور میں لگا دے یا وہ نزع کی اس حالت کا دھیان کرے جب روح بدن کو چھوڑتی ہے یا اس طرح کی کسی اور کیفیت پر سالک اپنی توجہ مبذول کر دے۔

14- مراقبے کی بہت سی اقسام ہیں۔ یہاں میں ان چیزوں کا ذکر کرتا ہوں جو مجھے الہام کے ذریعے عطا ہوئی ہیں۔ سب سے پہلے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ آدمی کو ماسواء اللہ سے کلیۃً فراغت ہو چکی ہو۔ اس کے بعد اپنی پوری توجہ اس طرف مبذول کر دے کہ حق سبحانہ اس کو اور اس کے علاوہ تمام کی تمام چیزوں کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے اور وہ خود ہر جہت سے پاک منزہ ہے۔ یعنی ذات باری کی ہمہ گیری کو وہ چشم بصیرت کے سامنے اس طرح متشکل کرے کہ اس کو ہر طرف حق سبحانہ ہی کا نور جلوہ گر نظر آئے۔ اور پوری دل جمعی سے اس بات پر یقین کرے کہ کون و مکان میں نور الٰہی کی یہ جلوہ گری میرے فکر و مجاہدہ کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ نور

Marfat.com

از خود بغیر میری کسی سعی و کشش سے جلوہ فگن ہے۔ مراقبے میں حق سبحانہ کے نور کو اس طرح جلوہ گر دیکھنا ہی مراقبے کا اصل مقصود ہے جب سالک حق سبحانہ کے نور کو اس طرح محسوس طور پر دیکھنے لگے تو مرشد کو چاہیے کہ وہ مرید کو نسبت بیرنگی کی طرف رہنمائی کرے۔ نسبت بیرنگی یہ ہے کہ اشیاء کے وجود کو جن کو یہ نور گھیرے ہوئے ہے خارج کر کے اور جہات کے خیال کو ذہن سے بالکل نکال کر اللہ کے نور کو اشیاء و جہات سے بالکل پاک و منزہ دیکھے۔ الغرض ''نور محسوس'' کا تصور مراقبے کا پہلا قدم ہے۔

15- جب سالک اشغال کر رہا ہو تو اسے چند رکاوٹیں پیش آتی ہیں ان میں سے ایک رکاوٹ اِدھر اُدھر کے خیالات و وساوس دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ انسانی ذہن بلاارادہ طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتا ہے یا بغیر سوچے سمجھے خود بخود خیالات دماغ میں چلے آتے ہیں۔ پہلی قسم کے خیالات کے رد کے لیے سالک کوئی ایسی تدبیر کرے جس سے اس کے دل میں جوش پیدا ہو اس سے اپنے نفس کی تہذیب و اصلاح کا جذبہ ابھرے گا۔ خلوت اختیار کرے تو فائدہ ہوگا۔ دوسری قسم کے خیالات و وساوس کا علاج یہ ہے کہ دل میں جذب و شوق پیدا کرے۔ کسی قوی حال بزرگ کی صحبت میں بیٹھے اور کچھ لحات کے لیے اپنی توجہ اس بزرگ کی طرف کر دے۔ دوم یہ کہ مشائخ کی پاک روحوں کی طرف توجہ کرے۔ ایصال ثواب کرے ان کی قبروں کی زیارت کرے اور ان بزرگوں کی ارواح سے جذب و شوق کی توفیق چاہے۔ اور تیسرے یہ کہ وہ خلوت میں جائے غسل کرے نئے کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ اور نور طلبی کی دعا کرے۔ ذکر رب کرے۔

16- جذب و سلوک کی راہ میں دوسری رکاوٹ قلق و اضطراب اور عزم و ارادہ کا ضعف بھی ہے۔ یہاں تک کہ وہ وظائف قلب میں مشغول ہونا چاہتا ہے لیکن اس کی طبیعت مائل نہیں ہوتی اور دل میں غم افزا جذبات بڑے زور سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ اس کا علاج ''یااللہ'' کا ذکر ہے۔

17- جب سالک بے رنگی کی حقیقت کو پالے تو اس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں ایک جذب کا اور دوسرا سلوک کا۔ اس مقام پر مرشد کو اختیار ہے کہ سالک کو

Marfat.com

جذب کے راستہ پر چلائے یا سلوک کے راستہ پر ڈال دے۔ جذب سے مراد وہ حالت ہے جس میں کہ وجود کے تعینات کے پردے جن کا سلسلہ اس کائنات سے لے کر ذات باری تک جو حقیقتا الحقائق ہے پھیلا ہوا ہے سالک کی نظروں سے ہٹ جائے یعنی تعینات وجود کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔

18- معلوم ہونا چاہیے کہ بارہا اس امر کا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ ذکر کی مجالس میں اور خاص طور پر جب وہ مجالس ذکر مساجد میں قائم ہوں' ذاکرین کی جماعت جب نماز و ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو ایک گھڑی بھی نہیں گزرتی کہ ان پر ملائکہ کی طرف سے برکات نازل ہوتی ہیں۔ اور یہ برکات نسیم معطر کی طرح ان کے نفوس کا احاطہ کر لیتی ہیں خواہ ذاکرین کی یہ جماعت اس وقت حضوری و مناجات کی صفت سے متصف ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

19- یہ بھی مشاہدہ ہو چکا ہے کہ جب کوئی شخص اسم ''اللہ'' کا ذکر پوری طرح شدّ اور ترتیل کے ساتھ کرتا ہے تو اس اسم مبارک کی صورت شعلہ نور کی مانند ان ملائکہ کے نفوس میں نقش ہو جاتی ہے جو ذکر پر مؤکل ہیں اور جب یہ شخص بکثرت ذکر کرتا ہے تو اسم مبارک کی یہ صورت ان فرشتوں سے اوپر جو اور فرشتے ہیں ان کے نفوس میں نقش ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح یہ صورت ترقی کرتے کرتے خطیرۃ القدس کے مقام میں پہنچ جاتی ہے۔ اور وہاں سے یہ صورت تجلی الٰہی میں جو شخص اکبر کے لیے بمنزلہ دل کے ہے جاگزیں ہو جاتی ہے۔ (شخص اکبر عالم علوی اور سفلی دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ شخص اکبر کے نفس کو نفس کلیہ بھی کہتے ہیں)۔

20- راہ سلوک کا پہلا قدم توحید افعالی ہے۔ اس کے بعد توحید صفاتی کا اور پھر توحید ذاتی کا مقام ہے۔ توحید افعالی یہ ہے کہ سالک کُل کائنات اور اس کی تمام حرکت اور نمو کو ایک واحد ہستی کا اثر اور ایک ذات کے فعل کا نتیجہ سمجھنے لگتا ہے اور اس علم کی تمام حرکات و سکنات یوں نظر آئیں گی جیسے کہ پتلیوں کا تماشہ ہوتا ہے۔ توحید صفاتی یہ ہے کہ سالک مختلف صورتوں اور مظاہر قدرت میں صرف ایک اصل کو جلوہ گر دیکھے۔ یہ ایک اصل جو وجود کے ہر مظہر میں اور کائنات کی ہر شکل میں مشترک ہے اس اصل کو ہر چیز میں بے رنگ دیکھے اور کسی مظہر کے مخصوص رنگ کو اس میں

Marfat.com

موثر نہ مانے۔ اس کے علاوہ سالک اس حقیقت سے بھی بے خبر نہ رہے کہ اصل کی اس بے رنگی اور بعد میں اس نے مختلف مظاہر میں جو الگ الگ صورتیں اور گونا گوں رنگ اختیار کئے ہیں ان دونوں حالتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ اس کے بعد جب سالک اپنی ''انا'' پر نظر کرتا ہے اور اس کے واسطے سے اصل وجود تک جو سب اناؤں کا مبدا اول ہے پہنچ جاتا ہے تو اس کی نظر میں صرف اصل وجود ہی رہ جاتا ہے اور یہ تمام مظاہر و اشکال درمیان سے غائب ہو جاتے ہیں تو یہ توحید ذاتی کا مقام ہے۔

21- شاہ ولی اللہؒ ابن عربی اور امام ربانی مجدالف ثانی سے مستفیض ہوئے۔ آپ کے نزدیک امام ربانی جس کو وحدت الشہود کہتے ہیں یہ تصور خود ابن عربی کے ہاں موجود ہے۔ ابن عربی کے تصور سے جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی تھیں مجدد صاحب نے ان کی اصلاح فرما دی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ابن عربی کا تصور وحدت الوجود غلط تھا شاہ ولی اللہ کے خیال میں خود ابن عربی بھی کائنات کو خالق کائنات کے مترادف نہیں سمجھتے۔ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ آخر یہ کائنات جس وجود سے نکلی ہے وہ وجود اللہ تعالیٰ کے ماسوا کوئی دوسرا وجود تو ہو نہیں سکتا۔ اس کائنات اور خالق کائنات میں کیا تعلق ہے۔ شاہ صاحب نے اس کو تجلی کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ تجلی کی حقیقت سمجھ لینے سے وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تعارض نہیں رہتا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ خدا کی تجلی جس مظہر پر عکس ریز ہوتی ہے وہ مظہر خود اس تجلی کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور وہ مظہر خود صاحب تجلی کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ تجلی کی ماہیت سمجھے بغیر ذات احدیت کا ادراک نہیں ہوسکتا۔

22- حضور نبی اکرم ﷺ کی امت میں سے جس شخص نے سب سے پہلے ''جذب'' کا دروازہ کھولا اور اس راہ پر سب سے پہلے گامزن ہوئے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کے تمام سلاسل ان کی طرف منسوب ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد اولیائے کرام اور اصحاب طریقت کا سلسلہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ قوی الاثر بزرگ جنہوں نے راہ جذب کو اس طریقے سے طے

Marfat.com

کر کے نسبت اویسی کی اصل کی طرف رجوع کیا اور نہایت کامیابی سے قدم رکھا وہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی ذات گرامی ہے۔ اسی بنا پر آپ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ موصوف اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں مزید برآں ملت مصطفوی میں بالعموم اور اس زمانے میں خاص طور پر ان دونوں بزرگوں یعنی حضرت علیؓ اور شیخ سید عبدالقادر جیلانی سے بڑھ کر کوئی اور بزرگ خرق عادات اور کرامات، میں مشہور نہیں ہے۔ الغرض آج اگر سالک کو کسی خاص روح سے مناسبت حاصل ہو جائے اور وہاں سے اسے فیض پہنچے تو اس واقعہ کی اصل حقیقت یہ ہوگی کہ اسے یہ فیض یا تو آپ ﷺ کی نسبت سے یا امیرالمومنین حضرت علیؓ کی نسبت سے یا اسے یہ فیض حضرت غوث اعظم کی نسبت سے ملا۔

23- اس فقیر کو بتایا گیا ہے کہ حضرت غوث اعظم کے طریقے کی مثال ایک ایسی ندی کی ہے کہ کچھ دور تو وہ زمین کی سطح کے اوپر اوپر بہتی رہی پھر وہ زمین کے اندر غائب ہوگی اور اندر رہی اندر دور تک بہتی چلی گئی اور اس نے زمین کے اندرونی مسامات کو نم ناک کر دیا اس کے بعد وہ دوبارہ چشمہ کی شکل میں پھوٹ نکلی اور پھر دور تک زمین کی سطح کے اوپر اوپر بہتی چلی گئی۔ الغرض اس کے زمین کی سطح پر ظاہر ہونے اور پھر زیر سطح غائب ہونے کا سلسلہ اسی طرح برابر جاری رہا۔ بعینہٖ یہی حال طریقہ جیلانیہ کا ہے۔ گو اس طریقے کا سلسلہ خرقہ تو مسلسل چلا آ رہا ہے لیکن اخذ نسبت کا سلسلہ اس طریقے میں متصل نہیں رہا۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوا کہ ایک بار یہ طریقہ رونما ہوا اور اس کے بعد مفقود ہوگیا اور پھر دوبارہ بطریق اویسی بغیر کسی مرشد کے توسط سے اس طریق کا کسی بزرگ کے باطن سے ظہور ہوا۔ اور سچ پوچھیے تو یہ طریقہ جیلانیہ تمام تر اویسیہ ہی ہے۔ اور اس طریقے سے انتساب رکھنے والے بزرگ، بڑی رفعت اور سطوت کے مالک ہوتے ہیں۔ باقی رہا سلسلہ نقشبندیہ تو یہ بمنزلہ اس ندی کے ہے جو برابر سطح زمین کے اوپر بہتی چلی جائے۔ جو بزرگ اس طریقے سے منتسب ہوتا ہے اس کی ذات اس عالم ناسوت میں حق تعالیٰ کے قوی اور مقتدر اسماء کی مظہر ہوتی ہے۔ مختصراً طریق نقشبندیہ کی مثال یہ ہے جیسے کوئی نقاش کسی دیوار پر خوشنما نقوش بنا دیتا ہے اور طریقہ جیلانیہ کی مثال ایسی ہے کہ

Marfat.com

کوئی شخص آئینے کو صاف اور مجلا کرتا ہے تا کہ باہر سے اس پر خوشنما نقوش کا عکس پڑے۔ طریقہ چشتیہ مقبولوں کا طریقہ ہے۔ اس طریقے کے متوسلین عوام الناس میں بڑے مقبول ہوتے ہیں۔ نیز صوفیاء میں سے چشتی بزرگ عام لوگوں سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ باقی جو اصل حقیقت ہے وہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

39

میاں شیر محمد شرقپوریؒ (وصال 1928ء)

1- توحید اور رسالت باہمی مربوط ہیں۔ بغیر توحید کے رسالت نہیں اور بغیر رسالت کے توحید کا اثبات نہیں۔

2- اللہ کریم کو وحدۃ لاشریک مان کر امرونہی پر سختی اور استقامت سے عمل کرنا اور حضور علیہ السلام کو سچا پیغمبر مان کر صدق دل سے اتباع سنت کرنا ہی بڑی سعادت ہے۔ جب اس پر دل و جان سے عمل ہوگا تو باقی جملہ امور خود فرمان خداوندی کے عین تابع ہو جائیں گے۔

3- آج کل لوگ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے شریعت کے فتویٰ کی تلاش کرتے ہیں مگر دین حق کی تلاش میں کوشش نہیں کرتے۔

4- تین باتوں کا خاص خیال رکھو۔ اللہ کو حاضر و ناظر جانو' کھانا کھاتے وقت محسوس کرو کہ حلال کا ہے یا حرام کا' اپنے سے سب کو اچھا مانو۔

5- آدمی اپنی نفسانی خواہشات کی خاطر اللہ پر گلہ وشکوہ کرتا ہے حالانکہ اس کو چاہیے کہ ہر حالت میں رب کریم کا شکر ادا کرتا رہے۔ جو شخص اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگتا ہے وہ کتے کی مانند ہے۔

6- جو کچھ دین کی نعمتیں ہمیں ملی ہیں یہ سب حضورؐ کی طفیل نصیب ہوئی ہیں۔

7- اسلام اور ایمان دونوں مل کر دین بنا ہے۔ اسلام میں کوئی فعل ظاہراً خلاف شریعت نہیں ہونا چاہیے۔ اور ایمان میں کوئی کام باطنی صفائی کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ امید اور خوف میں رہنا چاہیے۔

8- اعلانیہ گناہ کا سخت عذاب ہوگا حلال کا رزق نیکی کی طرف اور حرام کا رزق بدی کی

Marfat.com

طرف کشش کرتا ہے۔

9- حضورﷺ باعث ایجاد عالم ہمہ موجودات ہیں اور دونوں جہانوں کے لیے باعث رحمت ظاہر و باطن ہیں۔ آپﷺ کا وجود مبارک کونین کے لیے رحمت ہے۔

10- لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے خشکی اور تری میں وبائیں اور بلائیں پیدا ہو جاتی ہیں بعض کو ان کی بداعمالی کا بدلہ یہیں مل جاتا ہے۔

11- سب کچھ چھوڑ جاؤ گے بجز اعمال صالح کے ۔ جو کچھ یہاں کماؤ گے اس کا بدلہ وہاں ضرور پاؤ گے۔ دنیا آزمائش کا گھر ہے اور آخرت آ.سائش کا گھر ہے۔

12- جنت ایک عالم سرور ہے جس کی تعریف ناممکن ہے۔

13- ذکر کی فضیلت بے حد ہے۔ اسکی تاکید بھی بے حد ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ ہر حال میں ذکر کرنے کی تاکید ہے۔

14- قبر انسان کو ہمیشہ یاد کرتی ہے مگر انسان غافل ہے۔کوئی زاد راہ کی فکر نہیں کرتا۔

15- ہمارے آقاﷺ اپنے جسد اور روح دونوں میں زندہ ہیں اور زمین و ملکوت کے اطراف میں جہاں چاہتے ہیں سیر فرماتے ہیں۔ جب اللہ کسی پر لطف فرماتے ہیں تو حجاب کو اٹھا دیتے ہیں اور اس کو حضورﷺ کی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔

16- اللہ کے ذکر کا اثر و بھید یا اسرار و انوار اس وقت معلوم ہوتے ہیں جب ظاہری حواس خمسہ بند ہوں اور دل اللہ اللہ بکثرت پڑھے۔

17- اللہ اللہ بکثرت پڑھا کرو تاکہ باللہ ہو جاؤ۔

18- جس طرح کمہار مٹی کو کما کر قیمتی بنا لیتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے آپ پر محنت و ریاضت کر کے اپنے خاکی جسم کو قیمتی بنا سکتے ہو۔

19- جو شخص اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور پھر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیں گے تو یہ اس کی سراسر بے وقوفی ہے۔

20- مصیبت اور تنگی جان و مال کا نقصان اور دوسری سب مصیبتیں عرش بریں کے خزانوں میں سے خزانے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ شخص صابر و شاکر اور راضی برضائے الٰہی رہے۔

21- بغداد والی سرکار فرماتے ہیں کہ جو کوئی نماز نہ پڑھے اس کا جنازہ نہ پڑھو مسلمانوں

Marfat.com

کے قبرستان میں دفن نہ کرو۔

22- جہاں حرام کے کام عام ہو جائیں وہاں عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ پہلی امتوں کے اوپر عذاب نازل ہوتے رہے ہیں۔

23- جو شخص تیرے ساتھ جفا کرے تو اس کے ساتھ وفا کر۔

24- زندگی میں نفس سے حساب لیتے رہو تاکہ حساب دیتے وقت آسانی رہے۔

25- آج کل پیر مطلب اور مرید بھوک ہے یعنی پیر سے مرادیں طلب کرتے ہیں اور پیر مرید سے کھانے کو چاہتے ہیں۔

26- دین کی اشاعت میں ملامت اٹھانے والا اللہ کے نزدیک پیارا ہے۔

27- تن آسانی اور آسائش طلبی بالآخر تباہی کا باعث ہوں گی۔

28- کلمہ شریف ہی میں ابتدا ہے اور اسی میں انتہا ہے اسی میں زندگی اور اسی میں حشر ہے۔ جس کو اس کے اسرار و انوار مل گے وہی کامیاب ہوا۔

29- نفس ہر دو اعمال نیک اور بد کو پسند کرتا ہے مگر بدی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ نفس کو قابو میں رکھے اور سرکش نہ ہونے دے ورنہ یہ اس کو درندے کی طرح چیر پھاڑ دے گا۔

30- ہر حال میں چاہے گرمی ہو یا سردی۔ بیماری ہو یا تندرستی' سفر ہو یا حضر' سختی ہو یا نرمی اللہ کریم کو یاد کرتے رہنا چاہیے۔

31- اللہ کو سوز و گداز اور درد بھرے دل کے ساتھ یاد کرنا چاہیے۔

32- پہلے رسالت بعد توحید۔ اگر رسالت کے تابع نہ ہوگا تو توحید سے دور ہو جائے گا۔

33- اب پیری مریدی بھی ٹھگ بازی بن گئی ہے۔

34- ترک دنیا سے یہ مراد نہیں کہ جنگل میں چلے جاؤ بلکہ ہتھ کار ولے دل یار و لے۔ ہر سانس کے ساتھ اللہ کی یاد ہو۔

35- نماز کی پابندی بہ دل و جان چاہیے نماز پڑھنی بھی کسی اللہ کے بندے سے سیکھنی چاہیے۔ نماز میں خضوع وخشوع بدرجہ اتم چاہیے۔

36- ظاہر کا وضو تو کر لیا باطن کا وضو بھی کسی اللہ کے بندے سے کرنا سیکھ لو۔

37- گھر میں عورتوں کو خرچ کی تنگی نہ دینی چاہیے۔ گھر کا خرچ کھلا ہونا چاہیے مگر فضول

Marfat.com

خرچی کی حد تک نہ ہو۔

38- رسول اللہ ﷺ انسان کے علاوہ جنوں کے بھی رسول ہیں۔

39- حضور ﷺ کا دین اس قدر سچا ہے کہ پہلے ادیان سب منسوخ ہو گئے تو بھلا جھوٹے دینوں کی کیا حیثیت ہے۔

40- جو مجلس میں رب کو یاد کرے گا رب اس کو فرشتوں کی مجلس میں یاد کرے گا۔ جو تنہائی میں یاد کرے گا طاعت کاملہ اور شوق تمام سے یاد کرے گا رب اس کو عرش بریں پر رحمت سے یاد کرے گا۔

41- جو مجاہدہ سے یاد کرے گا رب اس کو مشاہدہ میں یاد کرے گا۔

40

سیّد جماعت علی شاہؒ (وصال 1939ء)

1- فرمایا جو آدمی ذکر سے غافل ہو جائے اس کا دل مردہ اور پتھر سے بھی سخت تر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتے ہیں اور وہ مغضوب اِلٰہی ہو کر جانوروں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے۔

2- وہ شخص بدقسمت ہے جو رات کے پہلے حصہ میں جاگا اور آخری شب جب کہ مغفرت کے دروازے کھلتے ہیں تو سو گیا

3- درود ہزارہ تہجد کے بعد کم از کم ایک سو گیارہ بار پڑھ لیا کرو۔ دل کو پاک صاف رکھو اور خواہشات دنیا کو جہاں تک ہو سکے کم کر دو۔ کیونکہ جہاں دنیا شان و شوکت کے ساتھ آتی ہے دین وہاں سے اٹھ جاتا ہے۔

4- ایک دوست محمد الدین سے فرمایا تہجد پر نازاں نہیں ہونا چاہیے۔ تہجد تو عورتیں بھی پڑھ لیتی ہیں۔ مگر مردان حق کا کام اس سے بالا تر ہے۔ وہ یہ کہ ما سوا اللہ سے اپنے دل کو پاک رکھے۔

5- سلسلہ نقشبندیہ میں چلہ کشی ضروری نہیں اور نہ ہی ہمارے شیخ نے اس کا مکتوبات میں زور دیا ہے۔ البتہ شیخ کو راضی کرنا ضروری ہے۔ اگر شیخ راضی ہوگیا تو آن واحد میں وہ مقامات اور درجات حاصل ہو جاتے ہیں جو مدت العمر تنہا چلہ کشیوں

Marfat.com

سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

6- صوفی کی تعریف میں فرمایا صوفی وہ ہے جس کا دل ماسوا سے مستغنی ہو کر اللہ کی جستجو میں رہے اگر اسے منعم حقیقی سے کچھ ملے تو لے ورنہ بے طلب ہو کر بارگاہ الٰہی میں آداب بجالائے اور راضی بر رضا رہے۔

7- اہل ظاہر کی صحبت سے پرہیز کرو۔ یہ لوگ دلوں میں شکوک پیدا کر دیتے ہیں۔

8- اخلاص عمل سے بڑھ کر فقیر کے لیے کوئی چیز بہتر نہیں۔ فقیر کو طمع اور حرص برباد کر دیتی ہے۔

9- تین وقتوں کی حفاظت کرو تو پھر میں تمہارا ضامن ہو جاؤں گا۔ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک۔ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک اور عشا کی نماز کے بعد سونے تک۔ (یعنی ان اوقات میں ذکر الٰہی میں مصروف رہو)

10- تین چیزوں کی حد نہیں۔ اول درجات سرور کونین ﷺ کی دوم سیر و سلوک کی سوم ادب کی حد نہیں۔

11- کتب تصوف کا مطالعہ کرتے رہا کرو۔ ان سے کچھ نہ کچھ مل ہی جاتا ہے۔

12- درویش کو دو چیزیں برباد کر دیتی ہیں۔ ایک حرص دنیا دوسرے نامحرم عورتوں سے تعلق

13- مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم دیا ہے کہ اگر کوئی بندہ میل کے فاصلہ پر آرہا ہو تو مجھے اس کا عقیدہ باطنی معلوم ہو جاتا ہے۔

14- فقیر کے پاس خالی ہاتھ جانا محرومی کی دلیل ہے۔

15- میرے ساتھ اگر تعلق رکھنا چاہتے ہو تو دل کو صاف رکھو۔ اگر تمہارا دل صاف ہوگا تو معرفت کی شعاعیں عین تمہارے دل پر اثر انداز ہوں گی۔

16- حسب و نسب پر فخر مت کرو۔ نیک عمل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دختر نیک سیرت کو فرمایا کہ بیٹی نسب پر فخر نہ کرنا۔

17- مال اور مرتبہ دو بڑے بت ہیں۔ فرشتہ انسان پر تین وقت ہنستا ہے۔ جب کوئی زمیندار کسی دوسرے زمیندار کی زمین میں ہل چلا کر اپنی زمین کو وسعت دیتا ہے، جب زانی زنا کر کے غسل کرتا ہے، جب کوئی عشاء کے بعد باتیں کرتا ہے۔

Marfat.com

18- حلال رزق تلاش کرو۔ حلال رزق سے حلال خون پیدا ہوتا ہے کُلُّ قَلْبٍ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ مَیِّتَةٌ جو دم غافل سودم کافر۔ فرمایا درویش مراقبہ ہی سے بحر معرفت عبور کر سکتا ہے۔

19- فقیری ایک بہت مشکل کام ہے۔ اگر مجھے اس بات کا علم ہوتا تو یہ راستہ بھی اختیار نہ کرتا۔

20- مراقبہ و ذکر میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ تمہارے رگ وریشہ میں ذکر سرایت کر جائے۔

21- فرمایا۔ ذکر السان لقلقته و ذکر القلب وسوسة و ذکر الروح رَاحَةٌ ،بندے کو اسقدر ذکر میں مشغول رہنا چاہیے۔ کہ رفتہ رفتہ زبان اور دل کا تعلق ہی اٹھ جائے اور روحانی کیفیت حاصل ہو جائے۔ جب یہ مقام حاصل ہوتا ہے تو بندہ ایک خاص حظ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

22- فرمایا ذکر نفی اثبات کثرت سے کیا کرو۔ اور اس سلطان الاذکار سے اپنے دل کو روشن کرو۔ حقیقتاً ذکر نفی اثبات نعمت عظمیٰ ہے اس ذکر سے انسان کا دل منور اور مطمئن ہو جاتا ہے۔

تو اے اسیر مکان لا مکاں سے دور نہیں
وہ جلوہ گاہ تیرے خاکداں سے دور نہیں

23- ولی اللہ کی مثال بارانی زمین کی طرح ہے ایک ساعت بھی فضل رحمانی سے محروم رہ کر زندہ نہیں رہ سکتا۔ بارانی زمین بھی ہر وقت بارش کی محتاج ہے۔ اگر دو چار روز بارش نہ ہو تو فصل سوکھ جاتے ہیں۔

24- ضرورت کے وقت بخل نہ کیا کرو میں نے ایک دفعہ نماز کے لئے آٹھ آنے میں مٹی کا لوٹا خریدا تھا۔

25- جب دنیا اور مافیہا فانی ہیں تو ان سے دوستی کا کیا فائدہ دوست اس کو بناؤ، جو کبھی فانی نہ ہو۔ وہ صرف اللہ پاک کی ذات ہے اور بس۔

26- ایک عورت نے اپنے خاوند کو تین نصیحتیں کیں' کہ اگر اپنا مرشد پکڑ لیا ہے تو میری تین نصیحتیں یاد رکھنا۔ اول پیر کے گھر جا کر بیکار نہ رہنا دوم دنیوی خواہش نہ رکھنا

Marfat.com

سوم جب تک وہ اجازت نہ دے گھر واپس نہ آنا۔

27- منافقانہ طور پر شیخ کی خدمت میں رہنا گناہ ہے۔ قدم بوسی اگر محبت و شوق سے ہو تو ثواب ہے ورنہ گناہ ہے۔ السلام علیکم اور مصافحہ ہی کافی ہے۔

28- عمل کے لیے صرف ذکر ہی کافی ہے مذکور تک خود پہنچا دیگا۔

29- ذکر حضورِ قلب اور شوق سے کرو۔

30- لاطامع لا۔جامع لامانع پر عمل کرنا چاہئے پیری کو ذریعہ معاش نہ بنانا چاہیے۔ کسب حلال سے روزی پیدا کرنی چاہئے۔

31- فرمایا بعض لوگ ایسے ہیں جو پیر کو خدا کہتے ہیں۔ یہ ان کی سخت غلطی ہے چاہیے کہ زبان کو بند رکھیں۔

32- درویش کا کمال یہ ہے کہ انسان ذات باری تعالیٰ کے سوا سب سے بے نیاز ہو جائے کسی کے سہارے کا خیال دل میں نہ رکھے۔

33- دنیا حاصل کرنے کے لئے مرشد کے پاس مرید کا جانا حرام ہے۔

34- از خدا جز خدا چیزے مخواہ۔

35- شیخ سعدیؒ کے مرشد نے ان کو دو نصیحتیں کیں۔ اول اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھو۔ دوم کسی کو اپنے سے حقیر نہ جانو۔

36- جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنی آل پاک کے لئے یہ دعا فرمائی کہ یااللہ تو ان کو ایک وقت کی روٹی دے۔ اور ایک وقت بھوکا رکھ۔

37- فرمایا کہ دل تو چاہتا ہے کہ اپنے عزیزوں کیلئے مالدار ہونے کی دعا مانگوں لیکن مالدار آدمی خدا سے ایک بالشت پیچھے ہٹ جاتا ہے۔

38- فرمایا اللہ پاک نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص اولیاء اللہ کے وصال کے دن ختم دلوائے خواہ ایک ہی مسکین کو کھانا کھلائے اسکا مال کم نہ ہوگا۔

39- تبرکات کا گھر میں عزت کیساتھ رکھنا باعث برکت ہے۔

40- فرمایا میرے نزدیک جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے بھی زیادہ ہے۔

41- فرمایا وہ گناہ جو انسان کو خدا کی رحمت تک پہنچا دے اس نیکی سے بہتر ہے جو متکبر

Marfat.com

بنا کر خدا کی رحمت سے دور ہٹا دے۔

42- علم کے متعلق گفتگو ہوئی۔ فرمایا سب سے زیادہ علم شیطان کو تھا اسکے علم نے اسے کچھ نفع نہ دیا۔ علم نافع کیلئے دعا کیا کرو۔

43- مسلمان کا ایمان پہلے رسول پاک ﷺ پر ہے اور پھر اللہ جل شانہ پر۔

44- دنیا ایک زہریلا سانپ ہے۔ لہذا پہلے اس کا منتر سیکھو۔ پھر پاس رکھو۔

45- مرشد کو دنیوی کاروبار کے لئے مت پکڑو۔ خدا کی رحمت اور صراط مستقیم حاصل کرو۔

46- جس کو اللہ پاک اپنی طرف بلائے اس کو خود بخود آداب سکھا دیتا ہے

47- علماء کا فرض ہے کہ سب سے پہلے حلال روزی اور پاکی پلیدی کے مسائل سکھائیں کیونکہ تعمیر ایمان کے یہی بنیادی پتھر ہیں۔

48- اپنے مرشد کے ساتھ بیوی بچوں اور جان و مال سے زیادہ محبت کرنی چاہیئے۔

49- اپنے مرشد کی خدمت حسب توفیق کرنی فرض ہے۔

50- اپنے مرشد کی خدمت میں بدنی ہو یا مالی ریا و طمع نہ کرنا چاہیئے۔

51- مرشد کے پاؤں پر پاؤں رکھنا منع ہے۔

52- مرشد سے آنکھیں ملانا بے ادبی ہے۔

53- مرشد کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا بے ادبی ہے۔

54- مرشد کی طرف خالی ہاتھ جانا علامت محرومی ہے۔

55- مرشد کے پاس لباس فاخرہ پہن کر جانا تکبر ہے۔

56- مرشد کے پاس جا کر مزید وظائف میں مشغول رہنے سے خدمت کرنا افضل ہے۔

57- جب ذکر کرے فکر کے ساتھ کرے قاضی سراجدین احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور فکر کیا ہوتا ہے۔ فرمایا تصور شیخ۔

58- اگر مرشد سے کوئی بات خلاف شرع ہو جائے تو بدعقیدہ نہ ہونا چاہیئے۔

59- مرید کو چاہیئے کہ دل کو ہر طرف سے خالی کر کے اپنے شیخ کی طرف لگائے۔

60- اپنے شیخ کے اذن کے سوا نوافل میں بھی مشغول نہ ہوں۔

61- اپنے شیخ کے حضور میں کسی کی طرف التفات نہ کرے۔

Marfat.com

62- اپنے شیخ کیطرف اچھی طرح متوجہ ہو کر بیٹھے یہاں تک کہ ذکر کا شغل بھی نہ کرے۔

63- اور ایسی جگہ میں بیٹھے کہ اپنا سایہ شیخ کے جامہ پر نہ پڑے۔

64- شیخ کے مصلے پر قدم نہ دھرے اور شیخ کے وضو کی جگہ نہ بیٹھے اور اس کے کوزہ سے وضو بھی نہ کرے۔ اور شیخ کے برتن کو استعمال نہ کرے۔ اور شیخ کے حضور میں روٹی پانی وغیرہ نہ کھائے۔

65- شیخ کے حضور میں کسی کے ساتھ بات یا کلام نہ کرے۔ بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

66- اپنے شیخ کی عدم موجودگی میں شیخ کی طرف قدم دراز نہ کرے۔ اور تھوک وغیرہ اس طرف نہ ڈالے۔

67- جو کچھ شیخ سے ظاہر ہو اسکو ثواب اور اچھا جانے۔ اگرچہ ظاہر میں وہ بات یا کام اچھا معلوم نہ ہو۔ اور شیخ جو کچھ کرتا ہے خدا کے الہام سے کرتا ہے اور وما فَعَلْتُهٗ مِنْ امرِی کا مصداق ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اذن سے کام کرتا ہے۔ اس صورت میں اس پر اعتراض جائز نہیں۔

68- شیخ کے روبرو ننگے سر نہ بیٹھے۔ اور اگرچہ شیخ ظاہری مال و جاہ و حشمت نہ رکھتا ہو۔ اور اس کو زیب صورت' لباس کی خواہش نہ ہو مگر مرید پر لازم ہے۔ کہ اسے اپنا بادشاہ عالی قدر سمجھے۔ اگرچہ ظاہری غنا نہیں رکھتا اور شیخ کی عظمت و منزلت کی طرف خیال کرے اور اہل زمانہ کے شیخوں سے اعلیٰ و برتر ہر مرتبہ میں شیخ کو جانے۔

69- کمال صدق و یقین اخلاص و محبت سے شیخ کا تابع رہے۔ تاکہ شعلہ نور معرفت الٰہی کا اس کے سینے سے اس پر گرے اور حقائق سلوک پر مطلع ہو کر اہل عرفان بن جائے۔

70- ناپسند باتیں جو شیخ کی رنجیدگی کا باعث ہوں شیخ کے حق میں نہ کہے۔

71- اگرچہ شیخ کی معرفت اور علم کی باتیں اس کی سمجھ میں نہ آئیں کیونکہ لوگوں کی استعداد مختلف ہوتی ہے۔ تو باوجود نہ سمجھنے کے اس کے حق میں نقص والی اور کچی

Marfat.com

باتیں نہ کرے۔ کیونکہ بعض لوگ حال شیخ سے مناسبت رکھتے ہیں اور بعض نہیں رکھتے۔ بس مرید کو چاہیئے کہ اپنے شیخ کو اس طرح سمجھے کہ شیخ کا گھر تمام دولتوں اور نعمتوں سے مالا مال اور بھرا ہوا ہے۔

41

خواجہ معین الدین چشتیؒ (وصال 1236ء)

1- عاشقوں کا دل محبت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ بھی اس دل میں آئے گا جل جائے گا۔ آتشِ عشق سے بڑھ کر کوئی آگ نہیں۔

2- خواجہ عثمان ہارونی نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ ایسے بھی ہیں کہ اگر اس دنیا میں ایک لمحہ بھر کے لئے حجاب میں آ جائیں تو نیست و نابود ہو جائیں۔

3- خواجہ عثمان ہارونی کو یہ کہتے سنا گیا کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔ اول سمندروں جیسی سخاوت' دوم آفتاب جیسی شفقت' سوم زمین جیسی تواضع۔

4- نیک لوگوں کی صحبت نیکی کرنے سے بہتر اور برے لوگوں کی صحبت بدی کرنے سے بدتر ہے۔ مرید اپنی توبہ میں اس وقت راسخ اور قائم سمجھا جائے گا جب کہ اس کی بائیں طرف والے فرشتہ نے بیس سال تک اس کا ایک بھی گناہ نہ لکھا ہو۔ مرید کے لئے ہر وقت توبہ و استغفار لازمی امر ہے۔

5- خواجہ عثمان ہارونی کو فرماتے سنا گیا کہ انسان مستحق فقر اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس عالم فانی میں اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ محبت کی علامت یہ ہے کہ فرمانبردار رہتے ہوئے اس بات سے ڈرتے رہو کہ محبوب تمہیں دوستی سے جدا نہ کر دے۔

6- عارفوں کا بڑا بلند مقام ہے۔ جب وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو تمام دنیا و مافیہا کو اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتے ہیں۔

7- عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے وہ فوراً اس کے سامنے آ جائے اور جو کچھ بات کرے تو فوراً اس کی جانب سے اس کا جواب سن لے۔

8- محبت میں عارف کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ صفاتِ حق اس کے اندر پیدا ہو جائیں

Marfat.com

اور محبت میں عارف کا درجہ کامل یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا مقابلہ پر دعویٰ کر کے آئے تو وہ اپنی قوتِ کرامت سے اُسے گرفتار کر لے۔

9- ہم برسوں سے یہ کام کرتے رہے لیکن آخر میں ہیبت کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آیا۔

10- کوئی گناہ اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے سے پہنچتا ہے۔

11- پاس انفاس اہل معرفت کی عبادت ہے اور معرفت خداوندی کی علامت یہ ہے کہ مخلوق سے بھاگے اور معرفت میں خاموش رہے۔

12- عارف کو معرفت حاصل نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ معارف کو یاد نہ کرے اور عارف وہ ہے جو اپنے دل سے غیر اللہ کو نکال باہر کرے تاکہ وہ بھی اسی طرح اکیلا ہو جائے جیسے اس کا محبوب یکتا ہے۔

13- بدبختی کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرتا رہے پھر بھی مقبول بارگاہ ہونے کا امیدوار ہو۔ عارف ہمیشہ خاموش اور غمگین رہتا ہے فرمایا جس نے بھی نعمت پائی سخاوت کی وجہ سے پائی۔

14- درویش وہ ہے کہ جس کے پاس جو بھی حاجت لے کر آئے تو خالی ہاتھ واپس نہ کرے۔

15- اس دنیا میں درویشوں کا درویشوں کے ساتھ بیٹھنا عزیز ترین چیز ہے اور درویشوں کا درویشوں سے جدا ہونا بدترین چیز ہے کیونکہ یہ جدائی علت سے خالی نہیں۔

16- دراصل متوکل وہ ہے جس کو مخلوق سے تکلیف و اذیت حاصل ہو لیکن نہ وہ کسی سے شکایت کرے نہ کسی سے ذکر کرے اور سب سے بڑا عارف وہ ہے جو سب سے زیادہ حیران ہے۔

17- جب اللہ تعالیٰ اپنے محبین کو اپنے انوار سے زندہ فرمائیں تو یہی رویت الٰہی ہے۔

18- علم ایک بے پناہ سمندر ہے اور معرفت اس کی نالی۔ سو کہاں خدا کہاں بندہ۔ علم اللہ کے لئے ہے اور معرفت بندہ کے لئے۔

19- اہل معرفت ایسے آفتاب ہیں جو تمام عالم پر درخشاں ہیں اور تمام عالم ان کے نور سے روشن ہے۔

20- بارگاہ ربوبیت میں قرب صرف اس وقت ملتا ہے جب نماز میں مکمل فرمانبرداری

Marfat.com

کریں کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے۔

21- عارف پر جب حال کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ اس میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ اگر ہزاروں فرشتے بھی اس سے مخاطب ہوں تو ہوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔

22- عارف ہمیشہ مسکراتا رہتا ہے۔ عالم ملکوت میں خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں مقربین پر اس کی نظر پڑتی ہے اور وہ ان کے حرکات و سکنات کو دیکھ کر مسکراتا ہے۔

23- عرفان میں ایک ایسی حالت پیدا ہوتی ہے کہ عارف ایک قدم بڑھا کر عرش سے حجاب عظمت اور حجاب عظمت سے حجاب کبریا تک پہنچ جاتا ہے اور دوسرے قدم میں واپس آ جاتا ہے یہ تو عارف کا کمترین درجہ ہے۔ ایک عارف کی رسائی کہاں تک ہے وہ خدا ہی جانتا ہے۔

24- عارف جب وحدانیت اور ربوبیت کے جلال کو دیکھتا ہے تو نابینا ہو جاتا ہے تاکہ غیر پر اس کی نظر نہ پڑے۔

25- اہل سلوک کے ہاں محبت ایک ایسا علم ہے کہ لاکھوں علما اس کو جاننے اور سمجھنے کے خواہش مند ہیں مگر ذرہ برابر اس علم کی وہ خبر نہیں رکھتے۔

26- تصوف رسوم ہے نہ علوم۔ یہ چیز اہل محبت کے انفاس سے میسر آتی ہے۔

42

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ (وصال 1235ء)

1- درویش اگر دکھلاوے کے لئے عمدہ لباس پہنے تو وہ درویش نہیں بلکہ راہ سلوک کا راہزن ہے اور جو درویش نفس کی خواہش کے مطابق عمدہ کھانا پیٹ بھر کر کھائے تو یقین جانو کہ وہ بھی راہ سلوک میں دروغ گو جھوٹا مدعی اور خود پرست ہے۔

2- جو درویش دولت مند کی صحبت چاہتا ہے اُسے درویش خیال نہ کرو بلکہ وہ طریقت کا مرتد ہے اور جو درویش نفسانی خواہش کے مطابق خوب سوتا ہے اس میں کوئی نعمت نہیں۔

3- اہل سلوک اور متحیروں کا گروہ کہتا ہے کہ درویش کو سلوک کی راہ میں ہر روز ایک

Marfat.com

لاکھ ملک سے گزرنا چاہئے اور پھر بھی قدم آگے بڑھانا چاہئے۔ پس جسے عالم غیب سے کچھ حاصل نہیں اس کی نگاہ کوتاہ ہے۔

4- جب لطف الٰہی کی ہوا چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحب سجادہ بنا دیتی ہے اور بخش دیتی ہے۔ اگر قہر خداوندی کی ہوا چلے تو لاکھوں سجادہ نشینوں کو راندۂ درگاہ بنا دیتی ہے اور سب کو شراب خانوں میں دھکیل دیتی ہے۔ اسی وجہ سے سالکین ہر وقت ڈر اور خوف سے حیران اور غمگین رہتے ہیں۔

5- عارف وہ ہے کہ ہر لحظہ اس میں عالم اسرار سے ہزار ہا اسرار پیدا ہوں اور عالم سکر میں رہے اور اگر اس حالت میں اٹھارہ ہزار عالم اس کے سینے میں ڈالے جائیں تو بھی اُسے خبر نہ ہو۔

6- جس روز دوست کی مصیبت ہم پر نازل نہیں ہوتی ہم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ آج نعمت ہم سے چھن گئی ہے۔ راہ سلوک میں دوست کی رحمت دوست کی ابتلا ہوتی ہے۔

7- طریقت کے اماموں نے سلوک کے جو تیس درجے مقرر کئے ہیں ان میں آٹھواں درجہ کشف و کرامت کا مقرر کیا ہے۔ لیکن جب تک وہ تیسویں درجے تک نہیں پہنچ جاتے وہ کشف و کرامت نہیں کرتے۔

8- جب انسان توبہ کرے تو پھر اُسے ان لوگوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے جن سے وہ پہلے رکھتا تھا۔ کیونکہ انسان کے لئے بری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بری چیز نہیں۔ صحبت کی تاثیر ضرور ہو جایا کرتی ہے۔

9- خدا کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں کہ جب وہ اپنی کٹیا میں ہوتے ہیں تو خانہ کعبہ کو حکم ہوتا ہے کہ جا کر ان کے گرد طواف کر۔ باکمال درویش کی نگاہ میں عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

10- بندے اور خدا کے درمیان دنیا سے بڑھ کر اور کوئی حجاب نہیں۔ جب دنیا میں دنیا کی محبت رکھی گئی تو تمام فرشتوں نے اس بات پر زور دیا لیکن ابلیس خوش ہوا کہ آدمؑ کے فرزندوں میں فساد کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس واسطے کہ اس مردار کی خاطر بھائی بھائی کو ہلاک کرے گا تباہی اور خرابی ہوگی۔ لوگ عداوت رکھیں گے ہلاک

Marfat.com

ہوں گے۔

11- فرمایا دنیا سب کی دوست ہے لیکن درویشوں کی نہیں کیونکہ انہوں نے اس کو رد کر دیا ہے۔

12- درویشی بڑا آرام ہے اور دنیاوی فتنوں سے محفوظ ہے لیکن درویشی کے کام میں سختی بہت ہے۔ جس رات درویش کو فاقہ ہوتا ہے وہ اس کی معراج ہوتی ہے۔ اسی واسطے اہل تصوف کا قول ہے کہ معراج الفقر فی لیلہ الفاقتہ یعنی فقر کی معراج فاقے کی رات ہوتا ہے۔

13- ایک مرتبہ شیخ فرید الدین گنج شکر نے جب مجاہدہ کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا طے کا روزہ رکھو (طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جس میں افطار صرف پانی سے کرتے ہیں اور یہ کم از کم تین دن کا ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک سال کا)

14- سالک کو ہر وقت عشق الٰہی میں محو رہنا چاہئے اور سکر میں اس کا یہ حال ہو کہ اس کے سینہ میں زمین و آسمان بھی داخل ہو جائیں تو اس کو پتہ نہ ہو۔ اگر سالک راہ سلوک کی تکلیف میں فریاد کرتا ہے تو اس کا محبت کا دعویٰ غلط ہے۔ سچی دوستی کے معنی یہ ہیں کہ دوست کی طرف سے پہنچی ہوئی ہر تکلیف کو راحت سمجھے اور اس پر خوش ہو کہ اس کے دوست نے اس کو یاد تو کیا۔ چنانچہ حضرت رابعہ بصریؒ پر جس روز بلا اور مصیبت نازل ہوتی تھی وہ بہت خوش ہوتی تھیں اور جس روز نہیں نازل ہوتی تھی وہ مضمحل اور رنجیدہ رہتی تھیں کہ دوست نے ان کو بھلا دیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بھی فرماتے تھے کہ محبت کا دعویٰ اس کو زیب دیتا ہے جو دوست کی طرف سے دی ہوئی مصیبت پر صبر کرے اور خوش ہو۔ راہِ سلوک میں نعمتِ دوست کی طرف سے دی ہوئی بلا ہی کو کہتے ہیں۔

15- مشائخ طریقت نے بالاتفاق سلوک کے ایک سو اسی درجے رکھے ہیں۔ لیکن جنیدیہ طریقت کے بزرگوں نے سو درجے اور ذوالنون مصریؒ کے طریقت کے صوفیانے ستر درجے قائم کئے ہیں۔ طبقہ ابراہیم بشرحافی میں کل پچاس درجے بتائے گئے ہیں۔ خواجہ بایزید بسطامیؒ و عبداللہ مبارکؒ اور خواجہ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ سلوک کے کل پینتالیس درجے ہیں۔ اولیائے طریقہ شاہ شجاع کرمانیؒ

Marfat.com

سمنون حجت اور خواجہ مرتعش" سلوک میں صرف پندرہ درجے شمار کرتے ہیں۔ ان درجات میں ایک درجہ کشف و کرامت کا ہے۔ طبقہ جنیدیہ میں 70 واں طبقہ بصریہ میں 30 واں' طریقہ ذوالنون میں 25 واں' شاہ شجاع کرمانی کے نزدیک 10 واں اور خواجگان چشت کے یہاں 5 واں درجہ ہے۔ اس درجہ کے حاصل ہونے کے باوجود سالک کو کشف و کرامت میں اپنی ذات کو ظاہر کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کے اظہار سے بقیہ درجات سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔

16- راہ سلوک میں حوصلہ وسیع ہونا چاہئے کہ اسرار جاگزیں ہوسکیں اور فاش نہ ہونے پائیں کیونکہ جو شخص کامل ہوتا ہے وہ کبھی دوست کے اسرار کو فاش نہیں کرتا چنانچہ حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کا بیان ہے کہ وہ عرصہ تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہے لیکن کسی حال میں بھی انہوں نے اسرارِ الٰہی ظاہر ہونے نہ دیئے۔ ان کے نزدیک منصورؒ عارف کامل نہ تھے کیونکہ انہوں نے اسرارِ دوست کو ظاہر کر دیا۔

17- شریعت کی پاسداری کو لازمی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ سالک سکر یا کسی حال میں ہو اس کا کوئی فعل شریعت کے خلاف نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ وہ خود جب کبھی عالم سکر میں بے ہوش ہوتے تو نماز کے وقت ہوش میں آ جاتے اور نماز ادا کر کے پھر بے ہوش ہو جاتے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ انبیاءؑ معصوم اور اولیائے کرام محفوظ اس لئے ہوتے ہیں کہ ان سے عالم سکر میں بھی کوئی فعل خلاف شریعت سرزد نہیں ہوتا۔

43

خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ (وصال 1265ء)

1- محبت میں دوئی ہٹا دینا چاہئے اور یگانہ ہو جانا چاہئے تاکہ محبت کے وصال کے دربار میں اس کی رسائی ہو۔ نہیں تو پھر ہرگز ہرگز محبت کے دربار تک اس کی رسائی نہ ہوگی۔

2- جس گروہ کا ظاہر و باطن دونوں خراب ہیں وہ عام لوگ ہیں لیکن جس گروہ کا ظاہر و باطن دونوں نورِ عرفان سے آراستہ ہیں وہ درویشوں اور مشائخ کی جماعت ہے

Marfat.com

جن کا دل ہمیشہ خدا کے پہچاننے اور اس کی بندگی میں مشغول رہتا ہے۔

3- درویش کی صفت پردہ پوشی اور خود فراموشی ہے۔ فقرا اپنی زندگی ہی میں خود کو مار دیتے ہیں اور تمام چیزوں سے رک جاتے ہیں۔ ہاتھ کو قید کر دیتے ہیں تاکہ کوئی چیز وہ نہ اٹھا سکے۔ زبان گونگی بنا لیتے ہیں تاکہ کوئی نازیبا بات اس سے نہ نکلے۔ پیر کو لنگڑا کر دیتے ہیں تاکہ کسی نامناسب جگہ پر نہ جائے۔ جو ایسا ہو جاتا ہے اس کو مقام قرب حاصل ہو گیا۔

4- جب درویش دوست کے اسرار سے مالا مال ہو جائے اور پھر کچھ زبان سے نکل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر جس حد تک اسرار الٰہیہ کی حفاظت کی جاسکتی ہو کرنی چاہیے۔

5- جس وقت درویشوں پر حال کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس وقت عرش سے فرش تک کوئی چیز ان لوگوں سے پوشیدہ نہیں رہتی اور ہر چیز ان پر منکشف ہو جاتی ہے۔

6- عشق حقیقت میں ایک ایسا موتی ہے جس کی قیمت کوئی جوہری اور نظر والا نہیں لگا سکتا کہ وہ کیا ہے۔ سوائے انسان کے ایسی قیمتی نعمت کسی مقرب فرشتہ کو بھی نہیں دی گئی۔ حقیقی عاشق کی آہ و فغاں اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا۔ جیسے ہی وصل نصیب ہوا تمام شور و فریاد ختم ہو جاتا ہے۔

7- بندہ اور مالک کے درمیان جو پردہ ہے وہ دل کی آلائش اور گندگیوں کی وجہ سے ہے۔ اس لیے تو دل کو تمام خواہشات اور رغبتوں سے پاک رکھ تاکہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے اور لذت و شہوات کی بجائے مشاہدہ اور مکاشفہ کے مقام پر پہنچ جائے۔

8- تمام سعادت اور نیکیوں کا سرچشمہ یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کا مالک ہو تاکہ اس کی طبیعت پر شہوت کی حکمرانی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے کہ وہ ان صفات سے متصف ہو۔ درویش کا یہی عمل ہے۔

9- جب عالم نورانی سے اسرار و تجلیات کا نزول ہوتا ہے تو سب سے پہلے وہ دل پر نازل ہوتا ہے۔ جب دل زبان سے اور زبان دل سے موافقت رکھتی ہے تو انوار

Marfat.com

عشق اس جگہ سکون پذیر ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ موافقت نہ ہو تو انوارات واپس لوٹ جاتے ہیں۔ عشق حقیقی پہلے دل پر وارد ہوتا ہے اس کے بعد زبان پر۔ جب دل اور زبان کی عشق کے ساتھ آمیزش ہوگئی حق کی محبت پیدا ہوگئی۔

10- آنکھ کو مسلسل تمام ممنوعات اور خواہشات سے پاک رکھو تاکہ آنکھ کی توبہ قبول ہو کیونکہ یہی آنکھ انسان کو خدا کے حضور تک پہنچاتی ہے اور یہی آنکھ انسان کو مصیبت میں پھنسا دیتی ہے اور پھر یہ کہ عشق کی پہلی منزل آنکھ سے شروع ہوتی ہے۔

11- فرمایا ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو یہ دولت کہاں سے ملی؟ جواب دیا ایک تو ماں کی خدمت کرنے سے اور دوسرے اپنے پیر کی خدمت کرنے سے۔

12- جو شخص چاہتا ہے کہ دوست سے ہم کلام ہو تو وہ کلام اللہ (قرآن مجید) پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ آدمی کے لیے سوائے تلاوت کلام پاک میں مشغولی کے اور کوئی کام اور وقت بہتر نہیں ہے۔ اس لیے کہ عاشق اور معشوق کی محبت کا مزہ گفتگو کرنے میں ہے۔

13- پیر کو روشن ضمیر ہونا چاہئے تاکہ جب کوئی شخص اس کے پاس مرید ہونے کو آئے تو اس کو معرفت کی نظر سے اس کے قلوب ثلاثہ میں دیکھے اور معرفت کے نور سے اس کے سینہ کو تمام فضلات دنیاوی سے صاف کر دے اور کچھ عرصہ اپنے ساتھ رکھ کر مجاہدہ کرائے۔ جب دل میں خواہشات و شہوات مٹ جائیں تو خرقہ دینا جائز ہوگا۔

14- راہِ طریقت اور مذہبِ تصوف میں بنیادی چیز یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت خاموش رہے اور عالم تحیر میں مستغرق رہے۔ اہل تصوف حق میں ایسا ڈوب جاتے ہیں کہ ان کو کسی مخلوق کی خبر نہیں رہتی اور بات چیت ان کے درمیان ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ حق تعالیٰ کے حضور میں مشغول رہتے ہیں۔

15- ایک بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ محبت اور تصوف میں کمال کیا ہے؟ جواب دیا کہ جب اہل تصوف کو روزانہ عرش پر نماز پڑھتے دیکھیں اور اس جگہ پر وہ پانچوں وقت حاضر ہوں تو یہ اہل تصوف کا کمال سمجھا جائے گا۔

Marfat.com

16- سماع کے بارے میں فرمایا کہ یہ محبت والوں کے دل میں حرکت پیدا کرتا ہے اور حرکت کے بعد حیرت' حیرت کے بعد ذوق اور ذوق کے بعد بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور یہ ایسی بے خودی ہوتی ہے کہ اگر اس وقت اس کے سر پر ہزاروں تلواریں ماری جائیں پھر بھی اس کو خبر نہ ہو اور یہی حرکت' حیرت ذوق اور بے ہوشی چار چیزیں معرفت الٰہیہ کا سبب بنتی ہیں۔

17- کرامت کا اظہار کرنا پست حوصلہ لوگوں کا کام ہے۔ مشائخ نے اس کے اظہار کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ اس سے نفس میں تکبر پیدا ہوتا ہے۔

18- عشق کا عنصر صرف آگ ہوتی ہے جس کی ایک چنگاری سے سارا عالم جل سکتا ہے۔ اس عشق کے نتیجہ میں صاحبِ عشق اپنی دوئی کو کھو کر اپنی ذات سے متحد ہو جاتا ہے۔

19- عشق میں عاشق اپنے معشوق کی طلب میں معاہدہ کرتا ہے جس سے اس کو مکاشفہ ہوتا ہے۔ مکاشفہ کے بعد مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس دیدار سے عشق اور بھی تیز ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ حجابات اٹھتے جاتے ہیں اور عاشق ایک ایسے مقام پر پہنچتا ہے جہاں وہ عالمِ تحیّر میں ہوتا ہے۔

20- ذکر اللہ سے عشق کی تکمیل ہوتی ہے اور پھر اس سے اسرار الٰہی ظاہر ہونے لگتے ہیں مگر ان کا افشا عشق کے منافی ہے۔

21- رزق کی چار قسمیں ہیں (1) رزقِ مقسوم جو روز اول سے لوحِ محفوظ پر لکھ دیا گیا ہے۔ اس میں کمی بیشی نہیں ہوتی (2) رزق مذموم یعنی جتنا بھی ملے اس پر قناعت نہ آئے (3) رزقِ مملوک یعنی وہ رزق جو ضرورت پوری کرنے کے بعد جمع کیا جائے (4) رزق موعود یعنی وہ رزق جس کا پروردگار نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے۔

22- فرماتے ہیں چار چیزوں کے بارے میں سات سو مشائخ سے سوال کیا گیا تو سب نے ایک ہی جواب دیا: (1) گناہوں کو چھوڑ دینے والا ہی سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ (2) دانا اور حکیم آدمی وہ ہے جو کسی چیز پر غرور نہیں کرتا۔ (3) قناعت کرنے والا ہی سب سے زیادہ مال دار اور غنی ہوتا ہے۔ (4) تارکِ قناعت ہی

Marfat.com

سب سے زیادہ محتاج اور غریب ہے۔

23- تدبیر اور زیادہ غور و فکر کرنے سے آفت آتی ہے اور تسلیم کر لینے میں سلامتی ہے۔

24- ذلیل ترین وہ انسان ہے جو اپنے آپ کو کھانے' پینے اور پہننے میں مشغول رکھتا ہے۔

25- ہونے کا غم نہیں اور نہ ہونے کا افسوس نہیں۔ نامرادی اور مایوسی کا دن دراصل مردانِ خدا کی معراج ہے۔

26- روحانی ترقی کا راز تزکیہ نفس میں ہے نماز کی ظاہری ادائیگی میں نہیں۔

27- عرفان ان لوگوں کی رسائی' سے باہر ہے جو شاہوں سے میل جول رکھتے ہیں۔

28- روحانی تربیت کے لئے مذہبی علم ضروری ہے۔

29- عاشقان حق کا دل چراغ کی طرح انوار کے قندیل میں آویزاں ہے اور اس کی روشنی سے تمام کائنات روشن ہے۔ جس دل میں اللہ کی یاد ہے وہ دل کبھی نہیں مرے گا اور جس میں اس کی یاد نہیں اس کو فنا ہو جانا ہے۔

30- زندگی ہے تو علم میں' راحت ہے تو معرفت میں' شوق ہے تو محبت میں اور ذوق ہے تو ذکر میں۔

31- جو شخص لذت و شہوت سے اپنے دل کو مردہ کر لیتا ہے اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔

32- خوفِ خدا اس کے عدل سے ہے اور رجا اس کے فضل سے ہے۔ پس اس کے دربار میں عزیز ترین وہ آدمی ہے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں۔

33- انبیاء اور اولیاء خدا کے خوف سے اس طرح گھلتے رہتے ہیں جیسے کٹھالی میں سونا پگھلتا ہے۔ وہ اس لئے کہ کوئی شخص اپنے انجام سے واقف نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس میں خوفِ خدا نہیں ہے وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ مسلمان وہ ہے جس پر خدا کا خوف چھایا ہوا ہو۔

34- توکل وہ ہے جو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کو نصیب تھا۔ میں نے کسی وقت بھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے کسی سے فتوح یا نذرانہ قبول کیا ہو یا کسی سے امید وابستہ کی ہو۔

Marfat.com

35- اگر شہروں اور مقامات پر درویشوں کی برکت نہ ہو تو وہ شہر اور مقامات ویران اور نابود ہو جائیں۔ دنیا کی آبادیاں سب درویشوں کے قدم مبارک کی برکت سے ہیں۔

36- ابراہیم ادھم سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ مرتبہ اور بزرگی کہاں سے حاصل کی؟ جواب دیا کہ دنیا کو تین طلاق دینے کے بعد مجھ کو یہ مقام اللہ نے بخشا۔

37- جو خدا تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے دنیا اس کی خدمت میں لگی رہتی ہے اور جو دنیا کی بندگی کرتا ہے بلا اور مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

38- لوگ جب نماز سے فارغ ہوتے ہیں ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے اور چومتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ کل قیامت کے دن بہت سے گنہ گاروں کو بزرگوں کے ہاتھ چومنے کی برکت سے بخش دیا جائے گا اور دوزخ سے چھٹکارا مل جائے گا۔ ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا سنتِ رسول ﷺ ہے اور اگلے پیغمبروں کی سنت بھی ہے۔

39- اہل تصوف صرف اس ولی کو زندہ (روشن ضمیر) تصور کرتے ہیں جو یاد حق میں مستغرق رہتا ہے اور ایک لحہ کے لئے بھی رب کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

40- حضرت رابعہ بصری کا طریقہ تھا کہ وہ آرزو سے درد اور بیماری کی دعا مانگتی تھیں اور جس روز ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو وہ دعا مانگتیں کہ خدایا شاید تو اس بڑھیا کو بھول گیا ہے کہ آج کسی مصیبت اور تکلیف سے یاد نہیں فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی کو کوئی تکلیف درد اور مصیبت ہوتی تو وہ اس رات کو ہزار رکعت شکرانہ کی نماز ادا کرتے۔

41- اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد مصیبت اور بلا عاشقوں کے لئے کھلونا ہے۔ تمام انبیاءؑ اولیاء اور عشاق نے بلاؤ درد اور بیماری کو بڑے ارمان کے ساتھ اپنے دوست سے مانگا ہے۔

44

خواجہ نظام الدین اولیاءؒ (وصال 1325ء)

Marfat.com

1- سلوک طریقت پر چلنے والوں کی تین اقسام ہیں۔ سالک' واقف' راجع۔اس راہ کے مسلسل چلنے والے "سالک" ہیں۔ جن کو طاعت و عبادت میں وقفہ ہو وہ "واقف" ہیں اور جو وقفہ میں پھر راہ سلوک کی طرف رجوع نہ کریں وہ راجع ہیں۔

2- راہ سلوک میں مندرجہ ذیل لغزشیں ہیں۔ اعراض' حجاب' تفاصل' سلب مزید' سلب قدیم' تسلی' عداوت۔ سالک یعنی عاشق کی ان لغزشوں کو مثال سے اس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ عاشق سے جب کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو معشوق کے لیے پسندیدہ خاطر نہ ہو تو وہ یعنی معشوق منہ پھیر لے گا اس کو "اعراض" کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں عاشق یعنی سالک کو چاہیے کہ وہ استغفار اور معذرت کرے۔ اگر اس کی معذرت قبول نہ ہوئی تو دونوں (عاشق اور معشوق) کے درمیان حجاب پیدا ہو جائے گا۔ اس حجاب کو دور کرنے کے لیے عاشق خشوع وخضوع کے ساتھ توبہ کرے۔ اگر توبہ قبول نہیں ہوئی تو "تفاصل" یعنی جدائی ہو جائے گی۔ پھر وہ استغفار کرے اور اگر اسکے بعد بھی استغفار قبول نہیں ہوتی تو عاشق سے طاعت و عبادت کا ذوق سلب کر لیا جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ وہ اپنی قدیم عبادت کا ثواب بھی کھو بیٹھتا ہے۔ اور معشوق عاشق کے دل میں جدائی کی تمام صورتیں پیدا کر دیتا ہے۔ جس کو "تسلی" کہتے ہیں۔ اس سے عاشق اہمال کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اسکی محبت عداوت میں منتقل ہو جاتی ہے۔

3- سالک کو ہر خطرہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ کا' جویاں ہونا چاہیے۔ اس کا نام عزیمت ہے۔ اور پھر اس عزیمت کو عمل میں بدل دینا چاہیے۔ جب سالک عبادت و ریاضت شروع کرتا ہے تو اس کو نفس پر گرانی محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جب وہ صدق دل سے اس کو جاری رکھتا ہے تو اللہ اس کو توفیق بخشتا ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ پھر وہ عبادت ریاضت اور مجاہدہ میں ذوق اور لذت محسوس کرنے لگتا ہے اور اس کو رفتہ رفتہ ایسا استغراق ہو جاتا ہے کہ سوائے یاد الٰہی کے اسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہتا۔

4- محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبت ذات دوسری محبت صفات۔ محبت ذات محبت الٰہی

Marfat.com

ہے۔ اور محبت صفات کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ اور کسب سے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ ہر چیز سے قلب کو فارغ کر کے ذکر دوام میں مصروف ہو جائے۔ فراغت قلب کو روکنے والی چار چیزیں ہیں خلق' دنیا' نفس' اور شیطان۔ دفع خلق کے لیے عزلت اور گوشہ نشینی ہے۔ دفع دنیا کے لیے قناعت دفع نفس اور شیطان کے لیے اللہ سے رو رو کر دعائیں مانگنا ہے' التجا فریاد اور گریہ و زاری سے یہ فراغت قلب حاصل ہو جاتی ہے۔

5- سالک کے لیے یاد حق کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے۔ خلوت نشین ہونا کہ اس سے اس نفس مغلوب ہو' ہمیشہ باوضو رہنا یہاں تک کہ اگر نیند آ جائے تو بیدار ہونے کے بعد فوراً وضو کر لینا' صوم دوام رکھنا' اگر یہ ممکن نہ ہو تو غذا میں کمی کر دینا' غیر حق سے خاموشی اختیار کیے رہنا' اپنے پیر سے قلبی لگاؤ اور محبت رکھنا' حق کی خاطر تمام خواطر کی نفی کر دینا۔

6- سالک کے لیے چار چیزیں سے پرہیز کرنا ضروری ہے (۱) اہل دنیا خاص طور پر دولت مندوں سے (۲) اللہ کے سوا اور تذکرہ سے (۳) اللہ کے علاوہ کسی دوسری طرف توجہ کرنے سے (۴) دنیا کی کسی قسم کی محبت سے۔

7- سالک جب کسی چیز سے توبہ کرے تو اس کی نیت خالص ہونی چاہیے۔ اور ہر حال میں ثابت قدم رہنا چاہیے۔ گناہ سے ایک مرتبہ توبہ کی جاتی ہے مگر طاعت سے ہزار مرتبہ، جس طاعت میں ریا کی آمیزش ہو وہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔

8- سالک میں چار چیزوں سے کمال پیدا ہوتا ہے کم کھانا' کم بولنا' کم سونا اور لوگوں سے کم میل جول رکھنا۔

9- مومن کے دل کو تکلیف پہنچانا اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچانا ہے۔ مومن وہ شخص ہے اگر وہ مشرق میں ہے اور مغرب میں کسی مومن کے پاؤں میں کانٹا چبھے تو اس کو درد محسوس ہو۔

10- درویش کو پردہ پوش ہونا چاہیے۔ پردہ پوشی تمام عبادتوں میں افضل ہے۔

11- سالک کو باہمت ہونا چاہیے اور مادی چیزوں سے لاتعلق اور نفسانی خواہشات سے بلاتر۔

Marfat.com

12- صحو سکر سے بہتر ہے۔

13- مردوں کی طرح عورتوں میں روحانی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں۔ آداب طریقت میں وہ مردوں کے برابر ہیں۔

14- مشائخ کی کتب سلوک کو باقاعدگی سے پڑھتے رہنا چاہیے۔ اس سے روشن ضمیری پیدا ہوتی ہے۔

15- رب کی رضا میں راضی رہنا پرسکون زندگی کی دلیل ہے۔

16- عبادات جنت کے لالچ یا دوزخ کے خوف سے نہیں بلکہ محبت الٰہی کی غرض سے کرنی چاہیں۔

17- سلطان علاو الدین خلجی نے ایک مرتبہ حاضری کی اجازت مانگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس فقیر کے گھر کے دو دروازے ہیں۔ اگر بادشاہ سلامت ایک دروازے سے آئیں گے تو میں دوسرے دروازے سے نکل کر باہر چلا جاؤں گا۔

18- راہ طریقت کے مسافروں کے لیے صبر' رضا اور توکل ضروری چیزیں ہیں۔ بلا اور مصیبت کے وقت شکایت نہ کرنا صبر ہے اور بلا اور مصیبت کے وقت اپنی کراہت کا اظہار نہ ہونے دینا رضا ہے۔

19- ایک مرتبہ فرمایا کہ بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو اپنے پیرو مرشد پر اکتفا نہیں کرتے اور دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان سے خرقہ حاصل کر لیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ حرکت کوئی قابل قبول نہیں۔ دراصل بیعت تو وہی ہے جو پہلی مرتبہ کسی کے ہاتھ پر کی جائے اگرچہ وہ پیرو مرشد ایک عام ہی کیوں نہ ہو۔

20- ایک مرتبہ فرمایا سچے لوگوں کی صبح' صبح کے وقت ہوتی ہے اور عاشقوں کی صبح شام سے شروع ہوتی ہے جو عشاء سے فجر کی نماز تک شب بیدار رہ کر زندہ و تابندہ رہتے ہیں انہیں لوگوں کو مشائخ کہا جاتا ہے۔

21- پیرو مرشد کی صحبت سے جو خرقہ حاصل کیا جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دیا جائے۔ اسے دھونا ناجائز نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ اسے دھویا نہ جائے۔

22- ایک مرتبہ فرمایا اس ضعیف (نظام الدین) نے جتنے خرقے پہنائے ہیں ان میں سے چار کو خرقہ ارادیت پہنایا ہے اور باقی دیگر لوگوں کو محض برکۃً خرقہ دیا ہے۔

Marfat.com

23- جب میرے مخدوم (مرشد) نے مجھے خلافت سے نوازا تو فرمایا کہ اللہ نے تمہیں علم، عقل اور عشق کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے جس میں یہ تینوں چیزیں موجود ہوں وہ خلافت شیخ اور مشائخ کا مستحق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں تین چیزوں سے کام بحسن وخوبی پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

24- سلطان قطب الدین بن سلطان علاؤ الدین تخت نشینی کے بعد خواجہ نظام الدین سے عناد رکھنے لگا اور بسا اوقات آپ کو آزار پہنچانے کی کوشش کی اور حکم دیا تمام مشائخ چاند رات کو میری خدمت میں حاضر ہوں۔ خواجہ صاحب نے ایسا حکم ماننے سے انکار کر دیا بالآخر خسرو خان کے ہاتھوں سلطان قطب الدین قتل ہوا۔ عین اس وقت خواجہ صاحب اپنی خانقاہ میں گشت کر رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اے رو بہک چرا نہ نشتی بجائے خویش
با شیر پنجہ کر دی و ویدی سزائے خویش

(اے حقیر لومڑی تو اپنے مقام پر کیوں نہ رہی۔ تو نے شیر کے ساتھ پنجہ آزمائی کی اور اپنا حشر دیکھ لیا)

25- سلطان غیاث الدین تغلق کے ساتھ بھی آپ کے تعلقات کشیدہ رہے۔ وہ آپ کے وجود مسعود کو اپنی سلطنت کے لیے خطرہ سمجھتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ سرکاری دورے پر بنگال گیا۔ وہاں سے اس نے حکم جاری کیا کہ نظام الدین کو کہہ دو میرے واپس آنے سے پہلے دلّی چھوڑ جائے۔ جب اس کا حکم نامہ خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ کو ملا تو آپ کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ نکلے "ہنوز دلّی دور است" (دلی ابھی بہت دور ہے) غیاث الدین جب بنگال سے لوٹا تو راستے میں ایک جگہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ سلطان کے لیے اونچی سٹیج بنائی گئی۔ وہاں تقریب میں مصروف تھا کہ چبوترہ اچانک زمین پر آگرا اور وہ وہیں دب کر ہلاک ہو گیا۔ اس طرح اس کے لیے دہلی دور رہی۔

Marfat.com

45

شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ (وصال 1356ء)

1- اے مسلمانو! شریعت پر عمل کرو اور جو تم نے طریقہ اختیار کر رکھا ہے یہ دراصل بے دینوں کا طریقہ ہے جس سے سوائے پشیمانی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ ایمان محفوظ رکھنے کی فکر کرو اور کرامتوں کے درپے نہ ہو۔

2 حال نتیجہ ہے عمل کے صحیح ہونے کا اور عمل دو قسم پر ہے۔ ایک عمل ہے جسمانی اعضاء کے ساتھ اور دوسرا قلب کے ساتھ۔ عمل بالقلب مراقبہ کو کہتے ہیں اور مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ دل میں اس بات کا یقین کرنا کہ خدا دیکھ رہا ہے۔

3- انوارات الٰہیہ آغاز میں عالم علوی سے روح پر نازل ہوتے ہیں پھر دل پر اس کا اثر نمودار ہوتا ہے۔ پھر دل سے اس کا ظہور اعضاء پر ہوتا ہے' چونکہ اعضاء دل کے تابع ہیں اس لئے جب دل متحرک ہوتا ہے تو اس سے اعضاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

4- فرمایا کرتے تھے جس وقت میں بچہ تھا اور مسجد میں استاد سے پڑھا کرتا تھا اُس مسجد میں ایک خشک درخت تھا ایک کوّا اس درخت پر روزانہ آ کر بیٹھتا اور جو کچھ وہ کہتا اور بولتا تھا میں اس کی زبان کو خوب سمجھتا تھا۔

5- مبتدی صاحبِ وقت ہوتا ہے اور صاحب وقت وہ صوفی ہے جو اپنے وقت کو غنیمت اور کافی سمجھ کر اپنے کام میں مشغول ہو جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ شاید آئندہ یہ وقت ہاتھ آئے یا نہ آئے۔ جب کوئی سالک اپنے اوقات کی مسلسل حفاظت کرتے ہوئے عبادت میں مشغول رہتا ہے اور ہمیشہ اسی پر گامزن رہتا ہے تو امید ہے وہ صاحبِ کمال ہو جائے گا۔

6- انوار الٰہی جو روح پر نازل ہوتے ہیں ان کے اثرات کو حال کہتے ہیں لیکن حال کو دوام اور اثبات نہیں ہوتا۔ اگر حال کو بھی دوام ہو جائے تو یہ خود ایک مقام ہو جائے گا۔

7- منتہی صاحب انفاس ہے۔ یہ بندۂ خدا ایسا ہوتا ہے جس کا حال اس کے سانس کے

Marfat.com

قریب یعنی اس کا ہر سانس حال سے ملا ہوا ہو۔

8- آپ نے یہ حدیث بیان کی : ''اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارے زمانہ میں سانس دیا ہے اس لئے تم اللہ ہی کے لئے سانس لیا کرو۔'' فرمایا یہ کیفیت وجدانی ہے۔ اگر رات کو خدا کی یاد کی جائے تو صبح کو لازماً ذاکر سے اس کی خوشبو اور اثرات ظاہر ہوں گے۔

9- اگر کوئی درویش بھوکا رہ کر اول وقت سو جائے اور آخر وقت میں اٹھ کر یادِ الٰہی میں اس طرح مشغول ہو کہ اس کا باطن اللہ کے علاوہ اور کسی جانب مائل اور متوجہ نہ ہو تو وہ درویش اپنی روح پر انوار الٰہی کے نزول کا مشاہدہ کرے گا۔

10- اس کام (سلوک) میں اصل چیز نفس کی حفاظت کرنا ہے اور صوفی کو مراقبہ کی حالت میں ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس پر گہری نظر اور نگرانی رکھے تاکہ اس کے باطن کو دل جمعی اور یک سوئی حاصل ہو۔ جب صوفی نے نفس کو چھوڑ دیا اور اس سے غافل ہو گیا تو باطن حیران و پریشان ہو جائے گا۔

11- صوفی وہ ہے جو اپنے ہر سانس کو گنتا اور شمار کرتا رہے۔ اس کے برعکس جوگی اور ہندو تارک الدنیا بھی نفس کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن دولتِ ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے کوئی بلند مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

12- دل پر نظر رکھ کر دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرنا ضروری ہے اور ذکر اللہ میں مصروف و منہمک ہو کر تمام غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جائے۔

13- ہر عمل اور کردار کا دار و مدار صرف جذبہ پر ہے۔ یعنی ہر وہ عمل اور کام جس کے کرنے میں جذبہ نہ ہو وہ قابلِ قبول نہیں جیسا کہ جب جذبہ حال میں کوئی کام کیا جائے تو فوراً قبول ہوتا ہے۔

14- ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آدمی کا نفس بمنزل ایک درخت کے ہے۔ جو خواہشات نفسانی کی مدد سے آدمی کی ذات میں جڑ پکڑتا ہے اور مضبوط ہوتا ہے۔ اگر آدمی اُسے بتدریج اور پُرعزم اور حوصلے سے عبادت تقویٰ اور قوتِ محبت اور عشق سے ہر روز اس درخت کو ہلائے تو البتہ اس کی جڑ کمزور ہو جائے گی اور یہ درخت اُکھڑنے کے قابل ہو جائے گا اور حق تعالیٰ کی بندگی اور پیر کی محبت

Marfat.com

کی وجہ سے یہ درخت اُکھڑ جائے گا۔

15- جو شخص راہ طریقت اختیار کرے اُسے لوگوں کے ساتھ میل جول میں حلم سخاوت اور وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ لوگوں کے ہاتھوں جو تکالیف اور اذیت پہنچے اُسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ انتقامی کارروائی سے گریز کرے۔

16- ایک حق تقویٰ کا ہے کہ فرمایا ''واتقو اللہ حق تقاتہٖ'' اور ایک حق عبادت کا کہ ''ما عبد ناک حق عبادتک'' اور ایک حق ہے تلاوتِ قرآن پاک کا کہ یتلونہ حق تلاوتہ وارد ہے اور ایک حق معرفت کا اگر اس سے مراد توحید لی جائے تو یہ ہے کہ پہچانے اس کو وحدانیت کے ساتھ جیسا کہ وہ ذات صفات میں یگانہ ہے اور اگر معرفت اسرار ربوبیت سے مراد لی جائے تو اس کی حقیقت کی معرفت دشوار ہے اور آدمی اس کی معرفت میں مختلف المراتب ہیں۔

17- فرمایا اصل کام محافظت نفس ہے۔ مراقبہ میں صوفی کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو نگاہ میں رکھے۔ یعنی سانس روکے تاکہ جمعیتِ باطن حاصل ہو۔ جب سانس لے گا تو باطن پریشان ہوگا اور خرابی پائے گا۔

18- جب سالک کامل ہو جاتا ہے تو اس کو قوت پرواز حاصل ہو جاتی ہے خواہ عالم علوی میں ہو خواہ سفلی میں اور اعضاء چونکہ قلب کے تابع ہیں اور قلب تابع روح کا پس جہاں تک روح طیران کرتی ہے قلب و جوارح بھی وہاں تک پرواز کرتے ہیں۔

19- جب کوئی طریقت (سلوک) میں داخل ہو اس کو چاہئے کہ آستین چھوٹی کرے اور دامن اونچا رکھے اور سر منڈوائے۔ آستین چھوٹی کرنا اس واسطے ہے کہ جب صوفی سلوک میں آیا تو اس کا ہاتھ قلم کرنا چاہئے تاکہ اس کو مخلوق کے آگے نہ پھیلائے۔ مگر ہاتھ اس لئے نہیں کاٹا گیا کہ بہت سی عبادتوں سے محروم رہے گا۔ آستین کاٹ کر اس کو یاد دلایا گیا ہے کہ تو بے دست ہے اس کو کسی کے آگے نہ پھیلا۔ دامن اونچا کرنے میں اشارہ ہے کہ صوفی اپنے پاؤں قطع کرے تاکہ بری جگہ نہ جائے۔ سر منڈوانے میں یہ اشارہ ہے کہ جب طریقت میں آیا تو اپنا سر کاٹ ڈالے یعنی راہ حق میں اول القدم سربازی ہے۔

20- سالکوں کی مشغولی چھ چیزوں پر مبنی ہے۔ اول خلوت یعنی باہر نہ نکلے بغیر اللہ

Marfat.com

ضرورت۔ دوم ہمیشہ وضو میں رہے۔ اگر غلبہ خواب سے سو گیا تو اٹھ کر فوراً تازہ وضو کرے تاکہ طہارت میں خلل واقع نہ ہو۔ تیسرے ہمیشہ روزے رکھے' چوتھے ہمیشہ خاموش رہے۔ پانچویں اپنے شیخ کے ساتھ باطنی ربط رکھے۔ چھٹے حق تعالیٰ کے سوا دوسرے تمام خیالات و خواہشات کو مٹا دے۔

21- فرمایا شیخ ابو سعید ابو الخیر جب اذان سنتے تو اپنے منہ پر طمانچے مارتے اور فرماتے ابو سعید بے چارے کو کہاں سے کہاں لائے ہیں۔ ابھی عالم لاہوت میں تھا اب اس عالم ناسوت میں لاتے ہیں۔ اس واسطے کہ عالم لاہوت کا مطلب قرب و مشاہدہ حق ہے اور عبادت امر ہے اور اوامر عالم ناسوت میں ہوا کرتے ہیں۔

22- مال اور اولاد کو فتنہ کہا گیا ہے وہ اس لئے کہ ان کی وجہ سے ترکِ مشغولیت ہوتی ہے۔ فرمایا انسان جس کام میں ہوا کرے اسے کرے مگر کسی دم ذکر اللہ سے خالی نہ ہو۔ کھڑے بیٹھے لیٹے یادِ خدا میں رہے۔ جب زبان ذکر اللہ میں لگی رہے گی تو امید ہے کہ تمام غم و فکر دنیا کے دل سے دور ہو جائیں گے اور بے غم رہو گے۔ فرمایا اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ اپنے گوشہ گھر میں یا مسجد یا قبرستان میں یادِ خدا میں انسان مشغول رہے اور شیاطینِ انس سے میل جول نہ رکھے۔ شیاطینِ انس وہ لوگ ہیں جو یادِ خدا سے روکتے ہیں۔

23- کسی نے پوچھا کہ سلوک کس چیز سے عبارت ہے؟ فرمایا تصفیہ و تزکیہ سے یا ذکر و نماز و روزہ سے۔ پھر فرمایا اے درویش ایک طریق یہ بھی ہے کہ بوسیلہ ذکر کے مقامِ قرب کو پہنچیں۔

24- دوستو! اس راہ میں مجاہدہ شرط ہے کہ بغیر مجاہدہ مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا اوقات کو غنیمت جانو۔ اکثر راتوں کو بیدار رہنا چاہئے کہ نزول انوار راتوں میں ہوا کرتا ہے۔ فرمایا نصفِ شب کے گزرنے کے بعد انوار کا نزول ہوتا ہے عالم لاہوت سے ارواح پر۔ پھر ارواح سے قلوب پر اور قلوب سے جوارح پر۔ پھر ایک آہ سرد بھر کر فرمایا' جب انوار آتے ہیں تو جاگنے والوں پر بھی ان کا نزول ہوتا ہے اور سونے والے محروم رہتے ہیں۔ کسی نے پوچھا نزول انوار معلوم ہونے کی کیا علامت ہے؟ فرمایا اس وقت خوشی و تسکین دل میں پیدا ہوتی ہے ذوق و شوق پیدا

Marfat.com

ہوتا ہے۔

25- جس قدر سالک کو معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے اُسی قدر تعلقات کم ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی کو یہ معرفت حاصل ہوئی کہ حق تعالیٰ سب چیزوں پر قادر ہے اور ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے'' پھر اپنا دروازہ خوب بند کر کے بیٹھا رہے اور جان لے کہ خدا تعالیٰ قادر ہے میرا رزق پہنچائے گا اور تعفف کرے اور کسی سے سوال نہ کرے تو بے شک وہ کامیاب ہوگا۔

26- فرمایا رابعہ بصریہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھیں۔ کچھ لوگ ان کو نصیحت کرنے آئے کہ عورت اگرچہ عابدہ و زاہدہ ہو مگر شوہر دار ہونا بہتر ہے' وہ بولیں آپ میں سب سے بڑا عالم اور زاہد کون ہے۔ ان میں حضرت خواجہ حسن بصری بھی تھے۔ لوگوں نے بتایا یہ ہیں۔ حضرت رابعہ نے کہا وہ میرے قریب پردہ کے پاس بیٹھ جائیں۔ مائی رابعہ نے پوچھا عقل کتنے اجزاء پر پیدا ہوئی۔ خواجہ نے کہا دس اجزاء پر۔ پھر پوچھا وہ اجزاء مرد و زن پر کس طرح تقسیم ہوئے' کہا نو جزو مردوں کو ملے اور ایک جزو عورتوں کو۔ پھر پوچھا شہوت کتنے جزو پر ہے؟ کہا وہ بھی دس اجزاء پر۔ پوچھا کس طرح تقسیم ہوئی؟ بولے برعکس عقل کے نو جزو شہوت کے عورتوں کو دیئے اور ایک جزو مردوں کو دیا۔ رابعہ بولیں سبحان اللہ ایک جزو عقل میری نو جزو شہوت پر غالب آئی اور نو جزو عقل تمہاری ایک جزو شہوت پر غالب نہیں ہو سکتی۔

27- قبولیت اعمال کا دار و مدار جذبہ پر موقوف ہے۔ یعنی کوئی عمل جب تک جذبہ الٰہی میں نہ آئے قبول نہیں ہوتا اور جذبہ کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ طفلی میں ہو یا جوانی میں یا بڑھاپے میں۔ مگر جذبہ کے بھی مراتب ہیں۔ ایک جذبہ عوام کا ہے اور وہ توفیق پانا اعمال صالحہ کی۔ ایک جذبہ خواص کا ہے وہ یہ کہ قلب کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو۔

28- فرمایا عشق الٰہی کا راستہ مصائب و آلام اور تنگ دستی ہی سے گزرتا ہے۔ اس راستے پر انتہائی وابستگی کی ضرورت ہے تب گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے اور خدا کی محبت عشق رسول اللہ ﷺ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ کی اتباع قول و فعل

Marfat.com

اور غور و فکر میں ناگزیر ہے۔

29- ایک دن فرمایا توبہ کے تین درجے ہیں۔ اول توبہ پھر انابت پھر روبہ۔ توبہ معاصی سے ہوتی ہے۔ انابت مباحات میں ہے یعنی جو کچھ مباح ہو اُس سے بھی پرہیز کرے۔ تیسرا درجہ روبہ کا ہے مگر لغت کے لحاظ سے ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں۔

30- آپ کی تعلیمات میں تقویٰ' توبہ اور توکل بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ توکل تو رضا الٰہی کا آخری مقام ہے۔ متوکل اپنا رزق براہ راست خدا سے حاصل کرتا ہے۔

31- تسلیم و رضا کے بھی چار مراتب ہیں۔ پہلا تصبر' دوسرا صبر' تیسرا تفویض اور چوتھا رضا۔

32- شہوت' نفسانی خواہشات طوق و زنجیر کی طرح ہیں۔ سالک ہمت اور صبر و استقلال کو کام میں لائے۔ تب آگے بڑھ سکتا ہے۔

46

سیّد محمد بندہ نواز گیسو درازؒ (وصال 1422ء)

1- نفس موذی اور وسوسہ شیطانی نہایت ہی مہلک شیطان ہے بڑے بڑے بزرگان دین اور اولیاء اللہ بھی ہر وقت نفس موذی کے شر انگیزی سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

2- فرمایا صوفیوں اور عالموں میں اس کے علاوہ کوئی اختلاف نہیں کہ صوفیائے کرام خدا کی ذات میں فنا ہو کر اپنے وجود سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔

3- لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ علم سب سے بڑا حجاب ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں وہ سب حجاب ہیں اور حجاب جتنے ہیں وہ سب قبیح' کثیف اور بہت ہی برے ہوتے ہیں لیکن ایک لطیف حجاب ہے جس کا اٹھانا اور جس کو دور پھینک دینا بہت اچھا اور ضروری ہے۔ علم سے مراد اصول حدیث' فقہ' تفسیر نہیں بلکہ علم سے مراد وہ علم ہے جو خدا کی ذات اور صفات سے متعلق ہے کیونکہ وہ دلائل سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کے لئے تو مشاہدہ درکار

Marfat.com

ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کی ماہیت اس کی ذات سے زائد نہیں بلکہ اس کی ماہیت عین ذات ہے۔

5- ہر چیز میں کوئی نہ کوئی آفت اور مصیبت ہوتی ہے مگر عشق میں دو آفتیں ہیں۔ ایک ابتداء میں اور ایک انتہاء میں۔ ابتدائی آفت تو یہ ہے کہ عاشق پر عشق اور معشوق کی جستجو کا غم سوار رہتا ہے اور جب تک اس کے لئے وصال کی کوئی راہ نہیں کھلتی وہ برابر غم میں مبتلا رہتا ہے اور غم کا عادی ہو جاتا ہے۔ بالآخر سوزش اور غم میں کمی آتی رہتی ہے اور انجام کار محروم اور مایوس ہو کر خسارے میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس آفت سے بچائے۔ انتہائی آفت یہ ہے کہ جب معشوق کا عاشق سے وصال ہو جاتا ہے اور وصال کی لذتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو دردِ غم اور الم ختم ہو جاتے ہیں اور پھر وقت کے ساتھ ذوق شوق بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور محبوب کے جمال کے ذوق شوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو اس سے بھی محفوظ رکھے۔

6- سماع میں فقیر و درویش کی یہ حالت ہونی چاہئے کہ وہ از خود رفتہ نہ ہو بلکہ اپنی خودی میں رہے۔ جو کچھ کہے اس پر عمل بھی کرنے اور سمجھے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ اس وقت فقیر کی حالت گھٹیا ہوتی ہے جس وقت اسے اپنی حرکات و سکنات تک کا علم نہیں ہوتا۔

7- فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ اپنے دوستوں میں عمار بن یاسر کے اوصاف بیان کیجئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ پختہ مومن ہیں اور ان میں اتنا ایمان بھرا ہوا ہے کہ بہہ رہا ہے۔ پھر اس نے حضرت سلمان فارسی کے بارے میں دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ ان کے پاس اگلے اور پچھلے لوگوں کی معلومات کے خزانے ہیں۔ اسی طرح حضرت حذیفہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ وہ صاحب اسرار تھے اور ان میں ایک یہ صفت بھی تھی کہ وہ منافقین کے حالات سے باخبر رہتے تھے۔ سائل نے عرض کیا اے علیؓ آپ اپنے بارے میں بھی تو فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا سنو میری حالت یہ ہے کہ میں جو مانگتا ہوں دیا جاتا ہوں اور اگر میں خاموش رہتا ہوں تو وہ مجھ سے کلام کرنے میں ابتداء کرتے ہیں۔

Marfat.com

8- اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنی کرامتیں پوشیدہ رکھیں اور یہ فرض اس فرض کی مانند ہے کہ انبیاء علیہ السلام کو معجزے ظاہر کرنا چاہئے۔

9- کسی نے دریافت کیا مراقبہ کی تعریف کیا ہے؟ فرمایا مراقبہ کی تعریف یہ ہے کہ طالب اپنے مطلوب مقصود میں اتنا مستغرق ومحو ہو جائے کہ دنیا و مافیہا کی اسے مطلق خبر نہ رہے۔ پھر کہا کہ ہمارے پیر و مرشد نے فرمایا مراقبہ میں بندہ مقام صمدیت تک پرواز کرتا ہے اور اللہ حاضر و ناظر اس کے ساتھ رہتا ہے۔

10- زندگی اور موت کے سوال پر آپ نے فرمایا اس دنیا میں اسلامی تبلیغ کی اشاعت کے لئے جینا ضروری ہے تاکہ قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے بعد جو موت طاری ہو جاتی ہے وہ نہ آسکے اور مومن ہمیشہ زندہ رہے۔

11- مزاروں پر فاتحہ خوانی تو رسول اللہ ﷺ کا فعل مبارک ہے۔ آپ نے لوگوں کے مزاروں پر جا کر دعائے مغفرت کی تھی۔ ہم لوگ اس لئے فاتحہ خوانی کرتے ہیں کہ اہل مزار کے لئے اللہ کی رحمت کی درخواست کرتے ہیں اور اسی سلسلے میں اپنے لئے بھی دعائے مغفرت کرتے ہیں اور وہاں جا کر عبرت بھی حاصل کرتے ہیں۔

12- ایک مکتوب میں لکھا کہ دنیاوی سرمایہ اور شان و شوکت بجلی کی چمک اور بادل کی گرج و رفتار کی مانند ہے اور یہ چیزیں قابل اعتماد نہیں۔ اس دنیاوی زمین کی مٹی شوریدہ ہے۔ تخم ریزی کرنا سراسر نقصان دہ ہے تاہم اس دنیا کو لکڑی کا گھوڑا سمجھ کر اس کے دونوں طرف مضبوطی سے قدم رکھو اور خود کو بے دست و پا نہ سمجھ کر عاجزی کے ساتھ تیر رو بن کر منزل پر پہنچنے کی فکر کرو۔

13- سالک کو وہ کام کرنا چاہئے جس کی نفس امارہ مخالفت کرے۔ اگر ذکر و فکر میں بسط کی حالت محسوس کرے تو اس میں اضافہ کرے۔

14- جب تمام شرائط پوری ہوں تب دعا اپنا اثر کرتی ہے۔

15- تمام امور کا کنٹرول تقدیر کے ہاتھ میں ہے۔

16- ذکر حبسِ دم سالک کے لئے بہت ضروری ہے۔ اگر وہ یہ ذکر کثرت سے کرے تو وہ کھانا پینا کم کرے اور عورت سے میل ملاپ چھوڑ دے۔

17- اوراد اور وظائف مقصود حاصل کرنے کے بعد بھی پابندی سے جاری رکھے منقطع نہ

Marfat.com

کرے۔

18- پیر ایک دودھ پلانے والی ماں کی طرح اور مرید شیر خوار بچہ کی طرح ہوتا ہے۔ مرید کو کسی طرح بھی مرشد سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

19- ارادت اور مجاہدات کبھی بار آور نہیں ہوتے جب تک قلب سے دنیا کی محبت نکل نہ جائے۔

20- جو وظائف شیخ عطا کرے مرید ان کو ہرگز دوسروں کو نہ بتائے۔

21- میں تو پیدائشی طور پر عاشق الٰہی ہوں۔ میری والدہ نے مجھے عشق حقیقی کا دودھ پلایا۔

22- عشق بازی ہمارے بس کی بات نہیں۔ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس کے سر پر تاج رکھ دیتا ہے۔ عشق تو رب کا عطیہ ہے۔

23- اگر رب کی تلاش کا جذبہ دل میں پیدا ہو جائے تو وہ اس کو ظاہر اور باطنی طور پر گھیر لیتا ہے۔ پھر دل میں نفسانی خواہشات' بغض' حسد' لالچ' غصہ وغیرہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔

24- محبت کے پانچ درجے ہیں: شریعت' طریقت' حقیقت' معرفت اور وحدت۔ یہ سب عشق الٰہی کے درجے ہیں۔ یعنی محبت ہی ایک ایسا زینہ ہے جس کا آغاز شریعت کی تابعداری سے شروع ہوتا ہے اور سالک کو دریائے وحدت میں غوطہ زن کر دیتا ہے۔

47

شرف الدین بو علی شاہ قلندرؒ (وصال 1323ء)

1- وحدت کی تجلیات بے شمار ہیں۔ کردگار (رب) کی صنعت پر نظر کرنا واجب ہے۔ کائنات کا مطالعہ معرفتِ کردگار کا وسیلہ ہے۔ خالق کی گوناگوں تجلیات کائنات کے ذرہ ذرہ میں جاری و ساری ہیں۔

2- ایک شعر میں فرماتے ہیں جب کہ تیرا جمال جہاں کے ذرہ ذرہ میں جاری و ساری ہے تو میں زاہد بن کر خلوت کدہ میں کیوں بیٹھوں! یہاں آپ نے ہر کس و ناکس

Marfat.com

کی توجہ کائنات کے ذرہ ذرہ کی طرف کرائی ہے۔ تاکہ لوگ خالق حقیقی کو پہچانیں۔

3۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ اونٹ جیسا بے عقل جانور بھی گھنٹی کی آواز پر رقص کرتا ہے تو اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے بھی تو اے انسان خدا کے عشق میں جذب و محویت حاصل نہیں کرتا۔ یا محبوب کا نام سننے کے بعد بھی وجد میں نہیں آتا۔

4۔ وحدت کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ کنگرہ کبریا کے اوپر لے جاسکتی ہے یعنی ایسے درجات و مقامات رفیعہ کا ادراک ہوتا ہے جن کا شروع شروع میں مبتدی سالک کو وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا، لیکن کیا وہ بھی عارف ہوسکتا ہے جس کا منتہائے فکر صرف عرش ہو، یعنی جو کچھ اسے مل جائے اسی پر قناعت کر بیٹھے اور اپنے زعم میں عارف ہونے کا دعویٰ کرے۔

5۔ دین و دل دے کر رضائے محبوب پر راضی و شاکر رہنا بھی لازماً عشق کا ہی کمال ہے۔ اس کو اصطلاح میں وفا کہتے ہیں ۔قلندر صاحب اپنی وفا داری کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

شرف را گر خوں ریزی سر تسلیم خم سازد
ہر آں قطرہ کہ از خونش چکد نقشِ وفا خیزد

(یعنی اگر شرف کا خون بھی کر لیا جائے تو اسکا سر تسلیم خم ہوگا اور اس کے ہر قطرۂ خون سے وفا کا نقش ظاہر ہوگا)

6۔ آپ ہمیشہ فرمان خداوندی کے تحت عمر گزارنے کا درس دیا کرتے تھے اور ہمیشہ مخلوق کو خدا شناسی کی تعلیم دیتے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''سب سے ٹوٹ کر مجھ سے مل جاؤ''۔

7۔ راہ عشق میں چونکہ گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے صحیح سلامت گزرنے کے لئے عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ اس لئے عاشق کو ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ یہ منزل نہایت پرخطر اور ہیبت ناک ہے۔ راستے ایسے تنگ و تاریک ہیں کہ جن میں بڑے بڑے عالی ظرف عشاق کا زہرہ پانی پانی ہو جاتا ہے۔ عاشق کو سفر طے کرنے کی خواہش ہوتی ہے عقل راستے کی مشکلات سے خائف ہو کر دلائل

Marfat.com

کے روڑے اٹکاتی ہے اور آگے جانے سے روکتی ہے۔ اگر تیرے پاس سرمایۂ شوق اور طلبِ صادق ہے تو اس راہ میں قدم رکھ ورنہ خاموش ہو جا۔ فرماتے ہیں اگر میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ میرا ذاتی گناہ ہے اگرچہ نوشتۂ تقدیر کسی طرح مٹ نہیں سکتا۔

8۔ اکل حلال کے ساتھ صدق مقال اور عجز و نیاز کا ہونا نہایت ضروری ہے جس سے بارگاہ حق میں بازیابی نصیب ہوتی ہے ایک جگہ فرماتے ہیں عاجزی چونکہ حق تعالیٰ کو پسند ہے اس لئے اس کو حل مشکلات کا ذریعہ قرار دیا جاتا ہے۔

9۔ جس طرح چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بام حقیقت پر رسائی کے لیے مرشد کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ منزل کا پتہ لگتا ہے اور نہ راہ نشان ملتا ہے۔ اور دوسری بات یہ بتائی کہ حقیقت میں پہنچنے کے لیے مجاز کا زینہ استعمال کیا جاتا ہے۔

10۔ عبداللہ احرار کا قول ہے قلندر سریانی زبان میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ انسان جذبات حق میں اس قدر محو ہو جائے کہ اپنی وہمی ہستی و خودداری کی اصلاً خبر نہ رہے اور یہی عین قلندری ہے۔

11۔ تذکرۂ غوثیہ میں ہے کہ ایک دفعہ کسی نے مولانا غوث علی شاہ علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ قلندر صاحب بارہ سال تک پانی میں کیسے کھڑے رہے تو آپ نے فرمایا کہ جس تجلی نے حضور قبلہ عالم پناہ پر ظہور کیا تھا اگر وہ مجھ پر کرے تو میں بارہ ہزار سال تک پانی میں کھڑا رہوں۔ اے نادان مشاہدۂ ذاتِ حق بھی کہیں اٹھنے دیتا ہے!

12۔ ایک روایت ہے مجاہدات کے دوران آپ کو ندا آئی اے شرف الدین مانگو کیا مانگتے ہو؟ عرض کیا اے مولا مجھے علیؓ بنا دے۔ جواب آیا علی ایک ہی ہو سکتا ہے جو ہو چکا کچھ اور مانگو۔ پھر یہی عرض کیا کہ مجھے علی بنا دیا جائے۔ پھر انکار ہوا۔ پھر وہی مطالبہ تیسری بار دوہرایا۔ تو ندا آئی کہ ہم تم کو علی تو نہیں بنا سکتے البتہ بوعلی بنا دیتے ہیں۔ آپ کی ذات سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خوشبو آیا کرے گی۔

13۔ سماع کے ضمن میں فرمایا اگر شیخ سماع کی آواز سے لذت حاصل نہیں کرتا تو اس کے

Marfat.com

کان بہرے ہیں اور سر سودائے یار سے خالی ہے۔

14۔ آپ کے پاس بچوں کا ہجوم رہتا تھا۔ان سے بڑے پیار اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ اپنے مرید مبارک خان سے تو بے حد محبت تھی مگر پھر بھی اس محبت (مجاز) کے بارے میں فرماتے ہیں: کسی لڑکے نے میرے دل میں جگہ کی نہ کسی لڑکی نے۔ ایسے ہزار عشق پیدا ہوئے اور مر گئے۔ مجاز پیدا ہوا اور معدوم ہو کر حقیقت میں بدل گیا۔آپ کے دیوان میں جا بجا ایسے کلمات ملتے ہیں۔

15۔ ہمارے نزدیک شاہانہ تاج و تخت گدھے کے سم کے برابر ہے بادشاہ وہ ہے جس کے بدن پر خلعتِ تجرید ہو۔

16۔ ہم بادشاہوں کے تاج سے اونٹ کے پاؤں کی زنجیر بناتے ہیں ہمارے نزدیک بادشاہ وہ ہے کہ جس نے تجرید و تفرید اختیار کر رکھا ہے۔

17۔ ہم نے سیمرغ کی طرح کوہ قافِ عشق میں سر چھپا لیا ہے۔کہاں ہے ایسا عارف کہ جس کی نظر عرش اکبر پر ہے۔

18۔ عارفوں کے نزدیک علم لَدُنی یعنی علم معرفت عقلِ کل کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ جسمانی عقل و دانش حقیر اور بے معنی ہے۔

19۔ شرف الدین نے لوح الف اور با کا علم حاصل نہیں کیا۔ ہمارا علم لوح جمال دوست سے آیا ہوا ہے۔

20۔ ہمارے سینہ میں معشوق کا جلوہ ہے۔ ہم بت پرست ہیں اور ہمارا دل بت خانہ ہے۔اے خضر تو آبِ حیات پر ناز کرتا ہے وہ میرے پیالے کی تہ کا میل آلودہ قطرہ ہے۔ جنت و دوزخ صد ہا منزلیں ہمارے پیچھے ہیں وہ ہماری مردانہ ہمتِ برق رفتاری کے ساتھ کیسے چل سکتے ہیں۔

21۔ میں اس گوشہ نشین آنکھ پر ناز کرتا ہوں جو عین الیقین کا سرمہ رکھتی ہے۔اس بھید کو جو میں محبوب کے ساتھ رکھتا ہوں کراماً کاتبین کو خبر نہیں۔

22۔ میری آنکھیں دشتِ وجود کے ہر ذرہ میں محبوبِ مطلق کا نور جلوہ دیکھتی ہیں۔

23۔ میرا سر زہد و تقویٰ کے خمار سے خالی ہے۔ کیونکہ میں میکدہ وحدت سے شراب پیتا ہوں۔اے شرف! اگر تو وصل حبیب چاہتا ہے تو بلبل کی طرح روز و شب نالہ و

Marfat.com

فریاد کر۔

24۔ جب سے تیری تصویر کے نقش نے میری آنکھوں میں شعاع ڈالی ، میں برابر اس نور پاک پر فدا ہوں۔ تیرا شوق سینہ میں انا الحق کا شور کرتا ہے ، گو یہ قول مدعیوں کے نزدیک کفر ہے۔

25۔ میری روح نے کئی ہزار اسرارِ الٰہی ظاہر وعیاں دیکھے۔ تو جان کہ وہ خیال میرے سر میں پوشیدہ ہیں۔

26۔ اے زاہد جو شخص ساغرِ سرشار سے مست ہو اس کے دل میں دنیا کا زنگار کبھی نہیں آتا۔ میں تو جام الست سے ہر شام وسحر مست ہوں مجھے ہر دم در ودیوار بھی مست معلوم ہوتے ہیں۔

27۔ معلم تجھے توحید کا کیا سبق پڑھائے جب کہ یہ اسرار کتاب سے باہر ہیں۔

28۔ اگر ہمارے شاہد کے جمال پر حجاب ہو تو وہ بالکل جل جائے کیونکہ وہ تو بے حجاب ہے۔ خود کو درمیان سے اٹھا لے تا کہ وہ اندر آئے۔

29۔ کثرت کی طرف دل کی آنکھ سے دیکھ، اس کا نورِ وحدت جلوہ ریز ہے۔

30۔ عشقِ محبوب ہر ساعت نئی شکل وصورت اختیار کر کے میرے سینہ میں فتنہ وفساد برپا کرتا ہے۔ گویا میرا سینہ جوشِ عشق سے لبریز اور میں نعرۂ کناں ہوں۔

اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

31۔ اے بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی اس نے تیرے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تجھے خود بینی سے بچا لیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا۔ جب تم عشق کو پہچان لو گے تو لا محالہ معشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں تو تجھے معشوق کے طریقے اور عاشق کے فریضہ کے نقشِ پا پر چلنا ہو گا تا کہ تو عاشق ومعشوق کو پہچان سکے۔

32۔ اے بھائی! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل وصورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا گیا ہے تا کہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

Marfat.com

33۔ اے بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرما کر ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا کہ میں تم کو بھروں گا۔ معشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اس کے چیلوں سمیت دوزخ میں جھونکا جائے گا۔

34۔ اے بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ عاشق نے اپنے عشق سے کیا کیا پیدا کیا اور دنیا کو کیسا تماشا گاہ بنایا۔ اور اپنے حسن کو ہر درخت میں چھپا دیا اور مختلف اقسام کے میوہ جات پیدا فرمائے۔ درخت کو خود اپنی اور پھول و پھل کی خبر تک نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں۔

35۔ اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حُسن سمجھو۔ عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تا کہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم اسرار بنائے۔

36۔ عاشق بن کر ہمیشہ حُسن دیکھتے رہو اور دنیا و آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت رسول اللہ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی۔ اے بھائی جب تم اپنے نفس کو پہچان لوگے تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی۔

37۔ اس دنیا میں جو حسن و تزئین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ خوب جانتے ہیں۔ سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق حُسنِ کفر ہے۔

38۔ اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات کو پہچانو۔ جب اپنی ذات سے روشناس ہو جاؤ گے تو عشق کے اسرارِ خود بخود تم پر کھلتے جائیں گے۔ عاشق بن جاؤ اور معشوق کا اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور اپنے دل کے آئینہ میں دیکھو۔

39۔ وہ معشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپا لیا ہے۔ ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں اس لئے کہ معشوق تو ہماری آغوش میں ہے۔

40۔ اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے۔ اس لئے تمہیں ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے۔ ذرا ہوش کرو، ذرا ہوش کرو تم بحالت موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو۔ اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

Marfat.com

41۔ اے بھائی ! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بدحالی تک لے جائیں۔ البتہ جب بدنصیبی اور بدقسمتی ظاہر ہوگئی تو معلوم ہوگا کہ یہ بدبختی اور بدنصیبی در اصل برے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہیں۔

42۔ اے بھائی ! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں۔ مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں۔ البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دو عالم میں پسندیدہ ہوں۔

43۔ اے بھائی ! تم خودی پیدا کرو اور خودی ہی کے متمنی اور خواہش مند رہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہے گا وہی کرے گا۔ کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

48

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ (وصال 1538ء)

1- ایک مرتبہ آپ قوالی سن رہے تھے کہ اچانک محویت طاری ہوگئی۔ تشبیہہ پر تنزیہہ کا غلبہ ہوگیا اور آپ بے جان ہوگئے۔ قوال ڈر کے مارے بھاگنے لگے۔ ایک اہل نظر بزرگ جو حاضر مجلس تھے فرمایا ''سوختہ آتش باطنا (آتش سے علاج کرو۔'') چنانچہ قوالوں کو بلا کر دوبارہ قوالی شروع کرائی گئی۔ کافی دیر بعد آپ پھر زندہ ہوگئے۔

2- ملعون اور مبغوض دنیا کو تین طلاق دے کر اس سے ظاہراً اور باطناً منہ پھیر لینا چاہیے۔ جب تک مکمل طور پر ترک دنیا نہ ہو ترک ماسویٰ حاصل نہیں ہوسکتا اور ترک ماسویٰ اللہ کے بغیر ہرگز ہرگز خانہ دل کدورت اور خطرات فاسدہ سے پاک نہیں ہوتا اور صفائی قلب کے بغیر دل ہرگز حق تعالیٰ اور عالم باقی کے بالمقابل نہیں ہوتا۔

3- روحانی سفر میں سالک راہ طریقت کو تین قسم کی سیر سے واسطہ پڑتا ہے۔ سیر الیٰ اللہ' سیر فی اللہ' سیر من اللہ'۔ سیر الیٰ اللہ کے سالک کو مبتدی' سیر فی اللہ کے سالک کو متوسط اور سیر من اللہ کے سالک کو منتہی کہا جاتا ہے آخری مقام جامعیت

Marfat.com

ہے جس سے مراد بیک وقت فنا فی اللہ اور بقا باللہ ہے۔

4- مقام جامعیت کا دوسرا نام عبدیت ہے جو خاصہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ کمال یہ نہیں کہ انسان مقام فنا میں مستغرق ہو کر دنیا میں کسی کام کا نہ رہے بلکہ کمال یہ ہے کہ فنا فی اللہ کی سرمستی اور مدہوشی پر غالب آ کر حق عبودیت ادا کرتا رہے اور شراب وصل کے دریا نوش کرنے کے باوجود بھی مخمور اور مستغرق نہ ہو۔ چنانچہ بلند پایہ اولیاء اللہ کے نزدیک آخری اور بلند ترین مقام یہی جامعیت ہے۔ عبدیت یا عبودیت ہے۔

5- ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذکر وہ ہے جس کی بدولت آخرت کے دائمی درجات نصیب ہوتے ہیں۔ یہ ذکر تلاوت قرآن مجید ہے۔ تفسیر زاہدی میں ہے "عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کسی کا ذکر تلاوت قرآن سے بہتر و شریف نہیں ہے۔" دوسرا ذکر وہ یہ ہے کہ جس کے کشف حقائق اور دین کے حقائق کا شہود مراتب یقین حاصل ہوتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جس کی شہادت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خدا کی قسم میں اپنے رب کی عبادت اسے دیکھے بغیر نہیں کرتا۔"

6- علم کے تین مراتب ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین علم الیقین یہ ہے کہ سنی سنائی بات پر یقین کر لے۔ عین الیقین یہ ہے کہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرے۔ حق الیقین یہ ہے کہ آگ میں ہاتھ ڈال کر دیکھ لے کہ واقعی آگ ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ بلند ترین مقام حاصل تھا۔ اس لیے آپ نے فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ میرے سامنے بھی آ جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ اور پیشوائے اولین و آخرین ﷺ نے اس مقام کے متعلق ارشاد فرمایا۔ "مجھے حق تعالیٰ کے ہاں ایسا وقت حاصل ہوتا ہے کہ جہاں کسی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی رسائی نہیں ہو سکتی۔"

7- حجابات کی تین قسمیں ہیں۔ اول حجابات ظلمانی یعنی گناہوں کا پردہ دوم حجابات نورانی۔ یہ وہ حجابات ہیں جو کشف و کرامات کی وجہ سے سالک کو ذات حق سے علیحدہ رکھتے ہیں۔ سوم حجابات کیفی۔ یہ وہ حجاب ہے جو کیفیات کی وجہ سے سالک اور حق کے درمیان حائل ہوتا ہے یعنی آدمی کیفیات کی لذت میں مست ہو جاتا

Marfat.com

ہے۔

8- اے بھائی! راہ حق پُر خطر اور پُر تکلیف راہ ہے کہ نامرد اور مخنث اس پر چلنے کے قابل نہیں۔ اس کوچے میں ایسا مرد قدم رکھ سکتا ہے جو جانباز اور جہاں تاز ہو۔ جو اپنے آپ سے ہاتھ دھو چکا ہو اور طلب حق اور میدان وحدت میں گم ہو چکا ہو۔ جو کونین کو پس پشت ڈال چکا ہو اور غیر اللہ سے منہ موڑ چکا ہو۔

9- اٹھارہ ہزار جہانوں میں سے کوئی ذرہ اس کی ذات سے باہر نہیں۔ بلکہ کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو اس کا عین نہیں۔ اس کی معرفت وہ خود آپ ہے۔ وہ ذات وراء الوراء نہیں' بے ہمہ اور باہمہ ہے۔

10- تو بھی چلتا رہ جس قدر چل سکے چل۔ بلکہ در ہمہ باہمہ اور بے ہمہ پرکار بند رہ۔ اس سے بھی آگے چل۔ بلند اور بالاتر ہو جا۔ اللہ کی محبت میں جاؤ۔ باہمہ جاؤ بے ہمہ جاؤ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا پیغام سنو اور چلتے رہو غرض یہ کہ چلے رہو۔ اس کی کوئی انتہا نہیں۔

11- انسان کے ظہور اور غیب چار عالم ہیں۔ جس طرح حق تعالیٰ کے چار عالم ہیں حق تعالیٰ کا عالم شہادت یہ جہان ہے اور انسان کا عالم شہادت یہ جسم مرکب ہے۔ حق تعالیٰ کے عالم عقول و ملکوت کے مقابلہ میں انسان کا عقل اور قلب ہے۔ حق تعالیٰ کے عالم امر جو عرش و فرش سے وراء ہے کے مقابل آدم کا روح ہے۔ یہ عالم جبروت کے مقابل بھی ہے۔ عالم لاہوت کے مقابل انسان کا (لطیفہ) سر وخفی واخفیٰ ہے۔ اور حق تعالیٰ کے صفات کمال کے مقابل آدم کا صفائے قلب ہے۔

12- امانت جو انسان کے سپرد ہوئی کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ اوامر ونواہی کا حکم ہے۔ انسان کا وجود ایسا تھا جس کا ایک پہلو نورانی تھا اور دوسرا تاریک۔ اس لیے انسان نے امانت قبول کر لی وہ امانت یا تھی وہ ظہور ذات مع اسماء و صفات تھا۔ کیونکہ انسان کے متعلق کہا گیا انه کان ظلوما جهولاً۔

13- ذات کا ظہور صفات کے روپ میں ہے یعنی ذات کی ہر صفت کا ایک تعین (ظاہری شکل ہے) اگر تعین نہ ہو تو ذات لاتعین یعنی خالص ذات (ذات بحت) رہ جاتی ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ ذات پوشیدہ ہے صفات کے پردہ میں تو اس

Marfat.com

سے یہی مراد ہے۔

14- اے عزیز! پیری مریدی کوئی آسان کام نہیں۔ اس جہان میں خدا اور رسول کی نشانی پیر ہی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے اس قدر راستے ہیں جس قدر مخلوقات کے سانس یا ریت کے ذرات ہیں۔ لیکن پیری مریدی سے قریب تر' عزیز تر' شریف تر' بلند تر' نزدیک تر اور آسان تر کوئی راستہ نہیں۔

15- پیروں کی قدر مرید جانتے ہیں اور مریدوں کی عزت پیر سمجھتے ہیں۔ اگر کسی کا پیر قضائے الٰہی سے فوت ہو جائے تو اس پر فرض عین ہے کہ دوسرے پیر کی تلاش کرے تاکہ اس کے کام میں خلل واقع نہ ہو اور سلوک تمام کر سکے۔

16- بندہ اپنے قلب اور قالب کی صفائی اور کمال کے مطابق حق تعالیٰ کو اپنے اندر دیکھتا ہے۔ اپنے کمال صفائی کی وجہ سے اس کی اپنی خودی اٹھ جاتی ہے اور اپنے صفائے باطن کے مطابق مشاہدہ دوست سے مشرف ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی تجلی کا اس پر ظہور ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء اللہ پر تجلی حق دنیا اور آخرت دونوں میں ہوتی ہے اور عام مومنین پر صرف آخرت میں ان کی استعداد کے مطابق ہوگی۔

17- مقربین کا سہو (لغزش) ان کے کمال قرب کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مشاہدہ حق میں ان پر تجلیات نوری وارد ہوتی رہتی ہیں جن کی وجہ سے وہ مقرب ترقی کرتا ہے اس کے اس مشاہدہ کو سہو کہا جاتا ہے لیکن دراصل وہ کمال ہوتا ہے (نہ کہ نقص)

18- ہمارے ارواح اس کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا نور عشق ہماری جان یا روح کا جوہر ہے۔ یعنی ہماری جان کی حقیقت ہمارے خداوند تعالیٰ کا عشق ہے۔ اسی وجہ سے حق تعالیٰ کے لیے ذوق و شوق ہماری جان کا سرمایہ ہے۔ ہمارا عشق جو اس کے عشق کا پرتو (عکس) ہے اس کے جوہر وجود کے لیے عرض وظہور کا درجہ رکھتا ہے۔ پس ہمارا عشق اس کے لیے عرض اور اس کا عشق ہماری جان کے لیے جوہر ہے۔

19- روح کا رزق یہ ہے کہ جب روح پر تجلیات کی بارش ہوتی ہے تو انوار و اسرار ربانی سے پرورش پاتی ہے اور ذوق شوق میں ترقی ہوتی ہے۔ پھر جب روح کی

Marfat.com

قلب پر تجلی ہوتی ہے تو قلب منور ہو جاتا ہے۔ حق کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اسے خبر دیتا ہے۔ جب روح پر تجلی ہوتی ہے تو انوار ربانی اور اسرار سبحانی میں پرواز کرتی ہے اور لامکان میں پہنچ جاتی ہے۔

20- غلبہ شغل باطن میں برے اوصاف یک بارگی اس طرح زائل ہوتے ہیں جس طرح طلوع آفتاب سے رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ سرور کونین کی متابعت اور شریعت کی پابندی میں جم جانا چاہیے۔ ہر ذکر دلی توجہ اور واسطہ شیخ سے کرنا چاہیے۔ جب شغل باطن میں استغراق حاصل ہوتا ہے تو اس سے عالم غیب کا دروازہ کھل جاتا ہے اور جمال ازلی ولم یزلی نصیب ہوتا ہے۔

21- کتب سلوک کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ ہر روز کتب سلوک کا مطالعہ اپنے اوپر لازمی سمجھو اور انہیں اپنا سلوک راہ سمجھو۔ کیونکہ کتابیں چراغ کا کام دیتی ہیں۔ اور چراغ کے بغیر نور نہیں اور نور کے بغیر حضور ناممکن ہے۔ کیونکہ جو جہل ہے وہ حجاب ہے۔ پس علم کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ہر کام کے لیے ایک وقت ہے عجلت سے کام نہیں بنتا لہذا مطالعہ کتب سلوک راہ حق اور طلب علم سے ہرگز دور نہیں رہنا چاہیے۔ بلکہ کمال اور جمال اسی میں سمجھو اور اس کے لیے سعی بلیغ کرتے رہو۔

22- جب عشق سر اٹھاتا ہے عاشق کو معشوق سے ملا دیتا ہے اور سب نامحرمیت دور ہو جاتی ہے یعنی وحدت طاری ہو جاتی ہے اور کثرت اٹھ جاتی ہے اتحاد وحلول کی یہاں گنجائش نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جو چاہا حکم دے دیا لیکن خشوع وخضوع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر نہایت عاجزی سے یہ دعا مانگتے تھے! یا الٰہی میرا گناہ عظیم ہے اور سوائے رب عظیم کے گناہ عظیم کوئی معاف نہیں کر سکتا۔"

23- مکاشفات ہزار در ہزار آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیے۔ جب تزکیہ نفس حاصل ہو جائے اور صفائے حاصل ہونے کے بعد کشف قلوب اور کشف قبور ہو تو اسے ظاہر نہیں کرنا چاہیے تاکہ تم خود ظاہر ہو کر برباد نہ ہو جاؤ۔ دیکھتے رہو اور چھپاتے رہو۔ جو علم حاصل ہو اس سے ذوق شوق حاصل کرو لیکن ظاہر نہ کرو۔

Marfat.com

24- مردان حق کے لیے ہر شب شب برات اور ہر دن روز عید ہے لیکن وہ عید نہیں جو عام لوگوں کی ہے۔ مشاہدہ جمال دوست اور کمال دوست جو مردان حق کو حاصل ہے عام زاہدوں اور عابدوں کو کہاں نصیب ہے۔ اہل ظاہر جو ظاہری تسبیح اور مُصلّٰی پر قانع ہیں عشق دوست کو کیا جانیں۔ مردان حق طلب حق اور مقام عشق میں عالم صورت سے گذر کر عالم قدس میں جولانی کرتے ہیں۔ دوست کے سوا ان کے دل میں کسی اور کی جگہ نہیں۔ توحید حق اور وصال دوست ان کی غذا ہوتی ہے۔

25- مردان خدا مقام قدرت حق اور کشف میں پہنچ کر ایک لمحے میں ہزار مقامات پر حاضر ہو سکتے ہیں۔ عرش پر جاتے ہیں۔ بہشت میں جاتے ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم کی سیر کرتے ہیں کیونکہ عالم توحید میں مکان و زمان کوئی چیز نہیں اور اہل مکان و زماں انہیں اپنے مکان اور زماں میں پاتے ہیں لیکن وہ دوست کے ساتھ بے مکان و بے زماں ہوتے ہیں۔

26- پیر و مرید کے درمیان تعارف ازلی کی وجہ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے یہاں تک کہ شیخ کا جمال مرید کے لیے حق تعالیٰ کے جمال کا آئینہ بن جاتا ہے اس وقت مرید شیخ پرست ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پیر پرست کو حق تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے لیکن ظاہری خدا پرست مشاہدہ خود میں ہوتا ہے اس لیے وہ خود پرست ہوتا ہے نہ کہ خدا پرست۔

27- نور ذات بخود نور ہے اور اس سے تمام کون و مکان روشن ہے اور جو چیز ہے اسکی تسبیح بیان کرتی ہے اگرچہ کسی وجود کو یہ معلوم نہیں کہ میں کیا ہوں اور میرے اندر مسبح (تسبیح کیا گیا) کون ہے۔ عزیز من! تسبیح نور ہے اور صفت حق ہے بلکہ عین حق ہے۔ لیکن اپنے ظہور میں تجھ سے ظاہر ہے اور تجھے اس لیے اپنی ذات کا احساس ہے ورنہ فی الحقیقت اس کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اس نور کے ساتھ آتش عشق الٰہی قلب میں بھڑک اٹھے تو نورٌ علٰی نُور ہے۔ اس سے اتنے نور پیدا ہوتے ہیں کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ (اسی لیے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ ولی کی ایک نگاہ سے لاکھوں مجذوب پیدا ہو سکتے ہیں)۔

28- اگر دوستان خدا کے پاس دنیا کی کوئی چیز بھی نہ ہو اور پھٹے پرانے کپڑوں میں

Marfat.com

ملبوس ہوں تب بھی حق کے ساتھ واصل اور دونوں جہانوں کے بادشاہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ درویش کی سلطنت کون و مکاں میں نہیں سما سکتی۔ درویش کی سلطنت کا علاقہ فضائے سبحان اور صحرائے لا مکان اور میدان وحدت ہے۔

29- ہر شخص کے لیے دین اس کے علم کے مطابق ہے۔ عارفین مرتبہ حس و عقل سے بلند نکل کر مرتبہ علم الیقین اور عین الیقین اور مشاہدہ تک پہنچ گئے ہیں۔ جہاں سوائے حق تعالیٰ کے کچھ نہیں دیکھتے۔ اہل حق کی فہم میں قصور واقع نہیں ہوتا وہ اس مقام پر ہوتے ہیں کہ جہاں حقیقت ان پر آشکار ہو جاتی ہے اور حقیقت الاشیاء کو کما حقہ جانتے ہیں۔

30- عزیز من! شب بیداری کی بدولت عاشقان و صادقان نے معشوق تک رسائی حاصل کی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کو معراج رات کی تنہائی میں ہوا حضور اکرم ﷺ دولت شب طلب کرنے کے لیے ماہ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف میں گذارتے تھے۔ اسی طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی رات ہی کے وقت محرم راز فرما کر عالم مثال میں انوار کی بارش فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ کو حرم خاص کی دولت قاب و قوسین شب ہی میں نصیب ہوئی۔ اس لیے اے دوست تو بھی شب بیدار بن تا کہ دولت حضوری مشاہدہ تمہیں بھی نصیب ہو۔

31- اولیاء اللہ کو اللہ ہی جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں۔ ایسی لیے فرمایا گیا ''میرے اولیاء میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں اور میرے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔'' کے مطابق وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ مقرب فرشتہ بھی حیران رہ جاتا ہے۔ اور اس کی گرد تک کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

32- درویش کا مقام کیا ہے۔ یہ فقیر کہتا ہے:۔

1- درویش وہ نہیں جو گدھے کی طرح کھائے پئے اور سوتا رہے۔ درویش حق تعالیٰ کا راز ہے جو روح سے بلند تر ہے۔ 2-درویش حق تعالیٰ کے نور کی تجلی ہے اس لیے عرش و کرسی سے بلند تر ہے 3-درویش کا مقام حق تعالیٰ کی عزت اور کبریائی کا مقام ہے۔ بشر کی عقل اس کے مقام کو کہاں پہنچ سکتی ہے 4-درویش وہ ہے جس نے دریائے ذات میں غوطہ لگایا ہوا ہے اور ہر خشک و تر کے وجود سے

Marfat.com

فارغ ہے 5-درویش کے لیے ہونا اور نہ ہونا برابر ہے اس کا دل ہر وقت حضوری میں ہے اور آنکھیں تر ہیں۔ اس لیے کہ محبوب کی تجلیات کی کوئی حد نہیں۔ جب ایک منزل پر پہنچتا ہے تو اس سے اوپر وصل کی ایک منزل نظر آتی ہے۔ جب وہاں پہنچتا ہے تو اور منزل پیش آتی ہے اور یہ سفر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ ''قلندر وہ ہے جو وصال سے اوپر وصال کی منزل اور قرب سے بالا تر قرب کی دیگر منازل کا متلاشی رہتا ہے۔ 6-درویش رات دن عبادت میں مشغول ہے اور درویش وہ نہیں جو گدھے کی طرح کھا پی کر سو جاتا ہے۔

33- ذکر لسان سے مراد آواز کے ساتھ ذکر۔ ذکر قلب سے مراد ذکر بلا حرف و آواز۔ خواجہ ابو سعید خراز فرماتے ہیں کہ جو ذکر زبان سے کیا جائے اور دل اس سے غافل ہو تو وہ ذکر ایک عادت ہے اور وہ ذکر جو دل سے ہو اور زبان ساکت ہو تو اس ذکر کی قدر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ذکر حق جب دل سے ہوتا ہے تو قرب کی منزل طے ہو جاتی ہے۔

34- ذکر سری کو شرک اس لیے کہا گیا ہے کہ اس سے نفس کی طرف توجہ ہوتی ہے اور وجود میں سیر ہے اور یہ ذکر قلب میں نور قذف ہے۔

35- ذکر سر کے بعد ذکر روح کا مقام ہے جو دل کے لیے گل ریحان ہے۔ اس مقام پر وصول الی اللہ کا جمال و کمال رونما ہوتا ہے اسے ذکر ذات کہتے ہیں۔ اس ذکر میں ترقی کی کوئی انتہا نہیں۔ ذکر سر سے ذکر روح تک دو چیزوں سے ترقی ہوتی ہے اول یہ کہ دوام ذکر اور صدق و اخلاص اور ذوق و شوق سے دوست کی طلب میں منہمک رہے اور دوست کے بغیر اسے چین نہ آئے۔ دوم یہ کہ پیر و مرشد کی برکت سے ترقی رونما ہوتی ہے۔ اس سے شیخ کا جمال و کمال جو اسے حق تعالیٰ کے ساتھ ہے مرید کے آئینہ قلب میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

36- کسی نے پوچھا پیر کو کبریت احمر کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا کبریت احمر اکسیر کو کہتے ہیں کہ جس کا ایک ذرہ تانبے میں ڈالا جائے تو زر خالص بن جاتا ہے۔

37- یاد رکھو کہ نعمت نصیب والے کو ضرور ملتی ہے اور بد بخت سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔ صاحب نصیب کے راستے میں ایک تنکا بھی حائل نہیں ہوتا لیکن بد نصیب کی

Marfat.com

راہ میں سو پہاڑ حائل ہوتے ہیں۔ اسی فکر میں انبیاء اور اولیاء کرام کے جگر پانی اور دل جل کر کباب ہوتے ہیں اور خاک حسرت و ندامت ہمیشہ ان کے سروں میں رہتی ہے۔

38- ظاہری دنیا عالم ناسوت ہے اس سے آگے لطیف تر عالم مثال (خواب کا عالم) ہے۔ اس سے آگے عالم ملکوت ہے جو ارواح و ملائکہ کا جہاں ہے۔ اس کے اوپر عالم جبروت ہے جو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا جہان ہے۔ اس کے اوپر عالم لاہوت ہے جو اللہ کی ذات کا عالم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دیدار عالم جبروت ہی میں ہوتا ہے ورنہ مقام ذات (عالم لاہوت) میں نہ تو زمان ہے نہ مکاں۔ بس ذات ہی ذات ہے جہاں نہ مشاہدہ ہے نہ رویت۔

39- ذاکر ذکر کے اندر چار مرتبے رکھتا ہے۔ 1-ذکر زبان' 2-ذکر دل 3-ذکر سر 4-ذکر روح، انسان کے اندر چھ روحانی مراکز ہیں جنہیں لطائف ستہ کہتے ہیں۔ نفس' قلب' روح' سر' خفی' اخفیٰ نفس کا مقام ناف کے عین نیچے ہے۔ قلب کا مقام بائیں پہلو میں۔ روح کا دائیں پہلو میں۔ سر کا لطیفہ قلب اور روح کے درمیان' خفی کا وسط پیشانی میں اور اخفی کا ام الدماغ یعنی سر کی چوٹی میں ہے۔ جب ذکر اللہ کی ضربیں ان لطائف پر لگائی جاتی ہیں تو یہ زندہ ہو جاتے ہیں اور ذکر میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ان کے اندر جو حرکت پیدا ہوتی ہے وہ ذاکر محسوس کرتا ہے۔ پس زبان سے ذکر کیا جائے تو اسے ذکر لسانی' دل سے کیا جائے تو ذکر قلبی اور جب لطیفہ روح زندہ ہو کر ذاکر ہو جائے تو اسے ذکر روح کہتے ہیں۔

40- فرشتہ دل نہیں رکھتا۔ جو روح قدسی رکھتا ہے وہ دل رکھتا ہے۔ کیونکہ دل نور ہے انسان کے اندر ہے۔ فرشتہ یہ شان نہیں رکھتا۔ افضل وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ افضل بنائے۔ فرشتہ اگرچہ نور ہے لیکن اسے یہ حضور نہیں ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جس قدر فضیلت رکھتے ہیں یہ ظاہری اعتقاد ہے لیکن اسرار دل تک ان کا گذر نہیں۔ اور اسے اس کی خبر نہیں اگرچہ جبرائیل کے طیران (پرواز) اور اس کا آشیان عالم ملکوت ہے انسان کی پرواز لامکاں میں ہے اور وہ یگانہ سبحان ہے۔

41- جو کچھ نبی کے حق میں اصالتاً درست ہے وہ ولی کے حق میں نیابتہً درست ہے

Marfat.com

کیونکہ ولی نور ہے نبی کا۔ فرمایا گیا "میں اللہ کے نور سے ہوں اور مومنین میرے نور سے ہیں۔" فرشتے کا یہاں گذر نہیں کیونکہ وہ دل نہیں رکھتا اور ایمان نہیں رکھتا۔ یعنی فرشتہ کوئی ہے سبحانی نہیں، مومن سبحانی ہے کوئی نہیں۔ اگر چہ مومن کون (دنیا) میں رہتا ہے لیکن سبحان کے ساتھ پیوست ہے۔ ملائکہ اگر چہ فلک پر ہیں باخود ہیں۔ ان کا حق سے تعلق نہیں یعنی ان کو نور ذات اور مقام وحدت حاصل نہیں۔ بشر اگر چہ زمین پر ہے باحق ہے اور حق سے پیوست ہے۔

42- اسرار اور ہوتے ہیں انوار اور چیز ہیں۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسرار کی صفت پوشیدہ رہنا ہے اور انوار کی صفت ظاہر ہونا ہے۔ اسرار کا تعلق دل سے ہے اور انوار کا آنکھوں سے ہے۔ اور سب کا تعلق عالم تحقیق سے ہے۔

43- عارفین اور مقربین کی توحید کشفی، وجدانی اور مشاہداتی ہوتی ہے نہ کہ قالی اور لسانی۔ عارفین کا کہنا ہے کہ قال بے حال قائل کے لیے وبال ہے جس سے وہ برباد ہو جاتا ہے۔ جو لوگ حال کے بغیر صرف قال سے یہ حقائق بیان کرتے ہیں وہ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اور کل قیامت کے دن کفار کے ساتھ ان کا حشر ہوگا۔

44- یہ حضور اکرم ﷺ ہی تھے جو عرش سے گزرتے ہوئے قاب قوسین تک پہنچے۔ رب کے ساتھ ہمکلام ہوئے اور عالم ناسوت (یہ دنیا) میں واپس آ گئے۔ اس ذات پاک کی قسم ان کی جگہ اگر میں ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا۔

49

خواجہ نور محمد مہارویؒ (وصال 1791ء)

1- فرمایا کہ ہر کام کا مدار ایمان پر ہے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے۔ چاہے کوئی جمعہ کی رات فوت ہو جائے یا رمضان میں۔

2- فرمایا کہ انسان کامل جان عالم ہے۔ اس کا فوت ہو جانا گویا کل جہان کا فوت ہو جانا ہے۔

3- ایک شخص نے پوچھا کہ اولیا اللہ کے احوال قبر میں کیسے ہوتے ہیں۔ فرمایا۔ اولیاء

Marfat.com

اللہ کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے۔ جہاں ان کی روح ہوگی وہاں ان کا جسم ہوگا۔ چنانچہ ابدال کا عالم یہی ہے کہ جب ان کی روح پرواز کرتی ہے تو جسم بھی ساتھ ہی پرواز کرتا ہے۔ اس لیے کہ روحانیت ان کے جسم پر غالب ہے۔ حق تعالیٰ کی مشیت سے جہاں اولیاء کی ارواح ہوتی ہیں وہیں اولیا کے جسد بمنزلہ ظل ہمراہ ہوتے ہیں اور ان کی روح کا تعلق اپنی قبر کے ساتھ صرف بقدر موانست ہوتا ہے۔

4- فرمایا کہ شیخ اس شخص کو اپنے سے دور کر دیتا ہے جو دوسروں کے لیے موجب تلقین اور لائق تکمیل ہو جائے اور اس سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھاسکیں۔ اور جو ابھی تربیت کے لائق ہوں' ان کی تکمیل و تربیت کی خاطر انہیں دور نہیں کرتا۔

5- فرمایا کہ اگر کوئی شخص اللہ کی مخلوق کو خوش حال کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تو نے مجھے خوش حال کیا۔

6- فرمایا کہ ایک دن حضرت مولانا صاحبؒ نے مجھے فرمایا کہ ''میں نے ایک دفعہ دوران سفر میں ایک ہندو کو دیکھا کہ اس کے پاس ضرورت کی ہر شے ہر وقت موجود ہوتی تھی اور اس میں جتنی چاہتا خرچ کرتا تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ یہ عمل میں نے بڑی مشکل سے حاصل کیا۔ اگر آپ براہ کرم میرے گھر تشریف لاسکیں تو اس عمل کے موکلوں کو آپ سے آشنا کرا دوں۔ میں نے جواب دیا کہ جملہ اوراد قرآن پاک میں موجود ہیں۔ ہمیں تم سے کوئی حاجت نہیں۔

7- ایک دن کسی نے حضرت قبلہ عالمؒ سے پوچھا کہ مرض نفسانیت کی بھی کوئی دوا ہے۔ فرمایا کہ دوا بہت ہے اگر کوئی علاج کرے۔ لیکن سب لوگ زبان سے تو اپنے آپ کو مریض کہتے ہیں۔ مگر ہمیں تو کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو علاج کا طالب ہو۔ حالانکہ طبیب موجود ہے۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ یا حضرت میں اپنے آپ کو مریض جانتا ہوں لیکن علاج نہیں ہوتا۔ فرمایا کہ اپنے آپ کو مریض خیال کرنا بھی غنیمت ہے کہ کبھی علاج بھی میسر آ جائے گا۔ مگر وہ جو اپنے آپ کو مریض ہی نہیں جانتا اس کا علاج مشکل ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہیت (حافظ)

Marfat.com

(ترجمہ: کون ہے جو عاشق ہوا ہو اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو۔ ارے صاحب درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب موجود ہے۔)

8- فرمایا کہ ایک بزرگ پر اللہ تعالیٰ کی عنایات وارد ہونے لگیں تو اس بزرگ نے چاہا کہ خلوت میں چلا جائے تا کہ نعمت میں ترقی ہو۔ مگر ہوا یہ کہ صرف اس خلوت گزینی سے اسکی واردات منقطع ہوگئیں۔ اس موقع پر کسی نے پوچھا کہ واردات اور نعمت کے فقدان کا باعث کیا ہوا؟ فرمایا کہ نزول نعمت محض عنایت ازلی اور فضل لم یزلی ہے۔ مگر اس بزرگ نے خلوت گزینی کو باعث ترقی خیال کیا اور اپنی تدبیر کو داخل کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مقام سے محروم ہوگیا۔

9- فرمایا کہ شیخ و مرشد طالب کو ذکر وفکر اور اشغال و اوراد تلقین کرتا ہے مگر جب وہ ان کو قضا کرتا ہے تو شیخ بھی اسے نہیں پہچانتا' چاہے وہ بہت مدت تک بھی ان کے پاس کیوں نہ بیٹھا رہے۔

10- فرمایا کہ آزار نقرس یعنی پاؤں کے جوڑوں اور گھٹنوں کا درد ہمارے پیروں کا موروثی مرض ہے یعنی حضرت مولانا صاحبؒ ان کے والد صاحبؒ شیخ کلیم اللہ صاحب' اور شیخ یحیٰ مدنی صاحب ان تمام بزرگوں کو یہ مرض لاحق رہا۔ حکیم مولوی محمد عمر نے عرض کیا کہ حضور آپ کو یہ درد ہے اس کا علاج کرائیں۔ فرمایا یہ مرض علاج سے رفع نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ یہ ہمارے پیران عظام کا موروثی مرض ہے۔ مولف مناقب لکھتے ہیں کہ یہ مرض میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کو بھی تھا اور آخر عمر تک رہا۔

11- ایک دفعہ عین تعویذ لکھتے وقت فرمایا کہ حضرت بابا فرید گنج شکر نے اپنے شیخ ومرشد کو لکھا کہ اکثر پنجاب کے آدمی تعویذ کے لیے آتے ہیں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے جواب دیا۔ ''کہ کام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ خدا کا اسم لکھ کر دے دیا کرو۔'' اس کے بعد حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ اس کا ایک فائدہ تو نقد ہے کہ سائل کا دل خوش ہو جاتا ہے اور اسے تسکین حاصل ہو جاتی ہے

12- فرمایا فقرا کا کام ہر کسی کو نیک بات کہنا اور دعا دینا ہے۔ آگے جو کسی کے ساتھ

Marfat.com

ہونا مقدر ہے ہو جائے گا۔ اللہ کے کام میں کسی نبی یا ولی کو دخل نہیں ہے۔ وہ خداوند عالم ہیں اپنا کام کبھی جمال سے کرتے ہیں اور کبھی جلال سے۔

13- فرمایا کہ علماء حلال کھانے پر بہت غور کرتے ہیں مگر اس طرف خیال نہیں کرتے کہ شریعت کا باطن بھی شریعت کے ظاہر پر منحصر ہے۔ اور دراصل اہم ترین کام قلت طعام۔ قلت نیام۔ قلت کلام اور قلت صحبت مع الانام ہے۔ مگر اس طرف کوئی رجوع نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ حضرت مولانا صاحب ظاہری پرہیز زیادہ نہ کرتے تھے مگر آپ کی کم خوری بدرجہ کمال تھی یہاں تک کہ پانی بھی بہت کم پیتے تھے۔ بارہا آپ کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہوا۔ مگر ہر بار یہی دیکھا کہ آپ دسترخوان پر اِدھر اُدھر ہر طرف ہاتھ ڈالتے تھے۔ جیسے ہر طرف سے ہر چیز کھا رہے ہیں۔ مگر ہر بار ہاتھ آخر ایک ہی جگہ پر رکھتے۔ اتنا کم کھانے والا بزرگ کم ہی ہوا ہے۔

14- فرمایا اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنے آپ کو نو آمد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا دن تصور کرے تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اور اگر دوسرے دن کو دوسرا دن سمجھا تو تباہی و ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

15- ایک دن مثنوی شریف کے اس مصرع۔ ''گر گل است اندیشہ تو گلشنے'' کی تشریح میں فرمایا کہ اس اندیشہ میں صرف جاننے سے کام نہیں بنتا۔ جب تک کہ اس میں مصروف ہو کر اپنے آپ کو محو نہ کرے۔ مثلاً ایک شخص حج کا ارادہ کرتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ مکہ اس طرف ہے مگر جب تک کمر باندھ کر چل نہیں پڑتا اور سفر کی صعوبتیں برداشت نہیں کرتا اور منزلیں طے نہیں کرتا' اس خیال کی تکمیل نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کہ اس کا طریقہ مجاہدہ ہے۔ جس میں کم کھانا۔ کم سونا' کم بولنا اور کم ملنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سے لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ دنیاوی جھنجٹ اس راستہ میں ہماری رکاوٹ بنتے ہیں۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ خود ہی اپنے دل کو کلی طور پر دنیاوی کاموں' کھیتی باڑی' عورتوں اور بچوں میں لگا رکھا ہے لہذا یہ چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں۔ چاہیے یہ کہ ان دنیوی علائق کو ترک کر دیا جائے پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

ما فقیراں را تماشائے چمن درکار نیست

Marfat.com

داغ ہائے سینہ ما کمتر از گلزار نیست

(ترجمہ: ہم فقیروں کو باغ کا تماشا درکار نہیں ہے۔ ہمارے سینے کے داغ باغ سے کم نہیں ہیں۔)

پھر فرمایا کہ رات کو جب کنوئیں چلنے کی آواز سنتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ یہ لوگ ساری رات کنوئیں چلاتے ہیں اور رات بھر جاگتے ہیں اور یہ شب بیداری و زحمت صرف چند دانوں کے لیے ہے اور وہ بھی اگر فصل آفات سماوی سے بچ رہے مگر افسوس کہ خدا کی بندگی کی خاطر کوئی شخص اتنی محنت نہیں کرتا۔ اور جو شب بیدار راہ سلوک پر چلتے ہیں وہ حق تعالیٰ کی عنایت سے مقصود تک پہنچ جاتے ہیں اور کبھی محروم نہیں رہتے۔

-14 ایک دن حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کو الہام غیبی سے معلوم ہوا کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا وجود مسعود اس سلسلہ والوں کے لیے نجات کا موجب ہوگا۔ اس شخص کی علامت یہ ہوگی کہ ایک وقت اس پر ایک خاص قسم استغراقی حالت طاری ہوگی اور اس حالت کی نشان دہی کر دی۔ چنانچہ حضرت عثمان ہارونی مدت تک اس صورت کی تلاش میں رہے مگر ان کے اپنے مریدوں اور دوستوں میں وہ صورت نظر نہ آئی۔ انہوں نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو وصیت فرمائی کہ اگر ان کے مریدوں اور دوستوں میں ایسی صورت و علامت نظر آئے تو ان سے تمام اہل سلسلہ کے حسن خاتمہ کے لیے دعائے خیر کرائیں۔ حضرت خواجہ بزرگؒ نے بھی اپنی زندگی میں وہ صورت نہ دیکھی تو انہوں نے حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کو وصیت کی۔ یہاں تک کہ سلسلہ بہ سلسلہ یہ وصیت حضرت سلطان المشائخ تک پہنچی۔ وہ بھی اس صورت کی تلاش میں تھے کہ ایک دن حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلیؒ کو حوض کے کنارے بیٹھے دیکھا۔ ان کے دونوں پاؤں پانی میں تھے۔ استغراق کا عالم تھا اور وہی علامات ان پر وارد تھیں جن کی نشان دہی کی گئی تھی۔ حضرت سلطان المشائخ نے جونہی وہی علامات دیکھیں، چراغ دہلی کی طرف اتنی جلدی بھاگے کہ دوسرے کنارے سے کپڑوں سمیت حوض میں داخل ہوگئے اور خواجہ نصیرالدین کے

Marfat.com

پاؤں پکڑ لیے۔ جب وہ قدرے ہوش میں آئے اور اپنے شیخ کو اپنے پاؤں پکڑے ہوئے دیکھا تو پاؤں کھینچنے چاہے۔ سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے یہ کام از خود نہیں کیا بلکہ ہمیں حضرات خواجگان چشت' سے یہ وصیت پہنچی ہے میں نہیں چھوڑوں گا' جب تک کہ آپ سلسلہ چشتیہ میں سب داخل ہونے والوں (از اول تا آخر قیامت) کے لیے حسن خاتمہ' نجات اخروی اور رضائے خداوندی کی دعا نہ کریں۔ پس انہوں نے دعا کی۔

17- ایک دفعہ حضرت قبلہ عالم اپنے خلیفہ قاضی عاقل محمد صاحبؒ کے بیٹے قاضی علی احمد صاحبؒ کی شادی کی تقریب میں کوٹ مٹھن میں تشریف فرما تھے۔ مولوی احمدیؒ جو واعظ عالم بے مثل تھا' اس مجلس میں موجود تھا۔ اس نے عرض کیا کہ حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی شیخ عبدلقادر جیلانیؒ نے کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ " طعام المرید حرام علی الشیخ" (ترجمہ:۔ شیخ پر مرید کا طعام حرام ہے) پس آپ کس وجہ سے مریدوں کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مریدوں میں سے اصحاب کرام سے زیادہ کس کا مقام ہو گا۔ اور آنحضرت ﷺ تمام مشائخ کائنات کے سردار ہیں اور کوئی ولی اللہ آپ کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ خود آنحضرت ﷺ اصحاب کی دعوت قبول فرماتے تھے اور ان کا کھانا کھاتے تھے۔ ہمارے لیے یہی حجت کافی ہے۔ پس مولی احمدی صاحب لا جواب ہو کر چپ بیٹھ گئے۔ جس وقت حضرت خواجہ نور محمد مہاروی نے خواجہ محمد سلیمان تونسوی کو مرتبہ خلافت سے سرفراز فرمایا تو ان کو مندرجہ ذیل نصیحتیں کیں:

- فرمایا اے حافظ! جو کچھ بغیر مانگے یا بغیر خیال کے غیب سے ملے اسے قبول کر لینا کہ بزرگ اسے " فتوح الغیب " لکھتے ہیں۔ پیغمبروں اور صحابہؓ اور اولیاء اللہ نے اس کا قبول کرنا جائز رکھا ہے اور قبول بھی کیا ہے۔ سواری اپنے پاس رکھنا۔

اے میاں حافظ! میں دیکھتا ہوں کہ تم آزاد منش آدمی ہو' اگر حق سبحانہ و تعالیٰ تم کو اپنے خزانہ کا مالک بھی بنا دے کہ اسباب ظاہری و باطنی کے لحاظ سے سارا جہان بھی فیض یاب ہونے لگے تو بھی اپنی آبائی زمین کے قطعات کو ضائع نہ کرنا' بلکہ اپنی ملکیت میں رکھنا۔

Marfat.com

اپنے دروازے پر آنے والوں کو' خواہ کیسے بھی ہوں ظاہری و باطنی امداد کے بغیر خالی واپس نہ کرنا۔

جس کسی کا ہاتھ پکڑنا' اس کو ضائع نہ کرنا' اگرچہ اس کی طرف سے تمہارے حق میں کیسی بھی ناشائستگی ظاہر ہو۔

دنیاداروں سے زیادہ میل جول نہ رکھنا ہاں اگر ضرورت ہو تو مضائقہ نہیں' کیونکہ فقراء کا دروازہ خدا کا دروازہ ہوتا ہے۔

عاجزوں اور سائلوں کو محروم نہ کرنا اور ہمیشہ غریبوں اور علما کا مددگار رہنا۔

جو کچھ ہم سے اور بزرگان سلسلہ سے اور جناب حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے حاصل ہوا ہے اس کی حفاظت و اشاعت کے لیے بزرگوں کے طریقہ کے مطابق کوشش کرتے رہنا۔

پہاڑ سے اتر کر میدان میں اقامت رکھنا تا کہ دور و نزدیک کے لوگ آسانی اور سہولت سے پہنچ کر فائدہ اٹھا سکیں۔

اپنی والدہ صاحبہ کو راضی اور خوش رکھنا۔

50

خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ (وصال 1851ء)

1۔ حضرت غوث زماںؒ ایک دن نماز ظہر کے بعد بنگلہ شریف میں رونق افروز تھے کہ ایک ہندو جوگی لباس درویش میں آپ کی خدمت میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آیا۔ اور آپ سے سوال کیا۔ یا حضرت اللہ کا وصال قسمت سے حاصل ہوتا ہے یا مجاہدہ سے؟ فرمایا کہ اگر حق تعالے نے اپنا وصال کسی کی قسمت میں رکھا ہوا ہوتا ہے تو اسے یہ نعمت مل جاتی ہے اور اگر قسمت میں نہ ہو تو محنت و مجاہدہ سے سوائے درد و فراق کے کچھ حاصل نہیں ہوتا:

زہدت بچہ کار آید گر راندہ درگا ہے
کفرت چہ زیاں دارد گر نیک سر انجامے

(ترجمہ: تیرا زہد کس کام آئے گا اگر تو راندہ درگاہ ہے اور تیرا کفر تجھے کیا نقصان

Marfat.com

پہنچائے گا۔ اگر تیرا انجام نیک ہوا۔)

اس کے بعد اس ہندو نے سوال کیا کہ یا حضرت فقیری کا مرتبہ بڑا ہے یا شریعت کا؟ فرمایا شریعت کا، فرمایا شریعت فقیری پر فضیلت رکھتی ہے اس لیے کہ اہل شریعت نے فقرا کو سولی پر لٹکایا ہے کسی فقیر نے اہل شرع کو سولی پر نہیں لٹکایا۔ پس معلوم ہوا کہ شریعت کا مرتبہ بڑا ہے۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید   کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
محال است سعدی کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پے مصطفٰے

(ترجمہ: جو شخص بھی آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر نہیں چلے گا' وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پا سکے گا۔ اے سعدی صراط مستقیم پر چلنا محال ہے جب تک کہ جناب مصطفٰے ﷺ کی سنت پر نہ چلا جائے۔)

2- ایک دن نماز عصر کے بعد اپنی مسجد قدیم میں مصلہ پر بیٹھے تھے کہ کسی شخص نے تونسہ شریف کے حاکم کا ذکر کیا کہ یہ شخص پہلے مرد صالح تھا۔ ہمیشہ درود و وظائف اور تہجد و نوافل میں مشغول رہتا تھا۔ مگر جب سے حاکم بنا ہے ظلم پر کمر باندھ لی ہے اور اس کی سعادت شقاوت میں بدل گئی ہے۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے انسان کو عجب کمالات دیے ہیں کہ جس طرف بھی رجوع کرے اور پوری توجہ کرے اسی کو حاصل کر لیتا ہے۔ جب دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے تو عین دنیا کا ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا۔ ''الدنیا مبغوضۃ اللہ تعالیٰ (ترجمہ دنیا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے) اور قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''**لا تتخذ وعدوی وعدو کم اولیاء**'' (ترجمہ: میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ) پس عین دنیا کا ہو جانا غایت درجہ خدا سے عداوت ہے۔ اور جب بندہ خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے۔ تو عین وہ ہو جاتا ہے۔

3- فرمایا کہ ایک دفعہ دو کامل بزرگ جو ایک ہی مرتبہ پر تھے' راستہ میں جا رہے تھے کہ تنگ گلی آ گئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ آگے چلیں۔ اس نے کہا نہیں آپ آگے چلیں۔ اس پہلے نے کہا کہ میری تم پر کیا فضیلت ہے کہ میں آگے آگے چلوں۔ اس نے کہا کہ تیری مجھ پر یہ فضیلت ہے کہ تم نے حضرت

Marfat.com

خواجہ جنیدؒ کو دیکھا ہے میں نے نہیں دیکھا۔

4- فرمایا ہمارے پیران عظام کے عمل دو رسالوں میں ہیں۔ ایک رسالہ تقسیم اوقات عربی میں ہے جو چہل و دو نسخہ کے رسائل سے ہے اور حضرت شیخ محمدؒ کی تصنیف ہے۔ دوسرا رسالہ اوراد نصیریہ ہے' جس کے جامع حضرت چراغ دہلویؒ ہیں۔ پھر آپ نے خلفاء سے فرمایا کہ تم بھی ان کو نقل کر لو۔ ان اوراد کو پڑھو اور ان پر عمل کرو۔

5- ایک دفعہ حضرت صاحب خانقاہ قبلہ عالمؒ میں اپنے بنگلہ شریف میں چاشت کے وقت مشغولی میں تھے کہ اتنے میں حضرت قبلہ عالم کے لانگری غلام رسول صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا حضرت میں حضرت قبلہ عالم کے زمانہ میں لنگر کے انتظام میں مصروف رہتا تھا۔ اور طلب خدا سے غافل تھا۔ اب میں بہت ضعیف ہوگیا ہوں۔ میرے دل میں طلب خدا پیدا ہوئی ہے۔ آپ حضرت قبلہ عالم کی جگہ ہیں' میری راہ نمائی فرمائیں کہ مقصود حقیقی کو پہنچ جاؤں۔ فرمانے لگے کہ تمہارے لیے آج حضرت قبلہ عالم کے مزار مبارکہ پر عرض کروں گا۔ دوسرے دن اسی وقت پھر حاضر ہوا اور پوچھا کہ حضرت آپ نے میرے لیے مزار مبارک پر عرض کیا ہوگا کیا جواب ملا۔ حضرت صاحب نے یہ شعر پڑھا۔

طبیب عشق سے پوچھا زلیخا نے علاج اپنا
کہا واجب ہے تجھ کو صورت یوسف کا دم کرنا

وہ کہنے لگا میں نہیں سمجھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد صورت شیخ کا مراقبہ ہے۔

6- فرمایا کہ بندہ کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے فعل پر راضی رہے چاہے ظاہراً اس کے حق میں برا نظر آئے۔ اس لیے کہ خدا کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ جو کرتے ہیں بندے کے حق میں بہتر کرتے ہیں۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک ابدال پرواز میں تھا۔ دریا پر بارش ہو رہی تھی۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر حق تعالیٰ زمین پر بارش برساتے تو بہتر تھا تاکہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا۔ یہاں دریا پر بارش برسانے کی کیا ضرورت تھی۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ اس

Marfat.com

ابدال کے ہاتھ پاؤں کٹ گئے۔ وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا درجہ ابدال سلب ہوگیا۔

7- آپ کے استاد محترم میاں ولی محمد صاحب کے بیٹے مولوی محمد یار نے ایک دن بے روزگاری اور عناد مخلوق کی شکایت کی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شخص کو کوئی چیز مقبولیت کی خود عنایت فرماتے ہیں اور مخلوق اس شخص سے عناد رکھنے لگتی ہے۔ مولوی محمد یار نے کہا کہ میرے اندر تو کوئی چیز مقبولیت کی موجود نہیں۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ کی مقبولیت تین طرح کی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی شخص مقبول حق ہوتا ہے۔ اسے تمام مخلوق بھی پہچانتی ہے اور وہ بھی اپنے اس مقام سے آگاہ ہوتا ہے کہ میں مقبول حق ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ میں مقبول حق ہوں مگر مخلوق اس کی مقبولیت سے بے خبر ہوتی ہے۔ تیسرے یہ کہ نہ اسے اپنے حال کی خبر ہوتی ہے کہ میں مقبول حق ہوں اور نہ مخلوق اسے مقبول حق جانتی ہے۔ مولف مناقب لکھتے ہیں کہ یہ تیسرا گروہ مکتومان کا ہے جو اولیا اللہ کی ایک قسم ہے۔ نیز مقبولان حق کی چوتھی قسم بھی ہے کہ لوگ اسے جانتے ہیں کہ مقبول حق ہے لیکن وہ اپنے آپ کو نہیں جانتا۔

8- فرمایا کہ پیر و مرشد بننے کے لائق وہ ہے کہ اگر اس کا مرید ہزار کوس پر بھی ہو تو اسے مرید کے حال کی خبر ہو اور اس کی امداد کو پہنچے۔ مولوی سلطان محمود نے' جو حضرت صاحب کے صاحب مجاز مرید تھے۔ اور مشائخ وصالحان وقت میں سے تھے عرض کیا' یا حضرت اگر پیر کا یہ وصف ہے تو پھر ہم جنہیں آپ نے مرید کرنے کا حکم دیا ہے' کیا کریں کہ ہمارا تو یہ مرتبہ نہیں ہے۔ پس ہمارا حال کیا ہوگا۔ فرمایا کہ جس شخص کو کسی پیر کامل نے اجازت دی ہو اسے کوئی ڈر نہیں ہے کہ وہ اس کی جگہ موجود ہوگا۔

9- ایک دن اپنے درویش صفت مرید احمد خاں ملی زئی کو فرمایا کہ اے احمد خاں میرے تمام مریدوں کو دوست رکھ۔ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آل کے حق میں فرمایا ہے۔ ''الصالحون للہ والطالحون لی'' (ترجمہ: میری اولاد کی عزت کرو۔ ان میں جو نیک ہیں' ان کی اللہ کی خاطر' اور جو بُرے ہیں ان کی میری خاطر) پس اس حدیث کے مطابق میرے تمام مریدوں سے حسن ظن رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

10- ایک شخص بیعت کے لیے حضرت صاحب کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ حضرت مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں۔ آپ نے فرمایا سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہو جاؤ۔ اس نے بار بار یہی عرض کیا کہ آپ مجھے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر لیں۔ آخر جب دیکھا کہ اس کے خیال میں چشتیہ سلسلہ قادریہ سلسلہ سے کم تر ہے تو فرمایا کہ تو اس لیے سلسلہ قادریہ میں بیعت ہونا چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ کہنے لگا۔ ہاں مسکرا کر فرمایا۔ ''سلسلہ چشتیہ میں محبوب سبحانی کی طرح کے بے شمار محبوب ہیں۔'' آخر اسے سلسلہ چشتیہ میں بیعت کر لیا۔ مولف مناقب لکھتے ہیں کہ حضرت غوث زماں چاروں سلسلوں میں مخلوق کو بیعت کرتے تھے اور اپنے خلفاء کو بھی چاروں سلاسل کی اجازت عطا فرماتے تھے۔ مگر چونکہ سائل سلسلہ چشتیہ کو سلسلہ قادریہ سے حقیر خیال کرتا تھا۔ اس لیے آپ نے اسے یہ جواب دیا اور سلسلہ چشتیہ میں ہی بیعت کیا۔

11- ایک دفعہ مستان شاہ صاحب کابلی نے جو حضرت صاحب کے خلفاء میں سے تھے اور صاحب حال و جذبہ تھے' حضرت صاحب کی خدمت میں ایسا مہرہ الماس نذر کیا جس کی قیمت صرف جوہری ہی جانتے تھے۔ حضرت صاحب نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور مستان شاہ صاحب سے دو پتھر منگوائے اور اس الماس کو ان پتھروں میں رکھ کر آٹے کی مثل ریزہ ریزہ کر دیا۔ سید صاحب مذکور حیران رہ گئے۔ فرمایا اے سید۔ آ۔ اور میرا مصلہ اٹھا۔ جب سید صاحب نے مصلہ اٹھایا تو دیکھا کہ گونا گوں اقسام کے الماس کا ایک دریا مصلہ کے نیچے بہ رہا تھا سید صاحب سلام کر کے اٹھے اور کہنے لگے۔

آنا کہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمہ بما کنند

(ترجمہ: جو خاک کو نظر سے کیمیا کر دیتے ہیں کاش ایک گوشہ چشم ہماری طرف کر دیں۔) اس کے بعد سید صاحب نے ریاضت و مجاہدہ شروع کیا اور اپنی مراد کو پہنچے۔

12- ایک رات اہل دنیا کا ذکر چلا۔ فرمایا کہ جو کوئی شاہوں' نوابوں اور دنیا داروں کے

Marfat.com

قریب ہو جائے اس کے دنیا و دین دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ اور جو کوئی اہل اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اس کے دنیا و دین دونوں اچھے ہو جاتے ہیں۔ پھر دونوں طرح کی مثالیں دیں، فرمایا کہ ایک دفعہ نواب بہاول خاں کو دیکھا کہ رومال گلے میں ڈالے میرے سامنے کھڑا ہے۔ میں نے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ میرے وزیر محمد یعقوب کی اولاد نہیں ہے۔ دعا کریں کہ اولاد ہو جائے۔ فرمایا کہ یعقوب اس قدر درجہ قرب پر تھا کہ خود اس کا آقا اس کے کام کی خاطر دست بستہ میرے سامنے کھڑا تھا۔ مگر اس قرب کا یہ نتیجہ نکلا کہ چند دنوں بعد نواب بہاول خاں نے یعقوب کو قتل کرا دیا اور اس کی بیوی کو اپنے تصرف میں لے آیا۔ یہ ہے اہل دنیا کے قرب کا نتیجہ۔ اولیاء اللہ کا قرب یہ ہے کہ ایک دفعہ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ایک تنگ گلی میں سے جا رہے تھے کہ ایک فاسق و فاجر پر آپ کا دامن پڑ گیا۔ جب فوت ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ہے۔ پوچھا کہ یہ نعمت کیسے ملی۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا دامن میرے بدن کے ساتھ لگ گیا تھا۔ حق تعالیٰ نے اس دامن کی نسبت کے طفیل مجھے بخش دیا۔ فرمایا کہ سبحان اللہ وہ حضرت شیخ الشیوخؒ کا نہ مرید تھا نہ دوست و آشنا محض اتنا سا قرب حاصل ہوا تھا کہ اس کے بدن کے ساتھ ان کا دامن چھوا تھا۔ اتنے قرب سے اسے کیا انعام ملا۔ اور جو کوئی اہل اللہ کا مرید ہو اور ان سے محبت کرتا ہو۔ اس کے لیے کیا کیا کی نعمتیں ہوں گی۔

13- میاں نور بخش صاحب مہارویؒ فرماتے تھے کہ میں نے یہ واقعہ حضرت غوث زماں کی زبان وحی بیان سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اس دن آپ بہت زیادہ غمگین و اداس تھے۔ پوچھا گیا کہ یا حضرت اس غم و اندوہ کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ آج بارھویں صدی ہجری کا پہلا دن ہے۔ اس وجہ سے غمگین ہوں کہ اس صدی میں لوگوں کا ایمان کم رہ جائے گا۔ مگر صرف وہ بچیں گے جو اہل اللہ کا دامن تھام لیں گے اور آنحضرت ﷺ پر کثرت سے درود پڑھیں گے۔

14- آپ کی خدمت میں ایک عالم آیا اور عرض کرنے لگا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ آپ تو بڑے عالم ہیں ہم آپ کو کیا نصیحت کر سکتے ہیں۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا ایک نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کو اپنے سے کمتر نہ سمجھو۔ کم از کم اپنے جیسا ہی سمجھ لیا کریں۔ وہ عالم بہت خفا ہوئے۔ اور کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے سے کم تر سمجھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا پھر کبھی بتائیں گے۔ (حضور قلب از پیر عبداللطیف نقشبندی)

51

خواجہ شمس الدین سیالویؒ (وصال 1300 ہجری)

1- کائنات کے فرمانروا خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں کہ تمام امور حل و عقد ان کے زیر فرمان ہیں برعکس ظاہری بادشاہوں کے کہ فقط دینوی امور میں مشغول و متصرف ہوتے ہیں۔

2- صوفیا کی اصطلاح میں کفر سے مراد وہ پختہ اعتقاد ہے جو کسی شک انداز کی تشکیک سے ہرگز زائل نہ ہو سکے۔ عشق کی گرمی کی وجہ سے امیر خسرو کی قمیض دل والی جگہ سے جلی رہتی تھی اور یہ عطیہ الٰہی ہے۔

3- میرا دم آفرین قریب آ پہنچا ہے لیکن پھر بھی میرے اندر کتب سلوک و توحید کے مطالعہ کا شوق ذرہ برابر بھی کم نہیں ہوا۔ ہم نے مدت دراز تک مثنوی مولانا روم کا مطالعہ جاری رکھا اور چھ کے چھ دفتروں کا حاصل مطلب خدمت و طاعت شیخ ہی میں نظر آیا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ سلوک کے ابتدائی مراحل میں امام غزالی کی کیمیائے سعادت اور سلوک کی آخری منازل میں مثنوی مولانا روم کا مطالعہ کرے

4- سالک جب اطاعت شیخ کی منزل سے کامیابی کے ساتھ گذر جائے تو اسے سلوک و معرفت کے تمام مراتب حاصل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اطاعت شیخ عین اطاعت خدا اور رسول ﷺ ہے۔

5- ہر چیز کا ایک جسم ہوتا ہے اور ایک روح۔ نماز کا جسم بھی ہے اور روح بھی۔ قیام، رکوع، سجود اور دوسرے فرائض واجبات اور سنن وغیرہ جسم کا کام۔ خشوع اور خضوع گویا روح نماز ہے۔ جب یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں تو نماز مکمل ہے ورنہ اسی

Marfat.com

طرح ہے جیسے جسم میں روح نہ ہو۔

6- سالک کو چاہیے کہ کسی وقت بھی اوراد و اذکار سے غافل نہ ہو کیونکہ ترک اشغال محرومی کی علامت ہے۔ اوراد وظائف ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں لیکن ذکر پاس انفاس تمام اوراد پر فوقیت رکھتا ہے۔

7- عاشق صادق کے لیے ہر جگہ پھول ہی پھول ہے (بلبل تو پھول دیکھ کر نغمہ سرائی کرتی ہے) مگر عاشق جب فنا فی الحبیب ہو جاتا ہے تو ہر جگہ اپنے معشوق کا حسن جمال ہی دیکھتا ہے۔

8- کھانے پینے کی حاجت کا تعلق خاکی وجود سے ہے۔ جب خدا کے بندے بشریت کی منزل سے گذر کر فنا کی حدود میں قدم رکھتے ہیں تو انہیں کھانے پینے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

9- آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو راز بتایا کہ جب کوئی مومن کسی دوسرے مومن کی کانٹا چبھنے کے برابر تکلیف بھی رفع کرے گا خدا اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور جنت میں اعلیٰ درجہ عطا فرماتا ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ سنا تو بہت روئے۔ وجہ پوچھی گئی تو بتایا کہ اگر اتنی نیکی پر اتنا بڑا اجر ہے تو ان لوگوں کا کیا حشر ہوگا جو گناہوں میں غرق ہیں اور دوسروں کو دکھ دیتے رہتے ہیں۔

10- انسان کا نفس ریچھ کی مانند ہے اور سالک قلندر کی مانند۔ مرید کو چاہیے کہ وہ بھی اپنے نفس کے خلاف اسی طرح کوشش کرے جس طرح قلندر ریچھ کے ساتھ گتھم گتھا ہو جاتا ہے تاکہ خدا اسے نفس کے شر سے محفوظ رکھے۔ صوفیا کے نزدیک ایسی کوشش جہاد اکبر کہلاتی ہے۔

11- سالک کو چاہیے کہ تزکیہ نفس کے لیے بے حد کوشش کرے اور اپنے آپ کو ہر کسی سے کمتر خیال کرے اور حب ماسوا اللہ کو دل سے نکال کر اطاعت حق تعالیٰ میں مشغول کردے۔ تاکہ وہ ہستی موہوم کی آلائش سے محفوظ رہے۔ اور حسن حقیقی اس کے دل میں پرتو فگن ہو۔

12- سلوک کا دارومدار جذبہ قلبی پر ہے۔ لیکن کسی طرح بھی وظیفہ ترک نہیں کرنا

Marfat.com

چاہیے۔ کیوں کہ عاشق معشوق کے راستے میں جان تک بھی قربان کر دیتے ہیں۔

13- اولیاء کی موت اس طرح ہوتی ہے جیسے ایک آدمی ایک مکان سے اٹھ کر دوسرے مکان میں چلا جائے۔ جو شخص اولیاء سے بغض یا دشمنی رکھتا ہے اپنی نیت کے مطابق رنج و بلا کا شکار ہو جاتا ہے اور جو شخص ان کا معتقد ہوتا ہے سعادت دارین پاتا ہے۔

14- کسی نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ انتقال کے بعد اولیاء اللہ کا فیض مزید کمال کو پہنچ جاتا ہے؟ فرمایا جب اولیاء اللہ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو وہ بشری اوصاف سے منزہ اور مجرد ہو کر حق تعالیٰ سے واصل ہوتے ہیں لہذا ان کی حرکات و سکنات معراج کمال کو پہنچ جاتی ہیں۔

15- پیر وہ ہے جو اپنے مرید کو قلبی غنا بخشے اور دنیا کی طرف سے اس کا دل موڑ کر محبت الٰہی میں مشغول کر دے نہ یہ کہ اسے مال و دولت سے سیر کرے۔ دنیا تو ایسی چیز ہے جسے آپ ﷺ نے مردار قرار دیا ہے۔ اور خدا کے بندوں نے ہمیشہ اس سے پرہیز کیا ہے۔

16- سالک کو چاہیے باطن کی صفائی پر زیادہ توجہ دے چاہے ظاہر جس طرح بھی ہو۔ کیوں کہ درویشی ظاہری لباس پر موقوف نہیں۔

17- تصور شیخ ایک عظیم نعمت ہے اور گناہوں کے مقابلے میں ڈھال ہے یعنی جب صوفی کو کامل تصور شیخ حاصل ہو جاتا ہے تو اسے گناہ کی ہمت ہی نہیں رہتی ذات حق کا مطالعہ اگر شیخ کے آئینے میں کیا جائے تو انسان مقصود حقیقی کو جلد ہی پا لیتا ہے۔

18- سالک کو امور شریعت میں فراواں کوشش کرنی چاہیے کیونکہ شریعت ہی طریقت اور حقیقت کا زینہ ہے۔ جو شخص بھی منزل مقصود پر پہنچا ہے اسی کے ذریعے سے پہنچا ہے۔

19- سماع دفع خطرات کے لیے بھی مفید ہے۔ البتہ کثرت سماع قساوت قلبی اور پریشان حالی کا سبب ہو سکتی ہے لہذا سالک کو کبھی کبھی سماع سننا چاہیے تاکہ اس کے دل میں ذوق تازہ رہے۔

20- فرمایا ذکر الٰہی سب سے بڑا وسیلہ ہے۔ ذکر میں جس قدر استقامت ہو اسی قدر

Marfat.com

محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ ذکر جس صورت میں بھی ہو مناسب ہے بالجہر یا مخفی کیونکہ ذکر سے مراد یاد دوست ہے خواہ وہ جس رنگ میں بھی ہو۔

21- عشق مجازی سے مراد احکام شرعی اور پیر طریقت کی متابعت ہے جب مرید صادق ان دونوں چیزوں پر استقامت حاصل کر لیتا ہے تو وہ یقیناً عشق حقیقی کا مرتبہ پا لیتا ہے۔

22- جب صوفی کے وجود پر عشق الٰہی غلبہ کر لیتا ہے تو اس کے سلوک کی تمام منزلیں طے ہو جاتی ہیں اور اسے کسی چیز سے لگاؤ نہیں رہتا۔ بلکہ مشیخت کا خیال تک بھی اس کے دل سے چلا جاتا ہے۔

23- مذہب میں راہ تقلید ہی راہ راست ہے۔ لیکن عاشق اپنے معشوق کی تجلیات کو اپنا لیتا ہے اور عشق کے غلبے کی وجہ سے شریعت کی تنگ اور محدود راہ کو وسیع کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔

24- جس طرح پھول کی پتیوں میں مہک پوشیدہ ہے اسی طرح عارف کامل عشق کو شریعت کے پردے میں پوشیدہ رکھتا ہے یعنی اپنے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرتا ہے اور باطن کو حقیقت سے مزین کرتا ہے تاکہ وہ کامل و مکمل بن جائے۔

25- کسی نے پوچھا۔ مسئلہ وحدت الوجود سے علمائے ظاہر کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اکثر اہل علم تو بے خبری کی وجہ سے انکار کرتے ہیں اندھے کو بینائی کا لطف کیسے محسوس ہو۔ ورنہ درحقیقت اس مسئلے کی صداقت میں کسی شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں، سالک کو چاہیے کہ مسئلہ وحدت الوجود کو پوشیدہ رکھے۔ لیکن اہل لوگوں کو ان کی استعداد کے مطابق بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

26- کسی نے پوچھا کہ قرب نوافل اور قرب فرائض میں کیا فرق ہے؟ فرمایا جب سالک اپنی بشری صفات کو صفات الٰہیہ میں فنا کرتا ہے اور صفات ربانی کا ظہور اس پر غلبہ پا لیتا ہے تو اسے قرب نوافل کہتے ہیں قرب فرائض یہ ہے کہ سالک اپنی ہستی کو فنا کر دے حتیٰ کہ وہ تمام موجودات کے شعور سے بھی بے خبر ہو جائے بلکہ اسے اپنے نفس کی بھی خبر نہ رہے۔ چنانچہ اس کی نظر میں ذات باری کے علاوہ اور کچھ نہ رہے۔

Marfat.com

27- ایک مرتبہ فرمایا کہ جو نفلی عبادات کریں اور فرض کو ترک کر دیں تو وہ ایسے ہیں جیسے قرض خواہ کو بار بار تحفے ادا کرتے ہیں مگر اصل رقم نہیں دیتے۔

52

غوث علی شاہ قلندرؒ (وصال 1880ء)

1- توحید ایسا مسئلہ ہے جو کبھی نسخ پذیر نہیں۔ ہر ایک دین وملت میں اس کی شہادت موجود ہے۔ کوئی قوم سطح زمین پر ایسی نہیں جس میں خدا کی یکتائی کے تسلیم کرنیوالے نہ ہوں۔ تمام انبیاء و اولیاء اور ہادیان راہ خدا خواہ کسی سرزمین اور کسی زمانہ میں ہوئے ہوں ان کی تعلیم و تلقین کی بنیاد اسی لازوال مسئلہ پر ہے۔ یہی مسئلہ اسلام کا رکن اور ایمان کی کلید ہے۔ یہی معلومات ظاہر قبلہ اور یہی مکاشفات باطن کا کعبہ ہے۔ شریعت اور طریقت کی جان یہی ہے۔ حقیقت و معرفت کی سیڑھی ہے۔ یہی طاعات کی راس اور یہی حکمت کی بنیاد ہے۔

2- سلوک کے لغوی معنی چلنا ہے خواہ سفر ظاہر ہو خواہ باطن۔ مگر اہل تصوف کے نزدیک سیر فی اللہ سے مراد ہے۔ سیر فی اللہ میں منازل بہت ہیں اور اپنی ہستی سے گزر کر خدا کی ہستی کی طرف ہمہ تن مائل ہونا بھی سلوک میں شامل ہے۔ جس وقت تزکیہ نفس ہوگیا اس وقت تزکیہ دل کرنا چاہیے۔ تصفیہ دل ''بغیر پاس انفاس'' کے ہو نہیں سکتا۔

3- جب خدا ساتھ ہو گیا تو پھر کسی دوسرے مددگار کی چنداں ضرورت نہیں۔

4- توحید کے معنی ہیں شے کے واحد ہونے پر حکم کرنا اور شے کے واحد ہونے کا علم بھی توحید ہے۔

5- ایک قول یہ ہے کہ توحید کی چار قسمیں ہیں۔ اول توحید شریعت یعنی اس بات کا یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات نے قدیم ہے۔ اپنی حیات سے حی، سمع سے سمیع اپنے بصر سے بصیر وغیرہ۔ دوم توحید طریقت یعنی حق تعالیٰ کی وحدانیت شواہد اکوان و امکان میں نور ایمان سے ملاحظہ کر کے واجب الوجود کا اثبات کرنا۔ اضافت جمیع

Marfat.com

موجودات کو معدوم سمجھنا' ہستی جمیع موجودات کو ذات واحد میں دیکھنا۔ اس میں تقلید و استدلال کی کچھ حاجت نہیں۔ اس توحید کے تین درجے ہیں۔

(ii) توحید افعال یعنی جملہ موجودات کو افعال خدا سمجھنا۔

(ii) توحید صفاتی یعنی صفات جملہ موجودات کو صفات خدا سمجھنا۔

(iii) توحید ذاتی یعنی وجود جملہ موجودات کو وجود باری تعالیٰ یقین کرنا اور مؤثر حقیقی وجود اصلی ذات حق کے سوا دوسرے کو نہ جاننا۔ توحید حقیقت یعنی نفی غیریت یہاں تک کہ اپنے وجود کا ادراک بھی نفی ہو جائے اور تعینات موجودات بھی فنا' ہستی حق کے سوا کچھ باقی نہ رہے اور اپنے نیز جملہ موجودات کے وجود میں حق کو مشاہدہ کرے۔

6- توحید حقیقت کے 9 مراتب ہیں۔ اول مرتبہ انفسی یعنی اللہ تعالیٰ بکمال اقربیت مطابق آیت وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ذات عارف میں تجلّی فرماتا ہے اور نفس و عقل نورِ الٰہی میں فنا ہو جاتے ہیں۔ اس حالت میں سبحانی مَا اعظم شانی اور انا الحق بے اختیار سرزد ہو جاتا ہے۔

دوم مرتبہ آفاقی یعنی حق تعالیٰ موافق آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ والارض عارف کی نظر میں مُتجلّی ہوتا ہے اور جملہ موجودات واحد نظر آتا ہے۔ اس وقت ہمہ اوست کا نعرہ دلِ عارف سے نکلتا ہے۔

سوم مرتبہ اسمائی یعنی عارف بکثرت ذکر الٰہی ہر اسم کے رنگ میں اسی ذات پاک کو متجلی دیکھتا ہے۔ اور ذکر سلطان الاذکار وجود عارف میں ظاہر ہوتا ہے۔

چہارم مرتبہ صفاتی: یعنی اللہ تعالیٰ سالک کے اعضائے حسی سمع و بصر وغیرہ پر تجلی فرماتا ہے اور وَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یَبْصُرُ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔

پنجم مرتبہ تمثیلی یعنی سالک کو ہر فرد موجودات جداگانہ عین حق نظر آتا ہے اور اس مقام میں سجدہ بت عین سجدۂ خدا ہے۔

ششم مرتبہ شیونائی یعنی اللہ تعالیٰ عارف پر یہ تجلّی افعال متجلّی و ظاہر ہوتا ہے اور افعال موجودات عین افعال حق نظر آتے ہیں۔

ہفتم مرتبہ شہودی یعنی حق تعالیٰ عارف پر اس طرح تجلی فرماتا ہے کہ حجاب ظلمانی

Marfat.com

رفع اور کیفیت نورانی منکشف ہو جاتی ہے۔
ہشتم مرتبہ وجودی یعنی تجلی وجود الٰہی میں ہستی سالک اس طرح فنا ہو جاتی ہے جیسے نور چراغ ضیاء آفتاب میں۔ اس مقام میں سالک مثل جماد اپنے حرکات و سکنات سے محض بے خبر ہو جاتا ہے اور اس حالت میں مشاہدہ و مشہود بھی کفر ہے۔
نہم مرتبہ تنزیہہ ہے اس مرتبہ میں جملہ کائنات کی ہستی پرَتو انوار الٰہی میں ایسا فنا ہو جاتی ہے کہ نظر سالک میں اصلاً نہیں آتی۔ جب اس دریائے ناپیدا کنار کا شناور صفات موجودات کی تجلیات سے فناء کلی حاصل کرتا ہے اور حدوث و امکان کی الائش سے مجرد ہو جاتا ہے تو ایک موج قعر دریائے ذات سے سر خفی پر وارد ہوتی ہے جو عارف کو ورطہ عدم میں ڈال دیتی ہے۔ محو در محو اور فنا در فنا ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں نہ وجود نہ شہود نہ اسم نہ مسمّیٰ نہ قدم نہ عدم نہ فرش نہ عرش نہ اثر نہ خبر نہ علم حق کچھ باقی نہیں رہتا۔ عارف دریائے جمع الجمع میں مستغرق ہو جاتا ہے۔
چہارم توحید معرفت: اسی کو توحید ازلی ذاتی قدیمی اور الٰہی بھی کہتے ہیں۔ جس وقت عارف کامل مقامات و مراتب سیرالی اللہ و فی اللہ و مع اللہ سے عروج کر کے مقام عین جمع الجمع میں پہنچتا ہے جو کہ انتہائے مراتب توحید ہے اس وقت اپنے آپ کو عدم محض پاتا اور خودی سے بے خود ہو جاتا ہے۔

7- ایک اور قول کے مطابق توحید کے چار مراتب ہیں۔ (i) توحید ایمانی (ii) توحید عملی (iii) توحید حالی (iv) توحید الٰہی۔

8- ایک دیگر قول کے مطابق توحید وجودی، شہودی، عینی اور ظلی بھی مشہور ہیں۔

9- بزرگوں نے کہا ہے توحید کا ثابت کرنا توحید میں خرابی ہے۔ جو شخص اپنے ہوتے اس کی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے شرک پر گواہی دیتا ہے اور جو شخص اس کے ہوتے اپنی ہستی کا خطبہ پڑھتا ہے وہ اپنے کفر پر مہر کرتا ہے اور جو اس کی ہستی کے سامنے اپنی ہستی دیکھتا ہے کافر ہے اور جو اس کے ہوتے اپنی ہستی ڈھونڈتا ہے اسے پہچان نہیں۔

10- گروہ کاملین تین قسموں پر منقسم ہے۔ کامل، اکمل اور مکمل۔ کامل اس کو کہتے ہیں جو خود تو صاحب کمال ہو مگر کسی کو فیض و فائدہ نہ پہنچا سکے۔ اس کو لازمی بھی کہتے ہیں

Marfat.com

اکمل وہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضان باطنی و ہدایت ظاہری سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ یہ شخص اول سے بدرجہا بزرگ ہوتا ہے مکمل اس کو کہتے ہیں کہ اوروں کو مشئیت ایزدی اور تقدیر الٰہی کے موافق خواہ گھنٹہ مین خواہ مہینہ میں خواہ سال میں کامل و مکمل بنا دے اور جو کرامات اور مکاشفات اپنی ذات میں رکھتا ہے مرید کو عطا فرما دے۔ ایسا شخص مذکورہ بالا سے بھی نہایت معظم و مکرم ہوتا ہے ۔

11- توجہ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اصلاحی، القائی اور اتحادی۔ اصلاحی توجہ یہ ہے کہ مرشد اپنی برزخ ہمت کے صابوں سے مرید کے دل کو پاک و صاف کر دے اور اس کے آئینۂ دل کا غبار اپنے دل کی حرارت سے مٹا دے۔ القائی توجہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرید کی صفائی نہایت کو پہنچ جائے تو حالات پوشیدہ کی دریافت و استدراک کے واسطے القا کرے یعنی جو کچھ مرید کو کہنا ہو برزخ میں کہے خواہ مرید دور ہو یا نزدیک۔ اتحادی توجہ یہ ہے کہ مرشد یک لخت بغیر تصیفہ و تزکیہ قلب کے مرید کو فیضانِ باطنی عطا کرے۔حضرت خواجہ باقی باللہ نے ایک نان بائی پر ایسی توجہ کی تھی جس کا چند لمحے بعد وصال ہو گیا۔

12- مکاشفہ کی دو قسمیں ہیں ایک کونی۔اور دوسرا ذاتی۔ مکاشفہ کونی میں انسان پر کل موجودات کا حال۔استعداد کے مطابق کھلتا ہے اور اس میں بتدریج ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اول تو لوگوں کے دلوں کا حال معلوم ہونے لگتا ہے پھر اگر استعداد کامل ہے 'تو تمام جہاں کا حال آئینہ ہو جاتا ہے۔ مکاشفہ ذاتی اسے کہتے ہیں کہ ذات بحت کی جستجو میں قدم رکھے اور جو انوار و تجلیات پیش آئیں سب کو ہیچ سمجھے اگرچہ اس میں حیرت و عظمت بہت پریشان و سرگردان کرتی ہے' مگر قدم ہمت آگے کو بڑھائے اور صفات ذاتیہ پر کبھی قناعت نہ کرے۔ اسی لیے طالب تنزیہہ ہمیشہ سرسیمہ رہتا ہے اور اس کی آتش طلب کبھی فرد نہیں ہوتی۔

13- اولیاء اللہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اگرچہ ٹھیک ٹھیک تو حق تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔لیکن مشہور یہ ہیں۔ قطب ارشاد' قطب مدار ' قلندر' خضر وقت غوث' ابدال' اوتاد صوفی ابوالوقت' صوفی ابن الوقت۔ قطب لغت میں چکی کی کیلی کو

Marfat.com

کہتے ہیں' جس پر تمام چکی کا مدار ہے۔ قطب ارشاد سے خلق اللہ کو ہر طرح کا نفع ظاہر اور باطن بے حساب پہنچتا ہے۔ قطب مدار وہ ہے کہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور بذات خود کامل و اکمل ہو۔ مدار کے معنی ہیں جائے گردش یعنی ساری مخلوقات اس کی گردیدہ ہو اور اپنے کاموں میں اس سے مدد چاہے۔

14- مجذوب ازلی وہ ہے کہ روز ازل میں الست بِرَبِّکُمْ کی ندا سن کر اور بَلٰی کہہ کر حضرت رب العزت کے مشاہدہ جمال لایزال سے مست ہو گیا۔ یہ مجذوب مقامات مشہودہ سے بے خبر اور سیر وسلوک سے ناوقف ہوتا ہے۔ اکثر مجذوبوں کو مکاشفہ کونی ہوتا ہے' نہ کہ مکاشفہ ذاتی۔ کسبی و بے اختیاری مجذوب وہ ہوتا ہے کہ عالم اجسام کے اندر بالکل ہوشیار آیا۔ اتفاقاً کسی کامل کا مرید ہوا اور مرشد نے اپنے خاندان کے موافق اس کو تعلیم وتلقین فرمائی' جب نوبت سلطان الذکر تک پہنچی اور ہر جانب سے غلبہ انوار ہوا تو بے اختیار ہو کر ہوش وحواس کے جامہ سے باہر نکل گیا۔ اگر سلطان الذکر کا متحمل ہو جاتا تو سالکوں میں سے ہوتا۔ یا اس طرح پر کہ کسی مست و مجذوب کی نگاہ اچانک پڑ گئی اور بے قرار ہو کر مست و مدہوش ہو گیا۔ اگر اس کا حوصلہ بلند اور توفیق الٰہی رفیق حال ہے' تو مکاشفات کی بہار اور مقامات کی سیر دیکھتا ہے اور تمام منازل کو طے کرتا اور کبھی کبھی ہوش میں آ کر ہوشیاری گفتگو کرتا ہے۔ ایسے مجذوب کو مکاشفہ صفاتی از حد ہوتا ہے اور اس کی طبیعت تشبیہ کی طرف راغب رہتی ہے۔

15- فرمایا حضرت عبدالقدوس گنگوہی کبھی کبھی سہارنپور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں جلال الدین تھانیسری بہت بڑے عالم تھے۔ اکثر آپ کے مریدوں سے بات کرتے ہوئے کہتے کہ تمہارا پیر نچنیا آیا ہے۔ ایک بار مریدوں نے حضرت گنگوہی کے روبرو شکایت کر دی کہ مولانا جلال الدین یوں کہتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب کبھی مولوی صاحب یہ بات کریں تو ان سے کہہ دینا کہ ہمارے پیر صاحب ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں۔ اتفاقاً اس محفل سے ایک شخص باہر نکلا اور مولانا سے ملاقی ہوا تو انہوں نے حسب عادت وہی بات کہہ دی کہ میاں تمہارے پیر نچیے آ گئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں مولوی صاحب

Marfat.com

ہمارے پیر صاحب ناچتے بھی ہیں اور نچا بھی دیتے ہیں۔ اتنا کلام سنتے ہی مولوی صاحب نے کپڑے پھاڑ کر جنگل کی راہ لی اور کئی دن کے بعد ہوش آیا تو یہ شعر لکھ کر حضرت کی خدمت میں بھیجا۔

کر کانپے لیکھن ڈگے اور روم روم تھرائے
سدھ آوت چھاتی پھٹے جو پاتی لکھی نہ جائے

(یعنی ہاتھ اور تمام بدن لرزہ میں ہے۔ قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے خط لکھوں تو کس طرح لکھوں جب یہ ہوش آتا ہے تو فراق میں سینہ شق ہوتا ہے۔)

حضرت گنگوہی صاحب نے اس کے جواب میں لکھا:

پتیم بتیاں جب لکھوں کہ جو تم ہو بدیس
تن موں من موں نین موں تن کو کیا سندیس

(یعنی اے دوست خط اس کو لکھا کرتے ہیں جو دور ہو اور جو تن من میں اور آنکھوں میں ہو اُس کو کیا پیغام دیا جائے۔)

پس اسی وقت جلال الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور خلافت حاصل کر کے گوشہ صحرا میں جا بیٹھے۔

ذ1- فرمایا جلال الدین تھانیسری حج کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور روضہ رسولؐ پر رخصت کے واسطے حاضری دی اور جناب عبدالقدوس صاحب کا سلام پیش کیا تو آواز آئی کہ اپنے بدعتی پیر کو ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔ جب مولانا جلال الدین واپس آئے اور اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ بوقت رخصت روضہ رسول مقبولؐ سے یہ آواز آئی تھی کہ اپنے پیر سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ یہ سن کر حضرت عبدالقدوس بولے کہ نہیں۔ جس طرح ارشاد ہوا ہے وہی الفاظ کہو۔ جب وہی الفاظ دہرائے گئے تو آپ پر ایک وجدانی حالت طاری ہو گئی اور کئی روز اسی حالت میں رہے اور حافظ کا یہ شعر پڑھتے تھے:

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نیکو گفتی
جواب تلخ می زیبد لب لعل و شکر خارا

لوگ آپ کو بدعتی کہتے تھے مگر آپ تو عاشق رسول اللہ تھے اور لوگ بے خبر

Marfat.com

17- فرمایا جو مرد کامل ہوتے ہیں وہ طالب خدا کو دوسرے شیخ کامل کی خدمت میں جانے سے منع نہیں کرتے بلکہ اوروں کی خدمت میں جانے اور ان سے استفادہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ فرمایا فلاں پیر روشن ضمیر طالبانِ راہ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتا تھا کہ جو کوئی مرد کامل مسلمان یا ہندو سالک یا مجذوب ملے اس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہ توجہ یا القا یا اور کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچائے اور تعلیم و تلقین کرے' اس کو مت چھوڑو ۔ یہ مرتبہ نبوت نہیں ہے کہ جو ختم ہو چکا ۔ مرتبہ ولایت یہ ہے کہ ایک سے ایک افضل و اعلیٰ پیدا ہوتے اور چلے جاتے ہیں۔

18- ایک روز ارشاد ہوا کہ فقیری ایک بات ہے' کان میں کہنے کی یا تو انسان اِدھر تھا' اُدھر ہو گیا گویا کہ آگ میں پھونک مار دی نہ اس کے لیے وقت نہ زمانہ درکار ہے' نہ نماز روزہ نہ ورد و وظائف کی شرط ۔

19- ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن کو یہ تعلیم فرمائی :''اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے' تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے' کوئی چیز باہر نہیں تجھ سے ،تو ام الکتاب ہے ۔ اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے ۔''

20- ایک روز کسی نے پوچھا کہ علامت فقر کیا ہے؟ فرمایا کہ خاکستر ہونا یعنی جس طرح خاکستر خوشبو اور بد بو دونوں کو ڈھانپ لیتی ہے' اسی طرح فقیر بھی لوگوں کے عیب وصواب اور نیک و بد پر نظر نہیں کرتا ۔

21- نقشبندیہ سلسلے میں صفائی اور معلومات مبتدی کا دل بہلاتی اور ہمت بڑھاتی ہے ۔ ایسی ہی چشتیہ سلسلے میں ذوق وشوق کی چاٹ طبیعت کو اچاٹ نہیں ہونے دیتی مگر سلسلہ قادریہ میں مبتدی کو سوائے بے حاصلی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی لیے بعض طالب مایوس ہو کر کمر ہمت کھول دیتے ہیں۔ البتہ مدت دراز اور مجاہدہ کثیر کے بعد آخر میں یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا دفعتہً صور پھونک دیا یا جیسے کنواں کھودتے کھودتے یک بارگی بم پھٹ گئی۔ پھر تو سبحان اللہ سب کیفیتیں اس کے سامنے گرد ہیں اور اگر طالب کو کچھ حاصل نہ ہو اور اس راہ میں کھیت رہا تو یہ ہزار مراد سے بہتر ہے کیونکہ راہ خدا میں حاصل وحصول کیا جو قدم اس طرف اٹھا وہی

Marfat.com

نقد وقت ہے۔

22- ایک روز کسی نے عرض کیا کہ فقرائے ہنود مثل بزرگان اسلام کے فیض رسانی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ارشاد ہوا کہ ہاں کر سکتے ہیں اور جیسے کہ لطائف ستہ صوفیہ اسلام میں متعارف ہیں ایسے ہی فقراء ہنود (ہندو) میں بھی ہیں اور ہر ایک لطیفہ کا ہندی نام زبان مبارک سے لیا۔ پھر فرمایا کہ یہاں دونوں میں فرق صرف حفظ مراتب کا ہے جیسے آب و پیشاب کہ عکس آفتاب دونوں میں مساوی ہے اور دیکھنے میں دونوں یکساں نظر آتے ہیں مگر ایک میں بدبو ہوتی ہے اور ایک میں نہیں۔

23- ایک دن فرمایا دنیا مردار ہے اور اس کے طلب کرنے والے کتوں کی خاصیت رکھتے ہیں۔

24- اولو العزمی اور بلند ہمتی کی بدولت مشکل سے مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

25- صفائی بغیر مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی اور جمالِ لایزال بغیر صفائی کے دکھائی نہیں دیتا۔

26- جس وقت تجلی ذات ہوتی ہے۔ ہر طرح سے اسرار توحید و یکتائی منکشف ہوتے ہیں۔

27- عشق سے انسان کو حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے۔

53

خواجہ غلام فریدؒ (وصال 1901ء)

1- جسم کثیف اور ظلماتی سے مفارقت کے بعد روح کا جسم مثالی سے تعلق ہو جاتا ہے جو لطیف اور نورانی ہے اور جسم مثالی میں روح اسی طرح تصرف اور تدبیر کرتی ہے جس طرح کہ اس دنیا کی زندگی میں۔ فرمایا ہمارے مولوی حضرات کہتے ہیں کہ مسئلہ وحدت الوجود پر کتابیں لکھنا اور اس کے متعلق اسرار و رموز بیان کرنا کفر ہے۔ سبحانہ اللہ! حضرات اولیاء کرام اپنی ان کتابوں کا ثواب تو حضور ﷺ کی روح مبارک کو پیش کریں اور یہ لوگ کفر کے فتوے لگائیں۔

2- ابن عربی کی تصوف میں تصانیف کی تعداد ایک روایت کے مطابق 500 ہے اور

Marfat.com

دوسری روایت کے مطابق ساڑھے تین ہزار ہے۔ یہ بھی آپ کی کرامت اور خرق عادات ہے، جس کا آپ سے ظہور ہوا۔ فرمایا کتاب فصوص الحکم کے دیباچہ میں لکھتے ہیں جو کچھ میں نے تصنیف کیا یا تالیف کیا ہے سب کچھ حضورﷺ سے براہ راست سن کر لکھا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اولیاء اللہ کتابوں کی تصنیف کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے بھی مامور ہوتے ہیں یا نہیں؟ فرمایا جس طرح آپﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وما ینطق عن الھویٰ) اپنی طرف سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہ بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وحی فرماتے ہیں۔ یہ بات اولیاء کرام کے حق میں بھی صادق آتی ہے اور قیام قیامت تک یہ حکم نافذ اور جاری رہے گا۔

3- فرمایا ایک دفعہ کسی نے خواجہ محمد عاقل سے ایمان کامل کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ایمان کامل مکمل فقر کا نام ہے۔

4- حضور غوث اعظم پر وعظ کے دوران عجیب وغریب واردات کا نزول ہوتا تھا قریب ستر ہزار نفوس آپ کے وعظ میں شریک ہوتے تھے یہ آپ کی ظاہری کرامات میں سے ایک کرامت تھی۔ حق تعالیٰ کے جلال کبریائی اور عشق الٰہی کے اسرار و رموز آپ اس طرح بیان کرتے تھے کہ کئی لوگوں کی جان نکل جاتی تھی اور عشق الٰہی میں جام شہادت نوش کرتے تھے۔ حضورﷺ کی زیارت کسی کو خواب میں یا کسی کو حالت بیداری میں ہونا فرق مراتب سے ہے۔

5- فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم خواجہ نور محمد مہاروی سے کسی نے ایک شعر

اولیاء راہست قدرت از الہ — تیر جستہ باز گرداند از راہ

کے معنی دریافت کیے۔ فرمایا میں ملاّ نہیں ہوں۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ایک ولی اللہ کی رائے تقدیر الٰہی کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ولی کا ارادہ عین تقدیر ہے۔ تقدیر وہی ہے جو اس کی منشاء ہے کیونکہ ولی اللہ کا ہر قول وفعل حق تعالیٰ کا قول وفعل ہے۔ پس جو حق کی طرف سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہی تقدیر ہے۔

6- حضرت معروف کرخی کے زمانہ میں مختلف مذاہب والے آپس میں برسرپیکار تھے۔ لیکن آپ کے مسلک میں اس قدر وسعت تھی کہ آپ نے اپنے اصحاب کو وصیت

Marfat.com

کی تھی کہ میری وفات کے بعد تمام لوگ خواہ مسلمان ہوں یہودی یا نصاریٰ یہ دعویٰ کریں گے کہ یہ شیخ ہمارے دین پر تھا۔ پس تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس ملت و مذہب کے لوگ میرا جنازہ اٹھالیں گے میرا وہی مذہب ہوگا۔ پھر ان لوگوں کو اجازت ہوگی کہ اپنے مذہب کی رسومات کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مسلمان یہودی نصاریٰ مجوسی سب لوگ آئے اور دعوے کیے کہ یہ ہمارے مذہب پر تھے۔ خلیفہ وقت بھی موقع پر پہنچ گئے سب کو باری باری جنازہ اٹھانے کی اجازت دی لیکن ناکام رہے بالاخر مسلمانوں نے جنازہ اٹھایا اور کامیاب ہوئے۔ یہ دیکھ کر دیگر مذاہب کے لوگ شرمندہ ہوئے اور چلے گئے۔

7- کسی نے عرض کیا کہ مجھے ساری دنیا میں دو چیزیں محبوب ہیں ایک سماع دوسرے حسن پرستی۔ فرمایا بے شک سماع ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر مشائخ کرام متفق ہیں لیکن حسن پرستی پر اتفاق نہیں۔ یعنی حسن پرستی لذت نفس ہے اور سماع روح کی غذا۔ فرمایا ایک دفعہ شیخ شمس الدین نے شیخ اوحد الدین کرمانی کے پاس جا کر پوچھا کہ آج کل آپ کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ چاند کا مشاہدہ پانی کی طشت میں کرتا ہوں شمس الدین نے فرمایا اگر تمہاری گردن پر دنبل (پھوڑا) نہیں تو چاند کو آسمان پر کیوں نہیں دیکھتے۔ فرمایا خواجہ صاحب نے کہ شیخ اوحد الدین کرمانی کا اشارہ مجاز کی طرف تھا۔ یعنی حسن ازلی کا مشاہدہ خلقت کے حسن میں کرتا ہوں۔ لیکن شمس الدین تبریزی کا مقام بلند تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہاری گردن میں دنبل یعنی نقص دید کی وجہ سے ہے۔ اگر تمہاری حالت ارفع و اعلیٰ ہوتی تو براہ راست محبوب حقیقی کے حسن و جمال کا مشاہدہ کرتے۔ بالفاظ دیگر سالک کو طالب ذات ہونا چاہیے' طالب صفات نہیں ہونا چاہیے۔ مقام صفات متوسطین کا مقام ہے اور مقام ذات منتہوں کا مقام ہے۔ مقام ذات سے بھی ارفع واعلیٰ مقام ذات بحت ہے۔

8- فرمایا جب خواجہ نور محمد مہاروی مولانا فخر الدین سے خرقہ خلافت حاصل کر کے واپس آئے تو چھ ماہ تک جس شخص کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے تھے اسی وقت اس کے دل میں نور پیدا ہو جاتا تھا۔ لیکن اس کے بعد کسی مرید سے ناشائستہ حرکت

Marfat.com

اور زنا سرزد ہوگیا۔ چنانچہ خواجہ نور محمد فرماتے تھے کہ اگر ہمارے اصحاب میں سے کسی شخص سے یہ گناہ سرزد نہ ہوتا تو قیامت تک مرید ہوتے ہی لوگوں کے دل فوراً منور ہوتے رہتے۔

9- فرمایا سوائے وجوب و غنائے ذاتی کے حق تعالیٰ کی تمام صفات ولی اللہ میں موجود ہوتی ہیں اور پائی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے کہ وجوب ذاتی و غنائے ذاتی تعین میں محال ہیں۔ اسی طرح خلاقیت بھی حق تعالیٰ کی ایک صفت ہے وہ بھی ولی اللہ پر صادق آتی ہے اور یہ جو اولیاء کرام کی شان میں لکھا گیا ہے کہ معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر دیتے ہیں یہ یہی صفت خلاقیت ہے کیونکہ خلاقیت کے معنی یہی ہیں عدم سے بغیر مادہ کسی چیز کو وجود میں لانا۔ چنانچہ ولی اللہ تخلیق تو کر سکتا ہے لیکن اپنی مخلوق کی نگہداشت نہیں کر سکتا۔ الا ماشا اللہ وجہ یہ ہے کہ مخلوق کی نگہداشت شیخ کے متواتر فیضان وجودی اور توجہ دائمی کے بغیر ناممکن ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی توجہ ہٹ جائے تو وہ مخلوق معدوم ہو جاتی ہے۔ پس اولیاء اللہ کو کیا ضرورت ہے کہ مخلوق کی بقا کی خاطر حق تعالیٰ سے توجہ ہٹا کر مخلوق کی طرف جاری رکھیں۔ اولیاء اللہ سے اگرچہ صفت خلاقیات کا ظہور کم ہوا ہے لیکن ہوا ضرور ہے۔ حضورﷺ سے یہ صفت کبھی ظاہر نہیں ہوئی اور یہ جو بعض معجزات میں تھوڑی چیز کا زیادہ ہو جانا ہے یہ موجود مادی چیز کو قلت سے کثرت میں تبدیل کرنا ہے۔ عدم سے وجود میں لانا نہیں ہے۔

10- توحید ایمان میں انبیاء علیہم، اولیاء کرام اور عام مسلمان برابر ہیں۔ تمام انبیاء اور اولیاء کا آخری مقام توحید حالی ہے۔ اس مقام پر بھی رسوم بشریت قطعی طور پر ساقط نہیں ہوتی۔ بعض صوفیاء نے فرمایا ہے ''توحید ایک قرض خواہ ہے جس کا قرض ادا نہیں کیا جا سکتا اور توحید ایک مسافر ہے کہ جس کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔'' اس کے بعد فرمایا کہ البتہ اسی توحید حالی میں ایک ایسی حالت وارد ہوتی ہے جو برق الخاطف یعنی چمکتی ہوئی بجلی کی طرح ہوتی ہے اور اس وقت بشریت کے تمام آثار و رسوم دفعتاً ختم اور ناپید ہو جاتے ہیں۔

11- فرمایا جب تک انسان فرد ہے (یعنی اپنی ذات پر قائم ہے) اسے غنا اور وجوب

Marfat.com

ذاتی میسر نہیں ہوتا۔ لیکن جب وہ محو ہوگیا اور فرد نہ رہا اس وقت اس کی تمام صفات، صفات حق ہو جاتی ہیں نہ وہ رہتا ہے نہ اسکی صفات اور غنا و وجوب ذاتی، اسی طرح وجود مطلق (وجود حق) کی صفات رہ جاتی ہیں جس طرح کہ وہ ہیں۔ اسی طرح ممکن (انسان) واجب الوجود (حق) کا محتاج ہے ممکن کا یعنی انسان کا وجود لغیرہٖ ہے (یعنی غیر کا محتاج ہے) لیکن حق تعالیٰ کا وجود لِذاتہٖ ہے۔

12- پوچھا گیا کہ انسان کو غنا اور وجوب ذاتی کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟ فرمایا مرتبہ امکان (انسان کا) مقام عاشقی ہے اور مرتبہ وجوب مقام معشوقی ہے جب سالک مراتب امکانیہ طے کر کے مرتبہ وجوب تک پہنچ جاتا ہے اس معنی میں کہ آثار امکانیہ (احساس بشریت) اس سے ساقط ہو جاتے ہیں تو اس وقت غیرت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ دونوں یعنی وجوب اور امکان سے آزاد ہو کر اور خلاصی پا کر احدیت ذاتیہ میں پہنچ جائے۔ جس کا نام طمس حقیقی (محو ہو جانا) طمسن فنائے ذاتی کو کہتے ہیں یعنی صفات خلق کو صفات حق میں گم کر دینا اور محویت کلی ہے (محویت محو فنائے افعالی کو کہتے ہیں یعنی افعال حق کا مشاہدہ جملہ اشیاء میں کرنا اور غیر حق کو بالکل موثر نہ پانا) اور تمام آثار بشریہ (احساسات خودی) مٹ جاتے ہیں۔ صفات سبعہ (سات صفات بشری) اور تناہی (دوئی) جو صفات بشریہ میں سے ایک صفت ہے اٹھ جاتی ہے اور اطلاق اور بساطت (لامحدود ہونا) میسر آتا ہے اس مقام پر انسان کی ہر حس دوسری حس کا کام کرتی ہے یعنی سمع بصر کا کام کرتی ہے اور بصر سمع کا کام کرتی ہے۔ ہر طرف سے دیکھتا ہے اور ہر طرف سے سنتا ہے بلکہ اس کا سارا بدن بصر بن جاتا ہے اور سارا بدن سمع بن جاتا ہے اسی طرح تمام حواس کا قیاس کر لو۔ لیکن اس کا تعین اور حقیقت امکانیہ بدستور قائم رہتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ اس کا تشخص بھی معدوم ہو جائے۔

13- پیرو مرید کے درمیان بیعت کا فسق کرنا مرید کے اختیار میں ہے جس وقت مرید اپنے پیر سے بدعقیدہ ہو کر منحرف ہو جاتا ہے تو اس کی بیعت فسخ ہو جاتی ہے۔ اور اگر پیر اپنے مرید سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس سے برگشتہ ہو جائے اور مرید بدستور عقیدت مند رہے تو اسکی بیعت ہرگز فسخ نہیں ہوتی۔ اور مرید حقیقی وہ ہے جو

Marfat.com

حتی الامکان پیر کے احکام کی تعمیل کرے اور اتباع شیخ میں کمی نہ کرے۔ مرید غیر حقیقی وہ ہے جو پیر کی پیروی نہ کرے۔ بے شک مریدین فرزندان حقیقی اور پیر پدر حقیقی ہوں۔ مرید اس طرح اپنے پیر کے تابع ہونا چاہیے جس طرح کہ مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

14- نماز میں حضور قلب تین طرح سے ہو سکتا ہے۔ اول یہ جب نماز میں مشغول ہو تو قرآن اور دوسری دعاؤں کے ہر لفظ کے معنی پر غور کرتا رہے۔ دوم یہ کہ نماز کے ہر رکن میں وحدت الوجود کا خیال رکھے۔ اور اس کے اندر غرق رہے یہ قسم آسان اور موثر ہے۔ قسم سوم دو طرح پر ہے۔ جب تکبیر تحریمہ کہے تو یہ خیال کرے کہ میں نے اپنے نفس کو ذبح کر ڈالا ہے اور نماز کے ذریعہ قرب حق تلاش کر رہا ہوں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت یہ خیال کرے کہ میں اپنی ہستی اور انانیت کو گم کر رہا ہوں اور حق تعالیٰ کی ہستی اور انانیت حق باقی رہ گئی ہے اور فنائے کلی حاصل ہوگئی ہے۔

15- اقسام سیر دو قسم کی ہے۔ سیر نزولی یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے مرتبہ احدیت ذاتیہ اور ذات بحت سے نزول فرمایا تو پہلے مرتبہ تعین اول یعنی حقیقت محمدیہؐ میں ظہور فرمایا دوسرا ظہور مرتبہ علم تفصیلی میں فرمایا۔ اس کے بعد مرتبہ عالم ارواح میں پھر عالم مثال میں اور اس کے بعد مرتبہ عالم اجسام میں ظاہر ہوا۔ مرتبہ عالم اجسام عرش عظیم سے شروع ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ عالم اجسام پر مشتمل ہے طبعیات وعناصر (اربعہ عناصر) اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات و نباتات' حیوانات پر تنزلات کے تمام مراتب کی آخری حد حضرت انسان ہے۔

16- انسان شجر معکوس ہے۔ اس وجہ سے کہ جو درخت کہ زمین پر ہے اسکی اصل یا جڑیں زمین میں اور پاؤں اور شاخیں ہوا میں آسمان کی طرف ہیں لیکن شجر انسان چونکہ مراتب بالا سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا سر اس کی اصل اور جڑ ہے لیکن اس کی شاخیں اور اعضاء اس کے پاؤں ہیں۔ اس لیے اسے الٹا ہوا درخت کہتے ہیں۔

17- مقام فنا فی اللہ سے نکل کر بقا باللہ پر آنا بہت مشکل ہے۔ یہ مقام بقا انبیاء اور اولیاء کاملین کا مقام ہے نہ کہ اصحاب سکر کا جو فنا سے نہیں نکل سکتے ، جامعیت یعنی

Marfat.com

بیک وقت فانی فی اللہ بھی ہو اور بقا باللہ بھی ہو یہ مقام عبدیت (نزول) میں ہے۔ یہ مقام تسلیم و رضا ہے۔

18- جب تک کہ آدمی حرص وہوا کے جال میں گرفتار ہے نسبت روحانی اس کے لیے دشوار ہے۔ تمام اشیاء کا ادراک حق تعالیٰ کی بدولت ہوتا ہے۔ مگر خود حق تعالیٰ ادراک سے باہر ہیں۔

19- چونکہ کاملین مشاہدہ حق میں مشغول ہوتے ہیں مشکل اور ادق کتابوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ فرمایا کہ سالک کو بقدر ضرورت علم حاصل کرنا چاہیے کتابوں میں زیادہ مستغرق نہیں ہونا چاہیے اور نہ کوئی ایسا کام کرنا چاہیے کہ جو مقصود حقیقی (شغل باطن) سے باز رکھے۔

20- جب حضرت ذوالنون مصری کا وصال ہوا اور آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بے شمار سفید رنگ کے پرندوں نے جمع ہو کر جنازہ پر اور جنازہ اٹھانے والوں پر سایہ کر دیا۔ حتیٰ کہ مدفن تک یہی حال رہا۔ یہ کرامت دیکھ کر بے شمار یہودی مسلمان ہو گئے۔ پھر فرمایا یہ پرندے اولیاء اللہ کی روحیں تھیں۔ اس قسم کے پرندوں نے دو حضرات پر سایہ کیا ہے ایک حضرت ذوالنون مصری دوسرے شیخ مزنی جو امام شافعی کے شاگرد تھے۔

21- فرمایا حضور ﷺ آگے پیچھے یکساں دیکھ سکتے تھے اور قریب و بعید سے بھی یکساں سن سکتے تھے۔ اسکے بعد فرمایا کہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے بھی فرمایا ہے کہ میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ جب ولی اللہ پر وہی چیز وارد ہوتی ہے تو دو باتیں حاصل ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس کا سارا بدن حواس بن جاتا ہے اور ہر حس دوسری حس کا کام کرنے لگتی ہے دوسرا یہ کہ قرب و بعد یکساں ہو جاتا ہے اور حجاب اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ ظاہری آنکھ اور باطنی آنکھ ایک ہو جاتی ہے۔ نزدیک اور دور برابر ہو جاتے ہیں فاصلہ چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو نیز دیوار کے پار زمین پر زمین کے نیچے آسمان پر آسمان کے نیچے یکساں دیکھتے ہیں۔ ظاہری اور باطنی کان بھی ایک ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک قوت دوسری قوت (حس) کا کام کرتی ہے۔ اسی طرح جسم کا ہر عضو ہر حس کا کام دیتا ہے۔

Marfat.com

22- مقام مخدع۔ فرمایا یہ مخدع مقام عزت و غیرت محبوبیت حق ہے اس مقام کو کوئی شخص نہ دیکھ سکتا ہے نہ جانتا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو اس مقام میں ہے۔ اسی وجہ سے کہ مخدع کے معنی ہیں نہ دیکھنے کی جگہ۔ (یہ مقام سید غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کا ہے)۔

23- سحر اور جادو برحق ہے۔ احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ ﷺ پر بھی جادو کیا گیا۔ پس جادو سحر دنیا میں موجود ہے۔ ڈائن بھی دنیا میں موجود ہے۔ ڈائن اس عورت کو کہتے ہیں جو جادو۔ سحر و منتر کے ذریعے عجیب و غریب شعبدے دکھا سکتی ہے۔ ایک ساعت میں سو سو کوس کا سفر کر لیتی ہے اور بہائم و طیور (پرندے) کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ بھوت کا وجود بھی دنیا میں ہے۔ یہ شریر اور خبیث آدمی کی روح ہوتی ہے جو مرنے کے بعد لوگوں کے کاموں میں تصرف کرتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے۔ اس کے برعکس اولیاء کی ارواح لوگوں کے معاملات میں تصرف کر سکتی ہیں۔ لوگوں کی مدد اور سکھ پہنچاتے ہیں۔

54

سیّد پیر مہر علی شاہؒ (وصال 1937ء)

1- شریعت اور سنت رسول ﷺ تمام چیزوں پر مقدم ہیں۔ ایسی رسومات کی ادائیگی جن کی شریعت میں گنجائش نہیں کوئی عزت و خیر و برکت نہیں ہوتی۔

2- علوم شریعت کے حصول کے بغیر کوئی کامل صوفی نہیں بن سکتا۔ شریعت کے بغیر راہ طریقت طے کرنا ہلاکت ہے۔

3- عام لوگوں کا یہ خیال کہ صوفیا شریعت کے قائل نہیں سراسر گمراہ کن اور جھوٹ ہے۔ امت مسلمہ میں حضور ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے اور آپکی شریعت پر چلنے والے صوفیاء کرام ہی ہیں۔

4- اللہ تعالیٰ سے محبت ہی دین اسلام کی صحیح بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی ﷺ کی محبت دنیا کی تمام اشیاء اور بنی نوع انسان کی محبت سے کہیں زیادہ مقدم ہے۔

5- زندگی کا ہر سانس نہایت قیمتی ہے۔ یہ رب کی یاد یعنی ذکر و فکر میں گزرنا چاہیے۔

Marfat.com

6- توجہ الی اللہ سے ذکر کرنا بہت بڑی سعادت اور کامیابی ہے۔

7- درویش کو ہمہ وقت ذکر میں مصروف رہنا چاہیے نہ کہ دنیوی مفاد اور روپیہ پیسے کے پیچھے۔

8- درویش وہ ہے جو نفس امارہ کی ہر تجویز کے برخلاف چلتا ہے۔

9- صحیح درویش وہ ہے جو ہر ایک کو اپنے سے بہتر جانتا ہے۔ وہ اپنے نقائص دور کرنے کی کوشش کرتا ہے چہ جائیکہ دوسروں کے عیب تلاش کرے۔

10- درویشی تو ایک باطنی حال کا نام ہے ظاہری لباس کا نہیں۔ حضرت داوٗدؑ، یوسف علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام دنیاوی بادشاہ بھی تھے اور رسول بھی تھے جبکہ بہت سے نامی گرامی صوفیاء اچھا لباس پہنتے تھے اور آرام دہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اعلیٰ نمونہ ہمارے لیے تو ذات اقدس رسول ﷺ ہیں جنہوں نے سادگی اور کفائت شعاری اختیار کی۔

11- اولیاء اللہ کی زندگی اور موت تو رضائے الٰہی کے لئے ہوتی ہے اس کو عام لوگوں کی زندگی اور موت کی طرح نہ جاننا چاہیے۔

12- تمام عبادات اور اوراد و ظائف رضائے الٰہی کی تلاش کے لئے ہونے چاہئیں جن سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ محال ہے کہ بندہ ہمہ وقت رب کی یاد میں رہے اور رب اسکی ضروریات پوری نہ کرے۔

13- افسوس یہ ہے کہ آج کل لوگ ورد و وظائف کے پیچھے بھاگتے ہیں مگر اپنے اخلاق و کردار کو سنوارنے کی طرف توجہ نہیں کرتے جو صحیح چیز ہے۔ ذکر اللہ تو زندگی کی تمام قدروں کا سرچشمہ ہے۔

14- کسی نیک عمل کا دائمی فائدہ نہیں ہوتا جب تک کہ خلوص نیت و ارادہ نہ کیا جائے۔ جس میں نہ ریاکاری ہو نہ ذاتی مفادات۔

15- انسان کو ہر لمحہ اچھے اعمال کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اگرچہ خدا کی بخشش کا انحصار اسکی رحمت پر ہے نہ کہ ہمارے نیک اعمال پر۔

16- آدمی کی عظمت اور شان اس کے اچھے کردار میں ہے نہ کہ اس کے نسب میں۔

17- غرور و تکبر تمام نیک اعمال ضائع کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

18- باہمی محبت اور اخلاص امت مسلمہ کی بہترین صفات ہیں بد قسمتی یہ ہے کہ اختلافات کی وجہ سے اب یہ مفقود ہیں۔

19- روشن ضمیر صوفی محبوب کی رضا اور ناراضگی دونوں قبول کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دونوں کا تعلق اس کے رب کے ساتھ ہے۔ آدمی کو تمام حالات صبر اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے چاہئیں کیونکہ وہ سب رب تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

20- تمام حالات میں اعتدال کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دنیاوی امور میں مشغولیت کے باوجود دینی امور اور روحانی فرائض سے غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ یہاں بھی اعتدال درکار ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں پیش نظر رہنے چاہئیں۔

21- خدا پر بھروسہ کا یہ مطلب نہیں کہ انسان اپنی کوششیں ترک کردے سب سے بہترین طرز عمل یہ ہے کہ کوشش پوری ہو اور نتیجہ رب کے سپرد۔

22- تمام سلاسل تصوف کا مقصد روحانی ارتقا اور وصل محبوب کی سعادت کا حصول ہے۔ کسی سلسلہ کو کسی پر ترجیح نہیں دینی چاہئے۔ معمولی اختلاف کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر قرار دینا ناپسندیدہ فعل ہے اس سے ہر قیمت پر بچنا چاہئے۔

23- وحدۃ الشہود سلوک کی ابتداء ہے اور وحدۃ الوجود اس کی انتہاء ہے اور کامل ہونے کی نشانی ہے۔

24- روحانی اور دنیاوی فوائد کے لئے مرید کو ہر قسم کے حالات میں اپنے مرشد کے ساتھ صبر و استقامت سے تعلقات قائم رکھنے چاہیں۔ حالات چاہے سازگار ہوں چاہے ناساز۔

25- سماع اہل اللہ کے لئے انتہائی مقصد نہیں۔ مگر اس کی افادیت سے مکمل طور پر انکار بھی نہیں کیا جا سکتا وہ اس لئے کہ بہت نامی گرامی صوفیاء نے اسکو روحانی بلندی کا ذریعہ بنایا ہے۔

26- کمینہ فطرت انسان جب برسر اقتدار آتا ہے تو ظلم و ستم نا انصافی کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اگر شریف النفس برسر اقتدار آتا ہے تو لطف و کرم، سخاوت اور عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

27- علماء اور مبلغین کو رواداری سے کام لینا چاہئے اور ایک دوسرے کو تنقید کا نشانہ نہ

Marfat.com

بنائیں۔ وہ آپس میں نفرت اور اختلافات پھیلانے کی بجائے امت کے مختلف طبقوں میں اتحاد پیدا کریں۔

28- ظاہر بین حضرات جنہیں قدرت نے نور باطن سے نہیں نوازا' اپنی کم فہمی کی وجہ سے ابن عربی کے مسلۂ توحید وجودی کو عقیدہ حلول سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ شیخ اکبر نے اپنی تحریروں میں صاف اور واضح اس عقیدہ کا انکار اور رد فرمایا ہے۔

29- ایک مرتبہ فرمایا کہ ابن عربی (شیخ اکبر) اپنے ایک مخالف کے جنازے پر تشریف لے گئے۔ یہ شخص آپ پر روزانہ لعنت کیا کرتا تھا۔ اسے مبتلائے عذاب دیکھ کر توقف فرمایا اور اس کی قبر پر ستر ہزار بار کلمہ نفی اثبات کا ذکر کر کے اس کے لیے استغفار کیا۔

30- ایک موقع پر فرمایا کہ شیخ اکبر کے کشف کی یہ کیفیت تھی کہ کسی شخص پر تین مرتبہ نظر فرما کا روز میثاق سے حشر تک اس کے احوال پر مفصل طور پر مطلع ہو جاتے تھے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی معنوی اولاد تھے۔

31-صوفی دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک متخلق باخلاق اللہ اور دوسرے متحقق با خلاق اللہ، شیخ اکبر (ابن عربی) قسم ثانی سے تھے کہ احیا اور اماتت اور تبدل اشکال وغیرہ پر قادر تھے۔ آپ کے مرید صدرالدین قونوی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ابن عربی سے ایک مرتبہ درخواست کی کہ مجھ پر تجلی دائمی ابدی وارد فرمائی جائے۔ تو ابن عربی نے فرمایا تمیں معلوم ہے کہ مجھ سے بارہا وصف احیا و اماتت (زندہ کرنا اور مارنا) کا ظہور ہوا ہے اور خلق خدا کو گوناگوں قسم کے فوائد پہنچتے رہے ہیں لیکن یہ نعمت آج تک مجھ سے کسی کو نہیں ملی۔ آج تمہیں عطا کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت تجلی دائمی ابدی میرے حال پر وارد ہوگئی۔

32- ایمان ثابتہ موجودات کی پیدائش سے پہلے صورت علمیہ کا نام ہے۔ ارادہ بمنزلہ ''قلم'' ہے جس سے اولاً موجودات کی صورتیں شکل حروف علمیہ (یعنی ایمان ثابتہ) صادر ہوئیں۔ ایک روز فصوص الحکم کے سبق میں مراتب، وحدت' واحدیت اور

Marfat.com

حضرات اسما کے فرق اور امتیازات کے ذکر میں فرمایا کہ عالم تمام اسمائے الٰہی کی تجلی کا ظہور ہے۔ ہر عین ثابت کے لیے ایک اسم ہے جو اس عین ثابت کا رب ہے پس وہ رب اس یعنی ثابت کو بحکم (ترجمہ، کوئی چلنے پھرنے والی مخلوق نہیں مگر رب تعالیٰ پکڑنے والا ہے اس کو اس کی پیشانی سے بے شک میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے) اپنی گرفت میں لے کر اپنے راستہ پر جا رہا ہے۔ اور اس سے پہلے کہ واقعات کو نیہ خارج میں ظاہر ہوں کبھی حضرات اسما میں باہمی تنازع واقع ہوتا ہے اور جو اسم غالب آئے خارج میں اسی کا ظہور ہوتا ہے۔

33- فرمایا یہاں ایک مجذوب رہتا تھا جو افیون پانی میں گھول کر پیا کرتا تھا یہ مجذوب درجہ میں بہت بلند تھا۔ ایک روز میرے پاس آیا اور کہنے لگا ''آج تختوں لہہ کے تلے بیٹھے ہو'' (یعنی آج تخت سے اتر کر نیچے بیٹھے ہو) اس روز میں اپنے اشغال ترک کر کے بعض آدمیوں سے باتیں کرنے میں معروف ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا ایک اور درویش یہاں رہتا تھا اور لنگر خانے کے برتن صاف کیا کرتا تھا۔ وہ ان کی نسبت زیادہ بلند پرواز تھا۔ ایسے لوگوں کی طرف کسی شخص کی توجہ نہیں ہوتی اور حقیقت میں وہ بڑے روحانی مراتب کے مالک ہوتے ہیں۔

34- اپنے ایک درویش کو مخاطب کر کے فرمایا علم حقیقت وہ ہے کہ جب تک چار کتابیں نہ پڑھی جائیں حاصل نہیں ہوتا۔ پہلی کتاب خود حضرت انسان' دوم عالم یعنی تمام عالم کو اپنے وجود میں مشاہدہ کرنا۔ سوم حضرت اسماء یعنی ہر اسم کا ارتباط عیان ثابتہ کے ساتھ اور چہارم ذات بحت۔ اگر یہ چار کتابیں پڑھ لے تو انسان مولوی کہلانے کا مستحق کہلاتا ہے ورنہ نہیں۔

35- صحابہ کرام کو حصول صحبت نبوت اور حضور ﷺ کے نور قلب کے عکس سے منور ہونے کے باعث حضور دوام کی نعمت حاصل تھی۔ اس دور کے ختم ہونے کے بعد اسی معنی کے حصول کے لیے حیلے اور طریقے استخراج کیے گئے۔ اور ولی اگرچہ وارث نبیؐ ہے اور اس شمع سے نور حاصل کرتا ہے مگر یہاں ظِلّیت کا تنزل حائل ہے اور ظاہر ہے کہ عین اور ظل میں بڑا فرق ہے۔

36- کعبۃ اللہ کی بھی یا شان ہے کہ وہاں پہنچ کر خواص اولیاء بھی ایک عام انسان کی

Marfat.com

طرح نظر آتے ہیں۔ جس وقت اولیاء اللہ مکہ معظمہ کی حدود میں داخل ہوتے ہیں تو کعبہ شریف کے جلال اور انوار کے غلبہ کی وجہ سے ان کے اپنے انوار اس طرح مدھم پڑ جاتے ہیں کہ ولی اور غیر ولی کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے وہاں ہزارہا اولیاء اللہ کی قبریں ہیں مگر کوئی نہیں جانتا کہ کون ہے اور یہ چیز بباعث کمال غلبہ جلال کعبہ ہے۔

37- حضرت غوث اعظم کی شان بے پایان سخن ہے۔ فرمایا جو لطافت دوسرے اولیاء اللہ کی روحوں کو حاصل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بدن مبارک کو حاصل ہے۔ گویا آپ کا بدن مبارک دوسروں کی روحوں کے مرتبہ میں ہے۔ حضرت کے عہد میں ایک سوداگر نے غوث اعظم کو قیمتی لباس خریدتے دیکھ کر خیال کیا کہ اس درویش کا مرتبہ کہاں تک پہنچا ہے کہ ایسا بیش قیمت کپڑا خریدے جو شاہان وقت بھی نہیں پہنتے۔ اس خیال کے آتے ہی اس کو ایسا مرض لاحق ہوا جو کسی علاج سے اچھا نہ ہوتا تھا۔ بالآخر بارگاہ غوثیت میں حاضر ہو کر معافی کا طلب گار ہوا۔ سرکار نے متبسم ہو کر فرمایا کہ جو شخص عبدالقادر سے غیرت برتے وہ ایسی ہی سزا کا مستحق ہے۔

38- ایک مرتبہ فرمایا کہ ابن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ میزان عمل میں سب سے بھاری اور پلہ میزان کی کمی دور کرنے والی چیز کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اس کو کلمہ نفی واثبات کہتے ہیں جب اس کو میزان پلہ میں لائیں گے تو وہ پلۂ میزان بھاری ہو جائے گا۔ نیز شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ کلمات طیبات مثلاً ذکر و تہلیل، تسبیح وغیرہ جب ذاکر کے منہ سے نکلتے ہیں تو وہ عالم مثال کی طرف بلند ہو کر اجسام بن جاتے ہیں۔ شیخ کے فرمودہ میں کوئی شک نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اعمال صالحہ برزخ اور حشر میں اپنے عاملین کو صورت ہائے حسنہ کی شکل میں ملیں گے۔

Marfat.com

55

سیّد محمد ذوقیؒ (وصال 1951ء)

1- اللہ کی ہستی کا ادراک اپنی ہستی سے کرو۔ انسان اپنی ہستی کا احساس کر سکتا ہے لیکن دوسروں کی حیات کا احساس نہیں کر سکتا۔ لہذا اپنی ہستی کو اللہ کی ہستی کی ایک آواز بازگشت (Echo) سمجھو اس سے فوراً کام بن جاتا ہے۔ صرف پندرہ منٹ کا کام ہے۔ صفاتی اذکار و مشاغل سے کچھ نہیں بنتا۔ جو شخص شغل ذات نہیں کرتا وہ کبھی انتہا تک نہیں پہنچتا۔ بس یہ خیال جما لینا چاہیے کہ میں نہیں ہوں وہ ہے۔

2- مصیبت اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں پر نازل کرتا ہے تا کہ نفس کا زور کم ہو اور قربِ الٰہی حاصل ہو۔ عیش و عشرت میں نفسانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور اللہ سے بُعد ہو جاتا ہے۔ جب مقصود اللہ ہے تو مصیبت رحمت ہوئی اور عشرت زحمت۔

3- انسان کے جسم کے دو حصے ہیں ایک علوی اور دوسرا سفلی۔ سر سے ناف تک علوی ہے اور ناف سے نیچے سفلی۔ علوی کا مرکز لطیفہ سِر ہے اور سفلی کا مرکز لطیفہ نفس (ناف)۔ لطیفہ سر کے لیے ایک شغل کیا جاتا ہے جسے شغل دائرہ حقی کہتے ہیں۔ سلوک مین دونوں حصوں کی نشوونما کی جاتی ہے۔
یہ شیخ کا کام ہے کہ ان میں توازن (Correct Proportion) رکھا جائے۔ سفلی حصہ کو مغلوب رکھنا پڑتا ہے اور علوی کو غالب۔ یہ کام سالک خود نہیں کر سکتا۔

4- حقیقت عبد حقیقتِ کعبہ سے بڑی ہوتی ہے۔ کیونکہ کعبہ کے متعلق تو صرف ایک دفعہ اللہ نے بیتی یعنی میرا گھر فرمایا ہے۔ کعبہ کو اللہ سے ایک نسبت ہے وہاں کچھ تجلیات ہیں لیکن کعبہ صرف ایک صفت کا مظہر ہے اور انسان مظہر جمیع اسماء اور صفات ہے۔ اس میں کل یوم ھو فی شان بھی ہے۔

5- جن اولیاء اللہ کے پاس مال و دولت کی فراوانی ہوتی ہے ان کا مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں اس قدر قوت ہوتی ہے کہ وہ دین اور دنیا دونوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ دین اور دنیا کا یکجا ہونا بہت مشکل اور تکلیف دہ ہے بڑی

Marfat.com

مشکل سے توازن قائم ہوتا ہے۔

6- اولیاء کرام کی تعلیم وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہے بلکہ زیادہ موثر ہے۔ Physical Separation تو ہوتی ہے لیکن تعلیم میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ وہاں سے تعلیم Wider Scale پر ہوتی ہے۔

7- کیا تم جانتے ہو کہ عبدیت کا کیا مقام ہے؟ عبدیت تصوف کا انتہائی مقام ہے جو رسول اللہ ﷺ کو بدرجہ اتم حاصل ہوا تھا۔ جن لوگوں کو عبدیت کا مقام حاصل ہے اپنے لیے کچھ طلب نہیں کرتے وہ اس کی رضا تلاش کرتے ہیں۔

8- جمادات اور نباتات میں بھی حیات ہے۔ سائنس دانوں نے ایسی مشینیں ایجاد کر لی ہیں جس سے نباتات کی باتیں معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسی لطیف مشین ایجاد نہیں ہوئی جس سے جمادات کی حیات معلوم کر سکیں۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز میں حیات ہے۔ اللہ نے حیات پر 70 لاکھ پردے ڈال دیئے تو جمادات ہوئے۔ پھر 20 لاکھ پردے اٹھائے تو نباتات ہوگے۔ پھر بیس لاکھ پردے اور اٹھائے تو حیوانات وجود میں آئے۔ اسی طرح انسان اور پھر ملائکہ کیونکہ فرشتہ زیادہ علوی (Celestial) اور لطیف چیز ہے مگر انسان میں جامعیت ہے۔ اس میں سفلی اور علوی دونوں پہلو موجود ہیں۔ دراصل حیات ایک ہے صرف پردوں کا فرق ہے۔

9- وحدت الوجود الحمد اللہ کے پہلے دو حروف میں موجود ہے۔ انکے معنی ہیں جامعیت یعنی سب تعریف جو ہے اللہ کی ہے۔ تو وجود بھی ایک تعریف ہے اس لیے جو وجود ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے۔ مسلمان تو وحدت الوجود میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اسی لیے سب کی زبان پر سبحان اللہ رہتا ہے۔

10- مقصد حیات صرف اللہ کے کام میں لگے رہنا ہے۔ کشف و کرامات نیچے کی چیزیں ہیں۔ اللہ کی خوشنودی چاہئے خواہ قبض ہو یا بسط کشود ہو یا دل کی تنگی محسوس ہو۔ بڑی چیز یہ ہے کہ ان حالتوں میں یکساں رہنا چاہیے۔ دل ہر وقت حاضر رہے۔ جو کچھ ہو جائے اس سے راضی رہنا چاہیے۔ بسط کی حالت میں شکر کرنا چاہیے اور حالت قبض میں توبہ اور استغفار اور اس کے سامنے گڑگڑانا چاہیے۔

11- مصروفیت میں توجہ الی اللہ کا طریقہ کام کاج میں مصروف ہو تو ہر پندرہ منٹ یا بیس

Marfat.com

منٹ کے بعد ایک دو منٹ کے لیے یا آدھے منٹ کے لیے ذات کی طرف متوجہ ہو جایا کرو اور پھر اپنے کام میں لگے رہو۔ جب نماز کا وقت آئے خوب مزے کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ یہ باتیں بغیر مشق کے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے اعلیٰ حالت یہ ہے کہ ہر چیز میں ذات ہی ذات نظر آئے شروع میں یہ حالت تھوڑی دیر کے لیے رہتی ہے جب موت قریب آتی ہے تو یہ حالت دائی ہو جاتی ہے۔

12- اولیاء کرام کی ناسزا حرکات کو دیکھ کر اعتراض نہیں کرنا چاہیے ان میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے بعض اوقات ان حضرات کو بہت ذلیل کام کرنا پڑتے ہیں مثلاً جب ان کو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص طوائف کے پاس مست بیٹھا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر اس کا کانٹا بدل دیا جائے تو اس کا کام بن جائے گا۔ چنانچہ وہ وہاں جاتے ہیں اور اپنا کام کر کے واپس آجاتے ہیں۔ ان کا طوائف کے پاس جانا ایک فعل مستحن ہے۔ اولیاء کرام کے ظاہری افعال پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

13- کسی نے سوال کیا کہ شیطان نفس کا دوسرا نام ہے یا اسکا وجود خارجی دنیا میں بھی ہے؟ فرمایا انسان کائنات اصغر ہے جو کائنات میں موجود ہے وہ انسان میں بھی موجود ہے۔ اس لیے شیطان کا وجود انسان کے اندر بھی ہے اور انسان سے باہر کائنات میں بھی۔

14- تجلیات میں تکرار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا یہ عالم ہے کہ جو تجلی اپنے بندے پر ایک دفعہ فرماتا ہے دوسری دفعہ وہی تجلی پھر نہیں فرماتا بلکہ ہر آن اور ہر لحظہ نئی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔

15- بزرگوں کے ملفوظات پڑھتے وقت باوضو ہو، بے ادبی سے لیٹا ہوا نہ ہو اور سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ملفوظات پڑھتے وقت صاحب ملفوظات کی روح کی جانب متوجہ رہنا چاہیے اور طبیعت کو Receptive of Inspiration رکھنا چاہیے۔ بزرگوں کا قال حال کا نتیجہ ہوتا ہے اس لئے ان کا کلام اگر ان شرائط کے ساتھ پڑھا جائے تو قلب میں وہی حال طاری ہو جاتا ہے۔ بزرگوں کی روحانیت

Marfat.com

کی طرف متوجہ ہونے سے یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی تمہاری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔
عالم ارواح کا حال بالکل ناسوتی دنیا کا سا ہے۔ اس دنیا میں اگر تم کسی آدمی کو دور سے آواز دو تو وہ فوراً گردن موڑ کر تمہاری طرف دیکھے گا۔

بزرگان دین کیمیا نظر ہوتے ہیں۔ جہاں ان کی نظر پڑی کام بن گیا جب تم ان کی طرف متوجہ ہوتے ہو تو وہ ضرور تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

16- انسان کو چاہیے کہ قلب مطمئن حاصل کرنے کی کوشش کرے جب قلب مطمئن مل جاتا ہے تو مصیبت مصیبت نہیں رہتی ہر چیز میں لطف حاصل ہوتا ہے۔ نفس ہر وقت انسان کو دھوکا دیتا رہتا ہے انسان کو چاہیے کہ ہر وقت نفس کی مخالفت میں کمر بستہ رہے۔ مخالفت نفس سے بڑے بڑے برکات حاصل ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ کل میرے سامنے دنیا کی سب سے بدترین چیز پیش کرنا۔ آپؑ اس کی تلاش کے لیے نکلے۔ ایک مردار کتا دیکھا جس سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ اٹھانے کے لیے آگے بڑھے۔ آواز آئی۔ خبردار مجھ کو نہ چھونا میں برا نہیں ہوں مجھ میں سات صفات ایسے ہیں جو اولیاء اللہ میں پائے جاتے ہیں۔ چھوڑ کر آگے بڑھے ایک پاخانہ دیکھا۔ خیال آیا اسی کو لے جاؤں۔ آواز آئی میں تو اناج ہوں چند گھنٹے پہلے حضرت انسان کی صحبت میں رہ کر اس حالت کو پہنچا ہوں۔ دوسرے دن حاضر ہوئے تو اللہ نے دریافت کیا موسیٰ لے آئے ہو۔ عرض کیا جی ہاں پوچھا کہاں ہے؟ عرض کیا حضور میں ہوں۔ یہ سن کر رب نے فرمایا "اگر یہ جواب نہ دیتے تو میں تمہارا نام پیغمبروں کی فہرست سے خارج کر دیتا۔ مجذوب ہونا درمیانی منزل ہے جیسے ایک شرابی پی کر مست ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مجذوب بھی مغلوب الحال ہو کر مست ہو جاتا ہے اس سے اس کی ترقی رک جاتی ہے یہ ایک نقص ہے۔ مجاذیب کے نزدیک نہیں جانا چاہیے۔ اور نہ ان کے مزارات پر جانا چاہیے۔ ان سے فائدہ کی بجائے نقصان پہنچنے کا احتمال زیادہ ہوتا ہے۔ مجذوب جب روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہوتے ہیں تو بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں ان کا جذب ختم ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے آپ ﷺ کی یہ شان ہے کہ ظرف بھی دیتے ہیں اور مظروف بھی باقی اولیاء اللہ ظرف کے مطابق دیتے

Marfat.com

ہیں گلاس لے جاؤ تو گلاس بھر دیتے ہیں مٹکا لے جاؤ تو مٹکا بھر دیتے ہیں۔ اور اگر کبھی ظرف سے زیادہ دیا تو ظرف چھلک جاتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن ظرف بڑھا نہیں سکتے۔

17- فرمایا نجات صرف ایک چیز میں ہے اور وہ ہے عشق الٰہی اور اللہ سے صحیح نسبت پیدا کرنا۔ عشاق کے لیے نہ حساب ہے نہ کتاب جب خلق نفسی نفسی پکار رہی ہوگی عشاق عرش کے سایہ کے نیچے نور کی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تماشہ دیکھتے رہیں گے۔ اور ٹھٹھے مار کر ہنستے رہیں گے۔ فرشتے پوچھیں گے اے اللہ یہ کون سی مخلوق ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ میرے عشاق ہیں ان کو مت چھیڑو۔

18- مصائب میں برکات پوشیدہ ہوتی ہیں وہ قوئی جو انسان کے اندر چھپی ہوئی بے کار ہوتی ہیں مصائب ان کو عمل میں لا کر انسان کی پختگی (Maturity) کا باعث بنتی ہیں فرمایا غوث اعظم کہتے ہیں مصیبت پر صبر کرنا تو عورتوں اور ہجڑوں کا کام ہے مرد تو مصیبت پر شکر ادا کرتے ہیں۔

19- پہلے دوسرے تیسرے اور چوتھے آسمانوں کی سیر کرنا لغو ہے۔ یہ سب غیر اللہ ہے۔ اصل چیز ذات ہے۔ انسان کو طالب ذات ہونا چاہیے صفات میں نہیں الجھنا چاہیے۔ شیطان صفات میں ہی الجھ کر نار اور طین کے جھگڑے میں مبتلا ہوگیا اور انکار کر بیٹھا۔ وہ بھی صاحب مشاہدہ تھا۔ آدم علیہ السلام کا پیدا ہونا سب اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔ لیکن شیطان گمراہ ہوگیا۔ صفات سے آگے نہ بڑھ سکا۔ جو لوگ کشف و کرامات اور آسمانوں کی سیر سے خوش ہوتے ہیں ان کی ترقی رک جاتی ہے۔ بلکہ ان کے اندر اگر بڑائی پیدا ہوگی تو مردود ہو جانے کا اندیشہ ہے جب تک ذات کو نہ پائے گا غیر اللہ میں رہے گا۔ اس لئے ذات میں استغراق ہونا چاہیے پورے انہماک کے ساتھ۔

20- فقیری آسان کام ہے لیکن مشیخیت مشکل ہے۔ اسے ہر بات کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ سب سے مشکل بات یہ ہے کہ اپنے مریدین کے قلوب کے تزکیہ کے لیے انہیں اپنی بلندیوں کو چھوڑ کر نیچے اترنا پڑتا ہے۔ اور پھر اوپر جانا پڑتا ہے۔ غلیظ اور بدبودار قلوب کو دھونے میں انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے

Marfat.com

کوئی ڈرائنگ روم سے نکل کر بیت الخلا میں جا بیٹھے یا باورچی خانہ یا غسل خانہ میں چلا جائے۔ شیخ کو نیچے آ کر مرید سے تھوڑا اوپر رہنا پڑتا ہے ورنہ بلند مقام پر رہ کر مرید کی صفائی نہیں کر سکتے۔

21- جمہوریت کا مطلب ہے اکثریت کی حکومت۔ لیکن دنیا میں تو اکثریت جہلا کی ہے۔ اہل حق تو اقلیت میں ہیں۔ اس لیے جمہوریت دراصل جہلا کی حکومت ہے یہ لوگ Sovereignty of man کے قائل ہیں اور اسلام میں Sovereignty of God ہے یعنی تمام حکومت اور اختیار واقتدار اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اللہ اقلیت میں ہے۔ حکومت دراصل اقلیت کی ہونی چاہیے۔ جمہوریت کی رو سے جہلا اور عوام خواص پر حکومت کرتے ہیں۔

22- حضرت مظہر جان جاناں کی تکمیل ابھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کے شیخ کا آخری وقت آ گیا۔ جب ان کا انتقال ہو رہا تھا تو آپ ایک کونے میں کھڑے رو رہے تھے۔ ان کے شیخ نے فرمایا روتے کیوں ہو ہمارے انتقال کے تین دن بعد ہماری قبر پر آ کر چلہ کرنا تمہاری تکمیل کر دیں گے۔ پہلے تین دن تو ملاقاتوں میں لگ جائیں گے اس لیے تین دن کے بعد آنا۔

23- غوث اعظم کی تربیت خود رسول اللہ ﷺ نے اویسی طریقے سے فرمائی۔ جب تعلیم پوری ہوئی تو فرمایا ''تمہارے لیے یہی کافی ہے لیکن سلسلہ چلانے کے لیے ظاہری شیخ کے ہاں بیعت ضروری ہے۔

24- وساوس کو دیر تک رد کرتے رہنے اور قلب کو خطرات سے پاک رکھنے کا نام تصفیہ ہے۔ اس سے پہلے تزکیہ ہے۔ تزکیہ یعنی نفس کو گناہوں سے پاک کرنا۔ تزکیہ کے بعد تصفیہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ خیال پر دیر تک بغیر خطرات جما رہنا، تصفیہ کے بعد تجلیہ ہے اور اس کے بعد تخلیہ ہے۔ تخلیہ کا مطلب یہ ہے کہ ذات میں استغراق ہو جائے اور ماسوا باقی نہ رہے۔ تجلیہ سے روح میں چمک پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے جسم بھی متاثر ہوتا ہے تخلیہ کے بعد مقام عبدیت ہے جہاں واپس آ کر دنیا کے کاروبار کیے جاتے ہیں اور لوگوں میں گھل مل کر ان کی اصلاح کی جاتی ہے۔

Marfat.com

25- حضرت ذوالنون مصری خلوت میں بچوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر اور بلک بلک کر رویا کرتے تھے۔ کسی محرم راز نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ سے ایسا کون سا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی وجہ سے آپ اس قدر روتے ہیں۔ جواب دیا میں گناہوں کی وجہ سے نہیں روتا کیونکہ اگر زمین و آسمان کے برابر بھی گناہ ساتھ لے جاؤں تو مجھے یقین ہے کہ اللہ کی رحمت کا ایک جھونکا اسے صفا کر دے گا۔ میں اس لیے روتا ہوں کہ مجھے اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اللہ کے ساتھ میرا صحیح تعلق بھی ہے یا نہیں۔

26- روحانی قوت بڑھانے کا مستند طریقہ یہی ہے کہ اللہ پر Concentrate کیا جائے۔ یعنی ہر وقت متوجہ الی اللہ رہنا چاہیے اور Concentration (جماؤ) اس وقت تک ممکن نہیں جب تک دل میں اطمینان اور سکون نہ ہو۔ جب تک دل میں سکون نہ ہوگا اللہ تعالیٰ دل میں نہیں اترتے۔

27- کسی مرید نے اپنے شیخ سے کہا کہ مجھے نماز میں لذت محسوس نہیں ہوتی۔ پیر نے کہا بندہ خدا باش بندہ ذوق مباش۔ فرمایا ہر کام میں سالک کا مقصود اللہ ہونا چاہیے۔ لذت و کشف و کرامات کی طلب نہیں رکھنی چاہیے یہ چیزیں حجاب بن جاتی ہیں۔ جس سے سالک کی ترقی رک جاتی ہے۔ ان حجابات کو حجاب نورانی کہتے ہیں۔ ان پردوں کو ہٹائے بغیر سالک آگے نہیں بڑھ سکتا۔

28- ذوقی صاحب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کی گفتگو نقل فرمائی۔ فرمایا رسول ﷺ میں روحانی قوت اس درجہ کی تھی کہ جس شخص کو بھی کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان بنا لیتے اسی وقت اس کو مرتبہ احسان حاصل ہو جاتا تھا۔ مجاہدات کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ آپ کے بعد صحابہ کرام میں وہ قوت تھی مگر کم۔ اس کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین میں یہ قوت بہت کم رہ گئی۔ اس کی تلافی کے لیے بزرگوں نے مجاہدات و ریاضات ایجاد کیے جن سے اس کمی کو پورا کرنا مقصود تھا۔ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہی اذکار مشاغل مقصود بالذات ہوگئے اور احسان کی جگہ استغراق نے لے لی۔

29- ہمیں اولیاء اللہ سے محبت ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اولیاء کرام سے محبت ہے۔ اب ہم کس کے ہم مذاق ہوئے جبکہ اولیاء اللہ سے ہم بھی محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بھی محبت کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ہم اللہ کے ہم مذاق ہوگئے۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے۔

30- فرمایا صفا و مروہ کیوں شائر اللہ ہیں اس لیے کہ بی بی ہاجرہ جو نبی نہیں ایک ولیہ تھیں ایک حالت خاص میں اس مقام پر پانی کی تلاش میں دوڑیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام شائر اللہ میں داخل فرمایا۔ ایک ولیہ کے قدموں کی برکت سے زمین کا ایک ٹکڑا شعائر اللہ بن گیا۔ اب آپ بتائیں جہاں انبیاء علیہم اور اولیاء کرام کے جسم موجود ہوں جس جگہ انہوں نے عمر بھر عبادتیں کیں مجاہدے کیے تو کیا ایسے مقامات کا شمار شائر اللہ میں نہیں ہوگا۔ لیکن یہ لوگ تو آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی جالی کو چومنے نہیں دیتے اور نہ ہاتھ لگانے دیتے ہیں۔

31- ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری بیمار ہوئے۔ رابعہ بصریہ ان کی عیادت کو آئی۔ جب انہوں نے پوچھا کیسا حال ہے تو حضرت سفیان ثوری نے کہا درد کے مارے سر پھٹا جا رہا ہے دعا فرمائیں کہ اس درد کی تکلیف سے نجات ہو۔ یہ سن کر رابعہ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا اور وہ اٹھ کر چلی گئیں۔ جب حضرت سفیان ثوری اچھے ہوئے تو وہ انہیں راضی کرنے ان کے گھر گے اور کہا ''رابعہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے'' رابعہ نے کہا کیا تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس ایک تحفہ بھیجا ہے مگر تم نے قبول نہیں کیا۔ تم تو اللہ سے راضی نہیں ہو اور چاہتے ہو کہ اللہ تم سے راضی ہو جائے۔ یہ کیسی باتیں کرتے ہو؟''

32- حضرت عبدالقدوس گنگوہی کے ایک مرید حج کرنے جا رہے تھے۔ تو جب اس نے اپنے شیخ کا سلام حضور ﷺ کو پیش کیا تو اندر سے جواب آیا ''اپنے بدعتی پیر سے ہمارا بھی سلام کہہ دینا'' جب یہ مرید واپس آیا تو جس وقت اس نے حضور ﷺ کا پیغام دیا تو سنتے ہی آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور آپ رقص فرمانے لگے دوران رقص یہ شعر آپ کی ورد زبان تھا۔

بدم گفتی و خور سندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب: تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

Marfat.com

کیفیت وجد آپ پر سات روز طاری رہی۔ بدعتی سے خدانخواستہ یہ مراد نہیں تھی کہ آپ بدعتی تھے۔ بلکہ آپ کے دور میں بعض زاہدان خشک نے آپ کو بدعتی مشہور کر رکھا تھا اور آپ اس پر خوش تھے کیونکہ آپ اس لفظ کو اپنے لیے ملامت کی چادر تصور فرماتے تھے۔

33- فرمایا ایک دفعہ ایک بزرگ کلیر شریف میں مالا بار سے آئے ہوئے تھے وہ تصوف کو تصوف نہیں کہتے تھے بلکہ علم توحید کہتے تھے اور یہ بالکل درست ہے۔ تصوف عین توحید ہے۔

34- میدان عرفات میں رخصتی کے وقت یہ الفاظ فرمائے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ (مکمل تلبیہ)۔ آپ کا جسم اقدس جبل رحمت سے غرب کی جانب کوئی تین سو قدم کے فاصلہ پر ہے۔

56

فخر الاسخیاء حضرت سخی احمد یار عباسی قادریؒ (وصال 1855ء)

1- محبوب کے دل ہی سے عشق ظاہر ہوتا ہے۔

2- ملامت عشق کی علامت ہے۔

3- عارفان الٰہی کو تو ہزاروں ملامتیں ہوتی ہیں۔

4- ادب ضروری ہے اور ادب وہ ہے جو تمہارے دلوں میں سمایا ہوا ہے۔ اگر دل میں ادب ہے تو سواری پر آنا بھی بے ادبی نہیں۔

5- شیخ کامل کا تصور محال ہوتا ہے اور جس کا تصور ہو سکے وہ کامل ہی نہیں۔ اگر شیخ کامل کا تصور کسی کو خود بخود بلا قصد نصیب ہو اسے تصرف کہتے ہیں اور یہ جائز ہے۔ نیز اگر کوئی شیخ کامل کا تصور بلا ارادہ کرے تو پیر کامل کو اس وقت یہ تعلیم اللہ علم ہو جاتا ہے اور جس کو تعلیم الٰہی کے ذریعہ علم نہ ہو وہ کامل نہیں ناقص ہے۔

6- الٰہی اپنے فضل وکرم سے اپنا راستہ مجھ پر آسان فرما دے اور گوہر مقصود عطا فرما دے۔ اگر تو نے مجھ پر فضل وکرم فرما دیا تو بطور شکر تیرے بندوں کو آسان طریق حق پر لاؤں گا اور جو تکالیف برداشت کر رہا ہوں ان پر لازم نہ کروں گا۔

Marfat.com

7- اللہ تعالیٰ محمد عمر کے فیض کو مشرق اور مغرب میں روشن کرے گا۔
8- محمد عمرؒ سخی ہے۔
9- اب مجھ میں اور محمد عمر میں کوئی فرق نہیں۔
10- اے عمر! میں تمہارا عاشق ہوں کیونکہ تم نے میرا دل موہ لیا ہے۔
11- محمد عمر مادر زاد ولی اللہ ہے اور اس سے لاکھوں مردان خدا راہ ہدایت پا کر واصل باللہ ہوں گے۔
12- اے عمر تم میری کتاب ہو جس سے راز حق اور رموز حقیقت آشکار ہوتے ہیں اور تمہارا کلام پیارا اور سچا ہے۔
13- محمد عمر میری کتاب ہے۔ جس نے میری کتاب پر شک کیا گویا اس نے مجھ پر شک کیا اور جس نے مجھے پڑھنا اور سمجھنا ہو وہ عمرؒ کو پڑھے اور سمجھے۔
14- میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس جگہ تم جاؤ گے میرے قدم بھی اسی جگہ جائیں گے یہاں نہیں رہیں گے۔
15- محمد عمرؒ تم عبداللہؒ سے کچھ نہ کہو۔ یہ میدان فقر میں تم سے پیچھے نہ رہے گا۔ اور تخت ولایت پر سلطان العصرؒ بن کر حکومت کرے گا۔

57

غوث العصر خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ (وصال 1891ء)

1- نماز ضرور پڑھا کرو اور نماز میں ہرگز کوتاہی نہ کیا کرو۔
2- بحث و تکرار مت کرو۔
3- بہتر مکان تو گورستان خاموشاں ہے۔
4- اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو شخص جیسا گمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ویسا ہی اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہے۔
5- علم تصوف دلائل اور استدلال سے نہیں بلکہ دل سے حاصل ہوتا ہے۔
6- جو شخص موت کے بعد قبر سے بول سکتا ہے وہ بحالت زندگی قم باذن اللہ کہہ کر مردہ زندہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

7- حق سبحانہ وہ وجود مطلق ہے جس کے لیے کوئی شکل اور حد نہیں اور باوجود اس کے وہ حد اور شکل کے ساتھ ظاہر اور متجلی (بحیثیت خالق مخلوقات میں) ہوتا ہے (یہ تشبیہہ ہے) اور لیس کمثلہ شيٍ یعنی بے چونی اور بے چگونی میں سے بھی کوئی تغیر نہیں ہوتا حقیقت میں وہ الان کما کان ہی رہتا ہے۔ اس کی ذات میں کوئی تغیر و تبدل نہیں آتا (یہ تنزیہہ ہے) اس لیے وہ وجود مطلق وارد ہے اور لباس (صفت تخلیق میں) مخلفہ و متعددہ میں واحد وہ ذات ہے یعنی وجود مطلق تمام موجودات کی حقیقت اور اس کا باطن ہے (کثرت میں وہ خود وحدت ہے) اور تمام مخلوقات یعنی کائنات اس وجود حقیقی سے خالی نہیں اور وہ وجود مطلق تحقیق و حصول میں (صوفیاء طریق وحدت الوجود سے) ثابت کرتے ہیں اور (ذات کی حیثیت میں) حاصل کرنے میں نہیں آتا (حلول نہیں کرتا) کیونکہ حصول اور ثابت اس چیز کا ہوتا ہے جو فی الخارج یعنی غیر ہو۔ اس لیے یہ معنی ذات پر نہیں بولے جاتے۔ کیونکہ وہ عن ذالک علواً کبیراً ہے (وہ اس سے بہت ہی بلند و بالا ہے) بہت برتر بلکہ بے نیاز ہے اس وجود حقیقی کے ساتھ جو ان صفات کے ساتھ متصف ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسکا وجود اپنے ذات کے ساتھ اور تمام موجودات باوجود اس کے ساتھ اور اقفل غیر فی الخارج ہیں اور تحقیق یہ وجود من حیث الکنہ کسی کے لیے منکشف نہیں ہوتا اور نہ عقل و فہم اور حواس اسے معلوم کرتے ہیں۔ اور نہ قیاس میں آتا ہے۔ اس واسطے کہ یہ حواس سب حادث ہیں اور حادث حادث ہی کو معلوم کر سکتا ہے اور خدا کی ذات و صفات اس سے برتر ہے۔

جو شخص اس کی معرفت کا ارادہ من حیث الکنہ کرے اس میں خواہ کسی قدر کوشش کرے وہ اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔

8- اللہ کی صفات ہی میں تفکر کو راستہ مل سکتا ہے۔ ذات میں تفکر لا حاصل ہے کیونکہ وہ اللہ ایسا پہلا ہے جس کی ابتداء نہیں چہ جائیکہ انسان اس کی ابتداء کے بارے میں تفکر کرے اور وہ اللہ ایسا آخر ہے کہ جس کی انتہا نہیں چہ جائیکہ انسان اس کی ابدیت کو سمجھے۔ ذات و صفات پر ایمان بالغیب لانے کے بعد ہی روح انسانی کو وحدت حق بذریعہ صفات الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ اور معرفت الٰہی سے ہی وہ لمحہ

Marfat.com

فکریہ پیدا ہوتا ہے جس سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ایسی معرفت جس کا بیان بھی معرفت کا غیر ہے نہ کہ عین معرفت۔

9- حق سے وحدت اختیار کیے بغیر انسان اپنے آپ کی پہچان سے بھی محروم ہے چہ جائیکہ اللہ کی معرفت کو پہنچے چونکہ عارفین حق قائم بالحق ہیں اس لیے ان کا دین و مذہب وملت صرف اور صرف حق تعالیٰ ہے۔

10- آپ اپنے مریدین کو اکثر اوقات پہلی نظر ہی میں ذکر خفی وسری میں مشغول فرمایا کرتے تھے۔ اور وہ قلیل مدت میں ہی صاحب کرامت ولی اللہ بن جاتے تھے۔ آپ کا دور سکھ حکمرانوں کا دور تھا۔ اور آپ کی نگاہ ذوالکرم سے سکھوں کے گاؤں کے گاؤں مسلمان ہوگئے۔ تسخیر ذات کے بغیر روح کا دروازہ نہیں کھلتا جس کے لیے زبردست قوت روحانیہ درکار ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ فلاح پاؤ۔

11- اذکار کے لیے خاموشی اور لمحہ فکریہ درکار ہے جو بحث وتکرار کی ضد ہے بحث وتکرار کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور بعض اوقات جب بحث وتکرار میں اپنی رائے پر اصرار غصہ وطیش کی صورت اختیار کر لے تو عقل کی روشنی بھی خانہ عقل سے کوچ کر جاتی ہے۔

58

سلطان العصر خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادریؒ (وصال 1913ء)

1- تزکیہ نفس مخالفت نفس سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

2- کسی کے حق میں بدعا نہ کرو۔

3- مقروض کا نذرانہ قبول نہیں کیا کرتے۔

4- وعدہ کے خلاف کرنیوالا مجرم ہے۔

5- جان کا دشمن موذی کبھی بھی خدا کو پسند نہیں آتا۔

6- اولیاء اللہ اپنی جان پر بوجھ اٹھا کر دوسروں کو بُرائی سے بچا لیتے ہیں۔

7- مرد وہ ہے کہ جب حکم عشق حقیقی اپنے سر پر اٹھائے تو حاضر حق رہے اور سرور دستی

Marfat.com

پر مقام کرے۔

8- قوالی کا سننا اہل سمع حلال کے لیے حلال اور اہل سمع حرام کے لیے حرام ہے۔

9- جو چیز کھاؤ احتیاط سے کھاؤ کہ جب تک اس میں ذائقہ باقی ہو' مت پھینکو اور کھانے کے بعد دیکھو کہ یہ چیز اگر حیوانات کے استعمال میں آسکتی ہے تو اسے کام میں لاؤ' ضائع مت کرو۔

10- اپنے پیرو مرشد کی زیارت ہی کفایت گناہ کا سبب ہے اور غیر کی زیارت زیادتی گناہ کا سبب ہو سکتی ہے۔

11- مرید کا عقیدہ پہاڑ کی طرح ٹھوس ہونا چاہیے کہ ہواؤں کے ہزاروں تھپیڑوں سے بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکے اور اگر مرید کا اپنے پیرو مرشد پر مکمل عقیدہ نہ ہو تو وہ کبھی بھی فیض یاب نہیں ہو سکتا۔

12- میں ولایت ہند کا شہنشاہ ہوں۔

13- اللہ تعالیٰ نے مجھے خزانے بخشے ہوئے ہیں اور مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔

14- میں وہ ہوں جو شریعت وطریقت کے تمام راستوں سے بدعات کو دور کرتا ہے۔

15- تصور شیخ جو مرید اپنے ذہن میں آنکھیں بند کر کے اپنی کوشش سے پیدا کرتا ہے وہ حقیقت میں تصور شیخ نہیں بلکہ اسے بندش نقش کہتے ہیں۔ کبھی شیخ کی صورت ذہن میں پیدا ہوتی ہے اور کبھی مٹ جاتی ہے۔ کبھی جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا مفقود ہو جاتا ہے۔ ایسی کوشش کرنا غلط ہے۔ حقیقت میں تصور شیخ یہ ہوتا کہ مرید کے دل میں اپنے شیخ کی اتنی محبت اور عشق پیدا ہو جائے کہ مرید کو چلتے پھرتے یا آنکھیں بند کیے اپنے شیخ کی صورت خود بخود نظر آنے لگے اور کسی حالت میں نظروں سے اوجھل نہ ہو۔

16- جو مجھے ملنے کی خاطر آیا' مجھ پر اس کی ہر طرح کی خدمت واجب ہوگئی۔

17- مرید ہمارے سلسلہ عالیہ میں ہو اور سبق ہمارا پڑھنے والا ہو' اس پر وقت نزع آ جائے خواہ مغرب میں ہو یا مشرق میں' اگر وہ مجھے اس وقت اپنے پاس نہ پائے تو مجھے ''عبداللہ'' نہ کہنا۔

Marfat.com

59

مخدوم العصر خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ (وصال 1942ء)

1- توحید الٰہی نہ عددی ہے نہ محدود۔

2- توحید الٰہی اضاف کو نہیں بلکہ حقیقت کو ظاہر کرتی ہے۔

3- توحید حقیقی یہ ہے کہ وہی ہو اور اس کے سوا سب ہیچ ہوں۔

4- توحید' اصطلاح صوفیاء میں وحدت الوجود کے سوا شرک محض ہے۔

5- تفکر' ذات الٰہی میں کرنا منع ہے اور باعث گمراہی ہے۔

6- وحدت' احدیت کا ظہور ہے اور واحدیت کا ظاہر کرنیوالا ہے۔ حقیقت میں وحدت ہی احدیت اور واحدیت ہی وحدت ہے۔

7- توحید کے سمجھنے کے لیے کشف حق ضروری ہے۔

8- توحید کی پہلی منزل ہی کشف ہے۔ جسے کشف حاصل نہیں وہ موحد نہیں بلکہ مشرک ہے۔ اس لیے حصولِ کشف کی خاطر نقابِ ہستی کے رفع کرنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے۔

9- جب مخلوق کا نام ونشان نہ تھا کن فیکون سے کوئی اشارہ نہ تھا۔

10- اُس وقت ھو کا لفظ ذاتِ الٰہی پر وارد تھا۔

11- ذاتِ حق کی طلب فرض عین ہے۔

12- خدا کے علاوہ کون تھا' جس سے خدا عشق کرتا؟ اس کو تو اپنے آپ سے عشق ہو گیا۔

13- اللہ کی توحید سے وحدت اور وحدت سے کثرت پیدا ہوئی لیکن بظاہر وہ نور ساری دنیا کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔

14- الف (اللہ) جب اپنے مظہر اتم میم (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صورت میں ظاہر ہوا تو یہ مقامِ مصطفیٰ کی عظمت ہے۔ جس کو خشک گفتگو سے سمجھا نہیں جا سکتا۔

15- حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مراتبِ ظہور کا اصل ہیں۔ بحکم انا من نور اللہ وکلھم من نوری (میں اللہ کے نور سے ہوں اور کُل کائنات میرے نور

Marfat.com

سے ہے) نورِ محمدؐ جو وحدت ہے احدیت کا مظہر ہے اور آپ کا قلبِ صافی وحدت کا مظہر ہے اور آپ کا جسمِ مبارک واحدیت کا مظہر ہے۔

16- عالمِ ارواح' مظہر روح پاک کا ہے اور عالمِ مثال مظہر قلبِ حضورؐ کا ہے اور عالم اجسام مظہر آپ کے جسمِ مبارک کا ہے۔

17- اگر نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

18- حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو مخلوق کے لیے قُربِ حق آسان ہو گیا۔

19- اگر تو نے علم کے شہر جانا ہے تو سب سے پہلے باب العلم حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی دہلیز پر بوسہ دے۔

20- جو صحابہ اکرام پر اعتراض کرتا ہے وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت پر اعتراض کرتا ہے۔

21- میرے مرشد پاک عارف باللہ سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادری ظلِ اللہ ہیں اور آپ ہی نے میرا تزکیہ کیا اور نورِ حق کا محرم بنا دیا۔

22- مقتولانِ میدانِ حرب تو بعد موت زندگی پاتے ہیں مگر محبانِ الٰہی زندگی میں ہی حیات طیبہ حاصل کرتے ہیں جو ابد الاباد اُن کو حاصل رہتی ہے۔

23- ولایت یہ ہے کہ وہ اللہ میں فنا ہو اور اللہ کے ساتھ بقا ہو اور اللہ کے اسما و صفات ظہور کریں۔

24- درویش (اہل اللہ) دنیا میں باذن اللہ حکم کرتا ہے اور اللہ کے اذن کے ساتھ کام سر انجام دیتا ہے اور مُسخر ہے اُس کے لیے جو کچھ تمام زمین میں ہے۔

25- چار چیزوں کی معرفت حاصل ہو تو عارف ہو سکتا ہے۔ ا۔ نفس کی معرفت' ۲۔ دل کی معرفت' ۳۔ دنیا و آخرت کی معرفت' ۴۔ خدا کی معرفت۔

26- عارفانِ الٰہی کو جو کچھ نظر آتا ہے۔ نورِ الٰہی میں نظر آتا ہے یعنی اُن کو ہر ایک صفتِ الٰہی میں ذات کا پَرتو ہی نظر آتا ہے۔

27- عارف کی نظر ظاہر پر نہیں ہوتی بلکہ باطن پر ہوتی ہے اور وہ لفظوں پر خیال نہیں کرتے بلکہ اُس کے معانی پر نظر رکھتے ہیں۔

Marfat.com

28- اگر کوئی شخص کسی فنا فی اللہ کی دوستی اختیار کرے تو اُسے فنائے حق تک رسائی ہوگی اور اگر کسی عارف باللہ و باقی باللہ کا ساتھی بن جائے تو اُسے بھی حیاتِ جاوداں نصیب ہو جائے گی۔

29- مُرشد وہ ہونا چاہیے جو باشریعت ہو اور اُس کے کلام میں طریقت کے کلمات پائے جائیں اور اس کی خوراق و عادات میں حقیقت کی خوشبو آئے جو دماغوں کو معطر کرے۔ جس شخص کے کلام میں حقیقت کی بُو نہ ہو وہ مُرشد ہونے کے قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خشک مُلّا ہے اور جو رضا و تسلیم نہیں کرتا اور محض فقیرانہ باتیں کرتا ہے وہ زندیق ہے۔

30- تلاشِ مرشد کے لیے میری نصیحت یاد رکھ اولاً اپنی نیک و بد کو بخوبی یاد کر لے اور پھر مُرشد کی تلاش میں سرگرداں ہو۔ جس وجود میں وہ تیری بُری خصلتیں نہ ہوں اُس کی صحبت اختیار کر' تاکہ اس کی صحبت کی برکت سے تیری بُری خصلتیں تیرے وجود سے جاتی رہیں اور اُس کی نیک خصلتیں ان کی بجائے تیرے وجود میں گھر کر لیں۔

31- امر مُرشد تجھے خود بخود منزل کی طرف نمایاں کرے گا کیونکہ تربیت کے تمام امور اُس کے ہاتھ میں ہیں۔

32- علم دو قسم کا ہے۔ ایک صورتِ اعمال اور دوسرا حقیقتِ اعمال پر مبنی ہے۔

33- علم الادیان سے مُراد' علم فقہ و دین ہے۔ جس کا موضوع جسم انسانی ہے اور علم الابدان سے مُراد علم تصوف ہے' جس کا موضوع قلبِ انسانی ہے۔ جس کو صوفیائے کرام کے سوا علمائے ظاہر نہیں سمجھا سکتے۔

34- علم تصوف اصطلاحات کا بیابان نہیں بلکہ یہ وہ گلشن راز ہیں جس میں سیر و سیاحت کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ اہلِ ذوق و شوق جو شبِ و روز مشاہدۂ حق میں مست الست ہیں' وہی لوگ حق آگاہ ہیں۔

35- حقیقت انسان تاریکی اور روشنی کے درمیان ایک پردہ ہے۔ انسان کو قرآنی اصطلاح میں مطلع الفجر بھی کہتے ہیں۔

36- حقیقتِ انسان اور حقیقتِ ایمان میں اہل عشق فرق نہیں کرتے۔ جس نے حقیقت

Marfat.com

انسان کو فراموش کر دیا اس کے ایمان کا بھروسہ نہیں۔

37- تو حقیقت ذاتِ انسانی کو سمجھ یا نہ سمجھ یہ دریائے حق میں حباب کی طرح ہے۔

38- جس طرح خدا اپنے آپ پر مائل ہوا۔ اسی طرح ہماری روح کو ہماری ضرورت ہے اور ہم کو اپنی روح کی ضرورت ہے۔ ہم اپنے آپ پر مائل ہیں۔

39- ایک کپڑے کی گٹھڑی میں ایک بیش قیمت لعل ہے۔ اصل قدر و قیمت کس چیز کی ہے؟ گٹھڑی کی یا لعل کی؟ حقیقت یہ ہے کہ لعل ہی کی اہمیت ہے گٹھڑی کا تعارف ضمنی ہے۔ جو شخص حقیقتِ حال سے آگاہ ہو وہ لعل کی قدر کرے گا لیکن نادان گٹھڑی میں بند ہوئے لعل سے بے خبر ہو کر اس کو گٹھڑی ہی کہے گا۔ یاد رکھنا یہ جسم کپڑے کی گٹھڑی کی طرح ہے۔ جس میں انسان کی روح ہے جو امرِ رحمان ہے، لعل کی حیثیت رکھتی ہے۔

40- وجود عدم سے ظاہر ہوا' اس لیے وجود کی حقیقت کو پہنچنے کے لیے معدوم ہو کر ہی وجودِ حقیقی تک پہنچا جا سکتا ہے۔

41- تو خود ہی اُس کے بحرِ نُور میں تیر رہا ہے اور وہ تیری اصل یعنی روح میں ہے۔ اس عالم کی کوئی مثال نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ جیسے برف پانی میں ہے اور پانی برف میں ہے۔

42- بندگی درحقیقت عاشقانہ غلامی کا نام ہے۔

43- عاشقوں نے عشق روحِ قرآن سے حاصل کیا ہے۔ عشق کسی مجہول خواہش کا نام نہیں بلکہ مسلسل ذکرِ الٰہی کرتے رہنے سے جو نُور دِل میں پیدا ہوتا ہے عشق اُس کو کہتے ہیں۔

44- عشق مجازی ہو یا حقیقی اِس بازارِ عشق میں بے ادب کا نام بدنام ہوتا ہے۔

45- اگر طلب میں اخلاص نہ ہو تو طلبِ حق بھی رنگ نہیں لاتی اور اگر طلب میں اخلاص کامل ہو تو عشق مجازی بھی لیلیٰ مجنوں کی صورت میں لازوال ہو جاتا ہے۔

46- ملامتیں تیغِ عشق کو آبدار بناتی ہیں۔ عشق میں اس کو لطف نہیں آتا جس کو مخلوق میں عزت و احترام کی خواہش رہے۔

47- تو مخلوق کا ساجد ہے یا مسجود یعنی دیگر مخلوق نے تم کو سجدہ کیا ہے یا نہیں؟ جب

Marfat.com

سب نے آدمؑ کو سجدہ کیا ہے تو پھر یہ مخلوق کا مسجود ہوا تو یہ مسجود ہو کر مخلوق کا ساجد کس طرح بن سکتا ہے؟ یہ صرف اپنے مسجودِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا ہی ساجد بن سکتا ہے۔ یعنی انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سجدہ کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

48- یہاں تو قطع بود و نابود ضروری ہے بلکہ اپنے آپ کو بھی قطع کرو یہی رب ودود کا راستہ ہے۔

49- اس میدان میں وہی شہسوار ہے جو اسپ نفس کو چھوڑ کر بُراقِ بے خودی پر سوار ہوتا ہے۔

50- نفس بربادیوں کے ملک کا حاکم ہے اور شیطان اس کا وزیر بنتا ہے۔ انسان کا دل سلطنتِ جسم کا بادشاہ ہے اور زبانِ انسانی اس کی وزیر ہے۔ روح بحرِ عرفان کا بادشاہ ہے اور عقل کُل کو اس کا وزیر جانا جاتا ہے۔

51- لا الہ میں صرف ایک حرف الف زائد ہے۔ اسی الف کو عقل سلیم سے فوقیت ملتی ہے۔

52- اسمِ ذات اللہ کا ذکر کرو اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات میں نورِ بصیرت کے ساتھ غور وفکر اور گہرا تدبر کرو۔

53- شیطان ذکر اللہ سے ایسا بھاگتا ہے جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے۔ ذکر اللہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے جس پر کسی شیطان' بھوت پریت کا کوئی زور نہیں چلتا۔

54- جس طرح جسم کی غذا مادی اشیاء ہیں۔ اسی طرح روح کی غذا ذکر وفکر ہے اور دل سے اُس وقت تک روح کو غذا حاصل نہیں ہوتی جب تک اس کے غلاف (حجابات) دور نہ ہوں اور دل کے غلاف بغیر اہل اللہ کی نظر کے دور نہیں ہو سکتے۔

55- ذکرِ اخفی (قلبِ حقیقی کا ذکر) کراماً کاتبین کی تحریر میں نہیں لکھا جاتا بلکہ دفتر خداوندی میں تحریر کیا جاتا ہے اور سوائے خداوند کریم کے کوئی واقف نہیں ہوتا۔

56- اے عارف مدعی جو تو ھُو ھُو کا ذکر کر رہا ہے تو اس کو غائب جانتا ہے۔ کیونکہ ھُو اسم' ضمیر' واحد غائب مذکر کا ہے۔ جس کا ترجمہ ''وہ ہے'' اور یہ عارف حقیقی کا ذکر نہیں ہے بلکہ یہ اُن عام اشخاص کا ذکر ہے جو اُسے غائب جانتے ہیں اور

Marfat.com

لاتبصرون کے مصداق ہیں۔

57- عوام الناس کے ذکر، ذکر لقلقہ اور ذکر جہریہ ہیں۔ جو زبان سے کیے جاتے ہیں۔ جبکہ ذکر صنوبری اور ذکر نیلوفری ذکر خاصان ہیں۔ انہیں ذکر قلبی و روحی کہا جاتا ہے جو قلبِ حقیقی سے کیے جاتے ہیں اور خاص الخاص کا ذکر ذکر سرِی ہے۔

58- عارفین الٰہی کا ذکر، ذکر سے گزر جانا ہوتا ہے جبکہ عشاق الٰہی کا ذکر دھیان کا ذکر ہے۔

59- ذکر جب لاانقطاع اور بے نہایت ہو جاتا ہے، اُسے سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ ہمارے رسول اکرمؐ قبل از بعثت غارِ حرا میں سلطان الاذکار میں مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ وحی نازل ہوئی۔

60- دل کی سیاہی دور ہونے کے بعد جب دل شیشہ کی طرح روشن ہوتا ہے تو ہر ایک چیز خود بخود اُس میں منعکس ہو جاتی ہے۔

61- حقوق العباد کو کبھی فراموش نہ کرو۔

62- انسان کا ذوق وشوق بجائے خود نہیں بلکہ عطیہ الٰہی ہے۔

63- مخلوق خدا پر احسان کرنے والا ہی خدا دوست ہے۔

64- تمام عبادتوں کا مغز اللہ کی رضا میں راضی ہونا ہے۔

65- قلبِ صفا ہی میں اللہ تعالیٰ کا خاص نورِ تجلی روشن ہوتا ہے۔

66- غیبت زنا سے بدتر ہے اور بدمست ہو کر قہقے لگانا زنا کی طرح ہے۔

67- اگر تو تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھے گا تو تجھے صبر و رضا کا سلیقہ آ جائے گا۔

68- فقر و فنا میں ہر منزل کے بعد ایک اور منزل ہے اور کوئی خاص منزل منزل نہیں بلکہ ہر منزل سنگِ میل ہے۔

69- کائنات کا ظاہر، وقت اور فاصلے کی قید میں مقید ہے۔ تو کائنات کے باطن میں اُتر جا تاکہ فاصلے کی دیوار گر جائے۔

70- اگر موت تم تک پہنچ گئی تو موت بہت بھیانک چیز ہے۔ لیکن اگر تم موت تک پہنچ گئے تو موت تمہاری ایک ادنیٰ کنیز ہے۔ غفلت کو چھوڑ اور غور و فکر اور تدبر کر تو بھی

Marfat.com

بحرِ نور وحدت تک پہنچ سکتا ہے۔

71- راحتیں انسان کو منزل پر پہنچنے نہیں دیتیں اور راہ ہی میں زندہ درگور کر دیتی ہیں۔

72- اگر تو اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈنا چاہتا ہے تو دنیا کے مال و دولت کا خیال ترک کر دے کیونکہ یہ دنیا کا مال و دولت فانی ہے جس کی انتہا بھی تکلیف دہ ہے۔

73- اگر تُو رازِ خدا حاصل کرنا چاہتا ہے تو روحانی بلند مقامات پر ہرگز فخر نہ کر بلکہ اور زیادہ عاجزی کر، بلند ترین روحانی مقامات حاصل کرنے کا یہی راز ہے۔

74- پیر اور فقیر میں فرق یہ ہے کہ پیر کی پشت رب کی طرف اور وہ دنیا کے پیچھے ہوتا ہے اور فقیر کی پشت دنیا کی طرف اور وہ اپنے رب کے پیچھے ہوتا ہے اور دنیا اُس کے پیچھے ہوتی ہے۔

75- اگر فقر و غنا کی شست سے تیری ریاضت کا تیر تیری جان میں پیوست ہو جائے تو سمجھ لے کہ تجھ پر خدائے لایزال نے رحمت کی بارش کر دی اور تیرا گزر آسمان پر ہو گیا۔

76- کوئی شخص بھی اپنے اعمال کی بدولت نہیں بخشا جائے گا اعمال سے بخشے جانے کی حقیقت صرف فضلِ ربی ہے اور اگر فضل ربی شامل نہ ہو تو کوئی شخص ان راستوں کو طے نہیں کر سکتا۔

77- اہلِ تصوف دنیا اس کو سمجھتے ہیں جو یادِ حق سے غافل کر دے۔ مال و دولت و اولاد وعورت اسباب دنیا ہیں، جو شخص اسباب میں رہ کر مسبب الاسباب کو فراموش نہ کرے تو تمام دنیا اُس کی تابع و فرمان ہو جاتی ہیں۔

78- میں صاحب فقر ہوں اور صاحب فقر گدیوں اور سجادہ نشینوں کی حاجت سے بے نیاز ہوتا ہے۔ وہ جنگل میں بھی بیٹھ جائے تو وہاں پر بھی ایک جہاں آباد ہو جاتا ہے۔

79- حضرت مولانا رومؒ نے اپنی مثنوی شریف میں قرآن مجید کا مغز رکھا ہے اور میں نے اپنی اس مثنوی گنج عرفان میں کلام مولانا روم کا مغز سمویا ہے جو بھی میری اس کتاب کو پڑھ لے اور اُس پر بااخلاص نیت عمل پیرا ہو جائے وہ بفضلہٖ تعالیٰ ولایت کے مقام سے آشنا ہو جائے گا۔

80- باطنی معنوں کے اعتبار سے قرآن مجید کے سات باطن ہیں۔ حق تعالےٰ جب چاہتا

Marfat.com

ہے اپنے کسی بھی ولی پر اس کے تین یا چار باطن کھول دیتا ہے۔ مجھ پر اپنے خصوصی لطف و کرم سے قرآن کے سات باطن کھول دیئے۔

60

امیر العصر خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ

1- فقیر جب غرور کرے تو سمجھ لے کہ اس کی فقیری کی موت ہو گئی۔

2- محبت اُس حال کا نام ہے جو ذہن پر چھا جائے، دل میں سما جائے اور نکالنے سے نہ نکلے۔

3- ادنیٰ خیانت یہ ہے کہ جب کسی کی امانت لوٹائی جائے تو اس کی رقم کے نوٹ یا سکے بدل کر دیئے جائیں۔

4- ذکرِ سرّی کے بعد دو اور اذکار قابَ قوسین اور ذکر غوثیہ ہیں (جو مخصوص ہیں)۔

5- دوا تجربے کی طرف سے اور شفا اللہ کی طرف سے ہے۔

6- طبابت و تعویذ تصوف نہیں بلکہ یہ جزو تصوف ہیں اگر خدمتِ خلق کے حوالے سے ہوں۔

7- بارگاہ عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضوری کے نو درجے اور مراتب ہیں۔ نواں درجہ و مرتبہ وہ ہے جہاں اقطابِ زمانہ کو بھی جراتِ حاضری نہیں اور بفضل خدا میں نویں مرتبہ پر ہمہ وقت حضوری کا شرف رکھتا ہوں۔

8- تصورِ شیخ کی بجائے تصور اسم ذات کرنا چاہیے۔

9- تصور اسم ذات سے تجلیاتِ ربانی اور انوارِ حقانی کا شہود ہوتا ہے۔

10- جب دل کا آئینہ شفاف ہو تو ہر شے اپنی خبر دیتی ہے۔

11- قلب کے حجاب پھاڑنا پتھر پھاڑنے سے زیادہ سخت ہے۔

12- جو اپنی ضربِ ذکر سے پتھر دولخت کر سکے اُسی کی توجہ روحانی کسی کو مشغولِ ذکر وفکر کر سکتی ہے۔ اور قلب کے حجاب پھاڑ سکتی ہے۔ ایسا شخص لائق خلافتِ طریقت ہے۔

Marfat.com

61

صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی (سجادہ نشین)

1- دین محض قرآن کے ماننے کا نام نہیں۔ ماننا اصل میں صاحب قرآن کا ہے۔ اور یہی ترغیب قرآن اور مقصود قرآن ہے۔ کیونکہ صاحبِ قرآن کا اثبات ہی اثبات توحید کی اساس ہے۔

2- کتاب حق تسلیم کے ساتھ پڑھنے اور سمجھنے کیلئے، جبکہ ماننے کیلئے وجود ہستی (شخصیت) ہے۔ اور جو لوگ پڑھنے والی نعمت کو محض ماننا اور ماننے والی نعمت کو پڑھنا اور سمجھنا شروع کر دیتے ہیں وہ ہمیشہ ٹھوکر کھاتے ہیں۔

3- ہم اہلِ کتاب نہیں۔ بلکہ ہم تو پیروکار ہیں۔ اور پیروکار کسی ہستی ہی کا ہوا جاتا ہے۔

4- منزل ذکر کے بعد منزل فکر ہے۔ فکر اور چیز ہے اور منزل فکر اور چیز ہے۔ فکر میں توجہ جبکہ منزل فکر میں کشف وشہود ہوتا ہے۔

5- فکر سے فیض اور منزل فکر سے معرفت عطا ہوتی ہے۔

6- فکر تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱) فکری سے مُراد غم (۲) فکر سے مُراد توجہ یعنی (Concentration) ہے۔ (۳) (بہ حوالہ حدیث مبارک) فکر کی ایک ساعت 70 سالہ عبادت بے ریا سے افضل ہے۔ فکر کی یہ تیسری قسم منزل فکر کہلاتی ہے۔

7- پہلا فکر ہیجان وغم ہے۔ اس سے بچنا چاہیے اس سے عمر گھٹتی ہے۔ دوسرا فکر ضروری ہے خواہ عبادت ہو، خواہ ظاہری و باطنی امور ہوں۔ اسے ہی اصطلاح شریعت میں خشوع وخضوع کہتے ہیں۔ اور ذکر کرنے کیلئے اِسی فکر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تیسرے قسم کی فکر جسے منزل فکر کہتے ہیں۔ اسی میں نبیوں کے لئے وحی، خاصانِ حق کے لئے الہام اور اولیا اللہ کیلئے کشف کا دروازہ کھلتا ہے۔

8- منزلِ فکر سے Perception Tendency تربیت پائی ہے اور جس سطح کی Perception Tendency ہو اُسی سطح کی Reception ہوا کرتی ہے۔

9- انسان جب اپنے لئے کچھ صحیح کرنے کی سعی کرتا ہے تو خدا انسان کیلئے بہت ہی صحیح

Marfat.com

کرتا ہے۔

10- خدائے ذوالجلال سے اُمیدیں لگانے والوں کو اولاً اپنے آپ سے پُر اُمید ہونا لازم ہے۔

11- کثافت و کدورت سے لطافت کا سفر Self-discovery کہلاتی ہے۔

12- Self-discovery معرفتِ نفس ہے۔ جس سے معرفتِ خداوندی تک پہنچا جاتا ہے۔

13- Self-discovery کے دورانیہ میں سخت مجاہدات اور آفات و امراض ہیں۔

14- موسیقی روح کی غذا نہیں۔ لذتِ حواس نفس ہے، جسے ہم لذتِ روح سمجھ بیٹھے ہیں۔ روح کی غذا تو ذکرِ الٰہی ہے۔

15- موسیقی نفسی حواس واحساسات کو چھیڑتی ہے۔ روح کو نہیں۔

16- کائنات میں جو جو تخلیقات ہیں وہ اپنی معنوی صورت میں انسان کے اندر موجود ہیں۔ اسی لئے کائنات کو کائنات کبیر اور حضرت انسان کو کائنات صغیر کہا جاتا ہے

17- سب سے بہتر تبلیغ اپنی ذات کو تبلیغ اور سب سے مشکل کام اپنی ذات کی اصلاحِ احوال ہے۔

18- دعوت، تبلیغ اور خلافت کے لئے صائب ہونا لازم ہے۔

19- یہ جہاں غموں کا جہان ہے۔ یہاں حقیقی خوشیاں تلاش کریں۔ نہ کہ غموں کے ختم ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ غم کبھی ختم نہ ہونگے۔

20- خوش وہی رہتا ہے جو خوشیاں تلاش کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ یا جسے خدائے ذوالجلال خوش کردے۔

21- موت صرف ایک مرتبہ آتی ہے۔ خواہ موت کو جیتے جی قبول کرلیں یا موت آپ کو لینے آجائے۔ جیتے جی موت کو قبول کرنا فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ہے۔ جسے اصطلاح تصوف میں موتو اقبل ان تموتوا کہتے ہیں۔ اور جو یہ موت قبول کرلیں پھر اُنھیں موت نہیں آتی۔ وہ صرف حُکم حق کے تحت نظام کائنات کے اہتمام میں نقل مکانی کرتے ہیں۔

22- موت کا قبول کرنا خودکشی کرنا نہیں بلکہ خواہشاتِ نفسانیہ سے گذر جانا ہے۔ اِسے

Marfat.com

ہی مقام فنا کہتے ہیں۔

23- حق بات وہی ہے جو بیک وقت، دل، عقل اور ضمیر کو مُطمئن کر دے۔

24- حالتِ تکلیف میں وضو کر لینے سے تکلیف میں کمی آتی ہے۔ وضو وہ Religious Ritual ہے جو حصار کا درجہ رکھتا ہے۔

25- کلام اللہ سے جب مخصوص کلام مقدس تلاوت یا ورد کر کے بطور علاج پانی پر دم کیا جاتا ہے تو اُس پانی میں مخصوص قسم کے (Electro-Magnetic) Electrons پیدا ہوتے ہیں جو مرض کے De-construction of molecules کے عمل کو Re-construction of molecules کے Process میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ان Electro-magnetic Electron کو Energy بھی کہتے ہیں۔

26- جس طرح شفاء ایک غیر مادی عمل ہے۔ اِسی طرح مرض بھی ایک غیر مادی عمل ہے۔ مرض وجود میں نہیں بلکہ ہمیشہ ذہن میں پیدا ہوتی اور اُس کا دائرہ کار غیر مادی سطح پر رہتا ہے۔ اپنی جان میں ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہنے والوں کو مرض پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اُنکی مرضیں اُنکے لیے Re-construction کا نام ہیں۔

27- Destruction of material and construction of non-material is called re-construciton of Self; it is also called process of Self-discovery.

28- قرب الٰہی کی خاطر اور خوشنودگی مصطفیٰؐ کی خاطر اگر کوئی شخص مشرف بہ بیعت ہو تو اسکی بیعت جائز ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور رجحان غالب ہو تو نہ بیعت لینے والا بیعت لے سکتا ہے اور نہ کرنے والے کو بیعت کی اجازت ہے۔ تا آنکہ حقیقی اور آخرت کا مقصد اس رجحان پر غالب نہ آجائے۔ حقیقی مقصد کے علاوہ کی گئی بیعت اصلاً اصولاً تصور ہی نہیں کی جاسکتی کیونکہ بیعت ایک قرانی روحانی اور حقیقی عمل ہے۔ جو حقیقی اساس ہی کی بنیاد پر وقوف پذیر ہوسکتا ہے۔

29- فرائض مرشد کامل میں یہ فرض سب سے اہم ترین فرض ہے کہ وہ آپ کے دل کی دُنیا بدل دے اور آپکو غافلوں میں سے نکال کر ذاکروں میں کھڑا کر دے اور اگر کوئی مرشد یہ فریضہ انجام دے تو فرائض پیشوائی سے بنیادی طور پر سبک دوش ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

30- فقیر بے نیاز ہے سوائے حق کے یعنی بے نیازی حاصل فقر ہے۔

31- دنیائے تصوف میں بہت سے باکمال اولیاء اللہ ہیں مگر کچھ ایسے باکمال ہیں جن کی نگاہ ولی گر ہے۔

32- جب مرد اور عورت اپنی ذات سے گزر جاتے ہیں تو وہ صوفیا کی اصطلاح میں مرد حق کہلاتے ہیں۔

33- جو واصل حق، صاحب استقامت اور خدا کی عطا کردہ توفیق سے قائم بلحق ہو اُسے مرد حق کہتے ہیں۔ جس میں یہ خصوصیت ہو وہ جسم و جسمانیت، مادہ و مادیت سے مُبرا ہو کر اپنی حقیقت میں واصل حق ہوتا ہے اور وہاں ذات پات قبیلہ و قبائل مرد عورت کی تمیز حقیقی معنوں میں معنوی اعتبار سے ختم ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اوصاف عورتوں میں پیدا ہو جائیں تو وہ بھی مرد حق ہوتی ہیں اور جن مردوں میں جسم و جسمانیت، مادہ و مادیت ہو وہ مرد مرد اور عورت عورت ہوتی ہے، وہاں پردہ کا حکم ہے۔

34- صاحب فقر:۔

صادق ہوتا ہے — یہ اُس کی بنیاد ہے۔
وہ اہلِ ذکر ہوتا ہے — یہ اُس کا عمل ہے۔
انعام یافتہ ہوتا ہے — یہ عمل کی جزا ہے۔
صاحب امر ہوتا ہے — یہ اُس کا منصب ہے اور یہی مرشد کہلانے کا حقدار ہے۔

35- عاشقوں کی منزل کوئی نہیں ہوتی۔ عاشقوں کو تو معراج ہوتی ہے اور عاشقوں کی معراج محبوب کی حاضری و حضوری ہوتی ہے۔

36- کسی کی غلطی کو فقر کی غلطی تصور نہ کیجئے، کسی کی غلطی کو دیکھ کر فقر کی سچائی سے انکار ہرگز نہ کیجئے۔ فقر حق ہے، یہ طریقۂ الرسول ہے اور راہ نجات ہے۔ غلطیاں انسانوں کی ہیں فقر کی نہیں۔

37- دُنیا میں دو طرح کے لوگوں کے رویوں سے بچ کر رہنا چاہیے (ا) پہلے وہ جو محرومیوں کا شکار ہوں مگر اپنی محرومیوں کو منفی طریقوں سے حل کرنا چاہتے ہوں۔

Marfat.com

(۲) دوسرے وہ لوگ جنہیں نیا نیا کچھ ملا ہو۔

38- گفتگو شہادت (گواہی) ہے۔ پیغام ہمیشہ خاموشی میں ملتا ہے۔ نظر سے فیض ملتا ہے اور جو فیض عطا ہو گفتگو اُسکی تصدیق کرتی ہے۔

39- شریعت میں کلام ہے۔ طریقت میں اشارات ہیں۔ حقیقت کی زبان خاموشی ہے۔ معرفت کی زبان حال ہے اور حال میں تصرف اور صاحب حال متصرف ہوتا ہے۔

40- خدا ارادہ کرتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے اور جب کسی انسان کا ارادہ ارادۂ حق کے تحت ہو جائے تو اُس کو مرید کہتے ہیں۔

41- مقامِ فنا وہ مقام ہے جہاں طالب اپنے اراروں کو حق کے ارادے کے سامنے فنا کردے اور جب اُسکو فنائیت میں کاملیت مل جائے، پھر خدا اُسکو ارادے سے قائم کرتا ہے۔ بلکہ اپنے ارادے سے بقا دیتا ہے اور پھر خدا کا ارادہ اُس کا ارادہ ہو جاتا ہے۔ تب وہ جو ارادہ کرتا ہے ظاہر ہو جاتا ہے اُسے "کُن فیکون" کہتے ہیں اس کے آگے عالم حیرت ہے۔

42- دورد شریف سُنت حق ہے بلکہ حکم حق ہے اور اس کا پڑھنا فرض ہے۔ واصل کو وصل کے بعد خلق میں لوٹا دیا جاتا ہے تا کہ مخلوق کے لئے قرب و وصل کا ذریعہ بنے۔

○

Marfat.com

کتابیات

1- حضرت علی کرم اللہ وجہہ

(1) اخلاص الصالحین۔ عبدالوہاب شعرانی (2) مخزن اخلاق۔ مولانا رحمت اللہ سبحانی (3) کتاب اللمع۔ شیخ ابونصر سراج (4) نہج البلاغہ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ (5) مکاشفۃ القلوب۔ امام غزالی (6) اسرار توحید۔ غلام محمد المعروف امام جلوی

2- حضرت امام حسنؓ

(1) مکاشفۃ القلوب۔ امام غزالی

3- امام جعفر صادقؒ

(1) اسرار توحید (جلد اول) امام جلوی (2) تذکرۃ الاولیاء۔ خواجہ فرید الدین عطار (3) تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔ علامہ نور بخش توکلی (4) رسالہ قشیریہ (اردو) امام ابوالقاسم عبدالکریم قشیری

4- خواجہ اویس قرنیؒ

(1) اخلاق الصالحین۔ امام عبدالوہاب شعرانی (2) الاویس۔ ارشد اویسی

5- خواجہ حسن بصریؒ

(1) اخلاق الصالحین۔ امام عبدالوہاب شعرانی (2) تذکرۃ الاولیاء۔ خواجہ فرید الدین عطار (3) کتاب اللمع (اردو) (4) کشف المحجوب۔ حضرت داتا گنج بخش

6- حضرت ابراہیم بن ادھمؒ

(1) اخلاق الصالحین (2) تذکرۃ الاولیاء (3) رسالہ قشیریہ (4) سیر الاقطاب (اردو) (5) کشف المحجوب (6) مجلس صوفیہ۔ پروفیسر محمد معین الدین دادائی

7- حضرت رابعہ بصریہؒ

Marfat.com

(1) اخلاق الصالحین (2) تذکرۃ الاولیاء (3) سیر الاقطاب (اردو) (4) رسالہ قشیریہ (5) مجلس صوفیہ

8- یحییٰ بن معاذ رازیؒ

(1) اخلاق الصالحین (2) تذکرۃ الاولیاء (3) رسالہ قشیریہ (4) مکاشفۃ القلوب (5) کتاب اللمع

9- حضرت بایزید بسطامیؒ

(1) تذکرۃ الاولیاء (2) رسالہ قشیریہ (3) کتاب اللمع (4) کشف المحجوب

10- حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ

(1) تذکرۃ الاولیاء (2) جنیدِ بغداد۔ ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر (3) رسالہ قشیریہ (4) سیرت جنید۔ علامہ فضل احمد عارف (5) کتاب اللمع (6) کشف المحجوب (7) نفحات الانس۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی

11- حسین بن منصور حلاجؒ

(1) اسرار توحید (جلد اول) امام جلوی (2) تذکرۃ الاولیاء (3) رسالہ قشیریہ (4) حسین بن منصور حلاج۔ خورشید نعیم ملک (5) کشف المحجوب (6) طواسین۔ تحقیق و ترجمہ از عتیق الرحمٰن عثمانی

12- حضرت داتا گنج بخشؒ

(1) کشف المحجوب (اردو)

13- حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

(1) احیائے علوم (2) کیمیائے سعادت (3) مکاشفۃ القلوب

14- مولانا جلال الدین رومی

(1) احادیث مثنوی۔ مولوی بدیع الزمان۔ تالیف اردو از ڈاکٹر محمد عبداللطیف (2) حضور قلب۔ پیر عبداللطیف خان نقشبندی (3) حکمتِ رومی۔ ڈاکٹر خلیفہ

Marfat.com

عبدالحکیم (4) ملفوظاتِ رومی (فیہ مَافِیہ) اردو ترجمہ عبدالرشید تبسم (5) دیوان شمس تبریز

15-شہاب الدین سہروردیؒ

(1) عَوارِفُ المعارف (اردو) مترجم حضرت شمس بریلوی

16-بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ

(1) اخبار الاخیار۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (2) تذکرہ صوفیائے پنجاب (3) مجلس صوفیہ۔ مُحمد معین الدین دادائی

17-مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

(1) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت۔ پروفیسر محمد ایوب قادری

18-ابن عطاء اللہ سکندریؒ

(1) کتاب الحکم۔ بحوالہ اکمال الشیم شرح اتمام النعم۔ مولانا خلیل احمد

19-شرف الدین یحیٰی منیریؒ

(1) مکتوباتِ صدی (جلد اول و دوم) مترجم سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی، سیّد شاہ الیاس۔ مرتبہ پروفیسر شاہ محمد نعیم

20-غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ

(1) بہجۃ الاسرار۔ امام ابو الحسن الشطنوفی۔ مترجم پروفیسر احمد علی شاہ چشتی (2) رسالہ غوث اعظم موسوم جواہر العشاق۔ شرح سیّد محمد گیسودراز (3) سر الاسرار مترجم حافظ برکت علی قادری (4) غوث العالمین۔ کندن لاہوری (5) قلائد الجواہر۔ مترجم مولانا زبیر افضل عثانی (6) الفتح الربانی۔ مترجم مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری (7) فتوح الغیب (اردو) شرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی (8) غنیۃ الطالبین۔ مترجم مولانا احمد صاحب مدراسی (9) مظہرِ جمالِ مصطفائی۔ سیّد نصیر الدین ہاشمی قادری (10) نام ونسب۔ سیّد نصیر الدین گیلانی

Marfat.com

(11)The Sultan of the Saints: Mystical Life and Teachings of Shaikh Syed Abdul Qadir Jilani. M. Riaz Qadiri

21-شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

(1) آداب الشیخ والمرید (ابن عربی) اردو ترجمہ مولانا مفتی محمد شفیع (2) افادات شیخ محی الدین ابن عربی۔ مترجم شاہ غلام مصطفی مہرونڈی (3) اسرار القدم من فصوص الحکم۔ عطا محمد (4) تحقیق الامم فی شرح فصوص الحکم۔ ڈاکٹر عطا محمد قادری (5) شجرۃ الکون۔ اردو ترجمہ علامہ صوفی محمد صدیق بیگ (6) اسرارِ توحید۔ غلام محمد عرف امام جلوی (7) فصوص الحکم۔ ترجمہ و شرح حضرت بابا ذھین شاہ تاجی (8) فتوحاتِ مکیہ

22-امام عبدالوہاب شعرانیؒ

(1) اسرار توحید (جلد دوم) امام جلوی (2) انوار القدسیہ فی اداب العبودیہ۔ عبدالوہاب شعرانی (3) طبقات الاولیاء۔ اردو ترمہ الطبقات الکبریٰ۔ مترجم سید عبدالغنی وارثی

23-شاہ کمال قادری کیتھلیؒ

(1) الکمال: سوانح شاہ کمال قادری کیتھلی (2) دربار قادری محمود علی المتخلص مائل کرنالی

24-شاہ سکندر قادری کیتھلیؒ

(1) تذکرۃ الواصلین (2) تذکرہ حضرت شاہ سکندر قادری سیّد خورشید حسین بخاری (3) دربار قادری

25-حضرت میاں میر صاحب لاہوریؒ

(1) سکینۃ الاولیاء۔ داراشکوہ (2) سکینۃ العارفین۔ کندن لاہوری (3) تذکرہ حضرت میاں میرؒ۔ میاں محمد دین کلیم قادری

26-حضرت محمد نوشہ گنج بخشؒ

(1) شریف التواریخ (جلد اول و جلد دوم حصہ اول) سید شریف احمد شرافت نوشاہی

Marfat.com

27-سلطان باہوؒ

(1) ابیاتِ باھو (2) امیر کونین (3) حضور قلب (4) عین الفقر (5) مجالسۃ النبی
(6) دیوان سلطان باہو

28-شاہ محمد غوث لاہوریؒ

(1) اسرار طریقت۔ شاہ محمد غوث (2) تذکرہ شاہ محمد غوث پیام شاہجہان پوری

29-سیّد محمد فاضل الدین گیلانی بٹالویؒ

(1) تذکرہ مشائخ قادریہ فاضلیہ

30-سائیں بلھے شاہؒ

(1) سائیں بلھے شاہ۔ جے آر پوری (2) کلام بلھے شاہ

31-امام احمد رضا خان بریلویؒ

(1) انوار رضا۔ ضیاء القرآن لاہور (2) حدائق بخشش (3) ملفوظات اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی۔ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان

32-علامہ محمد اقبالؒ

(1) بالِ جبریل (2) پیامِ مشرق (3) جاوید نامہ (4) زبورِ عجم (5) ضربِ کلیم
(6) گلشنِ راز جدید (7) حضور قلب از پیر عبداللطیف خان نقشبندی

33-خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ

(1) انوارِ اصفیاء (2) انوار العارفین ۔ سید محمد عابد میاں (3) تذکرہ مشائخ نقشبند۔ نور بخش توکلی (4) صوفیاء نقشبند (5) مراۃ الاسرار۔ عبدالرحمٰن چشتی

34-خواجہ باقی باللہؒ

(1) انوار العارفین (2) حیات باقی باللہ (3) کلماتِ طیبات (4) مکتوبات حضرت خواجہ باقی باللہ۔ مترجم قاضی عالم الدین

Marfat.com

35-امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

(1) انوار العارفین (2) تذکرہ مشائخ نقشبند (3) حضرات القدس۔ شیخ بدر الدین سرہندی (4) حضرت مجدد الف ثانی۔ از حضرت مولانا سیّد زوار حسین شاہ (5) مکتوباتِ امام ربانی

36- شیخ ابوالرضا محمدؒ

(1) انفاس العارفین۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

37-شاہ عبدالرحیمؒ

(1) انفاس العارفین (2) تذکرہ علماحق۔ اعجاز احمد

38-شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

(1) ارمغان شاہ ولی اللہ۔ محمد سرور (2) حُجۃ اللہ البالغہ (3) ہمات۔ مترجم محمد سرور (4) سطعات مترم سید محمد متین ہاشمی

39-میاں شیر محمد شرقپوریؒ

(1) خطباتِ شیر ربانی۔ میاں محمد سعید شاد

40-سید جماعت علی شاہؒ

(1) انوار لاثانی حاجی پیر سید جماعت علی شاہ از محمد رفیق ابن محمد اسماعیل

41-خواجہ معین الدین چشتیؒ

(1) اخبار الاخیار (2) دلیل العارفین (3) مجلس صوفیہ (4) سیر الاولیاء۔ سید محمد مبارک علوی۔ ترجمہ اعجاز الحق قدوسی

42-خواجہ قطب الدین بختیار کا کی اوشیؒ

(1) فوائد السالکین (2) سیر الاولیاء

43-خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ

Marfat.com

(1) اخبار الاخیار (2) مجالس صوفیہ (3) انوار الاولیاء ترجمہ اسرار الاولیا ملفوظات بابا فرید (4) سیر الاولیاء

44- خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

(1) فوائد الفواد (2) مجلس صوفیہ (3) سیر الاولیاء

45- شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلویؒ

(1) خیر المجالس (2) اخبار الاخیار (3) سیر الاولیاء

46- سیّد محمد بندہ نواز گیسودرازؒ

(1) اخبار الاخیار (2) جوامع الکلم مترجم سید محمد اکبر حسینی

47- شرف الدین بوعلی قلندرؒ

(1) اخبار الاخیار (2) انوار قلندر۔ خلیل الرحمٰن خلیل پانی پتی (3) دیوان بوعلی قلندر (4) مثنوی بوعلی قلندر

48- شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ

(1) مکتوبات قدوسیہ۔ مترجم کپتان واحد بخش سیال

49- خواجہ نور محمد مہارویؒ

(1) مناقب المحبوبین۔ حاجی نجم الدین سلیمانی

50- خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ

(1) مناقب المحبوبین حاجی نجم الدین سلیمانی

51- خواجہ شمس الدین سیالویؒ

(1) مرات العاشقین۔ سید محمد سعید

Marfat.com

(1) تذکرہ غوثیہ۔ سیّد شاہ گل حسن (2) تعلیم غوثیہ۔ سید شاہ گل حسن

53- خواجہ غلام فریدؒ

(1) مقابیس المجالس۔ مترجم کپتان واحد بخش سیال

54- سیّد پیر مہر علی شاہ صاحبؒ

(1) ملفوظاتِ مہریہ (2) مہر منیر

55- سیّد محمد ذوقیؒ

(1) تربیۃ العشاق۔ کپتان واحد بخش سیال

56- فخر اسخیاء سخی احمد یار عباسی قادریؒ

(1) سخی احمد یار صاحب از خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ (2) سکینۃ العارفین۔ کندن لاہوری

57- غوث العصر خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ

(1) غوث العصر از خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ (2) سکینۃ العارفین۔ کندن لاہوری

58- سلطان العصر خواجہ محمد عبداللہ عباسی قادریؒ

(1) سکینۃ العارفین۔ کندن لاہوری (2) صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی

59- مخدوم العصر خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ

(1) گنج عرفان (2) میزان عشق (3) دیوان عشق (4) برہان عشق (5) سیحر فیاتِ مخدوم العصر۔ کندن لاہوری (6) صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی

60- امیر العصر خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ

(1) سکینۃ العارفین۔ کندن لاہوری (2) ملفوظات امیر العصر از صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی

61- صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی سجادہ نشین (درگاہ معلی غوث العصر خواجہ محمد عمرؒ)

(1) ملفوظات صاحبزادہ صاحب۔ مرتبہ محمد ریاض قادری

Marfat.com

QASIDAH BURDAH SHARIF (AL- BUSIRI)

Muhammad Riaz Qadiri

Allah Most High and His angels all the times praise Muhammad (PUBH) and the Muslims are directed to invoke blessings on him unceasingly for their own blissful life in this world and the Hereafter Right from the advent of Islam to this day poets and mystics have been offering salutations to the Holy Prophet (PBUH) but Qasidah Burdah excels all efforts and is considered the most favourite and accepted *Na't* among the Muslims across the globe. This "Glittering Planets in the Praise of the best of Mankind", entails proven and tried healing power with tremendous amount of auspicious qualities for the readers. It is rendered into lucid English with mystical interpretation and historical exposition. Qasidah Burdah is excellent means of invoking divine mercy and compassion which ultimately causes nearness to the sanctuary of the Holy Prophet Muhammad (PBUH).

2002. 115 pages, Paperback. ISBN 969-8510-20-6. Price:Rs.100/-

---

THE SULTAN OF THE SAINTS

Muhammad Riaz Qadiri

This is the first comprehensive book in English language which projects life, time and mystical teachings of Shaikh Syed Abdul Qadir Jilani better known as the **Sultan of the Saints**. This fascinating study depicts double itinerary of the Shaikh. The journey that took him to Baghdad in the pursuit of exoteric knowledge, and other 'Night Journey' in the quest of esoteric knowledge, divine illumination that ultimately led him to occupy the chair of Ghaus-e-Azam, per-destined to him from the Day of Primordial Covenant. The primordial saint becomes the fountainhead to play cosmic role for the illumination of hearts of The Muslim Ummah, helps to the tavern hunters, simultaneously wages campaign for the reconciliation of orthodox Islam and Sufism, chastising the tyrants to shun tyranny with a message of love and peace to all aiming at ultimate salvation for the entire mankind.

2000, 380 pages, Hardback . ISBN 969-8510-16-8. Price: Rs.350/-

---

MYSTICAL DISCOURSES OF GHAUS-e-AZAM

Muhammad Riaz Qadiri

The mystical Elite used to educate and indoctrinate the masses through sermons, penitential and admonitory discourses in addition to writings. Shaikh Syed Abdul Qadir Jilani spent 33 years of his life to educate and create spiritual awareness. His veridical discourses

Marfat.com

(*malfoozat*) were beneficial equally to the mankind and invisible creatures for their inner purification and spiritual elevation. They help to understand inner dimension of Islamic faith and practice leading the blessed souls to Divine proximity. In this unique book the complier has selected 101 salient discourses arranging them under attractive headings for the benefit of the travellers of the mystic path and the Muslims at global level. This collection can be considered truly representive of the mystical teachings of the great Ghaus.

2002, 125 pages, Paperback. ISBN 969-8510-21-4. Price: Rs.100/-

---

ILHAMAT-e-GHAUS-e-AZAM

Muhammad Riaz Qadiri

"It is not possible for a human being that Allah Most High should speak to him except by way of revelation or from behind the veil or by sending a Messenger who then reveals with the permission of his Lord whatever He wills". Shaikh Syed Abdul Qadir Jilani is the utterly blessed soul with whom the Almighty spoke illuminated him through esoteric communications throughout his life. These veil-rending Ilhamat encompass wide spectrum of Islamic mysticism, disclose God's relation with mankind, His transcendence and immanence and the heart of man being the temple of Divine abode. An important handbook for the novices and wayfarers of Divine Path.

2002, 120 pages, Paperback. ISBN 969-8510-22-2.Price: Rs.100/-

---

MANAQIB-e-RUMI (URDU)

Muhammad Riaz Qadiri

The man who enriched humanity with his radiant life and mystical teachings born in 1207, underwent spiritual revolution in 1244, gave lasting message of Divine love to the world. Based on Aflaki's *Manaqibu'l-Arifeen*, the book represents anecdotal study in the spiritual life of Rumi. Each anecdote unfolds mystical concept, helps understand readers to look into their inmost beings for inner purification and Divine proximity. This is not philosophical or doctrinal study of Maulana Rumi; it exposes universal and timeless message of Islamic mysticism that has been illustrated and enshrined in the splendid life of one of the greatest Sufi saints of Islam.

2002, 689 pages, Hardback. Price Rs.225/-

Marfat.com

QASIDAH GHAUSIA, ENGLISH TRANSLATION WITH INTERPERTATION.

This is a wine Ode for the wine dealers, wine drinkers and tavern-hunters who are aspirants to drink primordial wine of Divine unity from the well-spring of the celestial cupbearer, the Holy Prophet (PBUH) through the mediation of Ghaus-e-Azam Hazrat Shaikh Syed Abdul Qadir Jiliani (RA). This is the first attempt, ever made in English language, to satiate the spiritual thirst of the English readers and for the benefit of the Muslim and non-Muslim world. It gives deep insight to understand the mysterious world of Islamic mysticism (*Tasawwuf*). The Qasidah has been a part of litanies (*award*) of the spiritual elite for centuries together.

2002, 150 pages, paperback. ISBN 969-8510-23-0. Price Rs.100/-

---

SAYINGS AND TEACHINGS OF THE GREAT MYSTICS OF ISLAM.

Muhammad Riaz Qadiri.

It is commonly held that he who has no spiritual Guide has no religion and he who has no Shaikh has Satan for his Shaikh Sayings and discourses of *auliya Allah* are the outcome of their enlightened states and their souls influence the readers deeply. Large amount of literature enumerates virtues and blessings of reading them. They make the readers God wary, adherents to Shariah and impart deep insight into the fathomless sea of Islamic mysticism. This work comprises sayings and teachings of 101 celebrated mystics of Islam from the earliest time to date, collected and selected meticulously from their prose, poetical works, speeches, letters and parlances etc. Each talk reflects divine radiance, inspiration and uniqueness of mystical journey undertaken by each saint and imparts guidance and education to the seekers of Truth. It serves as handbook for the novices, votaries of Sufi saints, and people of mystical persuasion. Presented in easy and readable English language.

2003, 2vols Paperback. ISBN 969-8510-24-9. Price: Rs. /-each vol, Pages 342

IRFAN-E-ILAHI (Urdu)

Muhammad Riaz Qadiri

If the companionship (*suhbat*) of the radiant mystics is not available, their discourses serve as 'Pir of Converse', help in eradicating outer and inner vices, appetitive desires, purify material ego and soul. Thus it is virtuous and rewarding to read spiritual lives

Marfat.com

and teachings of the great mystics of Islam. A blessing in disguise, their study at least illumines and helps understand spiritual aspect of Islam and makes one adherent to Shriah.

The book incorporates not exhaustive, but selective study in the teachings and education of sixty one top ranking *auliya Allah* pertaining to prominent Sufi order of Islam across the world. The book is neither biographical nor critical in its approach, but it serves as handbook for the voyagers of Sufi Path and is highly informative and illuminative Guide for the common man. 2003. 442p. Hardbound. Price:-

---

SHAIKH AKBAR MUHYIDDIN IBN ARABI:
Life and Thoughts (Urdu)
Muhammad Riaz Qadiri

Ibn-Arabi's metaphysics has, on one hand asserted his supremacy in the realm of Sufism, and his doctrine of sainthood cast profound spiritual influence on others for the past eight centuries. It proved its divine origin and heritage of the Holy Prophet (PBUH) totally unalloyed and unadulterated system of esoteric and spiritual aspect of Islam. "I only speak of what I taste", says he. Thus whatever he wrote, was the result of his mystical illumination and divine inspiration, certainly not fantasies nor imagination like that of Wordsworth but his genuine spiritual perceptions.

Uniqueness of his life illustrates miraculous flight to celestial spheres and incessant esoteric encounters with the departed souls and the Apostle which were the major source of his revelation, unveiledness, making him an ocean of divine knowledge without shore, ' the animator of religion', and the Greatest Shaikh destined to fulfill an eminent function in the history of Islamic Sufism.

The book speaks of his amazing spiritual autobiography revealed in his writings, explains his spiritual teachings, and doctrine which he experienced and transmitted to the coming generations. But the work is neither exhaustive, nor critical study of his thoughts; rather a glimpse to peep into a bottomless sea of divine knowledge. Basically the work is biographical in nature tracing virtues (*manaqib*) of the Great Shaikh. The book too attempts briefly pathetic, political, cultural, and religious history of Andalusia since the advent to the end of Muslim rule.

Still the work is not mere a theoretical and speculative treatise, but an interesting, instructive and illuminative Guide for the seekers of the Truth written in intelligible Urdu language. (In Press)

Marfat.com

GHAUSUL –AGHAIS (Urdu)

It is a revised, improved, and enlarged Urdu edition, of the book "Sultan of the Saints" – life time and teachings of Hazrat Shaikh Syed Abdul Qadir Jilani (R.A) for the Urdu speaking world. Enlargement, and revision is highly meticulous making study more comprehensive and more interesting covering almost all the aspects of life of the great Ghaus. It creates enormous amount of awareness in the area of mystical dimension of Islam through the life of unique spiritualist. An indispensable book for the wayfarers of mystical path. (In Press)

Marfat.com

الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

مناقبِ رومی

مولانا رومؒ کی روحانی اور باطنی زندگی کی ایک جھلک

تالیف

محمد ریاض قادری

ناشر

پروگریسو بکس

اردو بازار، لاہور

فون: ۷۳۵۲۷۹۵

Marfat.com

Marfat.com

محمد ﷺ

رسول اکرم کی صحبتیں

شمع شبستان رضا

حرز سلیمانی

شمائل ترمذی

لالہ زار

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ

تاریخ الخلفاء

ہشت بہشت

عنصر صابری

تذکرہ اولیائے پاک و ہند

مصباح اللغات

تذکرۃ الاولیاء

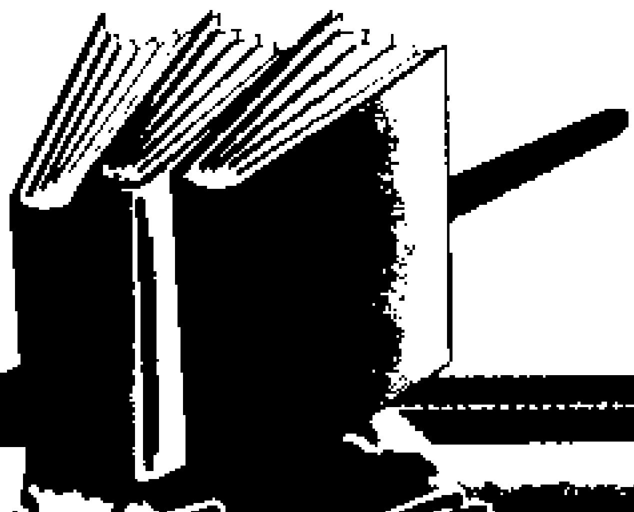

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ ۔ اردو بازار ۔ لاہور

Marfat.com